ان نشا نخسف بهم الارض او نسقط علیهم کسفا من السماء (سبا ع ۱۰)	ایسا اور آیت مین فرمایا ہے کہ یہ ظالم اس سزا کے لائق ہین کہ اگر ہم چاہین تو ان ظالمون کو زمین مین دہنسا دین یا انپر آسمان کا ٹکڑا گرا دین
ولو نشاء لطمسنا علی اعینهم فاستبقوا الصراط فانی یبصرون ۰ (یس ۴)	ایک اور آیت مین ہے ۔ ہم چاہین تو ان کی آنکھون کو مٹا دین ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ سابق ۔ عاجز و قاصر ہے ۔ اُکی حقیقت کو نہیں پہنچکر اور سمجھکر محال قرار نہین دیتی (جیسے ید وغیرہ خدا کے صفات ہین) اور محال وہ امور ہین جنکی کنہ و حقیقت پر عقل احاطہ کر چکی ہو اور اسلیئے اسکو ناممکن الوقوع و محال قرار دیتی ہو ۔ (اصل چہارم منجملہ اصول مباحثہ اقوام غیر حصّہ جلد ۱۹ مین ملاحظہ ہو)

بنا و علیہ اہل اسلام کے نزدیک متشابہات کے لیئے یہ شرط لازم ہے کہ وہ ممکنات سے ہون اور عقل انسانی اُنکی کنہ و حقیقت کو پہنچکر اُنکو ناممکن الوقوع و محال قرار نہ دیتی ہو اور نیز وہ محکمات قرآن و حدیث کے مخالف نہون اور خدا تعالےٰ کے لیئے والد یا فرزند تجویز کرنا ایسا محال و باطل معلوم البطلان ہے کہ عقل انسانی بھی اسکو محال جانتی ہے اور خدا تعالیٰ کی صمدیت اور احتیاج زن و فرزند سے پاکی و قدوسیت کی مخالف قرار دیتی ہے اور محکمات قرآن مثال آیت مذکورہ بالا وغیرہ بھی اسکو رد کرتے ہین قرآن اور اسلام اسی صمدیت اور قدوسیت خدا تعالیٰ کے اظہار کرانیکو بمقابلہ یہود و نصاریٰ قایم ہوئے ہین ۔ اور اگر بمقابلہ آیات محکمات قرآن جو خدا تعالےٰ کی لم یلد کو ثابت کرتی ہین اور اسکا الصمد لم یلد ولم یولد ہونا ظاہر کرتی ہین ۔ مرزا کے خطاب مین خدا تعالےٰ کا یہ الہام کہ تو میرے لیئے بمنزلہ اولاد ہے واقعی منجانب خدائے رحمان نہ منجانب شیطان فرض و تسلیم کیا جائے اور اسکو منجملہ متشابہات قرار دیا جائے تو پھر اسلام و [illegible] اور اسلام و یہودیت نصرانیت مین فرق ہی کیا رہ گیا ۔

مرزائی پارٹی مین کوئی اہل علم ہو اور سمجھ عقل سے کچھ حصہ رکھتا ہو تو وہ صرف اسی ایک ہی بولے مرزا کو منکر اور اسکے رد مین ہماری بیان کو پڑھکر مرزا کے دام تزویر سے نجات پائے اور اسکو دونو ہاتھ سے سلام کہکر الگ ہو جائے ۔ مگر مرزا کے مریدی و تقلید نے اکثر ان لوگون کے علم پر پردہ ڈال رکھا ہے اور انکے سمجھ و حواس کو انسے چھین لیا ہے ۔ انکے دل مین

لهم قلوب لا یفقهون بها ولهم اعین لا یبصرون بها ولهم اذان لا یسمعون بها اولئک کالانعام بل هم اضل (اعراف ۲۳)	پردہ ہے انسے کچھ نہین سمجھتے آنکھین ہین پر وہ انسے کچھ نہین دیکھتے ۔ کان ہین پر انسے کچھ نہین سنتے وہ لوگ

ولو نشاء لمسخناهم على مكانتهم
فما استطاعوا مضيا ولا يرجعون
(يس ع ۴)

ولو يؤاخذ الله الناس بظلمهم
ما ترك عليها من دابة (نحل ع ۸)

ولو يؤاخذ الله الناس بما كسبوا
ما ترك على ظهرها من دابة (فاطر ع ۵)

فكلا اخذنا بذنبه فمنهم من
ارسلنا عليه حاصبا ومنهم
من اخذته الصيحة ومنهم من
خسفنا به الارض ومنهم من
اغرقنا (عنكبوت ع ۴)

پھر راستہ کی طرف دوڑین تو بھی کیونکر دیکھتے ہین اور اگر ہم چاہین تو انکو انکی جگہ مین دھنسا دین پھر نہ چل سکین گے اور نہ پھر سکینگے۔

ایک اور آیت مین فرمایا ہے کہ اگر خدا تعالے ظالمون کو ظلم پر پکڑے تو زمین پر ایک چلنے والا نہ چھوڑے

ایسا ہی ایک اور آیت مین یہ ارشاد ہے۔ ایک اور آیت مین اس سزا کا وقوع بھی زمانہ سابق مین بتایا اور فرمایا کہ ہمنے ہر ایک سرکش کو اسکے گناہ پر پکڑا پھر کسی پر پتھر برسائے اور کسیکو چنگھاڑ سے پکڑا اور کسی کو ہم نے زمین دھنسا یا اور کسیکو ہم نے دریا مین ڈبویا۔

جن لوگون پر سابق زمانہ مین ان سزاؤن کا وقوع ہوا انکے دعاوی وظلم وعادی ومظالم مرزا سے بڑھکر نہ تھے بلکہ بعض دعاوی مرزا ان سب کے دعاوی سے بڑھکر ہین خدا کا بیٹا یا خود خدا ہونے کا دعوے تو پہلے زمانون مین بھی ہوا ہے مگر خدا کے باپ ہونے کا دعوے مرزا سے پہلے کسی نے نہین کیا اسکی سزا مین اگر صرف طاعون نازل ہوا۔ تو یہ کونسے تعجب کا محل ہے۔

یہ دعاوی مرزا تو بہت بڑے بھاری دعوے ہین اسکا صرف ایک یہ چھوٹا دعوے کرنا کہ مجھے خدا تعالے کی طرف سے الہام ہوتا ہے اور مجھے شرف وحی ومکالمہ الہی حاصل ہے پھر اس دعوے کو نبھانے اور سچا کر دکھانے کے لئے بحکم قاعدہ مسلمہ و تجربہ دنیا کہ جب انسان ایک جھوٹ بولتا ہے تو پھر اوس جھوٹ کو سچ بنانے کے لئے اسکو بہت جھوٹ بولنے پڑتے ہین اسکو نئے سے نئے دن جھوٹے الہامات گھڑنا اور جھوٹی پیشگوئیان کرنا اور ہر روز میدان دنیا مین شرم کا نقاب اٹھا کر اشتہارات و رسالجات کے ذریعہ انکو مشتہر کرانا پڑا جنکی تعداد وہ ہزار تک پہنچا چکا ہے ازانجملہ ڈیڑھ سو کی تفصیل کا دعوے وہ رسالہ نزول المسیح مین کر چکا ہے۔

اور ان سب مفتریات الہامات اور پیشگوئیوں میں سے زیادہ تر مشہور اسکے یہ چار الہامات ہیں (۱) اسکے گھر میں ایک ایسا اور ویسا فرزند (جسکی تعریفیں اوسنے آسمان و زمین کے قلابے ملائے ہیں) پیدا ہوگا۔ (۲) عبداللہ آتھم اسقدر عرصہ میں فوت ہو جائیگا (۳) لیکھرام اسقدر مدت میں ہلاک ہوگا (۴) مساۃ محمدی بیگم سے مرزا کا نکاح ہوگا۔ (یہ ہوگا کیا آسمان پر تو ہو ہی چکا ہے۔ چنانچہ الہام زوجنکھا شاہد ہے) اور اگر بجائے مرزا کسی دوسرے شخص سے اسکا نکاح ہوا تو وہ دوسرا اڑھائی برس میں فوت ہو جائیگا۔ ان ہی مفتریات کے سلسلہ میں اسکا یہہ پانچواں الہام ہے کہ پنجاب میں طاعون پڑیگا۔ جسکو بعد الوقوع اسنے اپنی کرامت بنا لیا۔ یہ ایسا سخت ظلم* اور ایسا سنگین جرم ہے کہ اس جرم کے ترکیب اور اسکے معاون و مصدق طاعون سے ہلاک ہوجاویں تو یہ اسکی ایک ادنےٰ سزا ہے۔ مرزا کا اس دعوے الہام میں جھوٹا ہونا اور اسکے اُن الہامات اربعہ مذکورہ میں سے ایک کا بھی سچا نہ نکلنا ہمارے رسالہ اشاعۃ السنۃ کی جلد ۱۵ و ۱۶ وغیرہ میں آفتاب نیمروز کی طرح ثابت ہوچکا ہے جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اگرچہ مرزا کے گھر میں چار لڑکے ہیں مگر وقت اور شروط الہام کے مطابق ایک بھی نہیں ہوا۔ اور عبداللہ آتھم اور لیکھرام بھی گو فوت ہوچکے ہیں مگر وقت الہام کے مخالف نہ مطابق اور شوہر ثانی زوجہ آسمانی مرزا تو ابتک دندنا رہا اور مزے اڑا رہا ہے۔

اور مولوی ثناء اللہ صاحب مولوی فاضل امرتسری نے بھی اُن الہامات اربعہ وغیرہ مرزا پر ایک مستقل رسالہ الہامات مرزا میں عجیب بحث کی ہے جسمیں یہ ثابت کیا ہے کہ منجملہ ان الہامات کے ایک بھی سچا نہیں نکلا اور اس رسالہ کے جواب لکھنے پر مرزا کو پہلی دفعہ پانسو روپیہ

* قرآن مجید میں بہت سی آیات اس مضمون کی موجود ہیں کہ الہام کا جھوٹا دعوےٰ کرنیوالے سے بڑھکر کوئی ظالم نہیں۔ فمن اظلم ممن افترى على الله كذبا او قال اوحى الى ولم يوح اليه شئ (انعام ع ۱۱)
یعنے اس شخص سے بڑھکر کون ظالم ہے جو خدا تعالےٰ پر افترا کرے۔ یا یہ کہے کہ میری طرف وحی ہوتی ہے۔ حالانکہ اسکی طرف کچھ وحی نہوا ہو ۱۲

دوسری دفعہ ایک ہزار روپیہ انعام کا وعدہ بھی دیا۔ مگر مرزا اور اوسکے پارٹی کی طرف سے ابتک مولوی امرتسری کے بحث و دلائل کا کوئی جواب نہیں نکلا۔ ہمارے جلد ۱۵۔ ۱۶ کے جواب میں تو انہوں نے ایک لفظ بھی منہ یا قلم سے نہیں نکالا۔ مولوی امرتسری کے مقابلہ مین رسالہ اعجاز احمدی اور رسالہ مواہب الرحمن شائع کیا ہے مگر انمین کسی الہام و پیشگوئی پر نکتہ چینی مولوی امرتسری کا کوئی جواب نہیں دیا صرف گالی گلوچ اور لعنت ملامت سے کام لیا ہے۔ چنانچہ صفحہ اعجاز احمدی مین لکھا ہے کہ مولوی ثناء اللہ سچے ہیں تو قادیان مین آکر کسی پیشگوئی کو جھوٹی تو ثابت کرین اور پھر مین لکھا ہے کہ مولوی ثناء اللہ نے موضع مد مین بحث کے وقت یہی کہا تہا کہ سب پیشگوئیان جھوٹی نکلین اسلئے ہم انکو مدعو کرتے ہین۔ اور خدا کی قسم دیتے ہین کہ وہ اس تحقیق کے لئے قادیان مین آوین اور تمام پیشگوئیون کی پڑتال کرین اور ہم قسم کھا کر وعدہ کرتے ہین کہ ہر ایک پیشگوئی کی نسبت جو منہاج نبوت کے رو سے جھوٹی ثابت ہو ایک ایک سو روپیہ انکی نذر کرینگے ورنہ خاص تمغہ لعنت کا لنکے گلے مین رہیگا۔ اور اگر میرے اس بیان کی طرف توجہ نہ کرین اور اس تحقیق کیلئے بپابندی شرائط مذکورہ قادیان مین نہ آئین تو ہم لعنت ہے اس لاف و گزاف پر جو انہوں نے مد مین مباحثہ کے وقت کی اور سخت بے حیائی سے جھوٹ بولا وہ انسان کتون سے بدتر ہوتا ہے کہ جو بے وجہ بھونکتا ہے" صفحہ ۹ الہامات مرزا کے حاشیہ مین یہ الفاظ بھی درج ہین خبیث سور کتا بدذات گوہ خور گدھا وغیرہ۔ ناظرین ان ناپاک الفاظ مرزا کا اسکے اوس الہام سے جسکے یہ الفاظ ہین **یا احمد فاضت الرحمۃ من شفتیک** یعنے یا احمد تیری ہونٹون پر رحمت جاری ہے موازنہ کرین۔ اور انصاف سے داد دین کہ کیا رحمت اسیکا نام ہے کہ انسان مباحثہ مین اپنے مخاطب کو کتے سے تشبیہ دے سور کتا کہے۔ ناظرین جو شخص کسی کو کتا کہے وہ اسکو دس بار کتا کہہ سکتا ہے۔ مگر شرافت اور انسانیت سے یہ امر نہایت بعید ہے مولوی امرتسری کی فراخ حوصلگی اور عالی ہمتی کو دیکھو کہ ان الفاظ کے مقابلہ مین انہون نے مرزا کو نہ کتا کہا نہ بیحیا بنایا نہ کسی اور نامناسب الفاظ سے مخاطب کیا۔ اور مرزا کی دعوت پر وہ تن تنہا بلا رفاقت و معیت

نوٹ (ا) یہ لفظ تمغہ مرزا کے رسالہ مین درج ہے اور صحیح لفظ تمغہ ہے ۱۲

دیگر مباحثین علمار قادیان مین جا پہنچے اور ان پیشگویون کی نسبت اپنے خیالات کے اظہار و تحقیق
کے خواستگار ہوئے مگر چونکہ مرزا کی وہ دعوت صرف گیدڑ بھبکی تہی اسکو یہ امید نہ ہتی کہ مولوی امرتسری
دروغگو را تا بخانہ باید رسانید" پر عمل کرنے کو قادیان مین پہنچکر مرزا کو حرم سرا مین معتکف بنا دینگے۔
لہذا مولوی امرتسری کا قادیان مین پہنچنا سنکر مرزا کے اوسان جاتے رہے اور وہ ہوش و حواس
باختہ ہوگیا۔ اور اوسکو بغیر اسکے کچہہ نہ سوجہا اور کوئی ملجا و ماویٰ نظر نہ آیا کہ وہ حرم سرا مین
جا چھپا اور میدان مناظرہ مین نہ آیا اور گہر مین بیٹھے بیٹھے اس مضمون کا رقعہ لکھہ دیا کہ مین بحث
و مناظرہ نہ کرونگا کیونکہ مین انجام آتہم مین خدا تعالےٰ سے قطعی عہد کرچکا ہون کہ ان لوگون سے
کوئی بحث نہین کرونگا۔ یہان فرط دہشت و خوف مباحثہ مولوی امرتسری سے یا دروغگو را
حافظہ نباشد کے تقاضا سے مرزا اپنے آئینہ کمالات کا یہ الہام یا علی دعہم ذراعتہم انصارہم
پیش کرنا بہول گیا۔ اور یہ لکھا کہ مولوی ثناء اللہ دو سطرون مین اپنا اعتراض پیش کرین اور
منہ سے ایک کلمہ نہ کہین صم بکم ہوکر بیٹھے رہین مین اسکا جواب تین گھنٹہ مین دونگا۔ ناظرین خدا
کے لیئے انصاف سے داد دین کہ جس تحقیق و پرتال کے لیئے مرزا نے مولوی امرتسری کو بلایا تہا وہ
اسطرح ہوا کرتی ہے اور جس ثبوت کا وہ اسنے صلا اعجاز احمدی مین طالب ہوا تھا اسکی صرف
ایک یہی صورت ہے کہ دو سطر مین اعتراض لکھکر معترض چپکا ہو رہے مرزا کی تقریر تو شیطان کی آنت
ہوتی ہے۔ اس سے کبہی کوئی نتیجہ صحیح نہین نکل سکتا ہے۔ جبتک کہ اس تقریر کے حرف حرف پر
نکتہ چینی نہو اور تحقیق و پرتال کنندہ اپنی نکتہ چینی کا خود ثبوت بدلائل پیش نہ کرے۔
ان پیشگویون یا یون کہین کہ دروغگویون کی تحقیق اور انپر بحث کرنے سے تو یہ لوگ یون جان
چہوڑاتے اور جی چراتے ہین مگر بار بار انکی وقوع کا دعوے زبان پر لانے سے شرم نہین کرتے ہر
موقعہ لاف زنی پر ان پیشگویون کو پیش کرتے ہین۔ اور انصاف و شرم و حیا کو کام مین لاکر اتنا نہین
سوچتے کہ ہمارے خصم مخالف تو ان پیشگویون کا دروغ ہونا ثابت کرچکے ہین ہم ان دلائل کا جواب
تو کچہہ نہین دیتے پہر ان پیشگویون کو زبان یا قلم پر کیون لاتے ہین۔ انمین یہ سوچ و شرم

سمجا وہ تو برطبق مثل الٹا چور کوتوال کو ڈانٹے اس پیشگوئیوں کے منکروں اور مخالفوں کو شرماتے او
ان پر جھنجلاتے اور یہ فرماتے ہیں (چنانچہ خلیفہ دوم مرزا نے کتاب صیانۃ الناس کے صفحہ ۲۰-۱۹
مین لکھا ہے) ان دونو عبداللہ آتھم و شوہر ثانی سے متعلق پیشگوئیوں کی صدق کی نسبت واضح طور
پر علی منہاج النبوۃ و علی منہاج اصول المسلمین کھولکر صدہا اشتہارات اور متعدد رسائل میں بحجت
و برہان بیان کیا گیا مگر آپ مرغے کی ایک ٹانگ کہے جاتے ہین۔ ان دو لون پیشگوئیون
مین وہی تاویل کی جاتی ہے جو علی منہاج النبوۃ ہی ہے مطابق ویعلمک من
تاویل الاحادیث۔ ان فقرات کو پڑھکر مجھے یہ شعر یاد آیا ہے وکنت اری زیدا کما قیل سیدا
اذا انہ عبد القفا و اللہازم۔ اور میرا خیال بھی خیال شاعر شعر مذکور کے مطابق غلط نکلا مین تو
خلیفہ دوم مرزا کو کسیقدر اہل علم سمجھتا تھا مگر وہ تو وہی وَتَسَلْ وَالِیْ مُلَّا¹ نکل آیا۔
جو تاویل موت شوہر ثانی منکوحہ آسمانی کی کیجاتی ہے وہ تاویل الاحادیث حضرت یوسف کی نظیر
ہو تو آیندہ خاکسار مرزا کے مقابلہ مین ہتھیار ڈال دیگا۔ اور قلم کو توڑ ڈالیگا جو صدہا اشتہار اور
متعدد رسائل آپ کی طرف سے شائع ہوئے ہین۔ ان مین وہ تاویل مجھے نظر نہین آئی۔ آپ
میدان مناظرہ مین اترین اور مباحثہ سے ثابت کرین کہ وہ تاویل۔ تاویل الاحادیث یوسفی کی نظیر
ہے۔ مباحثہ سے اگر تم کہالی یا الہام میں اسکی مخالفت آچکی ہے تو آپکے پیر و مرشد کے لیے نہ آپ
کے لیے۔ پس آپ دیر نہ کرین غریب خانہ پر تشریف لاوین اور جتنا عرصہ گفتگو رہے یہین رہین
اور یہین دونو وقت ماحضر تناول فرماوین گفتگو کے وقت صرف یہ خاکسار ہوگا اور آپ اور جانبین
کے بیان کو قلمبند کیا جائیگا۔ پس اگر میدان آپکے ہاتھ مین رہا تو اسکا نتیجہ اور تسلیم کیا گیا ہے
اور اگر آپ سے ثابت نہو سکا کہ یہ تاویل تاویل الاحادیث یوسفی کی نظیر ہے تو آپ کو مرزا کا اتباع
چھوڑنا پڑیگا۔ یا وَتَسَلْ وَالِیْ مُلَّا کا خطاب قبول کرنا ہوگا۔
اس مباحثہ اور تصفیہ کے بغیر آپ لوگ ان پیشگوئیون کا نام لینگے اور کسی تحریر یا تقریر مین انکا ذکر کرینگے
تو پھر اب لوگو پر بے شرمی کا الزام قائم ہوگا۔ ان پیشگوئیون کے مقابلہ مین ہمارا عجز و انکار کرنا

¹ وَتَسَلْ وَالِیْ مُلَّا کی شرح و معنے و مثال نمبر ۱۱ جلد ۱۹ مین دیکھو ۱۲

اور آپکے مرغ کی ایک ٹانگ بلکہ اسکو بے ٹانگ بتانا صحیح ہوگا - کیونکہ ہم اسکا ثبوت دے چکے اور دلائل سے بتا چکے ہین کہ آپکا مرغ لنگڑا ہے اسکی ایک ٹانگ بھی سالم نہین - یہ **پہلی چار پیشگویون** کے افترا ہونیکا اجمالی ثبوت ہے - اب رہی پیشگوئی پنجم **متعلق طاعون** سو اس سے اسمقام مین **بحث کی جاتی** ہے جو اس مضمون کا اصل مقصود ہے -

پس واضح ہو کہ جسقدر جھوٹ و افترا دھوکہ دہی و فریب بازی سے اس الہام و پیشگوئی متعلق طاعون مین مرزا نے کام لیا ہے اسقدر جھوٹ فریب دھوکہ و افترا اوسکی پہلی پیشگویون (متعلقہ موت آتھم و موت لیکھرام و موت شوہر ثانی منکوحہ آسمانی - و تولد فرزند الہامی) مین پایا نہین جاتا - اس امر کو شاید مرزا نے آخری موقعہ دروغ گوئی و دہوکہ دہی سمجھا ہے اسلیئے اسمین ساری قوت دھوکہ دہی کو خرچ کر دیا ہے - اس امر کا ثبوت ناظرین توجہ سے سنینگے تو امید نہین کہ پھر مرزا کے دہوکہ بازی سے انکو شک تردد باقی رہجائے -

پس بگوش ہوش و توجہ سننا چاہیئے کہ مرزا نے بمبئی وغیرہ طاعون کا واقع ہونا اور تیزی کے ساتھ اسمین ترقی کرنا اخبارون مین پڑہا تو بقیاس و بحکم قاعدہ تعدیہ امراض متعدیہ اسکو یقین ہوگیا کہ ایک نہ ایک دن پنجاب مین بھی طاعون آئیگا یہ سمجھکر اسنے یہ ٹھان لیا کہ چلین اس واقعہ کو بھی احمقون کے پھنسانے کے لیئے اپنا جال بناوین اور عقل کے اندہے گانٹھ کے پورے اشخاص مین کوئی نہ کوئی اسکو تو سیدھا کرین - ایسے نازک و خوفناک واقعہ کو اپنے کام سے کیون خالی و بیکار جانے دین - یہ سوچکر اسنے پہلے ایک گول مول الہام گھڑا جب اسمین وہ کسیقدر کامیاب ہوا یعنے بعض حمقاء نے اسکو قبول کر لیا تو پھر جون جون واقعات پیش آتے گئے تون تون اس گول الہام کے وہ پہلو بدلتا اور گرگٹ کی طرح اسپر نیا رنگ چڑہاتا گیا - یہانتک کہ چوتھے سال صاف کہدیا کہ یہ طاعون مجھے مسیح نہ ماننے کی سزا ہے اس سے وہی شخص بچیگا جو مجھے مسیح موعود مان لیگا - مگر اب بھی ان لوگون کی طرف سے جو مرزا کو مسیح مانکر بھی طاعون سے ہلاک ہوئے ہین یا آئیندہ ہونگے - ان چار عذرون کی جگہ اوسنے رکھ لی ہے (۱) کہ گو وہ لوگ زبان سے مجھے مسیح مانتے تھے مگر دل سے

نہ مانتے تھے اور وہ منافق تھے۔ (۲) وہ میری چار دیواری میں آکر پناہ گزین ہوئے تھے (۳) لوگ شاذ و نادر ہیں اور مخالفوں کی نسبت کم ہیں والنادر کالمعدوم (۴) جہاں ان عذرات میں سے کوئی عذر نہ چل سکا وہاں یہ عذر تو ضرور چل ہی جائیگا کہ ان لوگوں پر طاعون وارد ہونے کوئی وجہ مخفی ہوگی۔ جو خدا کے علم میں ہے ان عذرات کو مرزا نے رسالہ کشتی نوح میں ذکر کیا ہے اصل عبارت کشتی نوح کی نمبر ۵ پر آئے گی۔

واز انجا کہ اسکا وہ الہام منجانب خدا رحمن نہ تھا بلکہ محض افترا و احتلام شیطان تھا لہذا بحکم منطوق واجب الوثوق آیت ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ اسکے ہر ایک پہلو اور ہر ایک رنگ میں اسقدر اختلاف وقوع میں آیا کہ جس شخص کے دل میں ایک ذرہ فہم اور دماغ میں شمہ عقل ہوگی وہ اس اختلاف سے یقینا نتیجہ نکال لیگا کہ وہ الہام رحمانی نہیں افترا شیطانی ہے۔ پس واضح ہو کہ طاعون کے متعلق مرزا نے (سات) اشتہارات و تحریرات شائع کئے ہیں جو ایک دوسرے کے مکذب ہیں اور ہر ایک بجائے خود بھی محض دروغ بیفروغ ہے اسکا سب سے پہلا وہ چار صفحہ کا اشتہار ہے جسکا عنوان اور صورت یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

قل ما یعبأ بکم ربی لولا دعاؤکم

طاعون

اس اشتہار میں گورنمنٹ اور پبلک کے نوٹس اپیل چند فقرات میں جنپر ہم اپنی طرف سے نمبر لگا کر اصل اسکے الفاظ نقل کرتے ہیں۔

(۱) اس مرض نے جسقدر بمبئی اور دوسرے شہروں اور دیہات پر حملے کئے اور کر رہی ہے انکی کیفیت کی

ضرورت نہیں۔ دو سال کے عرصہ مین ہزار ون بچے اس مرض سے یتیم ہو گئے اور ہزار ہا گھر ویران ہو گئے۔ دو دوست اپنے دوستون سے اور عزیز اپنے عزیزون سے ہمیشہ کے لئے جدا ہو گئے۔ اور ابہی انتہا نہیں۔ کچھ شک نہین کہ ہماری گورنمنٹ محسنہ نے کمال ہمدردی سے تدبیرین کین اور اپنی رعایا پر نظر شفقت کرکے لکہو کہا روپیہ کا خرچ اپنے ذمہ ڈال لیا اور قواعد طبیہ کے لحاظ سے جہانتک ممکن تہا ہدایتین شائع کین مگر اس مرض مہلک سے ابتک کلی امن حاصل نہین ہوا بلکہ بمبئی مین ترقی پر ہے اور کچھ شک نہین کہ ملک پنجاب بھی خطرہ مین ہے۔ ہر ایک کو چاہیئے کہ اسوقت اپنی اپنی سمجہہ اور بصیرت کے مواقف نوع انسان کی ہمدردی مین مشغول ہو کیونکہ وہ شخص انسان نہین جسمین ہمدردی کا مادہ نہ ہو۔ اور یہ امر بھی نہایت ضروری ہے کہ گورنمنٹ کی تدبیرون اور ہدایتون کو بدگمانی کی نظر سے نہ دیکہا جائے۔ غور سے معلوم ہوگا کہ اس بارے مین گورنمنٹ کی تمام ہدایتین نہایت احسن تدبیر پر مبنی ہین۔ گو ممکن ہے۔ کہ آئندہ اس سے بھی بہتر تدابیر پیدا ہون مگر ابہی نہ ہمارے ہاتھ مین نہ گورنمنٹ کے ہاتھ مین ڈاکٹری اصول کے لحاظ سے کوئی ایسی تدبیر ہے کہ جو شائع کردہ تدابیر سے عمدہ اور بہتر ہو۔

(۲) آج جو ۶ فروری ۱۸۹۸ء روز یکشنبہ ہے مینے خواب مین دیکھا کہ خدا تعالےٰ کے ملائک پنجاب کے مختلف مقامات مین سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہین اور وہ درخت نہایت بدشکل اور سیاہ رنگ اور خوفناک اور چہوٹے قد کے ہین مینے بعض لگانیوالون سے پوچھا کہ یہ کیسے درخت ہین تو انہون نے جواب دیا کہ یہ طاعون کے درخت ہین جو عنقریب ملک مین پھیلنے والے ہین۔ میرے پر یہ امر مشتبہ رہا کہ اوسنے یہ کہا کہ آئندہ جاڑے مین یہ مرض بہت پھیلے گا۔ یا یہ کہا کہ اسکے بعد کے جاڑے مین پھیلے گا لیکن نہایت خوفناک نمونہ تہا جو مینے دیکھا اور مجھے اس سے پہلے طاعون کے بارے مین الہام بھی ہوا اور وہ یہ ہے ان اللّٰہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم انہ اوی القریۃ یعنے جب تک دلون کی وبا معصیت دور نہ ہو تب تک ظاہری وبا بھی دور نہین ہوگی (الحکم) اور حقیقت دیکہا جاتا ہے کہ ملک مین بدکاری کثرت سے پہیل گئی ہے اور خدا تعالےٰ کی محبت ٹھنڈی ہو کر ہوا و ہوس کا ایک طوفان برپا ہو رہا ہے۔ اکثر دلون سے اللہ جلشانہ کا خوف اٹھ گیا اور وباؤن کو ایک معمولی

تکلیف سمجھا ہے جو انسانی تدبیروں سے دور ہو سکتی ہے۔ ہر ایک قسم کے گناہ بڑی دلیری سے ہو رہے ہیں اور قوموں کا ہم ذکر نہیں کرتے۔ وہ لوگ جو مسلمان کہلاتے ہیں انہیں سے جو غریب اور مفلس ہیں اکثر انہیں سے چوری اور خیانت اور حرام خواری میں نہایت دلیر پائے جاتے ہیں۔ جھوٹھ بہت بولتے ہیں اور کئی قسم کی خسیس اور مکروہ حرکات ان سے سرزد ہوتی ہیں اور وحشیوں کی طرح زندگی بسر کرتے ہیں۔ نماز کا تو ذکر کیا کئی کئی دنوں تک مونھ بھی نہیں دہوتے اور کپڑے بھی صاف نہیں کرتے اور جو لوگ امیر اور رئیس اور نواب یا بڑے بڑے تاجر اور زمیندار اور ٹھیکہ دار اور دولتمند ہیں وہ اکثر عیاشیوں میں مشغول ہیں اور شراب خواری اور زناکاری اور بد اخلاقی اور فضول خرچی انکی عادت ہے اور صرف نام کے مسلمان ہیں اور دینی امور میں اور دین کی ہمدردی میں سخت لاپروا پائے جاتے ہیں۔

(۴) اب چونکہ اس الہام سے جو ابھی میں نے لکھا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ تقدیر معلق ہے اور توبہ اور استغفار اور نیک عملوں اور ترک معصیت اور صدقات اور خیرات اور پاک تبدیلی سے دور ہو سکتی ہے۔ لہذا بندگان خدا کو اطلاع دیجاتی ہے کہ سچے دل سے نیک چلنی اختیار کریں اور بھلائی میں مشغول ہوں اور ظلم اور بدکاری کے تمام طریقوں کو چھوڑ دیں مسلمانوں کو چاہیئے کہ سچے دل سے خدا تعالیٰ کے احکام بجا لاویں۔ نماز کے پابند ہوں۔ ہر ایک فسق و فجور سے پرہیز کریں۔ توبہ کریں اور نیک بختی اور خدا ترسی اور اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہوں۔ غریبوں اور ہمسایوں اور یتیموں اور بیواؤں اور مسافروں اور درماندوں کے ساتھ نیک سلوک کریں اور صدقہ اور خیرات دیں اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں اور نماز میں اس بلا سے محفوظ رہنے کے لئے رو رو کر دعا کریں پچھلی رات اُٹھیں اور نماز میں دعائیں کریں غرض ہر قسم کے نیک کام بجا لائیں اور ہر قسم کے ظلم سے بچیں اور اس خدا سے ڈریں کہ جو اپنے غضب سے ایک دم میں ہی دنیا کو ہلاک کر سکتا ہے۔ میں ابھی لکھ چکا ہوں کہ یہ تقدیر ایسی ہے کہ جو دعا اور صدقات اور خیرات

اور اعمال صالحہ اور توبہ نصوح سے ٹل سکتی ہے اسلیئے میری ہمدردی نے تقاضا کیا کہ مین عام لوگون کو اس سے اطلاع دون "

اس اشتہار کے فقرہ نمبر اول مین مرزا نے گورنمنٹ کو جہوٹ بولکر دہوکہ دیا ہے۔ زبان وقلم سے تدبیر گورنمنٹ کی حمایت کی ہے اور دل مین اسکے یہ مخفی تہا کہ یہ تدبیر محض لغو فضول ہے جسکا اظہار اسنے دلی زبان سے ۱۹۰۲ء مین بضمن رسالہ کشتی نوح اور مجمل کھلے طور پر ۱۹۰۳ء مین بضمن رسالہ مواہب الرحمن کیا۔ جن کی اصل عبارت اپنے نمبر ۶ و ۷ پر منقول ہونگی۔

اوسکی یہ دلیری دیکہکر بحکم ؎ ہ نیم بیضہ چو سلطان ستم روا دارد × زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ × اسکے خلیفہ دوم وسئل واتی بلا امر وہی نے رسالہ صیانۃ الناس کے صہ سطر ۳ و ۴ مین گورنمنٹ کو خوب شرمایا اور یہ الزام دیا ہے کہ اگر طاعون کا کوئی علاج مفید ہے تو وہی ایک ٹیکا آسمانی (مذکورہ کشتی نوح و دافع البلاء وغیرہ) جو اس ملہم نے تمام دنیا کے روبرو کیا ہے۔ پس یہ ملہم اگر مفتری تہا۔ تو اسقدر کامیابی اسکو کیون حاصل ہوئی اور اسکے مقابلہ تمام دنیا کو گورنمنٹ عالیہ تک ٹیکہ وغیرہ مین ناکامی کیون ہوئی۔ خلیفہ دوم مرزا کا گورنمنٹ کے موُنھ آنا اور گورنمنٹ کے مقابلہ مین مرزا کی کامیابی پر فخر کرنا اور گورنمنٹ کو یہ الزام دینا کہ اگر وہ مرزا کو دعویٰ مسیح موعود ہونے مین مفتری جانتی تو مرزا کے مقابلہ گورنمنٹ کو کامیابی نہونے کا کیون جواب نہین دیتی۔ یہ گورنمنٹ کی اسی لُٹّو پَچ بردباری کا نتیجہ و صلہ ہے جو مرزا کی سالہا سال کی منہ زوریون اور گورنمنٹ اور مسلمان رعایا گورنمنٹ کے مسلّم و مقدس پیشوا حضرت مسیح علیہ السلام کے حق مین سخت بدزبانیون اور دشنام دہیون پر پردہ کر رہی ہے اس دفعہ کے مقابلہ گورنمنٹ پر بھی گورنمنٹ نے سکوت اختیار کیا اور مرزا اور اسکے خلیفون کی اس شوخی سے طعن زنی کا نوٹس نہ لیا اور اُس سے اس الزام کا جواب طلب نہ کیا تو ائندہ اسکا نتیجہ بہت خوفناک نکلیگا۔

اور اس اشتہار کے فقرہ نمبر ۳ مین جو مرزا نے ایک خواب گھڑکر بیان کیا ہے وہ بہی محض کذب و مجموعہ افترارات شیطانی ہے جس سے عام لوگون کو دہوکہ دیکر اپنے دام تزویر مین پہنسانا مرزا کا مقصود ہے۔ اسمین ایک افترا تو یہ ہے کہ جو طاعون پہیلنے کا وقت آیندہ جاڑہ یا اسکے بعد کا جاڑہ اشتباہ کے ساتھ قرار دیا ہے اسکے افترا ہونے پر پہلی دلیل یہی اشتباہ رکھنا ہے۔ جو موقعہ رفتار طاعون کو دیکہکر اور وقت کی گنجایش رکھکر اختیار کیا گیا ہے۔ خدا تعالے ملہم الصادقین کی یہ شان و عادت نہین کہ جس بلا سے لوگون کو بچانا اور اوکے توبہ استغفار کو اس بچاؤ کا ذریعہ بنانا ہو اسکی میعاد کو تو بتائے مگر اسمین اشتباہ باقی رکہے
دوسری دلیل یہ کہ عموماً پنجاب مین طاعون کا پہیلنا نہ اس الہام کے متصل جاڑہ مین ہوا نہ اسکے بعد کے جاڑہ مین بلکہ وہ دونو جاڑون کے بعد چوتہے سال ۱۹۰۱ء مین ہوا چنانچہ مرزا کا اشتہار (نمبر ۳) مورخہ ۱۷ ماہ مارچ ۱۹۰۱ء شاہد ہے۔ اسمین وہ خود لکہتا ہے
۲۶ فروری ۱۸۹۸ء کو مین نے طاعون کے بارہ مین پیشگوئی کی تہی۔ وہ بلا جو نزدیک آگئی ہے خدا اوسکو دور کرے یہی وقت توبہ و استغفار کا ہے جب بلا نازل ہوگئی توپہر توبہ سے بہی فائدہ کم پہنچتا ہے۔ اب اس سیلاب پر جو کچی توبہ سے بند لگاؤ" ان الفاظ فقرات ثلثہ مرزا سے (۱) وہ بلا نزدیک آگئی ہے (۲) اس سخت سیلاب پر سچی توبہ سے بند لگاؤ (۳) جب وہ نازل ہوگئی تو توبہ سے بہی فائدہ ہوگا" صاف ثابت ہے کہ وہ بلا اسوقت تک پنجاب کے مختلف مقامات مین جیسا کہ اشتہار ۶ رفروری ۱۸۹۸ء کا مفہوم ہے نازل ہوئی تہی۔ تب ہی مرزا نے یہ اشتہار جاری کیا اور اسمین کہا تہا کہ لوگو توبہ و استغفار کرو تاکہ وہ سیلاب رک جائے اور وہ نازل نہو
اس اعتراف اشتہار مرزا کے علاوہ سرکاری رپورٹین اور ملکی اخبارین بہی گواہ ہین

ناظرین! یہان دروغگو را حافظہ نباشد کی مثال صادق آتی ہے۔ اس اصل اشتہار پر تاریخ ۶ رفروری ۱۸۹۸ء ثبت ہے یہان ۲۶ رکا حوالہ دیا گیا ہے۔

کہ تو کشتی مین سوار ہو جا کہا تہا کہ مین پہاڑ کی طرف جگہ لونگا جو مجہے پانی سے بچا لیگا۔

(۲) او آوی الی رکن شدید (ھود ع ۷) یعنے حضرت لوط نے کہا کاش مین مضبوط رکن (قوم) کی طرف جگہ لیتا یعنے مجہے قوم پناہ دیتی۔

(۳) اذ اوی الفتیۃ الی الکہف (کہف ع ۲) یعنے جبکہ جوانون نے غار کی طرف جگہ لی۔

(۴) فاوٗا الی الکہف (کہف ع ۲) یعنے انہون نے کہا غار کی طرف جگہ پکڑو۔

اب اگر اس فقرہ عربی مین اوی کو باب ضرب مجرد سے قرار دیا جائے اور قریہ کو اسکا مفعول بلا واسطہ الی تسلیم کیا جائے جیساکہ مرزا نے اپنے اشتہار ۲۶ فروری ۱۸۹۸ء مین دو جگہ متن اور حاشیہ مین۔ اور رسالہ دافع البلا مین بصفحہ ۵ سطر ۱۴ ضبط کیا ہے۔ اور اوی کے الف پر اور قریہ کی ت پر بڑی زبر کی حرکت دی ہے تو اسکے معنے یہ ہونگے کہ خدا نے یا اُس شخص نے جسکو مرزا اس کلام کا قایل اور آوی کا فاعل بتلاتے خود بنی یا اپنے ملہم معلم الملکوت کو بتاوے اس قریہ مین جگہ لی اور پناہ پکڑی اس صورت مین وہ قریہ جگہ لینے والے کو بچانے والا ہوا نہ اس قریہ کو اور کوئی (خدا یا مرزا کا ملہم) بچانیوالا ہوا جیساکہ مرزا نے بیان کیا ہے۔ اور قرآن مجید مین آوی مزید ان آیات مین استعمال ہوا ہے جسمین اس لفظ کے معنے جگہ دینے کے ہین۔

(۱) آوی الیہ اخاہ (سورۂ یوسف ع ۹) یعنے حضرت یوسف نے اپنے بہائی کو اپنے پاس جگہ دی۔

(۲) آوی الیہ ابویہ (یوسف ع ۱۱) یعنے حضرت یوسف نے اپنے ماں باپ کو اپنے پاس جگہ دی۔

(۳) وآوینٰہما الی ربوۃ (مومنون ع ۳) یعنے ابن مریم اور اسکی مان کو اونچے مکان مین جگہ دی۔

(۴) وتؤوی الیک من تشاد (احزاب ع ۶) یعنے اے رسول آپ اپنی جسکو چاہو اپنے پاس جگہ دو۔

(۵) وفصیلتہ التی تؤویہ (معارج ع ۱) یعنے اسکا قبیلہ جو اسکو جگہ دیتا تہا۔

(۶) الم یجدک یتیماً فاوی (الضحیٰ ع ۱) یعنے کیا اُسنے تمکو یتیم نہ پایا تہا پہر جگہ دی

اور اگر اس فقرہ عربی مین آوی کو باب افعال سے قرار دیا جائے اور مرزا اپنی ضبط حرکات ان الفاظ کو اپنی غلطی بیان سے تو اس فقرہ کے معنے یہ ہونگے کہ مرزا کے ملہم نے قریہ کو جگہ دی

اور چونکہ قریہ خود ایک جگہ ہے لہذا اسکو جگہ دینے کے کوئی معنے نہیں۔ پھر جگہ دینے سے بچانے کے معنے مراد بتانا بنا رفاسد علی الفاسد ہے۔ اور اگر یہان کوئی حذف و تقدیر ہے تو پھر اس فقرہ کا مطلب ہنوز مطلب در بطن شاعر کا مصداق بنتا ہے۔ اس حذف و تقدیر پر کوئی قرینہ نہیں ہے اور نہ کوئی محاورہ قرآن یا عرب عربا ایسا پایا جاتا ہے جس سے آوی القریۃ کا مطلب قریہ کو بچانا سمجھ مین آسکے۔

پانچوین دلیل - دلائل اربعہ مذکورہ سے بڑھکر اس خواب الہام کے جعلی و دروغ ہونے کی بڑی قوی اور قاطع دلیل یہ ہے کہ خاص قادیان مین طاعون واقع ہوگیا اور اس فقرہ کا مطلب جو چار سال سے در بطن قائل رہا تھا پھر وہ جسکا وہ یعنی اس فقرہ کا مطلب بنایا گیا تھا وہ جھوٹ نکلا۔ اور اسکے جھوٹ نکلنے سے ہر کسی کو یقین ہوگیا کہ وہ الہام رحمانی نہ تھا احتلام شیطانی تھا۔

قادیان مین طاعون کا واقع ہونے پر تین دلیلین خارجی ہین اور ایک داخلی جس سے مرزا کو انکار کرنے کی ذرہ بھر گنجایش نہین ہے۔ **خارجی دلیلین یہ ہین۔ اول سرکاری** رپورٹین۔ دوم ملکی اخبارون کی مشہورہ خبرین۔ سوم میر واحد علی صاحب سکرٹری انجمن اسلامیہ ملتان کی فہرست جو انکی کتاب صحیفہ الولاعہ النظرای دافع البلا مین شایع ہوئی ہے اور اسمین (۳۴) اشخاص کے نام درج ہین جو قادیان مین طاعون سے ہلاک ہوئے ان دلایل کے جواب مین بعض ہٹ دھرمی و بے حیائی اختیار کرنے والے حامیان مرزا کہتے ہین کہ یہ سب رپورٹین و اخبار و فہرستین غلط ہین جو لوگ قادیان مین مرے وہ طاعون سے نہین مرے ہیضہ یا بخار سے مرے ہین ہم ان ہٹ دھرمی و بے حیائی کرنے والون کے بحث مین اپنے اوقات کو خراب کرنا نہین چاہتے۔ اور اونکے مقابلہ مین چوتھی **دلیل داخلی** پیش کرنی کافی سمجھتے ہین اور وہ یہ ہے کہ تمہارے ہزرت حضرت اقدس نے خود مان لیا ہے کہ قادیان مین طاعون آیا اور آیندہ بھی آتا رہیگا مگر اس طاعون کا مخالف پیشگوئی اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء ہونا ان چار عذرون سے اوٹھایا گیا ہے جنکا ذکر صفحہ ۰ وغیرہ مین ہوچکا ہے۔ اور اگر قادیان مین مطلق طاعون نہ آتا

اور آئندہ بھی اسکا کھٹکا نہوتا تو تمہارا مرشد بڑی ثابت قدمی اور اولوالعزمی سے کل انکار کرتا اور سرکاری رپورٹون اخبارون ۔ مشتہرون دستون کا مقابلہ صحیح سرکاری رپورٹون اور صحیح شہادتون اور محضر نامون سے کرتا اور اخبار نویسون کو انکی غلط بیانی پر نوٹس دیتا (جیسا کہ ایک خبر متعلقہ خاص اپنی چار دیواری کی غلط چھپنی پر پیسہ اخبار کو نوٹس دیا تھا اور جب اسکا خلاف اسمین مشتہر ہوا تب پیسہ اخبار کو چھوڑا) اور مدعی پر فوجداری مین استغاثہ ٹھوک دیتا ۔ جیسا کہ بعض اخبار نویسون پر اسنے اپنے معاملات مین مریدون کی آڑ مین اسکے بعض استغاثہ جاری کی ہین استغاثہ اور نالشون مین تو اسکا کچھ بھی خرچ نہین ہوتا بر طبق نقل مشہور خر سواری مفت فوج طفلان مفت مقدمہ کرنے مین تو اسکا دھیلا بھی خرچ نہین ہوتا بلکہ جو خرچ ہوتا ہے اسسے دس حصہ چندہ آجاتا ہے ۔ اور مقدمہ کرنا اسکی آمدنی کا ایک خاصہ ذریعہ سمجھا جاتا ہے ۔ اسکا دعوے وقوع طاعون کے جواب مین کسی کو نوٹس نہ دینا اور بالمقابلہ صحیح رپورٹین اخبار مین شائع نہ کرنا اور بجائے اسکے چار عذرات مذکورہ کو پیش کرنا قطعی دلیل جسنے عین الیقین حاصل ہوجاتا ہے کہ قادیان مین ضرور طاعون آیا آیا آیا ۔ پھر کہ شک آرد کافر گردد پھر ان لوگون کا قادیان مین وقوع طاعون سے انکار کرنا ہٹ دھرمی ہے بے شرمی نہین تو پھر دنیا مین بے شرمی کس چڑیا کا نام ہے

ان پانچ دلیلون سے (جنمین آخری دلیل ایسی ہے جیسے ایک اور ایک دو) آفتاب نیمروز کیطرح صاف ثابت ہوتا ہے کہ مرزا کا وہ خواب والہام محض کذب ہے ۔ مرزا نے اپنے خیال مین تو اچھی بات بنائی تھی مگر خدا نے جہوٹی کردی ۔

اور اس اشتہار کے فقرہ (نمبر ۳) مین جو کچھ مرزا نے کہا ہے سچ ہے مگر وہ کلمہ حق ارید بہا الباطل کا مصداق ہے بے شک لوگ گناہون مین سخت مبتلا ہین اور گناہ بھی منجملہ اسباب طاعون کا ایک سبب موجب ہے ۔ مگر مرزا نے جو گناہ مخلوقات کے اس فقرہ مین شمار کئے ہین وہ دل سے ان گناہون کو سبب وجالب طاعون نہین جانتا اور منہ سے جو کہتا ہے اسپر اعتقاد نہین رکھتا بلکہ وہ موجب وسبب طاعون خاصکر اس گناہ کو جانتا ہے کہ تمام دنیا کی مخلوقات

مذاہب کے اشخاص اسکو مسیح موعود و مہدی مسعود و امام برحق نہین مانتے چنانچہ تحریر چہارم پنجم و ششم ہفتم مین اسنے اس چھپے خیال کا اظہار کیا ہے۔ اس اشتہار ۹ فروری ۱۹۰۲ء مین اور اس سے مابعد کے دو تین اشتہارون مین اسلیے اسنے کہو لکر یہ سبب بیان نہین کیا کہ یکایک اس سبب کو بیان کرنے سے لوگ اسکو پاگل کہین گے اور کوئی بھی اسکے دام مین نہ آئیگا مگر جب اسنے ان دو تین اشتہارون مین عام گناہون کا سبب طاعون بیان کر کے بعض لوگون کو ڈرالیا اور اپنی صداقت کا سکہ اونکے ذہن مین بزعم خود جمالیا اور یہ دیکھ لیا کہ بعض لوگون پر اسکا منتر چل گیا اور اثر پڑگیا ہے۔ تو پھر نفاق کا نقاب اٹھا کر اصلی خیال دلی کا اظہار کیا اور یہ کہنا شروع کر دیا کہ طاعون اس گناہ کی سزا ہے کہ لوگ مجھے مسیح موعود نہین مانتے۔ مگر شرم و حیا و خوف خدا کو پیش نظر رکھکر یہ نہ سوچا کہ اگر طاعون کی وجہ یہ ہے تو پھر وہ لوگ کیون شکار طاعون ہوئی جو مجھپر (مرزا) پر ایمان لاچکے تھے اور اونکے نام اخبارون اور میر احمد علی کی فہرست مین مشتہر ہو چکے ہین اور خود مجھے (مرزا) کو انکی موت کا علم و تسلیم ہے تب ہی مین انکی طرف سے عذرات اربعہ مذکورہ صفحہ ۲۰ پیش کرتا ہون۔ واضح رہے کہ وہ عذرات اسکے عذر بدتر از گناہ کا مصداق ہین اسکا ثبوت عنقریب ایسا دیا جائیگا کہ اوسمین مرزا کو چون و چرا کرنے کا موقعہ نہ رہے گا انشاء اللہ تعالے

اس اشتہار کا فقرہ نمبر ۲ بھی حق ہے۔ مگر وہ بھی کلمۃ حق اریدبہا الباطل کا مصداق ہے اور وہ بھی مبنی لفاق ہے بظاہر تو اسمین توبہ استغفار کو رافع و دافع طاعون کہا ہے مگر مرزا کے دل مین یہ ہے کہ مسلمانون کی کوئی توبہ کوئی استغفار کام نہ آئیگا جبتک وہ مرزا کو مسیح موعود نہ مان لین گے اور مہدی مسعود و امام برحق تسلیم نہ کر لین گے۔

منشی شمس الدین۔ سیکرٹری حمایت اسلام لاہور نے جو فرقہ اہلسنت و الجماعت کی اہلحدیث کمیٹی کے ایک ممبر ہین اور اس خاکسار کے پرانے مجلسی و صحبتی اور ہمارے حلقہ درس قرآن و حدیث کے سامع و قاری رہے ہین اس مضمون کا ایک اشتہار جاری کیا تھا کہ تمام شہرون

کے مسلمان ایک خاص وقت مین اپنے اپنے شہرون مین جمع ہون اور اس وقت مین سب ملکر نماز
پڑھکر عاجزی کے ساتھ توبہ و استغفار کے بعد جناب باری مین دعا مانگین خدا تعالیٰ سے
امید ہے کہ وہ بشہادت آیت امن یجیب المضطر اذا دعاہ ویکشف السوء انکی دعا
قبول کریگا اور اس بلا کو رفع دفع کردیگا ۔ جسپر مرزا نے بڑی شد ومد سے سکرٹری پر لے دے کی
اور ان مسلمانون کی جو مرزا کو مسیح نہین مانتے دعا و استغفار نا قابل قبول اور مصداق
آیت وما دعاء الکافرین الا فی ضلال یعنے کافرون کی دعا یون ہی جاتی ہے ٹہرائی اور
پہر یہ لن ترانی ہانکی کہ یہ طاعون ملک سے تب ہی دور ہوگا جب مرزا کو مسیح موعود مانا جائیگا ۔
چنانچہ صفحہ ۳ رسالہ دافع البلاء کے صفحہ ۱ اور ۲ و ۳ مین طاعون کے باب مین ڈاکٹری اور سرکاری
تدبیر ٹیکا کا کچھہ فائدہ کچھہ نقصان بیان کیا ہے ۔ پہر کہا ہے مسلمان لوگ جیسا کہ
سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور کے اشتہار سے سمجہا جاتا ہے (جسکو انہون نے اپریل
سنہ ۱۹ء مین شائع کیا ہے) اسبات پر زور دیتے ہین کہ تمام فرقے مسلمانون کے بجائے خود
اپنے اپنے طریق مذہب مین دعائین کرین اور ایک ہی تاریخ مین اکٹھے ہوکر نماز پڑہین تو
اس سے طاعون دور ہو جائیگی ۔ پہر اس تجویز پر پہبتیان سنائی اور ہنسیان اڑائی ہین ۔
پہر سنی مسلمانون کے بعد شیعون کی خبر لی ہے ۔ پہر مسلمانون کے بعد عیسائیون ہندوون
آریون پر صفحہ ۱۴ مین لے دے کی اور پہر بصفحہ ۱۱ کہا ہے بالآخر میان شمس الدین کو یاد رہے
کہ آپنے جو اشتہار مین آیت امن یجیب المضطر الخ لکہی ہے اور اس سے قبولیت دعا کی امید
کی ہے یہ امید صحیح نہین ہے کیونکہ کلام الہی مین لفظ مضطر سے وہ ضرر یافتہ مراد ہین ۔
جو محض ابتلاء کے طور پر ضرر یافتہ ہون نہ سزا کے طور پر ۔ لیکن جو لوگ سزا کے طور پر کسی ضرر کے
تختہ مشق ہون وہ اس آیت کے مصداق نہین ہین ورنہ لازم آتا ہے کہ قوم نوح اور قوم لوط
اور قوم فرعون وغیرہ کی دعائین اس اضطرار کے وقت قبول کی جاتین مگر ایسا نہین ہوا اور
خدا کے ہاتھ نے ان قومون کو ہلاک کر دیا اور اگر میان شمس الدین کہین کہ پہر انکے مناسب

حال کونسی آیت ہے، تو ہم کہتے ہین کہ یہ آیت مناسب حال ہے کہ "وما دعاء الکافرین الا فی ضلال" چنانچہ منشی شمس الدین صاحب کے حق مین یہ سلسلہ دیسے پڑہی اور اسپر یہ آیت مرزا کے قلم سے لکہی دیکہی تو یہ بات میرے خیال مین آئی کہ یہ منشی صاحب کے اس قصور کی سزا ہے کہ وہ مرزا کو کافر کہنے مین متردد تہے اور باوجود اہلحدیث ہونے کے کبہی کبہی قادیان مین مرزا کے جلسون مین بہی جایا کرتے ـ کیا اب بہی وہ قادیان جاوینگے اور اپنے اور تمام مسلمانون کے حق مین مرزا کا فتوے کفر سنکر اور اپنے آپکو اس آیت کا مصداق ٹہرانا دیکھکر بہی وہ مرزا کے کفر مین تردد و تامل کرینگے ـ آپ تو انکو ضرور ایک طرف ہونا پڑیگا ـ یا مرزا کو کافر کہنا یا مرزا کے فتوے سے خود کافر ہونا تسلیم کرنا ـ

اس ہی دی کے بعد مرزا نے دولن ترانی ہانکی اور صلا رسالہ مین یہ بات کہی ہے کہ چونکہ احتمال ہے کہ بعض جلبی الطبع اس اشتہار کا اصل منشا سمجھنے مین غلطی کہائین اسلیئے ہم مکرر اپنے فرض دعوت کا اظہار رکہدیتے ہین اور وہ یہ ہے کہ طاعون جو ملک مین پہیل رہی ہے کسی اور سبب سے نہین (اس لفظ کی طرف ناظرین توجہ کرین اور انصاف سے کہین کہ اس سے تیسرے فقرہ اشتہار ۲۷ فروری ۱۸۹۸ء مرزا کی تکذیب ہوتی ہے اور یہ بات ثابت ہوتی ہے یا نہین کہ اس فقرہ مین مرزا نے جو سبب طاعون تمام گناہون کو قرار دیا ہے وہ دل سے نہین کہا اور ہمارا ریمارک اس فقرہ پر حق ہے جسپر مرزا کے یہ الفاظ ناطق ہین) بلکہ ایک ہی سبب ہے اور وہ یہ ہے کہ لوگون نے خدا کے اس موعود کو ماننے سے انکار کیا جو تمام نبیون کی پیشگوی کے موافق دنیا کے ساتوین ہزار مین ظاہر ہوا ہے (ناظرین یہ بہی محض جہوٹ ہے یہ پیشگوئی کسی نبی نے نہین کی ـ جن مقامات کا [illegible] کشتی نوح کے صلا کے حاشیہ مین حوالہ دیا ہے انمین پیشگوئی نہین ہے ـ اسکا ذکر مفصل عبارت کشتی نوح کے ذیل مین ہوگا) اور لوگون نے نہ صرف انکار بلکہ خدا کے مسیح کو گالیان دین کافر کہا اور قتل کرنا چاہا اور جو کچہ چاہا اوسے کہا اسلیئے خدا کی غیرت نے چاہا کہ انکی شوخی اور بے ادبی پر تنبیہ نازل کرے اور خدا نے پاک نوشتون مین

(۲)

خبر دی تھی کہ لوگون کی انکار کی وجہ سے ان دنون مین جب مسیح ظاہر ہوگا ملک مین سخت
طاعون پڑے گی - سوائے عزیز داسکا بجز اسکے کوئی بھی علاج نہین کہ اس مسیح کو سچے
دل اور اخلاص سے قبول کر لیا جائے - یہ تو یقینی علاج ہے اور اس سے کمتر درجہ کا یہ علاج ہے
کہ اسکے انکار سے منہ بند کر لیا جائے - مین سچ کہتا ہون کہ وہ وقت قریب آتا ہے -
کہ لوگ کہتے ہوئے کہ یا مسیح الحق عدوانا میری طرف دوڑینگے - یہ جو مینے ذکر کیا ہے خدا
کا کلام ہے ۔ اسکے یہ معنے ہین کہ اے جو خلقت کے لیئے مسیح کر کے بھیجا گیا ہے ہماری
اس مہلک بیماری سے شفاعت کرو - (ناظرین یہ کلام خدا نہین کلام شیطان ہے
اور جو معنے اسکے مرزا نے بتائے ہین یہ عربی زبان و محاورہ کے معنے نہین - یہ مرزا
یا اسکے ملہم معلم الملکوت کے خانہ ساز معنے ہین) تم یقیناً سمجھو کہ آج تمہارے لئے بجز
اس مسیح کے اور کوئی شفیع نہین - اے عیسائیو - مشنریو! اب ربنا المسیح مت کہو
اور دیکھو کہ آج تم مین ایک ہے جو اس مسیح سے بڑھکر ہے اور اے قوم شیعہ اس پر اصرار مت کرو
کہ حسین تمہارا منجی ہے کیونکہ مین سچ کہتا ہون کہ آج تم مین ایک ہے کہ اس حسین سے بڑھکر
ہے (خدا تعالے اس منہ کو سیاہ کرے جس سے یہ کلمہ عناد نکلا ہے - اور اس زبان کو کاٹ دے
جو یہ بول بولی ہے) کجا سید الشہدا و لخت جگر بتول اور کجا یہ ابو الفضول) اس عبارت
سے صاف ثابت ہے کہ مرزا نے جو فقرہ چہارم اشتہار مین کہا ہے وہ دل سے نہین
کہا منافقانہ کہا ہے - اور اسمین توبہ و استغفار سے اسکی مراد یہ ہے کہ اسکو مسیح مان لیا
جاوے - اسکو مسیح موعود ماننے کے بغیر ہزار نیکی کوئی کرے گناہون سے بچے تو بھی کوئی
فائدہ نہوگا - اور نہ ہی طاعون رفع ہوگا - اشتہار ۶ر فروری ۱۸۹۸ء کی دہجیان خوب
اوڑائی گئی ہین اب ہمکو کوئی حاجت نہ تھی کہ دوسری [illegible] اشتہارات و تحریرات مرزا
پر کچھ ریمارک کرتے - جب اصل اشتہار ۶ر فروری ۱۸۹۸ء کے فقرہ فقرہ کا کذب ہونا
ثابت ہوا تو اسکے فروعات پر بحث کرنے کی ضرورت نہ تھی مگر چونکہ ہمارا مقصود دوبارہ

جنگ سے اکاذیب منا لطات مرزا کا اظہار ہے اوران اشتہارات مین اشتہار اول سے بڑھکر (دروغگویان واکاذیب کوٹ کوٹ بھری ہوئی ہین) لہذا اونپر بحث کرنے سے ہماری غرض کا اور بھی تکمیل ہوتی ہے جسقدر اسکے کذب ظاہر ہون اسیقدر ہدایت خلق اللہ مقصود ہے لہذا انپر بھی بحث کی جاتی ہے -

دوسری تحریر مرزا کی وہ ایک صفحہ کا اشتہار ہے جو ۲۲ر اپریل ۱۸۹۸ء کو شائع ہوا ہے اور اسکی صورت وعنوان یہ ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

جلسۂ طاعون

اس اشتہار مین نوٹس لینے کے لائق وہ فقرہ ہین جنپر ہم اپنی طرف سے نمبر لگا کر اسکی اصل عبارت نقل کرتے ہین -

(۱) چونکہ یہ قرین مصلحت ہے کہ ایک جلسہ دربارہ ہدایات طاعون قادیان مین منعقد ہو اور اوس جلسہ مین گورنمنٹ انگریزی کی ان ہدایتون کے فوائد جو طاعون کے بارے مین ابتک شائع ہوئے ہین مع طبی اور شرعی ان فوائد کے جو ان ہدایتون کے مؤید ہین اپنی جماعت کو سمجھائی جائین - اسلیے یہ اشتہار شائع کیا جاتا ہے کہ ہماری جماعت کے احباب حتے الوسع کوشش کرین کہ وہ اس جلسہ مین عید اضحے کے دن شامل ہوسکین -

(۲) اصل امر یہ ہے کہ ہمارے نزدیک اسبات پر اطمینان نہین ہے کہ ان ایام گرمی مین طاعون کا خاتمہ ہو جائیگا بلکہ جیسا کہ پہلے اشتہار مین شائع کیا گیا ہے دو جاڑون تک سخت اندیشہ ہے - لہذا یہ وقت ٹھیک وہ وقت ہے کہ ہماری جماعت بنی نوع کی سچی ہمدردی اور گورنمنٹ عالیہ انگریزی کی ہدایتون کی دل وجان سے پیروی کرکے اپنی نیک ذاتی اور نیک عملی

ہم اور ہمارے خریدار اور معاون

پہلے میری سنو۔ جلد ۱۹ میں وعدہ ہوا تھا کہ آئندہ پرچہ ماہوار نکلیگا۔ وہ کیوں پورا نہیں ہوا؟ حضرات اوّل میرے جوان لڑکوں کی آوارگی نے مجھے زمینداری کے اہتمام میں پھنسا دیا۔ اسکو چھوڑکر زمین ٹھیکہ پر دیگئی۔ تو میرے اہلخانہ کا (جس سے میرا گھر آباد تھا) انتقال ہوگیا۔ تو بجائے زمین۔ اسکے چار چھوٹے بچوں کی تعلیم و تربیت کی نگرانی میرے ذمہ پڑگئی۔ جنکو اکیلا چھوڑکر میں اہتمام رسالہ کے لیئے لاہور نہ ٹھہر سکا۔ اور اہل مطبع اور کاتب عموماً ایسے ہوتے ہیں جو سر پر کھڑے نہ رہو تو کام نہیں کرتے۔ جو لقدر ضرورت کی اور سر پر کھڑا رہے اسی کا کام کرتے ہیں۔ ما بعد والے کو خصوصاً جو غائب ہو ٹلاتے رہتے ہیں۔

اب اپنی کہو۔ کیا آپ صاحبوں نے چندہ وجب الادا رسالہ ادا کردیا ہے؟ بہت ایسے نکلیں گے جنکی ذمہ بچھلے۔ دو تین تین چار چار سال کا چندہ باقی چلا آتا ہے۔ بطور تمثیل چند صاحبوں کے نمبر و مقامات لکھے جاتے ہیں۔

نمبر	مقام	کس سال سے چندہ باقی ہے	۷۶	رشیدان یا کوم	سنہ ۱۹۰۳ء
۲۴۳	بہاولپور	ستمبر سنہ ۱۸۹۴ء	۳۰۹	رنگون	جولائی سنہ ۱۹۰۳ء
۲۸	گیا	سنہ ۱۹۰۳ء	۹۰	سکھر	سنہ ۱۹۰۲ء
۲۱	″	″	۸۱	شملہ	سنہ ۱۹۰۳ء
۹۶	بیاس	سنہ ۱۹۰۲ء	۲۷۴	کوٹھی	″
۱۹۵	بٹالہ	جولائی سنہ ۱۹۰۲ء	۱۷۳	کلکتہ	سنہ ۱۸۹۲ء
۲۳۶	پھگپانہ	اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء	۱۳۵	کابل	سنہ ۱۹۰۳ء
۲۱۴	پٹیالہ	مئی سنہ ۱۸۹۵ء	۲۶۹	گاپرگہ	″
۲۴۳	جہجہ	ستمبر سنہ ۱۸۹۵ء	۱۱۵	گجرات پنجاب	وہ خود جانتے ہیں
۱۱۳	حیدرآباد دکن	جولائی سنہ ۱۸۹۳ء	۲۷۴	لدھیانہ	مئی سنہ ۱۹۰۳ء
۱۰	دتادلی	سنہ ۱۸۹۳ء	۱۱۹	″	اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء
۷۵	رحیم آباد	سنہ ۱۹۰۳ء	۱۴۰	گنگوہ	مئی سنہ ۱۹۰۳ء

۔۔اور پردہ شرعی کی ضرورت کا ثبوت (۱۰) لڑکے کا روحانی سبب اور علاج (جسمیں عزیز کی چار تحریریں ہیں) الوصیت الدعوت۔ الا نذار

نمبر	مقام	کس سال سے چندہ باقی ہے	نمبر	مقام	کس سال سے چندہ باقی ہے
۱۴۱	لاہور	نومبر سنہ ۱۹۰۲ء	۲۹۳	مور گوٹی برہا	سنہ ۱۹۰۲ء
۲۹۸	"	سنہ ۱۹۰۲ء	۲۰۱	باموں والی	جولائی سنہ ۱۹۰۵ء
۶۹	ٹیکم گڑھ	اگست سنہ ۱۹۰۲ء	۴۸	نروانہ	ستمبر سنہ ۰۲ باقی ہے
۱۴۹	مظفرگڑھ	جولائی سنہ ۱۹۰۲ء	۱۹۲	ناگ پور	جولائی سے استعفٰی بھیجا
۱۶۷	ناک پور	اکتوبر سنہ ۱۹۰۲ء			
۱۵۸	مولیانوالی	سنہ ۱۹۰۲ء	۳۰۲	نورپور	پرچہ مین اسلئے کروہ لیا گیا

اگر آپ سب صاحبوں کا چندہ وصول ہوتا تو نقد روپیہ پیشگی دیکر جس مطبع میں چھپوانے کو لائق ہے انہیں چھپوا لیتے۔ آیندہ رسالہ ماہ بماہ چاہتے ہیں۔ تو آخر سنہ ۱۹۰۲ء تک (جس کی جلد ہشتم آپکو وصول ہوتی ہے) چندہ ارسال کریں۔ اور رسالہ ماہ بماہ لیں۔ ناغہ ہو تو قیمت نہ دیں۔ یا جسقدر چاہیں جرمانہ کریں۔ اگر آپ کے چندہ کا یہی حال رہا تو ماحضر پر (جو کچھ ہوا اور جب ملے) اکتفا کریں۔

نمبر ۲۔ اب یہی ہم نے سنہ ۱۹۰۳ء کو نکالدیا ہے۔ یہ جلد بابت سنہ ۱۹۰۲ء محسوب کی ہے۔ آپ لوگ بھی سنہ ۱۹۰۳ء کا چندہ نہ دیں سنہ ۱۹۰۲ء تک پچھلا چندہ اور سنہ ۱۹۰۳ء کا چندہ ارسال کریں۔

نمبر ۳۔ حضرات رسالہ دیر میں تو نکلا ہے۔ مگر آپ داد حق دیں اور انصاف سے کہیں کہ مضامین سالگیر ہیں۔ کسی معمولی رسالہ یا اخبار میں ایسے مضامین آپکو ملیں تو آپ انکی نشاندہی کریں۔ اور رسالہ مفت لیں اگر مضامین رسالہ غیر معمولی ثابت ہوں تو آپ چندہ بھی حسب حیثیت آمدنی خود ارسال کریں۔ بہت حضرات ایسے ہیں کہ ابتدا زمانہ خریداری میں کم آمدنی رکھتے تھے اور تین سالانہ دیتے تھے۔ اور اب انکی آمدنی چہار چند ہو گئی ہے تب بھی وہ اونسے قیمت تین ہی روپیہ سالانہ عنایت کرتے ہیں جسمیں رسالہ کی حق تلفی کے علاوہ بے قدری ہے

نمبر ۴۔ اسدفعہ بعض حضرات کے پاس یہ رسالہ برخلاف عادت مدت ہمر سابق بلا درخواست روانہ ہوگا کیونکہ اسکے مضامین رسالہ ایسے ہیں جنسے اکثر مسلمانوں کو دلچسپی اور انکی ضرورت متعلق ہے۔ وہ حضرات اس رسالہ کو پڑھکر مضامین کو پسند نہ کریں تو محصولڈاک او فیس منی آرڈر ۲ کا ویلیو کرکے رسالہ واپس

پیری و مریدی (جمیں طائفہ غزنوی اہلحدیث امرتسری کو نصیحت ہے) اور اصلی و جعلی پیر فقیر کی علامت کا بیان

کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے طاعون تمام ملک پنجاب میں نہ پہیلی تہی صرف بعض اضلاع میں پہنچی تہی –

تیسری دلیل – اس میں جو عربی فقرہ انہ اوی القریہ گہڑ کر لگایا ہے اور اسوقت اسکا مطلب در بطن قائل رکھکر صاف کہا گیا ہے کہ اسکے معنے میرے پر نہیں کھلے یہ اس خواب کے دروغ وجعل ہونے پر بڑی بہاری اور قوی دلیل ہے – مرزا یہ کہتا ہے کہ اسکے معنے مجہہ پر نہیں کھلے یہ ایسا ہے جیسے ایک مسخرے یا فریبی شاعر نے ایک شعر کہا تہا اور اسکے معنے کی نسبت وہ بولا تہا کہ ابہی بیٹے کوئی معنے اسمین نہیں ڈالے جس سے اسکا مقصود یہ تہا کہ جیسا موقعہ پاؤنگا ویسے معنے بنا کر بتا دونگا – مرزا کا مقصود بہی اس کہنے سے کہ اسکے معنے ابہی مجہہ پر نہیں کھلے یہی ہے کہ اس طاعون کے حملے سے موضع قادیان بچ گیا – (جیسا کہ صدہا گاؤں اسوقت تک بچے ہوئے ہین اور آیندہ بہی بچے رہینگے) تو اسوقت کہدونگا کہ اس فقرہ سے قادیان کا بچے رہنا مراد ہے – مرزا کے اکثر الہامات شیطانیہ مندرجہ براہین احمدیہ وغیرہ تصنیف مرزا ایسے ہی ہوتے ہین کہ انکے معنے در بطن شاعر رہتے ہین – اور جب کوئی موقعہ پیش آتا ہے تو اس موقعہ کے مطابق وہ معنے گہڑ کر بتائے جاتے ہین – بیس بائیس برس کے الہامات براہین کے معنے اب اُسنے ایسے بتائے ہین جو اس سے پیشتر عام لوگون کے خیال میں کہان کسی مرزائی کے خیال مین بہی نہ آئے تہے – مرزائی کجا خود مرزا نے سمجہے تہے – مرزا الہامات کا ملہم معلم الملکوت کو خیال مین لا کر بہول گئے تہے – خدا تعالیٰ ملہم الصادقین کی شان و عادت نہیں کہ جو الہام عام لوگون کی ہدایت و فہمایش کے لئے کسی ملہم صادق کے دل پر کرے اسکے معنے کسی ٹوکرے یا ڈبیہ مین بند کر کے رکہ چہوڑ دے – اور جب اسکے مطابق و موافق کوئی موقعہ ہاتہ آئے تب اس معنے کا اظہار کرے – یہ شیوہ مرزا کے ملہم معلم الملکوت اس مسخرے یا فریبی شاعر کی ہی اپنا ہے – اور اسیکا یہ چاہیئے ہے – اس شیوہ اور خاصہ کے مطابق مرزا کو اس فقرہ عربی کا معلم الملکوت کی طرف سے القاء و الہام ہوا – اور وہ پانچ سال ۱۸۹۸ سے ۱۹۰۲ تک اسکے موقعہ کا متلاشی و منتظر رہا جب ۱۹۰۲ء مین بقول مرزا طاعون قادیان کے آس پاس آ پہنچا اور قادیان میں اسنے قدم نرکھا تو مرزا

کی رال ٹپک پڑی اور منہ میں پانی بھر آیا اور اس سے اور ضبط و حوصلہ نہو سکا اور زمانہ مابعد کا
(جسمین قادیان مین طاعون آگیا) وہ انتظار نہ کرسکا - تو اُسنے اپنے خیال مین اس فقرہ مین
یہ معنے ڈالنے کا موقعہ مناسب پالیا اور اپنی تحریر نمبری ۵ رسالہ دافع البلا مین یہ دعوے
مشتہر کردیا کہ اس فقرہ سے قادیان کا بچا یا بچانا مراد ہے - پھر اسباب مین جو کچھ اسکو شیطان
کی طرف سے القا ہوا اسکو اُسنے اس رسالہ کے صفحہ ۵ و ۶ مین ان الفاظ سے ادا کیا کہ وہ قادر خدا
قادیان کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھیگا تا تم سمجھو کہ قادیان اسلیئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ
خدا کا رسول اور فرستادہ قادیان مین رہتا ہے - قادیان کے چارون طرف دو دو میل
کے فاصلہ پر طاعون کا زور ہو رہا ہے - مگر قادیان طاعون سے پاک ہے بلکہ آجتک جو شخص طاعون
زدہ باہر سے قادیان مین آیا وہ بھی اچھا ہوگیا - اس سے بڑھکر کوئی اور ثبوت نہوگا کہ جو باتیں
آج سے چار برس پہلے کہی گئی تھین وہ پوری ہوگئین -
پھر سال جبتک طاعون دنیا مین رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو اسکی خوفناک تباہی سے
محفوظ رکھیگا - کیونکہ یہ اسکے رسول کا تخت گاہ ہے !! بل یہ پہلوان مرد میدان افترا و
کذب و بہتان یہ کام تیرا ہی تھا - جو تجھ سے ظہور مین آیا - ع این کار از تو آید و مردان چنین کنند
چوتھی دلیل - اس فقرہ عربی کے جو معنے موقعہ دیکھکر اسمین ڈالے گئے ہین یعنے بچانا اور
محفوظ رکھنا یہ معنے اس فقرہ کے بشہادت قرآن و عام اہل زبان عرب کبھی نہین ہوسکتے اور اگر
یہ معنے مرزا نے معلم الملکوت سے کسی محاورہ یا اسکی الہامی ڈکشنری سے اخذ کئے ہین تو یہ اس
فقرہ کے الہام شیطانی ہونے پر قاطع دلیل ہے -
اوی - اور اسکے مشتقات قرآن مجید مین دو باب ایک مجرد (ضرب یضرب) اور دوسری
مزید (باب افعال سے) مستعمل ہوئے ہین
مجرد ان آیات مین ہے جسمین اس لفظ کے معنے جگہ لینے کے ہین -

یعنے حضرت نوح کے بیٹے نے بحالت اپنے باپ کے	(۱) سآوی الی جبل یعصمنی من الماء ہود ۴۶

اور خیر اندیشی کا نمونہ دکھلاوے۔

اس اشتہار سے مرزا کا مقصود صرف گورنمنٹ کو جہوٹ بولکر اور دہوکہ دیکر خوش کرنا اور اس جلسہ کے صلہ مین کوئی اعزازی خطاب پانا جسکی تمنا وہ صریح الفاظ سے کئی رسالون مین کر چکا ہے۔ یا صرف کوئی چہٹی خوشنودی مزاج حاصل کرنا ہے۔ اسمین جو اسنے جہوٹ بولکر دہوکہ دیا ہے اسکا بیان اشتہار اول کے فقرہ اول کے متعلق ریمارک مین ہو چکا ہے کہ مرزا گورنمنٹ کی تدبیر سے دلی لفاق نہین رکھتا۔ وہ اس تدبیر سے دل سے مخالفت رکھتا ہے جسکا اظہار اسنے رسالہ مواہب الرحمن مین کیا اور اوسکے خلیفہ دوم ملا امروہی نے رسالہ ضیائۃ الناس میں اس سے بڑھکر اظہار مخالفت کیا ہے۔ یہان اس اشتہار کے متعلق صرف یہ کہا جاتا ہے کہ جس غرض سے مرزا نے یہ اشتہار جاری کیا ہے اور اوسکے مطابق جلسہ بھی منعقد کیا تہا وہ غرض اسکو حاصل نہوئی گورنمنٹ چونکہ خود غرضون اور جہوٹے خوشامد کرنے والون کو خوب پہچانتی ہے اسلئے اس جلسہ کیوجہ سے مرزا کو کچہہ نہ پوچہا۔ اس جلسے کے متعلق کچہہ لکہا تو شیخ رحمت اللہ سکرٹری یا کارکن جلسہ کے نام لکہا اور مرزا کا ارمان دل کا دل ہی مین رہ گیا اور اسکے حال پر یہ مضمون صادق آیا ؎ نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم نہ ادہر کے رہے نہ ادہر کے رہے ؎ اور وہ اپنی دہوکہ دہی سے اس آیت کا مصداق بنا۔ خسر الدنیا والاخرۃ ذلک ہو الخسران المبین۔

اس اشتہار کے دوسرے فقرہ کے متعلق یہ کہنا ہے کہ اسمین طاعون کے خاتمہ کا دو جاڑون تک انتظار کیا گیا ہے۔ حالانکہ اشتہار سابق مشتہرہ ۶ فروری سنہ ۱۸۹۸ء مین دو جاڑون تک اسکی آمد کا انتظار کیا گیا تہا۔ یہ خلاف بیانی بہی اس پیشگوئی کے کذب پر روشن دلیل ہے صدق اللہ تعالی ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔ تیسری تحریر مرزا کی بہی اسکا ایک مفو کا اشتہار ہے جو ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء کو اسنے شائع کیا ہے اور اسکی صورت عنوان یہ ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

طاعون

اس اشتہار مین جو نوٹس اپیل فقرات ہین از انجملہ دو ایک فقرے بصفحہ (۱) منقول ہو چکے ہین اور اونکے متعلق ہمارے ریمارک بھی گذر چکے ہین - یہان چند فقرات اور انپر اپنی طرف سے نمبر لگا کر نقل کیے جاتے ہین -

(۱) مین سچ کہتا ہون کہ اگر ایک شہر مین جسمین مثلاً دس لاکھ کی آبادی ہو ایک ہی کامل راستباز ہوگا تب بھی یہ بلا اس شہر سے دفع کیجائیگی - پس اگر تم دیکھو کہ یہ بلا ایک شہر کو کہاتی جاتی ہے اور تباہ کرتی جاتی ہے تو یقیناً سمجھو کہ اس شہر مین ایک بھی راستباز نہین معمولی درجہ کی طاعون یا کسی اور وبا کا آنا ایک معمولی بات ہے لیکن جب یہ بلا ایک کہا جانے والی آگ کی طرح کسی شہر مین اپنا موہنہ کہولے تو یقین کرو کہ وہ شہر کامل راستباز کے وجود سے خالی ہے

(۲) دنیا ارضی اسباب کی طرف متوجہ ہے مگر جڑ اس مرض کی گناہ کا زہر ہے اور تریاق وجود کی ہمسایگی فائدہ بخش ہے - اللہ جلشانہ اپنے رسول کو قرآن شریف مین فرماتا ہے - ماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم یعنے خدا ایسا نہین ہے کہ وبا وغیرہ سے ان لوگون کو ہلاک کرے جنکے شہر مین تو رہتا ہو پس چونکہ وہ نبی علیہ السلام کامل راستباز تہا - اس لیئے لاکہون کی جانون کا وہ شفیع ہو گیا -

یہی وجہ ہے کہ مکہ جبتک آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اسمین تشریف رکہتے تھے - امن کی جگہ رہا اور پہر جب مدینہ مین تشریف لائے تو مدینہ کا اوس وقت نام یثرب تہا جسکے معنے ہین ہلاک کرنے والا یعنے اسمین ہمیشہ سخت وبا پڑا کرتی تہی - آپنے داخل ہوتے ہی فرمایا کہ ابسکے بعد اس شہر کا نام یثرب نہ ہوگا بلکہ اسکا نام مدینہ ہوگا یعنے متمدن اور آبادی کی جگہ اور فرمایا کہ مجہے دکہایا گیا ہے کہ مدینہ کی وبا اسمین سے ہمیشہ کے لئے نکال دی گئی ہے چنانچہ

ایسا ہی ہوا اور اب تک مکہ اور مدینہ ہمیشہ طاعون سے پاک ہے۔

(۳) میں اس خدائے کریم کا شکر کرتا ہوں کہ اسی آیت کے مطابق اسنے مجھے بھی الہام کیا اور وہ یہ ہے الامراض تشاع والنفوس تضاع ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتی یغیروا ما بانفسہم انہ اوی القریہ۔ یہ الہام ۶ فروری ۱۸۹۸ء میں شائع ہو چکا ہے اور یہ طاعون کے بارے میں ہے اسکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ موتوں کے دن آنیوالے ہیں نیکی اور توبہ کرنے سے ٹل سکتے ہیں اور خدا نے اس گاؤں کو اپنی پناہ میں لیا ہے اور متفرق کئے جانے سے محفوظ رکھا ہے یعنے بشرط توبہ۔

(۴) اور براہین احمدیہ میں یہ الہام بھی درج ہے کہ ما کان اللہ لیعذبہم وانت فیہم یہ خدا تعالی کی طرف سے برکتیں ہیں اور لوگوں کی نظر میں عجیب اور یاد رہے کہ یہ ہماری تحریر محض نیک نیتی اور سچی ہمدردی کی راہ سے ہے۔ وما علی الرسول الا البلاغ والسلام علی من اتبع الہدیٰ۔ فقط

ان چار فقروں میں سے پہلے فقرہ میں مرزا نے جو قاعدہ مقرر کیا ہے کہ دس لاکھ اشخاص کے مسکن شہر میں ایک بھی راستباز ہوگا تو وہ شہر اس بلا سے بچا رہیگا وہ شہر نہ بچا تو معلوم ہوگا کہ اسمیں ایک بھی راستباز نہیں ہے۔ اس قاعدہ سے مرزا نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ وہ راستباز نہیں یا سکا تمام سلسلہ دروغ کا سلسلہ ہے کیونکہ قادیان میں دس لاکھ کی جگہ دس ہزار اشخاص بھی نہیں با ایں ہمہ وہاں طاعون آیا جبکہ مرزا نے چار عذرات پیش کرنے سے مان لیا تو اس سے بحکم قاعدہ مذکور صاف ثابت ہوا کہ وہ راستباز نہیں۔ اس اعتراض سے بچنے کے لئے جو مرزا نے اس فقرہ میں یہ ڈھکوسلہ گھڑ لیا ہے کہ "معمولی درجہ کی طاعون یا کسی وبا کا آنا معمولی بات ہے لیکن جب ایک بلا کھا جانیوالی آگ کی طرح کسی شہر میں منہ کھولے تو یقین کرو کہ وہ شہر کامل راستباز کی وجود سے خالی ہے" یہ پرلے سرے کی ہٹ دہرمی اور بے شرمی کی بات ہے۔ یہ بات اصل الہام مندرجہ اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء کے جو تیرہ سال بنائی گئی جبکہ

اصل الہام میں ۶ فروری لکھا ہوا موجود ہے (دروغ گو را حافظہ نباشد)

مرزائی پارٹی مین یہ بلا نازل ہوگئی اور یہ بات اخبارون مین مشتہر ہوگئی۔ اور اگر یہ بات پہلے سے ملہم کی مراد تھی تو پہلے وقت الہام اوی القریۃ کہنے کے ساتھ ہی کیون نہ کھول کر کہدی چار برس کے بعد اسکو پیش کرنا اس مثل مشہور کا مصداق ہے۔ مشتے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد یا اس مثل کا مصداق۔ کفشے یا سنگے کہ بعد جنگ بدست آید بر سر خود رسید باید کرد۔

مرزا کو شرم و حیا سے کام لیکر یہ بھی دیکھنا چاہیئے کہ اس راستباز کی مثال مین مرزا نے فقرہ آیندہ مین آنحضرت اور آپکے مسکن پاک مکہ معظمہ اور مدینہ طیبہ کو پیش کیا ہے پھر کیا آنحضرت کے مکہ معظمہ مین رہنے کے وقت تک معمولی درجہ کا طاعون مکہ معظمہ مین آیا۔ یا آنحضرت کے تمام زمانہ حیات طیبہ مین کبھی مدینہ طیبہ مین معمولی طاعون نے قدم رکھا اور چونکہ فقرہ آیندہ مین مرزا نے اپنے آپ کو بھی آنحضرت کی نظیر بنایا اور اس آیت قرآن کا جو آنحضرت کے موجب امن ہونے کی بابت آپکے حق مین نازل ہوئی تھی۔ اپنے آپ کو مورد نزول ٹھہراتا ہے پھر چاہیئے تھا کہ جبتک اسکا وجود بے جود قادیان مین رہتا تب تک اس گاؤن مین معمولی درجہ کا طاعون بھی قدم نہ رکھتا۔

اس بات کو سوچکر یا سنکر اسکو شرم نہ آئے تو اس بات کو سوچکر کچھہ تو شرمائے کہ جن مقامات

---

* مرزا نے رسالہ دافع البلاء کے صفحہ ۱۶، ۱۷، ۱۸ مین چند شہرون کے رہنے والون یا انکو متبرک جاننے والون کو جنکے نام ذیل کے نقشہ مین درج ہین اس مضمون کا چیلنج کیا ہے کہ قادیان کو مینے شفاعت کرکے طاعون سے بچالیا ہے تم لوگ مجھے جھوٹا اور اپنے آپ کو سچا جانتے ہو تو تم بھی ان مقامات کو شفاعت کرکے طاعون سے بچالو۔ اور بذریعہ اشتہار کے ذریعہ یہ بات مشتہر کرو کہ فلان فلان مقامات طاعون سے بچ جائینگے۔ تم ایسا نہ کروگے تو اپنے جھوٹے ہونے پر مہر لگا دوگے۔

میرے علم و خیال مین اس احمقانہ چیلنج کا اسکو کسی شخص نے جواب نہین دیا اور نہ ہی آیندہ امید ہے کہ کوئی صاحب حسب و عقل و شرم ایسے بیہودہ اور بے شرمی کے بھرے ہوئے چیلنج کو قبول کریگا جن

ن اسکے مخالف رہتے ہیں یا وہ ان مقامات کو اچھا اور متبرک سمجھتے ہیں اور ان مقاموں کے طاعون سے محفوظ رہنے کی دعا کے لئے مرزا ان لوگوں سے چیلنج کرتا ہے۔ اور یہ کہتا ہے کہ اگر میرے مخالف

لوگوں کو اسنے اس چیلنج میں مخاطب کیا ہے وہ سب کے سب کسی نہ کسی مذہب کے پابند و معتقد ہیں اور وہ اپنے اپنے مذہب کی ہدایت سے خدا تعالےٰ پر تحکم نہیں کرتے اور کوئی حکم لگانے کی جرأت نہیں کرتے۔ اور دنیا میں شرم و آبرو وہ رکھتے ہیں لہذا ایسی بات منہ سے نہیں کہہ سکتے جس کا وقوع انکے اختیار میں نہو۔ مرزا چونکہ کسی مذہب کا معتقد نہیں اور اسکا اسلام کا دعوے صرف احمق مسلمانوں سے مال مارنے اور روٹیاں کھانے کو ہے) اور شرم و حیا دنیا کا ہونا تو اسکے مذہب جدید کا (جو اسنے نکالا ہے) ایک جزو یا لازمی امر ہے لہذا ایسا دعوے اسی کے منہ سے بار بار نکلتا اور سجتا ہے وہ اس چیلنج کے وقت یہ سمجھتا ہے کہ آخرت اور آخرت کے حساب اور جھوٹ وغیرہ گناہوں پر عذاب کی تو کوئی حقیقت ہی نہیں۔ رہا نتیجہ دنیا سو اگر میرا دعوے سچا نکلا اور قادیان میں حسب اتفاق طاعون نہ آیا (جیسا کہ بہت سے مقامات میں اس وقت تک نہیں آیا) تو میرے وارے نیارے ہیں اور اگر وہاں طاعون آگیا اور میں خود اسکا مطاعون ہو گیا تو میرے مردہ کو کس نے کچھ کہنا ہے۔ اور میری ٹانگ کس نے پکڑنی ہے۔ کوئی ایسا کرے تو مجھ کیا اور اگر میں بچ گیا اور میرے خاص کنبہ میں اور اخص خلفاء میں سے ہی طاعون آگیا تو تاویل کا دروازہ میرے لئے کھلا ہے۔

عبد اللہ آتھم کے نہ مرنے کے وقت میں اپنے گروہ میں جھوٹا نہوا اور میں اپنی جماعت کو بہکنے نہ دیا سنبھال لیا تو طاعون کے آنے پر ایسے سادہ لوحوں کو سنبھال لینا کیا مشکل ہوگا۔ میرے پیروان کا ہنوز ایسا قابل ہے کہ اسپر جو صورت یا رنگ میں چڑھاؤں با سانی چڑھ سکتا ہے۔ اگر میرے کنبہ یا خاص کسی خلیفہ (مثلاً خلیفہ اول مولوی حکیم نور الدین۔ یا خلیفہ دوم ملا محمد احسن امروہی یا خلیفہ سوم محمد علی خان کوٹلوی۔ یا خلیفہ چہارم کریم بخش سیالکوٹی) پر طاعون آیا تو میں بہلا عذر متجلہ معذرات اورلیہ کر دونگا اور کہونگا کہ وہ میری چار دیواری میں نہ تھے جس وقت

مجھے مین اور مین انکے نزدیک جھوٹا ہون تو وہ ان مقامات کے بچ جانے کے لئے دعا کرین اور
پہر وہ قسم کہا کر اس مضمون کی اشتہار شایع کرین کہ وہ مقامات طاعون سے بچ جاینگے
ورنہ وہ اپنے کاذب و مفتری ہونے پر مہر لگا دینگے

انکو طاعون نے پکڑا اسوقت وہ کہین سیر گلشن کرنے کو یا پاخانہ پہرنے کے لیئے باہر گئے ہوئے
تھے کہ طاعون نے انکو دبوچ لیا۔ اس تاویل کو اگر کسی نے غلط ثابت کیا اور شواہد سے ثبوت
بہم پہنچا دیا کہ وہ لوگ عین میری چار دیواری کے اندر طعمہ طاعون ہوئے ہین تو پہر مین دوسرا عذر
پیش کرونگا اور یہ کہہ دونگا کہ گو وہ لوگ بظاہر میرے مرید و خلیفے تھے مگر درحقیقت وہ دل سے مرید
نہ تہے اور درپردہ منافق تہے سامن تاویل کو بھی کسی نے رد کر دیا اور ان لوگون کے اخلاص
پر میرے ان الہامات و بشارات کو جو انکے حق مین سنا چکا ہون پیش کیا۔ یا بطور کرامت و خرق
عادت کوئی مردہ انمین سے بول اٹھا۔ انا علیٰ طلۃ غلام احمدؑ یعنے مین مرزا کے
دین پر ہون تو پہر تیسرا عذر پیش کرونگا اور یہ کہہ دونگا کہ یہ لوگ عدد مین میرے مخالفون کی
نسبت نادر اور کم ہین والنادر کالمعدوم۔ اور اگر اسکو بھی کسی نے رد کیا اور سرکاری
رپورٹون کی شہادت سے میرے اموات طاعون زدہ کی جانب کثرت ثابت کر دے
تو مین چوتہا عذر پیش کرونگا اور یہ کہونگا کہ ان لوگون پر طاعون وارد ہونے کی وجہ مخفی
ہے اور وہ خدا ہی کو معلوم ہے۔

اور چونکہ یہ باتین کسی اہل عقل سے جو کسے قدر بھی تدبر کا بہی قایل ہو اور وہ دنیا کی ننگ و شرم بھی
رکھتا ہو۔ سرزد ہونی ناممکن ہین لہذا نہ کسی نے اس چیلنج کو قبول کیا نہ آیندہ کسی
کے قبول کرنے کی امید ہے۔ ذیل مین ان مقامات کے معہ اون اشخاص یا اقوام
کے جن کے نام سے چیلنج کیا ہے۔ ہم ایک نقشہ مین نام پیش کرتے ہین

وہ نقشہ یہ ہے

کیا ان مقامات مین اسوقت تک بلحاظ مردم شماری قادیان سے بڑھکر طاعون نے اثر کیا اور کہا جلنے والی آگ کی طرح انکو کہا لیا۔ تنہیں تو تیرہ قادیان کو (جو بقول مرزا اس رسول کا تخت گاہ ہے) ان مقامات پر کیا فوقیت رہی اور آیندہ بھی اگر خدا تعالےٰ ان مقامات مین کہا جانیوالی آگ کی طرح طاعون نہ بہیجا تو پہر ہی قادیان کے دم مین کونسے سرخاب کا پر لگ گیا اور اسکا تخت گاہ رسول ابو الفضول ہونا کس کام آیا۔

دوسرے فقرہ مین جو مرزا قاعدہ بیان کیا ہے۔ اسے قاعدہ کے حکم سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا دعوے راستبازی اور الہام مین صادق نہین ہے اور اسکا الہام ۱۶ فروری ۱۸۹۸ء محض ڈھکوسلہ ہے۔ کیونکہ قادیان مین طاعون وارد ہوگیا اور مرزا نے اسکے جواب مین جو عذر کیا ہے اسکا جواب لاجواب دیا گیا ہے اور بخوبی ثابت کیا گیا ہے کہ وہ عذر اسکے پیش کردہ نظیر وجود باجود حضرت رسالت اور آپکے مسکن مکہ معظمہ و مدینہ طیبہ کے حالات مسلمہ مرزا سے جہوٹا ہوگیا اور عذر بدتر از گناہ ثابت ہوا۔

اسمقام اسقدر اور کہنا ضروری ہے کہ آیت وما کان اللہ لیعذبهم وانت فیهم وما کان اللہ معذبهم وهم یستغفرون مین جو آنحضرتؐ پر نازل ہوتی تھی دو باتون سے ایک بات

نام مقام	نام ان اشخاص یا اقوام کا جنکے نام سے مرزا نے چیلنج کیا ہے	نام مقام	نام ان اشخاص یا اقوام کا جنکے نام سے مرزا نے چیلنج کیا ہے
بنارس	آریہ ہندو۔	بٹالہ	عیسائیان بٹالہ و خاکسار۔
کلکتہ	پادری وایٹ برخت و دیگر عیسائیان پنجاب و ہندوستان۔	امرتسر	ہندوستان دہرم۔ و مولوی غزنوی و امرتسا[illegible]
		امروہہ	مولوی احمد حسن صاحب۔
دہلی	شیخنا و شیخ الکل شمس العلماء سید محمد نذیر حسین مرحوم دہلوی اور خاکسار۔	گولڑہ	پیر مہر علیشاہ صاحب۔
		لدھیانہ	عیسائیان۔
لاہور	منشی شمس الدین انجمن حمایت اسلام و منشی الٰہی بخش اکونٹنٹ مدعی الہام بمقابلہ مرزا۔		

عذاب ٹل جانیکی بشارت دی گئی ایک آپکا وجود باجود مکہ مین رہنا دوسری ان لوگون کا استغفار و توبہ کرنا - نہین کہ دونو باہم
کہ جمع ہونے یعنے آنحضرت کا مکہ مین نہ رہنے اور ان لوگون کے تائب ہوجانے کی شرط سے عذاب ٹلنے کی بشارت دی ہو اور واقعہ مین ایسا ہی
بلکہ آنحضرت کا مکہ مین رہتے ہوئے ان لوگون نے توبہ نہ کی - اسلیئے آنحضرت نے مکہ سے ہجرت کی تہی تب بھی صرف
آنحضرت کے وجود کی برکت سے مکہ سے عذاب ٹلا رہا - مرزا نے فقرہ سوم و چہارم مین اپنے خطاب
مین اس آیت کے نزول کا دعوے کیا ہے اور پہر اپنے وجود بے سود کے قادیان مین رہنے کے
ساتھ توبہ کو بھی عذاب طاعون ٹل جانے کے لیئے شرط ٹہرا دیا ہے اور مثل مشہور دروغگو را حافظہ
نباشد کو اپنے اوپر سچا کر دکہایا ہے - اسکی مزید تفصیل فقرہ سوم و چہارم کے متعلق ریمارک مین ہونگی
فقرہ سوم مین مرزا نے اپنے گاؤن (قادیان) کو تباہی سے بچانے کے لیئے توبہ کو شرط ٹہرایا
اور اس فقرہ کے اخیر مین لفظ شرط توبہ بڑہا دیا - اور فقرہ چہارم مین اس آیت قرآن کو جسمین
بغیر شرط توبہ کے صرف وجود باجود آنحضرت کا مکہ مین رہنے تک عذاب ٹلنے کا وعدہ دیا ہے
اپنے اوپر نازل بتایا ہے اور یہ دونو باہم متناقض امر ہین - لہذا سچے خدا کی طرف سے یہ دونو
الہام نہین ہو سکتے - اگر مرزا کو آیت مذکورہ کا الہام ہوا جسمین عذاب ٹلانے کے لیئے توبہ شرط
نہین ہے جیسا کہ ہمنے اوپر بیان کیا ہے تو وہ دوسرا الہام جسمین قادیان سے عذاب ٹلنے کیلیئے
توبہ کی شرط لگائی گئی ہے جہوٹ اور خدا پر افترا ہے - اور اگر یہ الہام شرط توبہ والہ سچا اور خدا کی
طرف سے ہے تو اس آیت مذکورہ کے الہام کا دعوے جہوٹ اور خدا پر افترا ہے - مرزا اگر ان دونون
متناقض الہامون مین سے ایک کو جہوٹا ٹہرا کر واپس نہ لی تو یہ دونو ساقط الاعتبار ہوتے
ہین اور دونون کے دعوے مین مرزا کا جہوٹ ثابت ہوتا ہے - مرزا نے ۶ ر فروری سنہ ۱۸۹۸ء کا
اشتہار شائع کیا تو اسمین گو تمام دنیا سے طاعون ٹل جانے کے لیئے توبہ کی شرط کو ذکر کیا مگر خاص
قادیان کے بچاؤ کے لیئے توبہ کی شرط نہین لگائی اور نہ کسی اور اشتہار مین قادیان کے بچاؤ
کے لیئے شرط توبہ لگائی ہے اور نہ ہی یہ شرط بحکم عقل صحیح ہو سکتی ہے کیونکہ اگر قادیان کا بچاؤ
عذاب طاعون سے توبہ پر موقوف ہو تو اسمین مرزا کا ہونا یا نہ ہونا دونو مساوی ہوتے ہین توبہ سے گو

ہر جگہ کو مرزا کے مخالفین کی جائے رہایش یا محل تعظیم کیون ہو (جیسے لاہور - امرتسر - بنارس - بٹالہ - نارووال وغیرہ) بچاؤ ہو سکتا تو پھر مرزا کی شفاعت خاص قادیان کے لئے کس کام آتی ہے اور اسکے وجود بے سود کے قادیان مین رہنے کا اثر کیا ظاہر ہوتا ہے - شفاعت اور وجود (نامسعود بے جود) کا اثر تو تب ہی مسلم ہو جبکہ قادیان کے لوگ اپنے خیالات مخالفت پر رہین اور پھر وہ محض اس وجود کی برکت سے بچے رہین -

مرزا نے اشتہار ۶ ر فروری ۱۸۹۸ء سے چوتھے سال ۱۹۰۱ء مین ڈھکوسلہ بنایا اور اپنے خیال مین وہ دور کی کوڑی لایا - مگر اسمین اپنی پچھلی کی کرائی کو باطل و بے کار کر دیا قادیان کے ساتھ اس توبہ کی قید نے یہ ثابت کر دیا کہ اس سے پہلے جو قادیان کو صرف مرزا کی شفاعت اور قادیان مین اسکے موجود ہونے کے سبب سے مطابق مضمون آیت مذکورہ وعدہ بچاؤ دیا گیا تہا وہ محض دروغ تہا - اور در حقیقت قادیان مین مرزا کا ہونا - اور قادیان کے حق مین مرزا کی شفاعت کرنا کوئی اثر و اعتبار نہین رکھتا -

مرزا نے اپنے خیال مین تو یہ پانچوان عذر پیشگوئی جھوٹی ہونیکا نکالا تہا مگر اسکو یہ نہ سوجہا کہ اس عذر نے اصل پیشگوئی کو جھوٹا کر دیا ہے - مرزا پیش بندی کرنے اور بات بنانے مین تو اپنا استاد آپ ہی تہا - مگر اس توبہ کی قید لگانے اور نئی بات بنانے مین وہ چوپٹ گرا اور اپنے اس دعاوی و خیال مین کہ مین میدان پیش قدمی کا شہسوار ہون اس بیت کا مصداق بن گیا -

گرتے ہین شہسوار ہی میدان رزم مین × وہ طفل کیا گریگا جو گھٹنے کے بل چلے

بالجملہ اس اشتہار کا فقرہ سوم و فقرہ چہارم آپسمین بہی متخالف و متناقض ہین اور فقرہ سوم کی شرط توبہ اسکے پہلے الہام متعلق طاعون کے بہی متخالف و متناقض ہے اور عقل کے بہی مخالف اور اسکا ان الہامات مین تناقض اس امر کی قطعی دلیل ہے کہ یہ الہامات رحمانی نہین احتلام شیطانی ہین اور افراط دروغگوئی کے سبب بحکم دروغگو را حافظہ نباشد مرزا کے حافظہ مین بہی سخت فتور و قصور واقع ہو گیا ہے وہ پہلے کچھ لکھتا ہے پیچھے اسکے مخالف کچھ اور -

مرزا کی چوتھی تحریر اسکا وہ چار صفحہ کا اشتہار ہے جسکی صورت عنوان یہ ہے -

حضرت مرزا صاحب نے یہ اشتہار مختلف پانچ زبانون یعنی انگریزی اردو فارسی عربی پشتو میں شایع فرمایا ہے

الطاعون

اور اسمین سے صرف اردو انجمن فرقانیہ لاہور نے پبلک کے فائدے کے لئے مشتہر کیا ہے تاکہ لوگ فائدہ اٹھاوین ؛

اس اشتہار کی تاریخ اشاعت اس پرچہ اشتہار مشتہرہ انجمن فرقانیہ پر جو ہمکو ملا ہے درج نہین - مگر اسکے مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اشتہار ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء کے بعد اور رسالہ دافع البلا کے پہلے شایع ہوا ہے - کیونکہ اشتہار ۱۷ مارچ ۱۹۰۱ء مین طاعون کے قریب پہنچنے کی خبر دی گئی ہے اور اس اشتہار مین طاعون کے آنگنون مین اتر آنے اور صحنون مین داخل ہو جانے کی خبر دی گئی ہے اور ساتھ ہی یہ بھی اسمین پیشگوئی کی گئی ہے کہ وہ ہر شہر مین داخل ہوگی - جسکے واقعہ ہونے کی خبر رسالہ دافع البلا مین دی گئی ہے - اس اشتہار مین مرزا نے یہ دعوے کیا ہے کہ طاعون کے سبب ہمیشہ سے چار ہی ہوتے چلے آئے ہین اور ابتدا فطرت (پیدائش) سے خدا کی سنت (عادت) اس طرح جاری ہے - پہلا سبب یہ ہے کہ لوگ خدا تعالے کی خوشنودی چھوڑ کر فسق و بدکاری و گناہگاری اختیار کر لیتے ہین - دوسرا سبب یہ ہے کہ لوگ احکام سلطنت کی اطاعت چھوڑ کر خلاف ورزی کرنے لگ جاتے ہین - تیسرا سبب یہ کہ امام وقت کو (جو صدی کے سر پر خدا کی طرف سے بھیجا گیا ہو) قبول کرنے سے انکار کرین اور اسکی تکفیر اور ایذا کے درپے ہو جاتے ہین - چوتھا سبب یہ کہ لوگ آپسمین رحم کرنا چھوڑ دین اور کیڑون مکوڑون کی طرح ایکدوسرے کو کھانے لگ جاتے - ان چار اسباب مین سے چونکہ مرزا نے زیادہ تر دوسرے سبب کے بیان پر زور دیا ہے - اور لوگون کو اس سبب کو دور کرنے کی بہت تاکید کی ہے اور بذات خود اس سبب کا دلیری کے ساتھ ارتکاب کیا ہے - لہذا اس سبب کے بیان کو اور اسکو دور کرنے کی تاکید کو مرزا کی الفاظ سے بتفصیل نقل کیا جاتا ہے وہ صفحہ اول اشتہار مین لکھتا ہے - دوسرا سبب لوگ ان اولو الامرون کی بے فرمانی کرتے ہین جو مصلحت الہی سے انہین دیئے جاتے ہین - اور رعیت کے

انبار غلہ کے لئے بجائے مہر کے ہوتے ہین اور رعایا مفسد اور باغی بن جاتی ہے اور اطاعت کی رسّی
اُتار ڈالتی ہے - اور معروف باتون اور جائز امرون مین اُنکی مدد نہین کرتی - اور اُن کی نسبت بدگمانی
کرتی - اور لڑائی اور مقابلہ کرکے اونکے معاملات کو درہم برہم کرتی ہے اور وفادارون اور سعادتمندون
کی طرح اونسے باادب پیش نہین آتی اور اونکے حکمون کو نہین مانتی اور خدا کی جوڑے ہوئے کو کاٹنا
چاہتے اور دفع کرتے ہین اس شے کو جسے خدا بڑی بھاری حکمت سے لایا ہے - پھر تیسرے
اور چوتھے سبب کا مختصر بیان کرکے دوسرے اور تیسرے اور چوتھے صفحہ مین لکھتا ہے - اور خدا
اور اپنے بادشاہون کی طاعت کرو اور فساد نہ کرو اور حکام کے حکمون اور فیصلون اور پروانون وغیرہ
مین اُن کی مخالفت نہ کرو اور اُن کی رضا کے خلاف ایک قدم بھی آگے پیچھے نہ کرو اور جب اونکی
طرف سے کوئی حکم آئے تو فوراً حاضر ہو جاؤ اور اونکے بلانے پر سُست اور ہار کھائے ہوئے نہ ہو
اور اونکے قانونون کی خلاف ورزی نہ کرو اور اونکی توہین نہ کرو اور جب کوئی خدمت تمہین سپرد
کیجائے تو بہت جلد حکم مانو اور اوسکے پورا کرنے کی سعی کرو - خواہ پہاڑون کی چوٹیون پر چڑھنا
پڑے - اور جاہلون کی طرح عذر نہ تراشو اور کمینہ لوگون کی طرح انکار نہ کرو - اور خوب سمجھ لو
کہ سلامتی حکمون کے قبول کرنے مین اور ملامت نافرمانی اور جھگڑے مین ہے اور ہم خدا کا شکر کرتے
ہین کہ اوسنے ہمین سلطنت برطانیہ کا عہد بخشا اور اوسکے ذریعہ سے بڑی بڑی مہربانیان اور فضل
ہم پر کئے - ہمنے اس سلطنت کے آنے سے انواع - اقسام کی نعمتین پائین - ہماری قوم نے علم اور
تہذیب سیکھی - اور بہائم کی زندگی سے نکلنا انہین نصیب ہوا - اور حیوانی جذبون سے نکل کر
انسانی کمالات پر پہنچنا میسر آیا - سو ہمین اس گورنمنٹ کے طفیل امید اور فکر سے بڑھکر امن و
امان ملا - اب ہم زمین پر گائیون کی طرح نہین - بلکہ باردار اونٹنیون کی مانند بڑی وقار اور سہولت
سے سفر کرتے ہین اور ہمین ڈاکوون اور بدذات دشمنون کا کچھ بھی ڈر نہین ہوتا اور ہم رات کے پہلے
حصہ مین اکیلے بلا خوف و خطر سفر کرتے ہین اور ریل گاڑی کے چلنے سے اونٹیون قافلون اور گھوڑون
کی کوئی ضرورت نہین رہی - اب مناسب ہے کہ اپنی نیتون کو درست کرو اور اس سلطنت کی نسبت نیک گمان

رکھو اور صفائی دلی اور پاک نیت سے اوسکے حضور حاضر ہو۔ اور زمین مین باغیون کی طرح فساد
مچاتے اور شریرون کی طرح بہاگے بہاگے نہ پہرو اور خوب سمجھ لو کہ اس سلطنت نے تمہین اپنا
دینے سے ظالمون کے ہاتھ بند کر دیئے۔ اور تم سوتے تھے اور اوسنے تمہین جگایا اور
تمہارے سفر اور حضر مین تمہاری پوری پوری نگہبانی کی اور جب تم کہین کاروزگار کرنے
اور معاش کی تلاش مین جاتے ہو اور پہر وطن کو واپس آتے ہو۔ دونون صورتون مین گورنمنٹ
کی طرف سے تمہیر محافظ مقرر ہین اور اوسنے تمہاری آبرو اور مال کی خوب نگہداشت کی اور
صحت مین اور بیماری مین تمہاری خبر گیری کی اور تمہین امن بخشا جسکے سبب سے تم دولت
اور مال مین ترقی کر گئے اور یہ سلطنت ہر میدان مین تمہاری مدد کو کہڑی ہوئی اور تمہارے
یارون دوستون اور مکانون کی نسبت خوب سلوک کیا اور ثابت کر دیا کہ وہ تمہاری
پناہ اور بچانے مین ہے۔ اب تم پر اسکے احسان کے حقوق ثابت ہین۔ اور اوسنے تمہین
ڈاکوون اور چورون سے بچایا اور تمہارے مال و عیال کی نسبت نگہبانی کا حق ادا کر دیا۔
اور اوسکی مہربانی تمہاری عمرون کی درازی کا سبب ہوئی اور اسنے تمہین ایسی عافیت
دی جو تباہ اور برباد کرنیوالی آہین اور تمہین پہلے درجہ کی رفاہیت حاصل ہوئی اور
اوسنے تمہین دشمنون درندون کی خوفناک جگہون سے بچایا اور اپنے فضل و کرم کی حمایت
اور پناہ مین لیا اب یہ حال ہے کہ دشمنون کے ناخن بیداد کی تم تک رسائی نہین ہوسکتی
سو مناسب ہے کہ اس گورنمنٹ کی شکر کے ادا کرنے اور ذکر تذکرہ مین کوشش کرو اور پکے ہوشمند
بن جاؤ۔ اسلیئے کہ احسان کا بدلا احسان ہے اور شکر سے غفلت کرنا کفران ہے اور مین قسم
کہا کر کہتا ہون کہ یہ سلطنت تمہارے لیئے بڑا امن بخش تعویذ ہے اور اسکے ہوتے کسی خود تجویز
مددگار کی ہمین ضرورت نہین اور حقیقت مین ساری حمدین اللہ کے لیئے ہین جسنے ہمین ایسا
قیصر عطا فرمایا۔ جو ہمارے حال کی خبر گیری اور پرداخت مین کوئی قصور اور کوتاہی نہین
کرتا اور کوشش کرتا ہے کہ ہمین پستی سے باہر لائے۔ اسنے ہمارا دین ہمین پہیر دیا۔ جسکے

ہو گئے اور بعض نے بڑی امید سے ٹیکا لگوایا اور پھر قبر میں جا پڑے۔ پس کون کہہ سکتا ہے یا کون ہمیں تسلی دے سکتا ہے کہ یہ تمام تدبیریں کافی علاج ہیں بلکہ اقرار کرنا پڑتا ہے کہ گو یہ تمام طریقے کسی حد تک مفید ہیں لیکن یہ ایسی تدبیر نہیں ہے جسکو طاعون کو ملک سے دفع کرنے کے لئے پوری کامیابی کہہ سکیں۔

اسیطرح یہ تدبیریں محض بیفائدہ بھی نہیں ہیں کیونکہ جہاں جہاں خدا کی مرضی ہے وہاں وہاں انکا فائدہ بھی محسوس ہو رہا ہے۔ مگر وہ فائدہ کچھ بہت خوشی کے لائق نہیں مثلاً گو سچ ہے کہ اگر مثلاً سو آدمی نے ٹیکا لگوایا ہے اور دوسرے اسیقدر لوگوں نے ٹیکا نہیں لگوایا ہے تو جنہوں نے ٹیکا نہیں لگوایا ان میں موتیں زیادہ پائی گئیں اور ٹیکا والوں میں کم۔" بہرحال یہ طریقے جو ڈاکٹری طور پر اختیار کئے گئے ہیں نہ تو کافی اور پورے تسلی بخش ہیں اور نہ محض نکمے اور بے فائدہ ہیں اور چونکہ طاعون جلد جلد ملک کو کھاتی جاتی ہے اسلئے بنی نوع کی ہمدردی اسی میں ہے کہ کسی اور طریق کو سوچا جائے جو اس تباہی سے بچا سکے۔"

نمبر دوم پھر اسکے صفحہ ۳ میں اسکے علاج کی بابت مسلمانوں کا خیال منشی شمس الدین سکرٹری انجمن حمایت اسلام سے وہ نقل کیا ہے جو سابقاً بعنوان (سوم) بقیہ نقل ہو چکا ہے اور اسکا خلاصہ یہ ہے کہ سب مسلمان ملکر نماز پڑھکر دعا مانگیں۔ پھر صفحہ ۳ میں عیسائیوں کا یہ خیال پادری وائیٹ بریخٹ سے نقل کیا ہے کہ تمام لوگ مسیح کو خدا مان لیں اور ہندوان آریہ کا یہ خیال نقل کیا ہے کہ تمام لوگ وید کو کلام الہی مان لیں اور ہندوان سناتن دہرم کا یہ خیال نقل کیا ہے کہ لوگ گاؤکشی چھوڑ دیں پھر صفحہ ۵ میں ان سب خیالات کا دعاوی بلادلیل اور پارٹی فیلنگ (اپنی اپنی جماعت کے خیالات) پر مبنی ہونا بیان کر کے اپنے خیال کا کہ تمام لوگ اسکو مسیح موعود مان لینگے تو طاعون دور ہوگا مدلل ہونا اور پارٹی فیلنگ پر مبنی نہ ہونا بیان کیا اور یہ کہا ہے۔ اب اے ناظرین صفحہ ۵ خود سوچ لو کہ اسقدر متفرق اقوال اور دعاوی سے کس قول کو دنیا کے آگے صریح اور بدیہی طور پر فروغ ہو سکتا ہے یہ تمام اعتقادی امور ہیں اور اس نازک وقت میں جبتک کہ دنیا ان عقائد کا فیصلہ کرے خود دنیا کا

کرنا آیت وما دعاء الکافرین الا فی ضلال کا مصداق ہے طاعون کا علاج صرف مرزا کو مسیح موعود مان لینا ہے۔ حالانکہ یہ علاج تمام مرزائی پارٹی کے عمل میں ہے پہر انہیں طاعون جاری ہے جسکے لئے مرزا اور مرزائیون کے عذرات بدتر از گناہ مشتہر ہو رہے ہیں۔ رہا بجملہ اس اشتہار چہارم کی اکاذیب اور دروغگوئیان بھی مرزا کے الہامات کا اختلامات شیطانیہ ہونا ثابت کر رہے ہیں۔ و بس

پانچوین تحریر مرزا کا چوبیس صفحہ کا رسالہ دافع البلا ہے جسکے بعض فقرات و حوالجات سابقاً نقل ہو چکے ہیں۔ اس رسالہ میں مرزا نے عجب روباہ بازی کی ہے اور کمال درجہ کی دروغگوئی و دہوکہ دہی سے احمقون کی آنکھون میں خاک ڈالکر روز روشن میں اسکو اندہا کر دیا اور ان سے یہ منوالیا کہ مرزا کو مسیح موعود نہ ماننا طاعون آنیکا سبب ہے اور مرزا کو مسیح ماننے کے سوا اسکا کوئی علاج نہیں۔ وہ اس خیال و اعتقاد سے جوق جوق قادیان آئے ہیں اور مرزا کی مسیح موعود ہونے پر ایمان لاتے جاتے ہیں۔ اگر وہ لوگ انصاف و توجہ سے ہمارے اس مضمون کو جسمین اس رسالہ کے اکاذیب و مغالطات کی تفصیل ہی پڑہینگے تو امید ہے کہ انمین سے ایک بہی مرزا معتقد و مرید نرہیگا اور اسکے دعوے الہام و مسیحیت و مہدیت میں سچا نہ سمجہیگا۔ پس واضح ہو کہ اس رسالہ کے مضامین جو نوٹس لینے کے لائق ہیں اسکے پانچ دعاوی ہین جنپر ہم اپنی طرف سے نمبر لگاکر بعض کو بعینہ اسکے الفاظ سے اور بعض کو بالمعنے و بالاختصار نقل کرتے ہیں۔

نمبر اول اسکے پہلے صفحہ میں طاعون کا ملک میں پہیل جانا بیان کرکے اسکی تدبیر رفع اور علاج کی بابت ڈاکٹرون کی یہ رائے بیان کی ہے کہ مکانات کو صاف رکھیں اور ٹیکہ لگوائیں۔

پہر اسکے صفحہ ۲ میں صفائی ٹیکہ کی نسبت اپنا خیال ظاہر کیا اور یہ کہا ہے۔ یہ دانشمند ڈاکٹرون اور طبیبون کی رائے ہے جسکو ہم نہ تو ایک کافی اور مستقل علاج کے رنگ میں سمجھتے ہیں اور نہ محض بیفائدہ قرار دیتے ہیں۔ کافی اور مستقل علاج اسلئے نہیں سمجھتے کہ تجربہ بتلا رہا ہے کہ بعض لوگ باہر نکلنے سے بہی مرے ہیں اور بعض صفائی کا التزام رکھتے رکھتے بہی اس دنیا سے رخصت

فیصلہ ہو جائیگا۔ اسلیئے وہ بات قبول کے لایق ہے جو جلد تر سمجھ مین آسکتی ہے اور جو اپنے ساتھ کوئی
ثبوت رکھتی ہے سو مین وہ بات مع ثبوت پیش کرتا ہون۔ چار سال ہوئے ہین کہ مینے ایک پیشگوئی شائع
کی تھی کہ پنجاب مین سخت طاعون آنے والی ہے اور مینے اسملک مین طاعون کے سیاہ درخت دیکھے
ہین جو ہر ایک شہر اور گاؤن مین لگائے گئے ہین اگر لوگ توبہ کرین تو یہ مرض دو جاڑہ سے بڑھ نہین
سکتی خدا اسکو رفع کر دیگا مگر بجائے توبہ کے مجھکو گالیان دی گئین اور سخت بدزبانی کے اشتہار
شائع کیئے گئے جسکا نتیجہ طاعون کی یہ حالت ہے جو آپ دیکھ رہے ہو۔ خدا کی وہ پاک وحی جو مجھ
پر نازل ہوئی ہے اسکی یہ عبارت ہے۔ ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتے یغیروا ما بانفسھم
انہ اوی القریۃ۔ یعنے خدا نے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہین کریگا
جبتک لوگ ان خیالات کو دور نہ کرلین جو انکے دلون مین ہے یعنے جبتک لوگ وہ خدا کے مامور
اور رسول کو مان نہ لین تب تک طاعون دور نہین ہوگی اور وہ قادر خدا قادیان کو طاعون کی
تباہی سے محفوظ رکھیگا تا تم سمجھو کہ قادیان اسی لئے محفوظ رکھی گئی کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ

* آوی عربی لفظ ہے جسکے معنے تباہی اور انتشار سے بچانا اور اپنی پناہ مین لے لینا۔ یہ اس بات کی طرف
اشارہ ہے کہ طاعون کی قسمون مین سے وہ طاعون سخت و بربادی بخش ہے جسکا نام طاعون جارف ہے یعنے جھاڑو
دینے والی جس سے لوگ جا بجا بھاگتے ہین اور کتون کی طرح مرتے ہین یہ حالت انسانی برداشت سے بڑھ جاتی
ہے۔ پس اس کلام الٰہی مین وعدہ ہے کہ یہ حالت کبھی قادیان پر وارد نہین ہوگی اسی کی تشریح
یہ دوسرا الہام کرتا ہے کہ لولا الاکرام لھلک المقام۔ یعنے اگر مجھے اس سلسلہ کی عزت ملحوظ نہ ہوتی
تو مین قادیان کو بھی ہلاک کر دیتا اس الہام سے دو باتین سمجھی جاتی ہین (۱) اول یہ کہ کچھ حرج نہین کہ
انسانی برداشت کی حد تک کبھی قادیان مین بھی کوئی واردات شاذ و نادر طور پر ہو جائے جو بربادی
بخش نہ ہو اور موجب فرار و انتشار نہ ہو کیونکہ شاذ و نادر معدوم کا حکم رکھتا ہے (۲) دوسرے یہ کہ یہ
امر ضروری ہے کہ جن دیہات اور شہرون مین بمقابلہ قادیان کے سخت سرکش اور شریر اور ظالم اور بدچلن
اور مفسد اور اس سلسلہ کے خطرناک دشمن رہتے ہین انکے شہرون مین یا دیہات مین ضرور بربادی بخش

قادیان مین تہا۔ اب دیکہو تین برس سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہ دونون پہلو پورے ہو گئے یعنے ایک طرف تمام پنجاب مین طاعون پہیل گئی اور دوسری طرف باوجود اسکے کہ قادیان کے چارون طرف دو دو میل کے فاصلہ پر طاعون کا زور ہو رہا ہے مگر قادیان طاعون سے پاک ہے۔ بلکہ آجتک جو شخص طاعون زدہ باہر سے قادیان مین آیا وہ بھی اچہا ہو گیا کیا اس سے بڑھکر کوئی اور ثبوت ہوگا کہ جو باتین آج سے چار برس پہلے کہی گئی تہین وہ پوری ہو گئین بلکہ طاعون کی خبر آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ مین بھی دی گئی ہے[*] اور یہ علم غیب بجز خدا کے کسی اور

طاعون پہوٹ پڑے گی یہانتک کہ لوگ بے حواس ہو کر ہر طرف بہاگین گے یہنے اُدی کا لفظ جہانتک وسیع ہے اسکے مطابق یہ معنے کر دیے ہین اور ہم دعوے سے لکہتے ہین کہ قادیان مین کبھی طاعون جارف نہین پڑیگی جو گاؤن کو ویران کرنے والی اور کہا جانے والی ہوتی ہے مگر اسکے مقابل پر دوسرے شہرون اور دیہات مین جو ظالم اور مفسد ہین ضرور ہولناک صورتین پیدا ہونگی تمام دنیا مین ایک قادیان ہے جسکے لیئے یہ وعدہ ہوا فالحمد للہ علی ذلک۔ منہ (حاشیہ منجانب مرزا قادیان)

[*] آج سے دس برس پہلے ایک اشتہار مین جو میری طرف سے شائع ہوا تھا طاعون کی خبر دی گئی تھی اور وہ یہ ہے اصنع الفلک باعیننا ووحینا ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیہم یعنے ایک کشتی میرے حکم اور آنکھون کے روبرو بنا جو آنیوالی مری سے بچائیگی جو لوگ تجہسے بیعت کرتے ہین وہ مجہسے بیعت کرتے ہین یہ تیرا ہاتھ نہین بلکہ میرا ہاتھ ہے جو ان کے ہاتھون پر رکھا جاتا ہے اور اسی کلام الہی کا ایک فقرہ براہین احمدیہ مین بطور پیشگوئی موجود ہے اور وہ یہ ہے ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انہم مغرقون یعنے جو لوگ ظلم اور سرکشی اور بدکاری اور نافرمانی سے باز نہین آتے میرے آگے ان کی کچہہ شفاعت نہ کریو۔ وہ غرق کیے جائین گے ۱۲

منہ (حاشیہ منجانب مرزا)

کی طاقت مین نہین - پس اس بیماری کے رفع کے لیئے وہ پیغام جو خدا نے مجھے دیا ہے وہ یہی ہے کہ لوگ مجھے سچے دل سے مسیح موعود مان لین اگر میری طرف سے یہی تعبیر کسی دلیل کے صرف دعوے ہوتا ہے جیسا کہ میان شمس الدین سکرٹری حمایت اسلام لاہور نے اپنے اشتہار مین یا پادری وایٹ بریخٹ صاحب نے اپنے اشتہار مین کیا ہے تو مین بھی انکی طرح ایک فضول گو ٹھہرتا لیکن میری وہ باتین ہین جنکو مینے قبل از وقت بیان کیا اور آج وہ پوری ہوگئین - اسکے بعد مرزا نے صفہ رسالہ مذکور مین کہا ہے جبتک کہ طاعون دنیا مین رہے گو ستر برس تک رہے قادیان کو خدا تعالے اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھیگا کیونکہ یہ اسکے رسول کا تخت گاہ ہے۔

ان دو نمبرون مین چونکہ مرزا نے بہت سے جھوٹ بولے ہین لہذا ان دو نمبرون کی اکاذیب انکے ساتھ ہے بیان کرنے مناسب ہین - نمبر اول و دوم کو پڑھکر ہر شخص خود کیسا ہی ذہین اور فہیم ہوگا ایک دفعہ تو ضرور ہی چکر مین آجائیگا - اور مرزا کے دھوکہ اور دام تزویر مین پھنس جائیگا - اگر وہ مرزا کی عادت دھوکہ دہی سے واقف نہوگا اور اسکے پچھلے اشتہارون اور تحریرون کو اسنے صرف تقلید سے نہ غور و تحقیق سے پڑھا ہوگا - مگر ہمارے بیان کو پڑھکر اسکا دھوکہ فورًا کافور ہو جائیگا - اور وہ حیرت اور تعجب سے کہیگا کہ مینے سمجھا کیا تھا اور صحیح کیا نکلا -

نمبر اول مین جو کچھ مرزا نے کہا ہے اسکا خلاصہ یہ ہے کہ علاج طاعون ٹیکہ وغیرہ جو ڈاکٹرون نے بتایا ہے یہ بھی اچھا ہے محض نکما اور برا نہین ہے مگر یہ پورا اطمینان بخش اور کافی نہین ہے اس سے بڑھکر مرزا نے نہ اسکو برا کہا ہے نہ خطرناک و خوفناک قرار دیا ہے اور نہ اس سے لوگون کو منع کیا ہے جسکی وجہ یہ ہے کہ یہ علاج گورنمنٹ کی طرف سے اور اسکے حکم سے ہے اگر یہ علاج گورنمنٹ کی طرف سے نہوتا تو اسپر بھی مرزا وہی دکھ لیکرتا جو مسلمانون ہندون اور عیسائیون کے مجوزہ علاج پر کر چکا ہے - اسبات کو ناظرین بخوبی یاد رکھین اس سے مرزا کی ساتوین تحریر (رسالہ مواہب الرحمن) کے اس عوے کا کہ ٹیکہ لگوا لینے کو مینے شان ہدایت کیا اور اس سے لوگون کو منع کیا اور اسکو فضول و نکما قرار دیا ہے وہ مفید نہ رہا نکما ہوگیا ہے جھوٹا ہونا ثابت ہوگا - اس

نمبر اول پر ہم اس سے زیادہ کوئی ریمارک کرنا نہین چاہتے ۔
نمبر دوم مین جو کچھ مرزا نے کہا ہے اسمین سفید جھوٹ سے بہت کام لیا ہے ۔ اور صریح چہ دلاورست
وزدے کہ بکف چراغ دارد پر عمل کرکے دکھایا ہے اور مثل مشہور دروغ گویم بر روئے تو کا
امتثال کیا ہے اور اس دعوی مین جو اسنے ہندوؤن عیسائیون اور مسلمانون کے مقابلہ مین پیش
کیا ہے اسنے جھوٹ تو کوٹ کوٹ کر بھر دیا ہے ۔ اسمین پہلا اور دوسرا سفید جھوٹ اسکا یہ کہنا ہے
کہ چار سال ہوئے کہ اسنے خواب مین طاعون کے درخت لگتے دیکھے ہر شہر اور گاؤن مین طاعون کے
وارد ہونے کی خبر دیکر یہ کہدیا تھا کہ اگر لوگ توبہ کرین تو یہ مرض دو جاڑے سے بڑھ نہین سکتا ۔
اسمین ایک جھوٹ تو ہر شہر و گاؤن کے ذکر کا دعوے ہے ۔ اسنے کسی اشتہار مین اس سے (۶)
پہلے ہر شہر و گاؤن کا ذکر نہین کیا پہلے اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء مین صرف مختلف مقامات
مین طاعون آنے کا ذکر کیا ۔ اور مختلف مقامات کا لفظ یہ نہین چاہتا کہ ہر شہر و گاؤن مین
طاعون آئیگا ۔ بعض مقامات مین طاعون آنے سے یہ فقرہ صادق ہو سکتا ہے پھر جو تیسرا اشتہار
مین جو ۱۹۰۱ء کے بعد شائع کیا ہے ۔ ہر شہر مین طاعون آنیکا ڈر و اندیشہ ظاہر کیا ہے ۔ اور یہ کہا
ہے کہ مجھے ڈر ہے کہ یہ مرض کہین ہر شہر مین داخل ہو جائے کوئی قطعی خبر نہین دی کہ ضرور
داخل ہو جائیگی اور یہ ڈر بھی چوتھے سال تھا یا جب طاعون پھیلتا جاتا دیکھہ لیا ۔ غرض کسی
اشتہار مین جو چار سال یا تین سال یا دو سال رسالہ دافع البلا کے پہلے شائع کیا ہو اسنے
ہر شہر و گاؤن مین طاعون آنیکا دعوے نہین کیا ۔ مرزا اس دعوے مین کہ مینے چار سال پہلے
ہر شہر و گاؤن مین طاعون آنے کی خبر دی تھی سچا ہے تو کوئی اشتہار اس مضمون کا دکھائے
اور اسکے مقابلہ مین اسکا مقابلہ چھوڑ دونگا ۔ ورنہ اپنے دروغگو ہونے کا اقرار کرلے ۔ دوسرا جھوٹ (۷)
اسکا یہ دعوے ہے کہ مینے اس اشتہار مین یہ کہہ دیا تھا کہ لوگ توبہ کرینگے تو یہ مرض دو جاڑے سے
بڑھ نہین سکتا ۔ اسنے پہلے اشتہار ۶ فروری ۱۸۹۸ء مین دو جاڑے طاعون آنے کی ابتدائی
میعاد بتائی ہے نہ توبہ سے اٹھ جانے کی اور آخری میعاد پھر اشتہار ۲۲ اپریل ۱۸۹۸ء مین

خدا تعالے نے یہ نہین فرمایا اور یہ حکم نہ قرآن مین آیا ہے نہ حدیث مین یہ حکم شیطانی ہے اور اسکا مہبط حرکت مرزا کا دل و دماغ ہے۔ مرزا کے ماننے والون کو بہی اس حکم کے تعمیل اونکے اعتقاد کے روسے بہی اسوقت جائز ہو تی جبکہ پہلے الہام ۶ فروری کو تراش کرنے کے وقت انکو یہ کہا جاتا کہ اس طاعون کا سبب مرزا کو نہ ماننا ہے اور جو شخص مرزا کو مان لیگا وہ اس طاعون سے محفوظ رہیگا یا مرزا کو مان لینے کے بعد اسکا طاعون رفع ہو جائیگا۔ یہ بات اسنے پہلے الہام کی اشاعت کے وقت نہ کبھی نہ کبھی تین سال تک اسکے بعد کہی چار سال کے بعد اب سنہ ۱۹۰۲ء مین کہی ہے تو اسکا مان لینا ان لوگون کے لیئے بھی سخت حماقت کا اقرار کرنا اور آنکھین بند کرکے کنوئین مین گرجانا

نواں سفید جھوٹ اسکا یہ کہنا ہے کہ میری طرف سے بہی بغیر کسی دلیل کے صرف دعوے ہی ہوتا جیسا کہ میان شمس الدین سکرٹری انجمن حمایت اسلام لاہور نے اپنے اشتہار مین یا پادری وایٹ بریخت صاحب نے اپنے اشتہار مین کہا ہے تو مین انکی طرح ایک فضول گو ٹہرتا اسمین دو سفید جھوٹ ہین ایک منشی شمس الدین صاحب کا دعوے کو بلا دلیل کہنا یہ ایک ایسا سفید جھوٹ ہے جسکا جھوٹ ہونا مرزا کے پہلے تمام اشتہارات سے بخوبی ثابت ہوتا ہے۔ منشی شمس الدین نے بھی کہا تہا کہ طاعون وغیرہ مصیبتین گناہون کے سبب نازل ہوتی ہین مسلمان توبہ استغفار کرینگے۔ تو امید ہے کہ بلا ٹل جائیگی۔ اور یہ بعینہ وہی بات ہے جو مرزا کے ہر ایک اشتہار مین موجود ہے پہر منشی شمس الدین کے دعوے کو بلا دلیل اور انکو فضول ٹہرانا دروغگو ہی نہین تو اور کیا ہے۔ قطع نظر اس اعتراف و شہادت مرزا کے قرآن کریم خود اس امر پر گواہ ہے کہ مصائب گناہون کے سبب نازل ہوتے اور استغفار اور توبہ سے ٹل جاتے ہین چنانچہ اس مضمون کی آیات قرآن مرزا کی خبر گیری سے فارغ ہو کر نقل

ایک اسلامی انجمن کے سکرٹری کو صرف میان شمس الدین کے لفظ سے یاد کرنا اور ایک عیسائی مبلغ (کی) پادری صاحب کے خطاب سے یاد کرنا اسی خیالی مسیح کا کام ہے جو بزعم خود صلیب توڑنے کے لئے آیا ہے۔

(۱۵) کی جائیگی۔ دوسرا سفید جہوٹ مرزا کا یہ کہنا ہے کہ مرادعوے عیسائیون اور مسلمانون کی طرح بے دلیل نہین ہے۔ ناظرین کو بیان سابق سے بخوبی معلوم ہو چکا ہے کہ مرزا اپنے دعوے پر کوئی صحیح دلیل نہین لایا جو کچھ اسنے کہا غلط کہا ہے اور جہوٹ بولا ہے پہر اسکا اوروں کو فضول گو کہنا اور اپنے آپ کو فضول گوئی سے بری ٹہرانا سفید جہوٹ نہین تو اور کیا ہے

(۱۶) دسوان سفید جہوٹ مرزا کا یہ کہنا ہے کہ یہ میری وہ باتین ہین جنکو مینے قبل از وقت بیان کیا اور آج پوری ہوگئین۔ مرزا یہ جہوٹ بہی دوبارہ بولا ہے لہذا ہمکو بہی دوبارہ اسکا جہوٹ ظاہر کرنا پڑا۔ ہمنے بیان سابق مین آفتاب نیمروز کی طرح ظاہر کر دیا کہ مرزا نے اس پیشگوئی کے چار سال گذرنے سے پہلے کچہہ بہی نہین کہا تھا۔ جو کہا پیچہے کہا اور اسمین سے بہی خدا تعالے نے اسکو جہوٹا کر دیا۔ پس ناظرین با تمکین انصاف آئین سمجہہ سکتے ہین کہ فضول گو کون ہے مرزا یا اسکے مخالف اہل اسلام۔

تلک عشرۃ کاملۃ۔ مرزا کے دعوے نمبر ۱ و ۲ مین یہ دس جہوٹ کامل ہمکو انمین سے دو مکررات کو نکال دو تو آٹہہ رہجاتے دس یا آٹہہ کذب مین سے ایک کا بہی کذب نہونا مرزا ثابت کرے تو ہمسے وہ انعام ترک مقابلہ لے۔ وہ نقد انعام چاہے تو نقد بہی جو وہ ہماری حیثیت کیمطابق تجویز کرے ہم دینے کو حاضر ہین۔ یہ مرزا کی ایسی فضول گوئی و لاف زنی ہے۔ ہم سچے دل سے اور حلفیہ وعدہ انعام کرتے ہین اب بہی کوئی دام افتادہ مرزا حق کی تحقیق کرنے اور مرزا کی لاف زنیوں اور دروغگوئیون کا امتحان کرنے کی طرف رجوع نہ کرے تو ہم اسپر جوابدہ نہین ہین۔ ہمنے اپنی طرف سے کمال نیک نیتی اور ارادہ خیرخواہی سے یہ طریق امتحان بتایا ہے۔ آگے اسکا ماننا نہ ماننا طالبان حق کے اختیار مین ہے۔

دیکہئے نمبر سوم لاف زنی اور دروغگوئی نمبر دوم کے بعد مرزا نے ایک اور عربی الہام گہڑ کر مشتہر کیا ہے جسمین وہ یہ کفر بکتا ہے کہ مین خدا کے لئے بمنزلہ اولاد ہون مین اسکا ہون اور وہ میرا ہے۔ پہر اس الہام شیطانی اختلام کے نتائج و فوائد بیان کرتا ہوا صفحہ ۹ مین کہتا ہے۔

(۲) دوسری بات جو اس وحی سے ثابت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ یہ طاعون اس حالت مین فرو ہوگی
جبکہ لوگ خدا کے فرستادہ کو قبول کرینگے اور کم سے کم یہ کہ شرارت اور ایذا اور بدزبانی سے باز
آجاینگے کیونکہ براہین احمدیہ مین خدا تعالے فرماتا ہے کہ مین آخری دنون مین طاعون بھیجونگا
تاکہ ان خبیثون اور شریرون کا منہ بند کر دون جو میرے رسول کو گالیان دیتے ہین۔ اصل بات یہ
ہے کہ محض انکار اس بات کا موجب نہین ہوتا کہ ایک رسول کے انکار سے دنیا مین کوئی
تباہی بھیجی جائے بلکہ اگر لوگ شرافت اور تہذیب سے خدا کے رسولون کا انکار کرین اور دست درازی
اور بدزبانی نہ کرین تو اونکی سزا قیامت مین مقرر ہے اور جسقدر دنیا مین رسولون کی حمایت مین مری
بھیجی گئی ہے وہ محض انکار سے نہین بلکہ شرارتون کی سزا ہے۔ اسی طرح اب بھی جب لوگ
بدزبانی اور ظلم اور تعدی اور اپنی خباثتون سے باز آجاینگے اور شریفانہ برتاؤ امنین پیدا ہوگا
تب یہ تنبیہ اٹھا لیجاینگے۔ اس نمبر مین جو مرزا نے الہام گھڑا ہے اسپر پوری بحث کرنے کا یہ محل
نہین اور جو اسمین وہ کفر نکلا ہے اسپر حاشیہ صفحہ ۱۱ (وغیرہ) مین ہمارا ریمارک ہو چکا ہے اور جو
اس سے دوسرا نتیجہ نکالا ہے اسمین وہ ستہ بارہ جھوٹ بولا جسکا جواب دو دفعہ ہم دے چکے ہیں
کہ یہ محض دروغ ہے۔ براہین احمدیہ مین کہین طاعون کا ذکر نہین ورنہ مرزا کو مان لینے اور برا
نہ کہنے پر طاعون کے دور ہو جانیکا وعدہ ہے۔ مرزا سچا اور کچھہ شرم و غیرت رکھتا ہے تو براہین
احمدیہ کی وہ عبارت نقل کرے اور اسکا صفحہ بتائے جسمین خدا کا یہ قول پایا جاتا ہے مرزا کا
یہ کہنا کہ براہین احمدیہ مین خدا تعالے نے فرماتا ہے کسی احمق یا مسخرے کے اس شعر کا مضمون ہے
چہ خوش گفت است سعدی در زلیخا ٭ الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا ٭ خدا تعالے کا
ارشاد اور اسکا مصدر یا مورد براہین سرا پا کفر و الحاد۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔
اسمقام مین جو مرزا نے یہ دعوے کیا ہے کہ رسولون کو ایذا رسانی اور اونکی حق مین بدزبانی پر خدا تعالے
طاعون بھیجتا ہے یہ ایک اور جھوٹ و افترا ہے کیا آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کے حق مین مشرکین
مکہ نے کچھہ کم بدزبانی کی تہی اور آپکو ایذا رسانی مین کچھہ کسر و کمی رکھی تہی پہر مشرکین مکہ پر طاعون

کیون نہ نازل ہوئی۔

یہان مرزا سے ایک دروغگوئی اور اپنے ہی قول کی تکذیب یا اختلاف بیانی یہ ہوئی ہے کہ یہان تو صرف اسکی بدگوئی سے زبان بند کر لینے پر طاعون اٹھا لئے جانے کا وعدہ کیا ہے۔ اور صفحہ ۵ ۶ (دافع البلاء) مین جسکی عبارت صفحہ ۵ نمبر ۲ مین نقل ہو چکی ہے اسکے برخلاف یہ کہا ہے کہ طاعون دور ہونے کا علاج اسکے سوا اور کچھ نہین کہ لوگ مرزا کو مسیح موعود مان لین اور سچے دل سے اسکو قبول کر لین اسکی یہ اختلاف بیانی اپنی دروغگوئی کا اقرار ہے اور اس امر کا اعتراف و اظہار کہ وہ جو کچھ کہتا ہے۔ خدا کی طرف سے نہین بلکہ خدا تعالے پر افترا ہے اور اسی وجہ سے اسکے بیان مین جا بجا اختلاف واقع ہوتا ہے صدق اللہ جل وعلا ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا۔

دعوے نمبر چہارم مرزا نے اس رسالہ کے صفحہ ۱۰-۱۱-۱۲-۱۴-۱۶ وغیرہ مین اپنے تمام مخالفون کو مسلمان ہین خواہ عیسائی یا ہندو آریہ وغیرہ چیلنج کیا اور یہ کہا ہے کہ اگر وہ اپنے خیال مین سچے ہین تو اپنے اپنے مقامات کی نسبت پیشگوئی کر دین کہ انمین طاعون نہین آئیگا۔ اگر انہون نے ایسا نہ کیا تو ثابت ہو جائیگا کہ وہ سب لوگ جھوٹے ہین اور ایک دن ایسا آنیوالا ہے جو قادیان سورج کی طرح چمک کر دکھلا دیگا کہ وہ ایک سچے "کا مقام ہے۔

اس دعوے کا سراسر کذب و مغالطہ ہونا ضمن حاشیہ صفحہ (ضمیمہ) مین ایسا ثابت کیا گیا ہے کہ مرزا کو اسمین دم مارنے کی جگہ نہین ہے اور اگر وہ شرم کرے تو اس جواب کو پڑھکر اسکو ڈوب کر مرجانا بہتر معلوم ہو۔ اب اس سے زیادہ ہم کیا کہین۔

دعوے نمبر پنجم اس رسالہ کے صفحہ ۱۵ مین مرزا نے جھوٹی قسم کہا کر خدا پر افترا کیا اور یہ کہا ہے اور مین خدا کی قسم کہا کر یہ کہتا ہون کہ مین مسیح موعود ہون اور وہی ہون جسکا نبیون نے وعدہ دیا ہے اور میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت توریت انجیل اور قرآن مجید مین خبر موجود ہے کہ اسوقت آسمان پر خسوف کسوف ہوگا اور زمین پر سخت طاعون پڑیگی اور میرا یہی نشان

ہے کہ ہر ایک مخالف خواہ وہ امروہہ مین رہتا ہے اور خواہ امرتسر مین اور خواہ دہلی مین اور خواہ کلکتہ مین اور خواہ لاہور مین اور خواہ گولڑہ مین اور خواہ بٹالہ مین اگر وہ قسم کہا کر کہیگا کہ اسکا فلان مقام طاعون سے پاک رہیگا تو ضرور وہ مقام طاعون مین گرفتار ہو جائیگا۔

اس نمبر مین جو مرزا نے مقامات مذکورہ کی نسبت پیشگوئی کرنے کی درخواست کی ہے اسکا جواب تو ہم حاشیہ صفحہ مین دے چکے ہین۔ اسمقام مین طالبین حق اور ناظرین اہل انصاف و تحقیق کو مرزا کی اس دروغگوئی اور دہوکہ دہی پر اطلاع دیتے ہین کہ یہان اسنے "میرا ہی نشان" کہکر اپنے نشان کو اس صورت مین محصور کر دیا ہے کہ اسکے مخالف مقامات مذکورہ کی طاعون سے محفوظ رہنے کی حلفیہ پیش گوئی کرینگے۔ تو ان مقامات مین طاعون آئیگا۔ یہ حصر اس بات کی طرف مشعر ہے کہ اگر وہ لوگ ان مقامات کی نسبت پیشگوئی نہ کرینگے۔ تو وہان طاعون آنا ضروری نہین ہے اور یہ نتیجہ اسکی اس پیشگوئی کو جہوٹا کرتا ہے کہ بجز قادیان ہر شہر مین ہر مقام مین طاعون آئے گا۔

دیگر یہ حصر اس امر کی طرف مشعر ہے کہ اس نشان کے سوا کہ اگر ان مقامات کی نسبت مخالفین نے پیشگوئی کی تو وہان ضرور طاعون آئیگا اور کوئی نشان اسکو نہین دیا گیا اسکے دوسرے نشان (جنکی تعداد وہ دس ہزار بتاتا ہے) ظاہر ہونے کے دعوے اور خاص کر طاعون کے متعلق اسکا اس نشان کا دعوے کہ وہ قادیان مین نہ آئیگا یا جو شخص اسکو مسیح موعود مانیگا وہ طاعون سے محفوظ رہیگا یہ سب کے سب دعوے دروغ ٹہرتے ہین اور معلوم ہوتا ہے کہ خدا کی طرف سے کوئی نشان نہین ملا۔ جیسا موقعہ وہ پاتا ہے ویسے موقعہ کا نشان از خود گھڑ لیتا ہے۔

اوسنے تو اس نشان (یا المقابلہ دعا کے بعد طاعون آنیکے دعوے) کے وقت یہ سمجھا تہا کہ میرے مخاطب کوئی نہ کوئی مذہب رکھتے ہین۔ اور انکا مذہب ایسے دعوے سے انکو ضرور مانع ہوگا۔ اور وہ دنیا کی شرم اور عقل بہی رکھتے ہین وہ شرم اور عقل بہی انکو اس دعوے کی اجازت نہ دیگی تو اسکی میرا پالی پڑہ جائیگا اور ایک نشان قایم ہوگا مگر اسکو بحکم وما کید الکافرین الا فی ضلال یہ نہ سوجہا کہ

ہے اس [illegible] سے میرے باقی نشانون کا دعوے باطل ہو جائیگا۔

اشتہار مین جو مرزا نے قسم کہائی ہے اور اپنے قسمیہ دعوے پر توریت و انجیل و قرآن اور انبیاء کی شہادت
دی ہے اسمین اسنے مصرع چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد اور مثل دروغگو بر روئے تو
پر عمل کر کے دکھا دیا ہے اوسکی قسم کے مقابلہ مین مین بھی خدا کی قسم کہتا ہون اور یہ کہتا ہون
اشہد باللہ ان المرزا غلام احمد لیس بمسیح ولیس بملہم بل ھو رجل یفتری علی اللہ
کذبا ولا یمکن ان یکون مثل ھذا المفتری علی اللہ ملہما ترجمہ مین محض حسبۃ للہ خدا کی قسم کہا کر
کہتا ہون کہ مرزا غلام احمد مسیح موعود نہین ہے اور نہ وہ خدا کی طرف سے ملہم ہے بلکہ وہ ایک ایسا
شخص ہے جو دعوے الہام مین خدا تعالے پر افترا کرتا ہے اور ایسے شخص مفتری کا خدا کی طرف سے
ملہم ہونا عقلاً و شرعاً ناممکن ہے۔

ریویو براہین احمدیہ مین (جسکو جلد ۷ رسالہ اشاعۃ السنہ مین شائع کر چکا ہون اور اسکے اصول و دلائل
کو مین ابتک صحیح سمجھتا ہون اور اسکے حق مین اسکی اشاعت کرتا ہون) جبکہ مین مرزا کے ملہم ہونے
کو ممکن سمجھتا تہا تو وہ اسوقت تک تہا کہ مرزا نے مسیح موعود ہونے کا دعوے نہ کیا تہا اور نہ نبوت
اور رسالت کا اسکو دعوے تہا اور نہ انبیاء علیہم السلام خصوصاً حضرت مسیح علیہ الصلوۃ والسلام
پر فوقیت کا اسکو دعوے تہا اور نہ کوئی ایسا عقیدہ یا عمل جو اسکو دائرہ اسلام سے خارج کرتا
اسنے ظاہر کیا تہا۔ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی نسبت اسنے براہین احمدیہ کے ص ۴۹۹ مین اپنا
عقیدہ ظاہر کیا تہا ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ۔ یہ آیت
جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق مین پیشگوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام
کا وعدہ دیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور مین آئیگا اور جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا مین تشریف
لائینگے تو انکے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق و اقطار مین پھیل جائیگا الخ اور جب سے وہ مسیح
موعود خود بن بیٹھا ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کو برملا گالیان دینے لگ گیا ہے۔ انکو
"بدچلن" "بدزبان" "شرابی" "موٹے عقل والا" "جھوٹ بولنے والا" "زناکار عورتون کے خون سے

وجود پذیر ہوا کچھ مینو ن سے صحبت رکہنے والا وغیرہ وغیرہ (نقل کفر کفر نباشد یہ بعینہ مرزا کے الفاظ ہیں)
دیکہو اسکا ضمیمہ انجام آتہم صفحہ ۴۱ و ۴۲ وغیرہ) اور آنحضرت خاتم الانبیاء پر علم یاجوج و ماجوج و دجال
وغیرہ مین فوقیت کا مدعی ہوا ہے اور جہوٹ بولنے مین کتابون کے جہوٹے حوالے دینے مین
اپنی نظیر آپ ہی ہو گیا ہے تب سے وہ اس ریویو کا محل نہین رہا ایسے شخص کا ملہم ہونا ان ہی آیات
قرآن (جنسے ریویو براہین احمدیہ مین استدلال کیا گیا ہے جیسے آیت هل انبئكم على من
تنزل الشياطين تنزل على كل افاك اثيم وغیرہ وغیرہ کی شہادت سے ناممکن و محال ثابت ہے
یہ اس ریویو پر ہمارا مختصر ریویو ہے۔ تفصیلی ریویو بھی ہم اس ریویو پر کرنا چاہتے ہین جو
بوقت فرصت ہوگا اسی ریویو مین اسکے ایک خلیفہ سیالکوٹی کے ریویو پر بھی ریویو ہو جائیگا
انشاء اللہ تعالے۔

اور اسکے دعوے مسیحیہ کے مقابلہ مین اس مقام مین صرف یہ کہنا کافی ہے جو آگے بارہا کہا گیا
ہے کہ اس دعوے مین اسنے محض دروغ بے فروغ سے کام لیا ہے اسکے ملہم ہونیکی شہادت
نہ قرآن مین ہے نہ توریت نہ انجیل مین ہے اور نہ کسی اور نبی نے یہ شہادت دی ہے ہم اس
مقام پر لعنة الله على الكاذبين کہنے پر کفایت کرتے ہین وہ اپنے دعوے کی کوئی
تفصیل کرتا اور آیات قرآن و توریت و انجیل اور شہادت نبیون کا کوئی حوالہ دیتا تو ہم
بھی تفصیل سے اس دعوے کا رد کرتے اور یہ ثابت کرتے کہ ان حوالجات مین کہین اسکا ذکر نہین
ہماری اس بحث و بیان سے ثابت ہوا کہ رسالہ دافع البلاء مین جو کچھ اسنے کہا ہے وہ محض
دروغ ہے اب ہم اسکی باقی تحریرات کی اکاذیب ظاہر کرتے ہین
اسکی چہٹی تحریر اسکا رسالہ کشتی نوح ہے جسکو اپنے پیروان کے ڈرانے کے لئے اسنے تیار کیا
ہے۔ اس رسالہ کے ۸۸ صفحے ہین از انجملہ ۹ صفحہ تک تو طاعون کے متعلق پرانی دروغگوئیان
ہین باقی کا اکثر حصہ پرانی لاف زنیان و لن ترانیان کہ مین وہ ہون اور یہ ہون اور مینے
فلان پیشگوئی کی اور وہ یون سچی نکلی۔ اور مجہے مجسٹریٹ گورداسپورہ کی عدالت مین

اور میرے مخالف کو نہ ملی ۔ وعلیٰ ہذا القیاس ۔ اسکے صفحہ ۲ اور ۳ مین کہا ہے شکر کا مقام ہے
کہ گورنمنٹ عالیہ انگریزی نے اپنی رعایا پر رحم کر کے دوبارہ طاعون سے بچانے کے لیئے ٹیکا کی
کی تجویز کی اور بندگان خدا کی بہبودی کے لیئے کئی لاکھون روپیہ کا بوجھ اپنے سر پر ڈال لیا درحقیقت
یہ وہ کام ہے جسکا شکر گذاری سے استقبال کرنا دانشمند رعایا کا فرض ہے اور سخت نادان اور
اپنے نفس کا وہ شخص دشمن ہے کہ جو ٹیکا کے بارے مین بدظنی کرے کیونکہ یہ بار ہا تجربہ مین آچکا
ہے کہ یہ محتاط گورنمنٹ کسی خطرناک علاج پر عملدرآمد کرانا نہین چاہتی بلکہ بہت سی تجارب کے
بعد ایسے امور مین جو تدبیر فی الحقیقت مفید ثابت ہوتی ہے اوسکو پیش کرتی ہے سو یہ بات البتہ
اور انسانیت سے بعید ہے کہ جس سچی خیر خواہی کے لیئے لکھوکھا روپیہ گورنمنٹ خرچ کرتی ہے اور
کر چکی ہے اوسکی یہ داد دی جائے کہ گویا گورنمنٹ کو اس سردردی اور صرف زر سے اپنا کوئی خاص
مطلب ہے وہ رعایا بدقسمت ہے کہ بدظنی مین اس درجہ تک پہنچ جائے کچھ شک نہین کہ اسوقت
تک جو تدبیر اس عالم اسباب مین اس گورنمنٹ عالیہ کے ہاتھ آئی وہ بڑی سے بڑی اور اعلےٰ
سے اعلےٰ یہ تدبیر ہے کہ ٹیکا کر دیا جائے اس سے کسی طرح سے انکار نہین ہو سکتا کہ یہ تدبیر مفید
پائی گئی ہے اور بپابندی رعایت اسباب تمام [illegible] فرض ہے کہ اسپر کاربند ہو کر وہ غم
جو گورنمنٹ کو انکی جانون کے لیئے ہے اس سے اوسکو سبکدوش کرین ۔ لیکن ہم بڑے ادب سے
اس محسن گورنمنٹ کی خدمت مین عرض کرتے ہین کہ اگر ہمارے لیئے ایک آسمانی روک نہ ہوتی تو
سب سے پہلے رعایا مین ہم ٹیکا کراتے اور آسمانی روک یہ ہے کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس زمانہ مین انسان
کے لیئے ایک آسمانی رحمت کا نشان دکھاوے سو اوس نے مجھے مخاطب کر کے فرمایا کہ تو اور جو
شخص تیرے گھر کی چار دیوار کے اندر ہوگا اور وہ جو کامل پیروی اور اطاعت اور سچے تقوے
سے تجھ مین محو ہو جائیگا وہ سب طاعون سے بچائے جائینگے اور ان آخری دنون مین خدا کا یہ نشان
ہوگا تا وہ قومون مین فرق کر کے دکھلاوے لیکن وہ جو کامل طور پر پیروی نہین کرتا وہ تجھ مین سے
نہین ہے اس کے لئے مت دلگیر ہو یہ حکم الٰہی ہے جسکی وجہ سے ہمین اپنے نفس کے لیئے

اور ان سب کے لئے جو ہمارے گھر کے چار دیوار مین رہتے ہین ٹیکا کی کچھہ ضرورت نہین کیونکہ جیسا
مین ابھی بیان کر چکا ہون آج سے ایک مدت پہلے وہ خدا جو زمین و آسمان کا خدا ہے جسکے علم اور
تصرف سے کوئی چیز باہر نہین اوسنے مجھہ پر وحی نازل کی ہے کہ مین ہر ایک ایسے شخص کو طاعون
کی موت سے بچاؤنگا جو اس گھر کی چار دیوار مین ہوگا بشرطیکہ وہ اپنے تمام مخالفانہ ارادون سے
دستکش ہو کر پورے اخلاص اور اطاعت اور انکسار سے سلسلہ بیعت مین داخل ہو اور خدا
کے احکام اور اوسکے مامور کے سامنے کسی طور سے متکبر اور سرکش اور مغرور اور غافل اور خود سر اور
خود پسند نہ ہو اور عملی حالت موافق تعلیم رکھتا ہو اور اوسنے مجھے مخاطب کرکے یہ بھی فرمایا کہ عموماً
قادیان مین سخت بربادی افگن طاعون نہین آئیگی جس سے لوگ کتون کی طرح مرین اور مارے غم
اور سرگردانی کے دیوانہ ہوجائین اور عموماً تمام لوگ اس جماعت سے گو وہ کتنے ہی ہون مخالفون
کی نسبت طاعون سے محفوظ رہینگے مگر ایسے لوگ اونمین سے جو اپنے عہد پر پورے طور پر
قایم نہین یا اُنکی نسبت اور کوئی وجہ مخفی ہو جو خدا کے علم مین ہو اونپر طاعون وارد ہو سکتی ہے
مگر انجام کار لوگ تعجب کی نظر سے اقرار کرینگے کہ نسبتاً و مقابلۃً خدا کی حمایت اس قوم کے
ساتھ ہے اور اسنے خاص رحمت سے ان لوگون کو ایسا بچایا ہے جسکی نظیر نہین"۔ پھر
صفحہ ۳ مین کہا ہے - اس جگہ یاد رہے کہ اگرچہ طاعون وغیرہ امراض مین علاج کرنا گناہ
نہین ہے بلکہ ایک حدیث مین آیا ہے کہ کوئی ایسی مرض نہین جسکے لئے خدا نے دوا پیدا نہین
کی لیکن مین اسباب کو معصیت جانتا ہون کہ خدا کے اوس نشان کو ٹیکا کے ذریعہ سے
مشتبہ کرون جس نشان کو وہ ہمارے لئے زمین پر صفائی سے ظاہر کرنا چاہتا ہے اور مین
اسکے سچے نشان اور سچے وعدہ کی ہتک عزت کرکے ٹیکا کی طرف رجوع کرنا نہین چاہتا اور اگر
مین ایسا کرون تو یہ گناہ میرا قابل مواخذہ ہوگا کہ مین خدا کے اس وعدہ پر ایمان نہ لایا جو مجھہ سے
کیا گیا اور اگر ایسا ہو تو پھر تو مجھے شکر گذار اس طبیب کا ہونا چاہیئے جسنے یہ نسخہ ٹیکا کا نکالا
نہ خدا کا شکر گذار جسنے مجھے وعدہ دیا کہ ہر یک جو اس چار دیوار کی اندر ہے - مین

اوسے بچاؤنگا۔

مین بصیرت کے راہ سے کہتا ہون کہ اوس قادر خدا کے وعدے سچے ہین اور مین آنیوالے دنون کو ایسا دیکھتا ہون کہ گویا وہ آچکے ہین اور مین یہ بھی جانتا ہون کہ ہماری گورنمنٹ عالیہ کا اصل مقصد یہ ہے کہ کسی طرح طاعون سے نجات پاوین اور اگر گورنمنٹ کو آیندہ کسی وقت طاعون سے نجات پانے کے لیئے ٹیکا سے بہتر کوئی تدبیر ملجائے تو وہ خوشی سے اوسی کو قبول کریگی۔ اسصورت مین ظاہر ہے کہ یہ طریق جسپر خدا نے مجھے چلایا ہے اس گورنمنٹ عالیہ کے مقاصد کے برخلاف نہین ہے اور آج سے بیس برس پہلے اس بلائے عظیم طاعون کی نسبت میری کتاب براہین احمدیہ مین بطور پیشگوئی یہ خبر موجود ہے اور اس سلسلہ کے لیے تحفظ کا وعدہ بہی موجود ہے دیکھو براہین احمدیہ صفحہ ۵۱۸ و ۵۱۹۔"

پہر صفحہ ۵ مین کہا ہے "کسی کو یہ وہم نہ گذرے کہ اگر شاذونادر کے طور پر ہماری جماعت مین سے بذریعہ طاعون کوئی فوت ہوجائے تو نشان کے قدر و مرتبہ مین کوئی خلل آئیگا کیونکہ پہلے زمانون مین موسے اور یشوع اور آخر مین ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو حکم ہوا تہا کہ جن لوگون نے تلوار اوٹہائی اور صدہا انسانون کے خون کئے انکو تلوار سے ہی قتل کیا جائے اور نبیون کی طرف سے ایک نشان تہا جسکے بعد فتح عظیم ہوئی۔ حالانکہ مقابل مجرمین کے اہل حق بہی انکی تلوار سے قتل ہوتے تہے مگر بہت کم اور اسقدر نقصان سے نشان مین کچہ فرق نہین آیا تہا پس ایسا ہی اگر شاذونادر کے طور پر ہماری جماعت مین سے بعض کو بباعث اسباب مذکورہ طاعون ہوجائے تو ایسی طاعون نشان الہی مین کچہہ بھی حرج انداز نہین ہوگی۔

پہر صفحہ ۹ مین کہا ہے بالآخر یاد رہے کہ ہم اس اشتہار مین اپنی جماعت کو جو مختلف حصون پنجاب اور ہندوستان مین پہیلی ہوئی ہے ٹیکا لگوانے سے منع نہین کرتی جن لوگون کی نسبت گورنمنٹ کا قطعی حکم ہوا انکو ضرور ٹیکا کرانا چاہیئے اور گورنمنٹ کے حکم کی اطاعت کرنی چاہیئے اور جنکو اپنی رضامندی پر چہوڑا گیا ہے اگر وہ اس تعلیم پر پورے قایم نہین ہین

جو انکو دی گئی ہے تو انکو بھی ٹیکا کرانا مناسب ہے تا وہ ٹھوکر نہ کہا دین اور تا وہ اپنی خراب حالت کی وجہ سے خدا کے وعدہ کی نسبت لوگون کو دہوکا دین - اور اگر یہ سوال ہو کہ وہ تعلیم کیا ہے جسکی پوری پابندی طاعون کے حملہ سے بچا سکتی ہے تو مین بطور مختصر چند سطرین نیچے لکھہ دیتا ہون۔

مرزا کی ان عبارات مین تین باتین نوٹس لینے کے لائق ہین اول جو ناظرین کے یاد رکھنے کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ اسنے پہلے صفحہ رسالہ مین ٹیکہ لگوانے کی تجویز گورمنٹ کی نہایت تعریف کی ہے اور اوسکو اعلے درجہ کی تدبیر اور مفید کہا ہے اور سوائے اپنے اور اپنی جماعت کے پورے تابعین کی کسیکو اس ٹیکہ لگوانے سے منع نہین کیا - بلکہ اپنی جماعت سے بہی ان لوگون کو جنکو گورمنٹ کا قطعی حکم ٹیکا لگوانے کا ہو نہین روکا بلکہ حکم گورمنٹ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اور اپنی جماعت کے ان لوگون کو جو اسکی تعلیم پر پورے قایم نہین نیز حکم دیا ہے کہ وہ ٹیکا لگوائین اگر گورمنٹ کی طرف سے انکو حکم قطعی ہوا اور انکو انکی رضامندی پر چہوڑا گیا ہو -

ٹیکا لگوانے سے اوسنے خاصکر ان ہی لوگون کو منع کیا ہے جو اسکے گہر کی چار دیواری مین رہتے ہین اور وہ اسکی تعلیم کے پورے پابند ہین - اس سے مرزا کے اس دعوے کا جہوٹ ہونا نہایت ہوچکا جو اپنی ساتوین تحریر رسالہ مواہب الرحمن کے صفحہ ۲ و ۵ مین اسنے کیا اور کہا ہے کہ ٹیکا لگوانے کا مینے خلاف کیا اور یہ کہا کہ ٹیکا لگوانے مین خیر و عافیت نہین ہے تب اسکا اثر باطل ہوا -

دوسری بات لایق توجہ ناظرین یہ ہے کہ اس مقام مین اسنے موضع قادیان مین اور اپنے دیگر پیروان پر طاعون وارد ہونے کی صورت مین وہ چار عذرات گہڑ کر تیار کر لئے ہین جنکا ماحصل مضمون صفحہ (۱۸ و ۱۹) مین بیان کیا اور انکی اصل عبارت نقل کرنے کا وعدہ دیا تہا - ان عذرات کو گہڑ کر تیار رکہنے سے جو مرزا کی غرض ہے وہ بہی بصفحہ (۱۹) بیان ہو چکی ہے - اسمقام مین یہ بیان کیا [illegible] عذر بدتر از گناہ کا مصداق ہین - [illegible] ۱۹ کے چار پانچ برس بعد ان عذرات کو پیش کرنا بحکم مثل مشہور ہے کہ بعد از جنگ یاد آید بر کلہ خود باید زد

نہایت شرمناک حیلہ ہے۔

اگر الہام ۱۰ر فروری ۱۸۹۸ء (جسمین قادیان کو بچانے کا وعدہ ہے) یا اسکے مابعد کے الہامات مین جنمین بقول مرزا مرزا کے تمام پیروان کو بچانے کا وعدہ ہے خدا تعالے ملہم الصادقین عالم الغیب کی طرف سے ہوتے تو انمین پہلے سے عام اور مطلق وعدہ نجات اہل قادیان یا عام پیروان مرزا درج نہوتا بلکہ جن لوگون کو خدا تعالے مخلص صادق نہ جانتا انکو پہلے ہی سے مستثنے کرکے خاصکر صادق مخلصون کو وعدہ نجات دیتا اور طاعون کا وہ قسم بھی بتا دیتا جس سے لوگون کو بچانے کا وعدہ تہا اور پہر چار یا پانچ سال کے بعد مثل مشتے کہ بعد از جنگ کے طور پر اسکو یہ کہنا نہ پڑتا کہ جس طاعون سے قادیان اور جماعت مرزا کے بچانے کا وعدہ ہے اس سے مراد طاعون جارف (یعنے جہاڑو دینے والا) اور تباہی لانے والا اور کتنون کی موت مارنے والا اور لوگون کو گہرون سے نکالنے والا ہے۔ نہ معمولی طاعون جو قادیان اور مرزا کی جماعت مین بھی آسکتا ہے اور جو جماعت مرزا طاعون جارف سے بچائے جائیگی اس سے فلان فلان اشخاص (مثلاً چارون خلفا جنکے نام نامی صفحہ ۳۸ مین مذکور ہوئے ہین یا آپکے اہلبیت وغیرہ وغیرہ) مراد ہین جو مخلص ہین یا فلان فلان اشخاص انہین سے خارج ہین جو غیر مخلص ہین یا وہ لوگ مراد ہین جو مرزا کی چار دیواری کے اندر رہتے ہین اور وہ صرف لنگر کی روٹیون کی خاطر مرزا کے ہان مین ہان نہین ملاتے۔

اور جو لوگ باوجود مخلص صادق ہونے کے طاعون مین مبتلا ہونگے وہ نسبتہً مرزا کے مخالفون سے کم ہونگے۔ کیا خدا تعالے کو جسنے بشہادت وعلم آدم الاسماء کلہا آدم اور تمام بنی آدم کو تمام الفاظ سکہلائے ہین یہ الفاظ پہلے الہام کے وقت اور چار سال تک اسکے بعد یاد نہ تہے یا وہ بہول گیا تہا اور غلطی سے یہ الفاظ درج الہام نکر سکا تہا۔

یہ بات کوئی مسلمان۔ بلکہ کوئی ہندو عیسائی بلکہ کوئی چوہڑا چمار بھی جو خدا تعالے مانتا ہوگا تجویز نہین کر سکتا۔ لہذا ان الفاظ نے جو چار سال کے بعد کہی گئی ہین ثابت ہوتا ہے کہ وہ الہام

اور اسکی تشریح مین یہ الفاظ خدا تعالے کی طرف سے نہیں ہین بلکہ یہ الہامات اور انکی تشریحات
مرزا کی اپنی من گہڑت ہین یا اسکو گمراہ کرنے والی اور ہنسی اور تلاعب سے اسکو لوگون مین رسوا
و ذلیل کرنے والے ملہم معلم الملکوت کی طرف سے ہین جنکو الہام گہڑنے کے وقت یہ چار باتین
معلوم نہ تہین (۱) یہ کہ قادیان مین بھی طاعون آئیگا (۲) یہ کہ وہ خاص کر چار دیواری مین
رہنے والون اور صرف لنگر کی روٹیان کی خاطر ہان ہین ہان ملانے والون مین بھی اپنا کرشمہ دکھائیگا
(۳) یہ کہ مرزا کی جماعت خارج از قادیان مین ایسے لوگ موجود ہین جو مخلص نہیں ہین منافق ہین۔
چہارم بعض مخلص صادق اور فدائی بھی طاعون مین مبتلا ہونے والے ہین جنکی وجہ ابتلا
خدا تعالے ہی کو معلوم ہے کسی دوسرے کو معلوم نہیں ہو سکتی۔ (یہ وہ لوگ ہین جنکا ذکر
کشتی نوح کے صفحہ ۲ سطر ۵ ا مین ہے) مرزا کو اور اوسکے ملہم کو ان چارون باتون کا پہلے الہام کے
وقت سے چار سال تک علم نہوتا اور خاص کر چوتہی بات کا ابتک (الہام ۶ رفروری
سنہ ۱۸۹۸ء سے چہٹے سال سنہ ۱۹۰۳ء تک) علم نہونا قطعی اور صاف یقین دلاتا ہے کہ یہ الہام
منجانب خدا تعالے (جو عالم الغیب ہے اور ہمیشہ سے اولین و آخرین کا علم رکھتا ہے) ہرگز نہیں
ہے بلکہ یہ مرزا اور اوسکے ملہم معلم الملکوت کی اپنی من گہڑت ہے۔
مجہے اس مقام مین ایک حکایت یاد آئی ہے جو بارہا سنی گئی ہے کہ ایک مرشد عیار نے
جو رسول نمائی کا مدعی تہا چند عقل کے اندہون گانٹھ کے پورون سے اس وعدہ پر بہت سا مال مارا
کہ مین تمکو فلان وقت فلان مجلس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کرا دونگا
وہ احمق اس امید پر اپنی اپنی جیبین خالی کرکے مجلس مقام موعود پر جمع ہو گئے تو وہ عیار بولا
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم عنقریب اس مجلس مین تشریف لاکر رونق افروز ہونگے مگر جو شخص حلال
زادہ ہوگا اوسیکو آنحضرت کا جمال با کمال نصیب ہوگا اور جو حرامی (ولد الحرام) ہوگا وہ
زیارت سے محروم رہیگا یہ سنکر وہ سب ادم بخود ہو گئے کوئی نہ نکلا جو زیارت ہونے کی نفی کرتا
اور کون اپنے آپکو حرامی قرار دیتا؟ مرزا اس مرشد کا بھی مرشد نکلا اوسنے تو ایک ڈہکوسلہ

وعملہ ونجنی من القوم الظالمین. ومریم ابنت عمران التی احصنت فرجھا فنفخنا فیہ من روحنا وصدقت بکلمت ربھا وکتبہ وکانت من القانتین (سورہ تحریم ۳۶)

کافرون کو کفر کی سزا ملیگی اس سزا مین انکو رشتہ داران (پیغمبر ہی کیون نہون) کے درجہ اور نیکی کا کچھ لحاظ نہوگا) اور مومنون کی مثال ایک فرعون کی عورت کو ذکر فرمایا جبکہ اسنے کہا تہا کہ خدایا میرے لئے جنت مین گہر بنا مجہے فرعون سے اور اسکے عمل سے (جو شوہر زوجہ سے کرتا ہے یا ہر ایک اسکا عمل بد کفر و تعذیب مومنین وغیرہ) اور اسکی قوم ظالم قبطیون سے بچا جس سے مقصود خداوندی یہ ہے کہ مومنون کو انکے قرابتیون کا کفر کوئی ضرر و نقصان نہین پہنچا تا جب وہ اپنے ایمان پر پختہ و قایم رہین - دوسری مریم بنت عمران کو ذکر کیا جسے اپنی شرمگاہ کو بچایا اور خدا تعالے کے حکمون پر ایمان قایم رکھا تو خدا نے بلا واسطہ شوہر اسکو فرزند عطا کیا - اس تمثیل سے بھی مقصود خداوندی تمام مفسرین اسلام بغوی - بیضاوی - امام رازی نے تو پہلی مثالون کا مقصود بتایا ہے کہ مریم کا ایمان واحکام خداوندی پر قایم رہا تو انکو انکی قوم کے (جو انکو [illegible]) ہتی یا انکے بیٹے مسیح کو خدا کہتی تہی) کفر نے نقصان نہ پہنچایا مگر ہم کسی امر پر [illegible] مسلم رکھکر یہ بہی مقصود خداوندی سمجہا ہے کہ جو مومن کامل ہوگا اور احکام الہی کی پوری پیروی کریگا اور پیروی پر قایم و مستحکم رہیگا (جیسا کہ مریم علیہا السلام تہین) اسکو خدا تعالے [illegible] و وسائط ظاہری اسباب دنیاوی کے بغیر بہی ظاہری و باطنی دینی و دنیوی نعمتیں عطا کریگا - جیسا کہ مریم کو بلا واسطہ شوہر فرزند عطا کیا -

اس آیت کی نسبت نہ آجتک کسی مسلمان نے کہا اور نہ آیندہ کوئی کہہ سکتا ہے کہ یہ آیت کسی خاص شخص یا اشخاص کے حق مین ہے اور اس تمثیل سے خداوند تعالے کا یہ مقصود ہے کہ مریم کی طرح کوئی مرد یا کوئی عورت بلا شوہر بچہ جنے گی اور وہ بچہ ابن مریم کہلائیگا یہ معنے نہ الفاظ اس آیت سے ثابت ہوتے ہین اور نہ اسکی تمثیل یا تشبیہ سے کیونکہ وجہ تمثیل و تشبیہ صرف بعض امور مین مشابہت ہوتی ہے نہ مشبہ و مشبہ بہ مین کل امور و صفات مشبہ بہ مین مشابہت و مشارکت مثلاً کوئی زید کو شیر کہے تو

اس سے مقصود صرف یہ ہوتا ہے کہ زید شجاع اور بڑا بہادر ہے اس تشبیہ سے یہ مقصود نہیں ہوتا اور نہ کوئی یہ مقصود سمجھ سکتا ہے کہ زید کو شیر کی سی دُم بھی لگی ہوئی ہے اور شیر کے سے ناخن و دانت بھی ہیں جن سے وہ چیرتا اور کاٹتا ہے۔

آیت کے اصل معنے ناظرین نے سن لیئے تو اب وہ یہ سنیں کہ مرزا اس آیت کے کیا معنے کرتا اور اس سے اپنا ابن مریم ہونا کیونکر نکالتا ہے۔

وہ کشتی نوح کے صفحہ ۴۷ وغیرہ میں کہتا ہے۔ اُسی کیطرف سورہ تحریم میں بھی اشارہ کیا ہے کہ بعض افراد اُمت کی نسبت فرمایا ہے کہ وہ مریم صدیقہ سے مشابہت رکھیں گے جسنے پارسائی اختیار کی تب اُسکے رحم میں عیسے کی روح پھونکی گئی اور عیسے اس سے پیدا ہوا اس آیت میں اس بات کیطرف اشارہ تہا کہ اس امت میں ایک شخص ہوگا کہ پہلے مریم کا مرتبہ اسکو ملیگا پہر اسمیں عیسے کی روح پھونکی جائیگی تب مریم میں سے عیسے نکل آئیگا یعنے وہ مریمی صفات سے عیسوی صفات کی طرف منتقل ہو جائیگا۔ گویا مریم ہونے کی صفت نے عیسے ہونے کا بچہ دیا اور اسطرح پر وہ ابن مریم کہلائیگا۔ جیسا کہ براہین احمدیہ میں اول میرا نام مریم رکھا گیا اور اسی کیطرف اشارہ ہے الہام صفحہ ۲۴۱ میں اور وہ یہ ہے کہ انّٰی لکِ ھذا یعنے اے مریم تو نے یہ نعمت کہاں سے پائی اور اسی طرف اشارہ ہے صفحہ ۲۲۶ میں یعنے اس الہام میں کہ ھزّی الیکِ بجذع النخلۃ یعنے اے مریم کہجور کے تنہ کو ہلا اور پہر اسکے بعد صفحہ ۴۹۶ براہین احمدیہ میں یہ الہام ہے یا مریم اسکن انت وزوجک الجنۃ نفخت فیک من لدنی روح الصدق یعنے اے مریم تو مع اپنے دوستوں کے بہشت میں داخل ہو یعنے تجہ میں اپنے پاس سے صدق کی روح پہونک دی۔ خدا نے اس آیت میں میرا نام روح الصدق رکھا۔ یہ اس آیت کے مقابل پر ہے کہ فنفخنا فیہ من روحنا۔ پس اسجگہ گویا استعارہ کے رنگ میں مریم کے پیٹ میں عیسے کی روح جا پڑی جسکا نام روح الصدق ہے پہر سب کے آخر صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ میں وہ عیسے جو مریم کے پیٹ میں تہا اوسکے پیدا ہونے کے بارے میں یہ الہام ہوا یا عیسٰے انی متوفیک ورافعک الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیامۃ

اس جگہ میرا نام عیسیٰ رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسیٰ پیدا ہو گیا جسکی روح کا نفخ صفحہ ۴۹۶ مین ظاہر کیا گیا تھا پس اس لحاظ سے مین عیسیٰ بن مریم کہلایا کیونکہ میری عیسوی حیثیت مریمی حیثیت سے خدا کے نفخ سے پیدا ہوئی دیکھو صفحہ ۴۹۶ اور صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ۔ اور اسی واقعہ کو سورہ تحریم مین بطور پیشگوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ ابن مریم اس امت مین اسی طرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جاویگا اور پھر بعد اسکے اس مریم مین عیسیٰ کی روح پھونک دی جائیگی۔ پس وہ مریمیت کے رحم مین ایک مدت تک پرورش پاکر عیسیٰ کی روحانیت مین تولد پائیگا۔ اور اس طرح پر وہ عیسیٰ بن مریم کہلائیگا۔ یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارے مین ہے جو قرآن مجید یعنے سورہ تحریم مین اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے اور پھر براہین احمدیہ مین سورۃ التحریم کی ان آیات کی خدا تعالیٰ نے خود تفسیر فرما دی ہے قرآن مجید موجود ہے ایک طرف قرآن مجید کو رکھو اور ایک طرف براہین احمدیہ کو اور پھر انصاف اور عقل اور تقوے سے سوچو کہ وہ پیشگوئی جو سورۃ تحریم مین ہے یعنے یہ کہ اس امت مین بھی کوئی فرد مریم کہلائیگا اور پھر مریم سے عیسیٰ بنایا جائیگا گویا اسمین سے پیدا ہوگا وہ کس رنگ مین براہین احمدیہ کے الہامات سے پوری ہوئی کیا یہ انسان کی قدرت ہے کیا یہ میرے اختیار مین تھا اور کیا مین اسوقت موجود تھا جبکہ قرآن مجید نازل ہو رہا تھا تا مین عرض کرتا کہ مجھے ابن مریم بنانے کیلئے کوئی آیت اتار دی جائے اور اس اعتراض سے بھی سبکدوش کیا جائے کہ تمہین کیون ابن مریم کہا جاتے اور کیا آج سے بیس یا تئیس برس پہلے بلکہ اس سے بھی زیادہ میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ مین اپنی طرف سے الہام تراش کر اول اپنا نام مریم رکھتا اور پھر آگے چلکر افترا کے طور پر یہ الہام بناتا کہ پہلے زمانہ کی مریم کی طرح مجھہ مین بھی عیسیٰ کی روح پھونکی گئی اور پھر آخر کار صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ مین یہ لکھہ دیتا کہ اب مین مریم مین سے عیسیٰ بن گیا۔ اے عزیزو غور کرو اور خدا سے ڈرو ہرگز یہ انسان کا فعل نہین یہ باریک اور دقیق حکمتین انسان کے فہم اور قیاس سے بالاتر ہین اگر براہین احمدیہ کی تالیف کے وقت جسپر ایک زمانہ گذر گیا مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو مین یا بنی براہین احمدیہ مین یہ

کیون کہتا کہ عیسےٰ مسیح ابن مریم آسمان سے دوبارہ آئیگا - سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم
ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہوجائیگی اسلیئے گو اوسنے براہین احمدیہ کے تیسرے حصہ مین میرا نام مریم
رکھا پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے دو برس تک صفت مریمیت مین مینے پرورش پائی اور
پردہ مین نشو و نما پاتا رہا پھر جب اوس پر دو برس گذر گئے تو جیسا کہ براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۴۹۶
مین درج ہے مریم کی طرح عیسےٰ کی روح مجھہ مین نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ مین مجھے حاملہ ٹھیرایا
گیا اور آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہین بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر
براہین احمدیہ کے حصہ چہارم صفحہ ۵۵۶ مین درج ہے مجھے مریم سے عیسےٰ بنایا گیا پس اس طور
مین ابن مریم ٹھیرا - اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت مین اس سر خفی کی مجھے خبر نہ دی حالانکہ وہ
سب خدا کے وحی جو اس راز پر مشتمل ہے میرے پر نازل ہوئی - اور براہین مین درج ہوئی مگر
مجھے اسکے معنون اور اس ترتیب پر اطلاع نہ دی گئی - اسی واسطے مینے مسلمانون کا رسمی عقیدہ
براہین احمدیہ مین لکھہ دیا تا میری سادگی اور عدم بناوٹ پر وہ گواہ ہو وہ میرا لکھنا جو الہامی نہ تھا
محض رسمی تھا مخالفون کے لیئے قابل استناد نہین کیونکہ مجھے خود بخود غیب کا دعوےٰ
نہین جبتک کہ خود خدا تعالےٰ مجھے نہ سمجھاوے سو اسوقت تک حکمت الٰہی کا یہی تقاضا تھا
کہ براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میری سمجھہ مین نہ آئے مگر جب وقت آگیا تو وہ اسرار مجھے
سمجھائے گئے - تب مینے معلوم کیا کہ میرے اس دعوےٰ مسیح موعود ہونے مین کوئی نئی بات نہین
یہ وہی دعوےٰ ہے جو براہین احمدیہ مین بار بار بتصریح لکھا گیا ہے - اس جگہ ایک اور الہام کا
بھی ذکر کرتا ہون اور مجھے یاد نہین کہ مینے وہ الہام اپنے کسی رسالہ یا اشتہار مین شائع کیا ہے
یا نہین لیکن یہ یاد ہے کہ صدہا لوگون کو مینے سنایا تھا اور میری یادداشت کے الہامات
مین موجود ہے اور وہ اس زمانہ کا ہے جبکہ خدا نے مجھے پہلے مریم کا خطاب دیا اور پھر نفخ روح کا
الہام کیا - پھر بعد اسکے یہ الہام ہوا تھا فاجاءها المخاض الى جذع النخلة قالت یا لیتنی
مت قبل هذا وکنت نسیا منسیا - مینے پھر مریم کو جو مراد اس عاجز سے ہے دردِ زہ تنہ کھجور

کی طرف سے آئی یعنے عوام الناس اور جاہلوں اور بے سمجھ علماء سے واسطہ پڑا جنکے پاس ایمان کا پھل نہ تھا جنہوں نے تکفیر و توہین کی اور گالیاں دین اور ایک طوفان برپا کیا تب میں نے کہا کہ کاش میں اس سے پہلے مرجاتی اور میرا نام و نشان باقی نہ رہتا یہ اس شور کی طرف اشارہ ہے جو ابتدا میں مولویوں کی طرف سے بہیئت مجموعی پڑا اور وہ اس دعوے کی برداشت نہ کرسکے اور مجھے ہر ایک حیلہ سے انہوں نے فنا کرنا چاہا"۔

اس لغو بیہودہ و عنت ربود بے سود طول سراسر فضول تقریر کا خلاصہ یہ ہے کہ آیت سورہ تحریم میں خدا تعالیٰ کی یہ مراد ہے کہ امت محمدیہ میں ایک شخص (مرزا غلام احمد) مریم کے مشابہ ہوگا اور وہ پہلے دو سال تک مریم کہلائیگا۔ پھر اسمیں عیسیٰ کی روح پھونکی جائیگی تو وہ حاملہ ہوجائیگی اور اس سے دس مہینے کے بعد عیسیٰ پیدا ہوگا۔ اور وہی شخص جو مریم کہلاتا تھا عیسیٰ بن جائیگا اور ابن مریم کہلائیگا۔

پھر اس مراد کی تائید میں مرزا نے پہلے براہین احمدیہ کے صفحہ ۲۴۱ کے الہام انی لک ہذا کا حوالہ دیا ہے جسمیں محض دروغ بے فروغ سے کام لیا۔ اور اس صفحہ میں اس الہام کا نام و نشان پایا نہیں جاتا اس الہام کے حوالہ سے اسنے یہ جتایا ہے کہ اسمیں خدا تعالیٰ نے اسکو مریم کہا ہے۔ پھر صفحہ ۲۲۶ براہین کے الہام ہزی الیک بجذع النخلة اور اپنی خانگی کتاب یادداشت سے اسکا پہلا حصہ الہام فاجاءها المخاض الی جذع النخلة نقل کیا اور کہا کہ ان الہامات میں اسکی حالت حمل اور دردزہ کی حکایت ہے اور اسمیں تنہ کھجور سے جاہل اور بے سمجھ علماء مراد ہیں جنکے پاس پھل نہیں۔

پھر صفحہ ۴۹۶ براہین کا یہ الہام نقل کیا ہے یا مریم نفخت فیک من لدنی روح الصدق اور کہا ہے کہ اس الہام میں روح الصدق میرا نام ہے (نہیں مرزا جی دروغ گورا حافظہ نباشد قدرتی ترتیب کو جو حمل اور وضع میں خدا تعالیٰ نے رکھی ہے بھول گیا۔ حمل اور دردزہ کی حالت میں تنہ کھجور تک پہنچنے اور اسکو ہلانے کا پہلے ذکر کیا اور نفخ روح کا پیچھے۔ شاید یہ بھی اسکی الٹی کرامت خارق عادت تبدلی عادت ہو (کہ نفخ روح پیچھے ہوا ہو اور حمل اور دردزہ پہلے)

پھر صفحہ ۵۵۶ براہین سے الہام یا عیسیٰ انی متوفیک نقل کرکے یہ کہا ہے کہ وہ عیسیٰ جو پیٹ میں

تہا وہ پیدا ہو گیا۔ مرزا نے اس تقریر میں جو اپنی مریمیت و حمل و ولادت و عیسویت کو بزعم خود قرآن اور براہین احمدیہ سے ثابت کیا ہے۔ پہر اسکی بابت بڑی دلیری اور بہادری سے یہ کہا ہے کہ ایک طرف قرآن کو رکھو دوسری طرف براہین احمدیہ کو رکھو اور دونو میں یہ مضمون بکمال تصریح کے ساتھ دیکھکر انکا باہم مقابلہ کر لو۔ اور کہا ہے کہ کیا یہ انسان کی قدرت ہے اور کیا یہ میرے اختیار میں تہا اور کیا میں اسوقت موجود تہا جبکہ قرآن نازل ہو رہا تھا۔ اور کیا مینے خدا سے کہا تہا کہ میرے ابن مریم بنانے کے لئے کوئی آیت اتاری جائے اور کہا آج سے بیس برس سے زیادہ پہلے میری طرف سے یہ منصوبہ ہو سکتا تھا کہ مین اپنی طرف سے الہام تراش کرکے اپنا نام مریم رکھتا پہر یہ الہام بناتا کہ مجھہ مین عیسے کی روح پھونکی گئی ہے۔ پہر آخر براہین کے صفحہ ۵۵۶ مین کہہ دیتا کہ مین عیسے بن گیا۔ اگر مجھے اس منصوبہ کا خیال ہوتا تو مین اسی براہین مین یہ کیون کہتا کہ عیسے مسیح بن مریم دوبارہ آئیگا۔ اس تقریر کو سنکر ہر شخص جسنے براہین نہ دیکھی ہوگی۔ اور قرآن کی سورہ تحریم مین بھی اسکی نظر نہ پڑی ہوگی لٹو ہو جائیگا اور مرزا کی پیشگوئی کی صداقت اور ادس کی کرامت کا قائل ہو کر مرید مرزا بن جائیگا۔ مگر اے مسلمانان اور اے مرزائیان مرزا کے دام افتادگان مرزا نے جو کچھہ اس تقریر مین کہا ہے سر بسر سفید جہوٹ ہے ایک حرف بہی اسمین سچا نہین اور اسکی دلیری و بہادری جو اس تقریر مین ہمنے دیکھی ہے مرا سر بے شرمی و بے حیائی ہے۔ مرزا کا مریم ہو کر حاملہ ہونا۔ پہر مسیح کو جننا پہر عیسے بن مریم کہلانا نہ قرآن مین ہے نہ براہین احمدیہ مین آیت قرآن کا مطلب اوپر بیان ہو چکا ہے اور یہ قرآن اسوقت اکثر زن و مرد و بچگان خورد سال و پیران کہن سال کے ہاتھ مین ترجمہ شدہ موجود ہے۔ اسمین مرزا کو مریم ہونے یا حاملہ ہوکر عیسے کو جننے پہر خود ہی ابن مریم ہو جانے پر بکمال تصریح تو کجا کوئی اشارہ بہی نہ پائیگا۔ اب رہی براہین احمدیہ سو اسکی عبارات ان الہامات کے متضمن کہ ہم اسمقام مین نقل کر دیتے ہین اور ناظرین خصوصاً مرزا کے چیلے جو داد انصاف چاہتے ہین وہ خدا سے ڈر کر خدا کا ڈر نہو تو دنیا ہی سے شرم کرکے بتا دین کہ ان الہامات براہین مین مرزا کا مریم بنکر حاملہ

ہونا پھر جیسے کہ جبکہ خود ہی ابن مریم ہو جاتا کہاں پایا جاتا ہے۔
پس واضح ہو کہ جو الہامات براہین کشتی نوح مین مرزا نے نقل کئے ہین اور وہ براہین احمدیہ مین حسب
حوالہ پائی جاتے ہین تین الہام ہین اول الہام صفحہ ۲۲۶ براہین ھزی الیک بجذع النخلۃ جسکا ترجمہ
مرزا نے اس عبارت کشتی نوح مین یہ کیا ہے اے مریم کھجور کے تنہ کو ہلا۔ اور اسمین وہ سفید
جھوٹ ملا ہے۔ براہین کے صفحہ ۲۲۶ مین اُسنے اس الہام کا کوئی ترجمہ نہین کیا اور جو اسکی تفسیر کی ہے
اس سے بو بھی نہین آتی کہ مرزا کو خدا نے مریم بنا کر اس الہام مین مخاطب کیا ہے۔ بلکہ اس تفسیر مین
تو مرزا براہین احمدیہ کو چھاپنے والا اور چندہ نہ پہنچنے سے متفکر و غمگین ہو کر اس الہام کا
مخاطب بنایا گیا ہے اور اس الہام مین اسکو چندہ کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اصل عبارت براہین
احمدیہ یہ ہے۔ "لوگون کی عدم توجہی سے (یعنے ادائیگی چندہ مین) طرح طرح کی دقتین پیش
آئین اور مشکل حد سے بڑھ گئی تو ایک دن مغرب کے قریب خداوند کریم نے یہ الہام کیا ھزی
الیک بجذع النخلۃ تساقط علیک رطبا جنیا اس الہام کا لفظی ترجمہ (جسکو مرزا عمداً اس
بدنیتی سے کہ بیس برس کے بعد اسکا مخاطب مریم کو بنا کر پھر مین خود مریم بن بیٹھونگا چھوڑ گیا ہے)
یہ ہے کہ اے مشکلات مین مبتلا و متفکر اور چندہ کے طالب مرزا تنہ کھجور کو اپنی طرف کو ہلا وہ تازہ
کھجورین تجھ پر گرائیگا۔
اس الہام کو بیان کر کے مرزا نے اسکی تفسیر مین کہا ہے سو مینے سمجھ لیا (یعنے اس الہام کی مراد یہ
سمجھی) کہ یہ تحریک و ترغیب کی طرف اشارہ ہے اور یہ وعدہ دیا گیا ہے کہ بذریعہ تحریک اس حصہ کیلیے
برابر جمع ہوگا اور اسکی خبر بدستور کئی ہندو اور مسلمان کو دی گئی۔ اور اتفاقاً اسی روز یا دوسرے
روز حافظ ہدایت علی صاحب جو اُن دنون ضلع گورداسپورہ مین اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر تھے قادیان
مین آگئے تو انکو بھی اس الہام سے اطلاع دی گئی اور اسی ہفتہ مین آپ کے (مولوی غلام علی امرتسری
کو مخاطب کر کے کہتا ہے) دوست مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب کو بھی اس الہام کی اطلاع
دی گئی اس الہام کے بعد حسب الارشاد حضرت احدیت کسی قدر تحریک کی گئی تو تحریک کرنے کے

بعد لاہور۔ پشاور۔ راولپنڈی۔ مالیر کوٹلہ اور دوسرے مقاموں سے اور جہان سے خدا نے چاہا
اس حصہ کے لیے جو چھپا تہا مدد پہنچ گئی"۔
مسلمانو انصاف کرو۔ مرزائیو شرم و حیا کو کام مین لاکر کہو کہ اس عبارت براہین مین مرزا کو مریم کہا
کہا گیا ہے۔ اور اسمین بجز چندہ براہین احمدیہ کس بات کا ذکر یا وعدہ ہے۔ اور اسمین مخاطب
کون ہے بجز مرزا جو چندہ کے فکر و غم مین تہا۔ یا کوئی اور مخاطب ہو سکتا ہے۔
اور اگر مرزا یا مرزا کی طرف سے کوئی اور کہے کہ یہ الہام چونکہ بعینہ وہ الہام قرآنی ہے جو حضرت مریم
علیہا السلام کو جبکہ وہ روح القدس سے حاملہ ہوکر دردزہ مین مبتلا تہین جبرئیل کی طرف سے
ہوا تھا۔ اور مرزا کی کتاب یادداشت الہامات مین بھی اس الہام کا پہلا حصہ۔ فاجاءها المخاض
الی جذع النخلۃ الخ۔ عبارت ۲۵ کشتی نوح مین موجود ہے گو براہین احمدیہ مین اس حصہ کا درج
کرنا مرزا کو بہول گیا تہا بنا برعلیہ اس الہام مین مرزا کا مریم ہونا مراد خداوندی معلوم ہوتا ہے
تو اسکے جواب مین اولاً یہ کہا جائیگا کہ اس صورت مین بھی مرزا کا وہ دعوے سچا نہوگا کہ مینے براہین
احمدیہ مین بیس برس پہلے سے مریم ہوکر عیسے کو جننے کا دعوے کیا ہوا ہے۔ خانگی کتاب براہین
احمدیہ نہین ہے کہ اسکا بیان بیان براہین احمدیہ متصور ہو اور ثانیاً کہا جائیگا کہ اس خانگی
کتاب یادداشت کے حصہ الہام مذکور مین مرزا کو حاملہ اور دردزہ مین مبتلا بتایا گیا ہے اور تنہ
کہجور کو بے پہل بتا کر اس سے مراد عوام الناس جہلا اور بے سمجھ علما ربتائی گئی ہے۔ اور الہام
مذکور قرآن مین جو حضرت مریم کو جبرئیل علیہ السلام کی طرف ہوا تھا نیز انکی حالت حمل و دردزہ مین تہا
لہذا یہ الہام الہام براہین احمدیہ کا مفسر و کاشف (مراد بتانے والے) نہین ہو سکتے کیونکہ الہام
براہین احمدیہ کے وقت مرزا کو حمل نہوا تھا اور نہ اسوقت تک اسمین روح الصدق کا نفخ ہوا تھا
بلکہ یہ نفخ اسمین دو برس کے بعد ہوا چنانچہ مرزا نے خود عبارت ۳۲۷ کشتی مین بیان کیا ہے

جو صفحہ (۷۹) رسالہ ہذا منقول ہے۔
اس فرق و تفاوت کے علاوہ الہام براہین مین تنہ کہجور سے چندہ دہندہ پہلدار لوگ اور اسکے

پہلے سے چندہ بتایا گیا ہے اور الہام خانگی کتاب میں تنہ کہہ رہے پہلے جہلا و علما ر مرزا تباتی کی یہ تفاوت بھی مقتضی ہے کہ یہ الہام اس الہام براہین احمدیہ کا مصنف و کاشف مراد نہیں ہو سکتا۔

بہرحال بیس برس کے الہام براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۶ مین مرزا کو مریم بنین کہا گیا اور مرزا کا یہ ادعا بھی جھوٹ ہے۔ دوسرا الہام براہین کے صفحہ ۴۹۶ کا ہے جسکو وہ الہام اول کے بعد بتاتا ہے اور اسمین جعلسازی کر کے اسکے صرف یہ الفاظ نقل کرتا اور کہتا ہے یا مریم اسکن انت و زوجک الجنۃ نفخت فیک من لدنی روح الصدق خدا نے اس آیت مین میرا نام روح الصدق رکہا۔ اس آیت کے مقابل یہ آیت قرآن ہے کہ نفخنا فیہ من روحنا اسجگہ گویا استعارہ کے رنگ مین مریم کے پیٹ مین عیسے کی روح جا پڑی۔ اسمین جو مرزا نے جعلسازی کی ہو وہ یہ ہے کہ اصل الہام جو براہین کے صفحہ ۴۹۶ مین ہے اسمین مریم کے ساتھ آدم اور احمد کا بہی ذکر ہے اور روح الصدق کی تفسیر سچائی کی روح سے کی ہے جو حضرت آدم علیہ السلام و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وغیرہ تمام انبیا علیہ السلام مین پائی جاتی ہے۔ نہ وہ روح جو مریم کے پیٹ مین جا پڑی اور وہ عیسے بن گئی تھی۔ اصل عبارت براہین صفحہ ۴۹۶ یہ ہے یا آدم اسکن انت و زوجک الجنۃ یا مریم اسکن و زوجک الجنۃ یا احمد اسکن انت و زوجک الجنۃ یعنے اے آدم اے مریم اے احمد تو اور جو شخص تیرا پیرو و تابع اور رفیق ہو بہشت مین یعنے نجات کے وسائل مین داخل ہو جاؤ مینے اپنی طرف سے سچائی کی روح تم مین پھونک دی ہے۔ اس آیت مین ؓ عالمی آدم کا (مرزا اپنے آپ کو مراد رکھتا ہے) وجہ تسمیہ بیان کیا گیا ہے یعنے جیسا کہ آدم علیہ السلام کی پیدائش بلا واسطہ اسباب ہوئی ایسا ہی روحانی آدم (مرزا) بھی بلا واسطہ

ؓ ناظرین اس خبط مرزا کو دیکہنا اپنے الہام کو اب آیت کہنے لگ گیا آگے دیکہیے کیا بولتا ہے

÷ یہ وہی خبط مرزا ہے جو اوپر جتایا گیا ہے ۱۲

اسباب ظاہری (پیر و مرشد) یہ نفخ روح ہوتا ہے اور یہ نفخ روح حقیقی طور پر انبیاء علیہم السلام سے خاص ہے اور پہر بہ تبعیت و وراثت کے بعض افراد خاصہ امت محمدیہ کو یہ نعمت عطا کی جاتی ہے۔

مسلمانو! انصاف کرو مرزائیو! شرم و حیا کو تہوڑی دیر کے لیئے کام مین لاکر کہو کہ اس عبارت براہین احمدیہ مین مرزا کو صرف مریم کہاں کہا گیا ہے جیسا کہ اسنے کشتی کی عبارت صفحہ ۴۷ مین صرف لفظ مریم نقل کیا اور اسکا ترجمہ کیا اور جہوٹ بولا ہے۔ پہر اسمین روح الصدق سے مرزا کو مراد بتایا ہے (جو خود ہی مریم بنکر اسکے پیٹ مین جا پڑا جیسا کہ اسنے عبارت کشتی مین کہا اور جہوٹ بولا ہی) یا روح الصدق اس سچائی کو کہا ہے جو حضرت آدم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیاء مین پائی گئی ہے۔ تمام مسلمان اور مرزائی انصاف کرینگے تو صاف کہینگے کہ عبارت ہذا مین صاف طور پر پایا جاتا ہے کہ روح الصدق اس سچائی کا نام ہے جو پہلے حضرت آدم مین پہر تمام انبیاء علیہم السلام مین اور آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مین پائی گئی ہے۔ اور در حقیقت ان ہی انبیاء کا وہ خاصہ تہا اور اگر مرزا مین اسکا کچھ حصہ بزعم اسکے آیا ہے تو اوسیکا ظل ہے جو طبعی اور طفیلی طور پر ہے۔ پہر مرزا کا اس عبارت کشتی نوح مین یہ دعوے کرنا کہ براہین احمدیہ مین خدا نے میرا نام روح الصدق رکھکر اس الہام مین مجہے مریم بنا کر اسکے پیٹ مین جانا بیان کیا ہے سفید جہوٹ نہین تو اور کیا ہے۔

---

(۱) یہ بہی مرزا کا ایک دروغ ہے۔ حکیم محمد شریف کلانوری سے مین نے بگوش خود سنا تہا۔ (مجتبا ان لکم کنتم معا) کہ مرزا نے میرے سامنے حضرت عبد اللہ صاحب غزنوی سے بیعت کی۔ مرزا چونکہ اس بیعت سے منکر ہو گیا تہا لہذا اس بیعت کے فائدے سے محروم کیا گیا۔ اور گمراہ ہو گیا۔

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ۔ کہ خضر از آب حیوان تشنہ می آرد سکندر را

اب وہ بے مرشد کہلاتا ہے اور اسپر فخر کر رہا ہے۔

عزیزو۔ ! مرزائی دوستو۔ اب خدا سے ڈرو ہٹ دہرمی چھوڑ دو ایسی صریح اکاذیب مرزا کے دیکھکر بھی تم اسکا دامن نہ چھوڑ گے ؟ اور لعنۃ اللہ علی الکاذبین کہکر اس سے جدا نہ ہوگے ؟ ۔

تیسرا الہام براہین کے صفحہ ۵۵۶ کا ہے جسکی نسبت مرزا نے صفحہ ۴۷ کشتی نوح مین کہا ہے کہ وہ الہام صفحہ ۴۹ کے ہے مدت حمل کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہین ہوا تھا اور اسکی نسبت صفحہ ۴۶ کشتی نوح مین کہا ہے پہر سب کے آخر صفحہ ۵۵۶ براہین احمدیہ مین وہ جو مریم کے پیٹ مین تہا اسکے پیدا ہونے کے بارے مین یہ الہام ہوا۔ یا عیسی انی متوفیک و رافعک الیّ الخ۔ اس جگہ میرا نام عیسے رکھا گیا اور اس الہام نے ظاہر کیا کہ وہ عیسے پیدا ہوگیا جسکی روح کا نفخ صفحہ ۴۹۶ مین مین ظاہر کیا گیا الخ۔ مسلمانو۔ اور مرزائیو یہ بھی مرزا کا سفید جھوٹ ہے براہین احمدیہ مین جہان یہ الہام بیان ہوا ہے ہرگز ہرگز یہ بیان و ذکر و اشارہ تک نہین ہے کہ مرزا مریم بنا۔ پہر اسمین عیسے کی روح پہونکی گئی۔ اور وہ حاملہ ہوئی پہر بعد چند مہینے اسکے بعد اسکے تولد پر یہ الہام ہوا۔ پیارے دوستو براہین تم سب کے پاس ہوگی دیکھو اسمین کہین یہ بکواس ہے۔ اس الہام کے پہلے تو چند الہامون کا ذکر ہے اور اسکے بعد یہ الہام گہڑ کے درج کیا گیا ہے۔ صفحہ ۵۵۵ براہین مین چند عربی عبرانی فارسی الہامات نقل کر کے انکا ترجمہ یا خلاصہ یہ بیان کیا اور کہا ہے کہ میرے اس خدا کی گواہی ہے پس کیا تم ایمان نہین لاتے یعنے خدا تعالے کا تائیدات کرنا اور اسرار غیبیہ پر مطلع فرمانا اور پیش از وقوع پوشیدہ خبرین بتلانا اور دعاؤن کو قبول کرنا اور مختلف زبانون مین الہام دینا اور معارف اور حقایق الہیہ سے اطلاع بخشنا یہ سب خدا کی شہادت ہے جسکو قبول کرنا ایماندار کا فرض ہے پہر بقیہ الہامات بالا کا یہ ہے کہ بتحقیق میرا رب میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھے راہ بتلائیگا اے میرے رب میرے گناہ بخش اور آسمان سے رحم کر ہمارا رب عاجی ہے (اسکے معنے ابہی تک معلوم نہین ہوئے) جن نالائق باتون کی طرف مجکو بلاتے ہین اونسے اے میرے رب مجھے زندان بہتر ہے اے میرے خدا مجھ کو میرے غم سے نجات بخش

(۲۲)

اے میرے خدا اے میرے خدا تو نے مجھے کیون چھوڑ دیا تیری بخششون نے ہمکو گستاخ کر دیا یہ سب
ابرارہین کہ جو اپنے اپنے اوقات پر چسپان ہین جنکا علم حضرت عالم الغیب کو ہے پہر بعد اسکے
فرمایا ہو۔ شحنا نعسا یہ دونون فقرے شاید عبرانی ہین اور انکے معنے ابہی تک اس عاجز
پر نہین کہلے پہر بعد اسکے دو فقرے انگریزی ہین جنکے الفاظ کی صحت بباعث سرعت الہام
ابہی تک معلوم نہین اور وہ یہ ہین ای لو یو۔ ائی شل گو یو ا لارج پارٹی اوف اسلام
چونکہ اسوقت پنجے آچکے دن اس جگہ کوئی انگریزی خوان نہین اور نہ اسکے پورے معنے کہلے
ہین اسلیے بغیر معنون کے لکہا گیا۔ پہر بعد اسکے یہ الہام ہے۔ یا عیسے انی متوفیک ورافعک
الی وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاخرین
اے عیسے مین تجہے کامل اجر بخشونگا یا وفات دونگا اور اپنی طرف اوٹہاؤنگا یعنے رفع درجات
کرونگا یا دنیا سے اپنی طرف اوٹہاؤنگا اور تیرے تابعین کو ان پر جو منکر ہین قیامت تک غلبہ
بخشونگا یعنے تیرے ہم عقیدہ اور ہم مشربون کو حجت اور برہان اور برکات کے روسے دوسرے لوگون
پر قیامت تک فائق رکہونگا پہلون مین سے بہی ایک گروہ ہے اور پچہلون مین سے بہی ایک گروہ
ہے۔ اس جگہ عیسے کے نام سے بہی یہی عاجز مراد ہے"

اب ناظرین خصوصًا مرزائی دوست داد انصاف دین اور یہ کہین کہ براہین کی اس عبارت مین مرزا
کے دعاوی کا نام ونشان کہین پایا جاتا ہے نہین تو پہر انکو اسکی دروغ گوئی مین کیا تامل ہے
اور وہ اسکو لعنت کہکر کیون نہین چہوڑتے اور اگر مرزا یہ کہے کہ اس الہام ص۵۵۶ کی نسبت
براہین احمدیہ مین تو مینے یہ دعوے نہین کیا تہا جو کشتی نوح مین کیا ہے لیکن اب مین یہ دعوے
کرتا ہون اور اس الہام کے یہی معنے صحیح سمجہتا ہون براہین مین ان معنے کا بیان غلطی سے رہ گیا
تہا تو اسکے جواب مین کہا جاوے کہ اسصورت مین بہی مرزا کا یہ کہنا کہ براہین نکالو اور اسمین
بیس برس کے دعوے دیکہلو سفید جہوٹہا ہی ہوگا اب رہے یہ تازہ معنے اور اس معنے کو
پر دعوے کہ اس الہام مین عیسے بنایا گیا ہون تو اسکی نسبت یہ کہا جاتا ہے کہ ثبت العرش ثم

پہلے چہت بناؤ - پہر اسپر نقش لگا کر دو - پہلے تو یہ ثابت کر لو کہ الہام صفحہ ۲۲۶ سے تمہارا مریم ہونا مراد ہے - پہر الہام صفحہ ۴۹۶ سے تمہارا حاملہ ہونا مراد ہے - پہر اس الہام صفحہ ۵۵۶ کی نسبت یہ دعوے کرو کہ اسمین میرے تولد کی خبر ہے اور تولد کے بعد مجھے عیسے بنایا گیا اور مجھے وعدے دیئے گئے ہین جو اس الہام مین ہین یعنے توفی رفع وغیرہ

اور جس حالت مین ہنوز الہامات مذکورہ سے نہ تمہارا مریم ہونا نہ حاملہ ہونا نہ عیسے بنکر تمہارا تولد ہونا ثابت ہے تو اس الہام سے عیسے ہوکر مخاطب ہونا اور توفی و رفع کا وعدہ دینا مثل مشہور کے آدمی و کے پیر شدی کا مصداق نہین تو اور کیا ہے پہلے آپ مریم بنین پہر حاملہ ہولین پہر عیسے کو جنین تب اسکے بعد الہام سے مخاطب بنکر مرنے اور رفع کی بشارتلین ابہی پیدا ہی نہین ہوئے تو مرنا کیسا اور کہسکا - یہان یہ پنجابی مثل خوب جمتی ہے اوٹی تون پہلے جمتے لے -

اور اگر مرزا یہ کہے کہ ان الہامات صفحہ ۲۲۶ اور صفحہ ۴۹۶ کے معنے بیان کرنے مین بہی مجہسے براہین احمدیہ مین غلطی ہوئی وہ معنے اپنی عقل سے کیئے تہے اور غلط تہے اور صحیح معنے یہی ہین جو نے کشتی نوح مین خدا کے وحی سے کیئے ہین اور یہی ترتیب الہامات مذکورہ صحیح ہے جو کشتی نوح مین بیان ہوئی تصنیف براہین احمدیہ کے وقت مجھے اس معنے اور ترتیب کی خدا نے خبر نہ دی تہی - چنانچہ کشتی نوح کی عبارت صفحہ ۴۷ مین یہ بات کہی گئی ہے تو اسکے جواب مین کہا جاویگا کہ اس صورت مین تم پر وہ الزام قایم ہوگا کہ جو تمنے اپنے دعاوی کے ثبوت مین براہین احمدیہ کا حوالہ دیا اور کہا تہا کہ براہین احمدیہ نکالو اور اسمین میرے بیس سال کے پہلے کے دعوے دیکہہ لو وہ تو سفید جہوٹ نکلا - اس صورت مین تمکو براہین مین اپنے دعوے کی تصریح کا حوالہ مناسب نہ تہا بلکہ بجاے اسکے یون کہنا چاہیئے کہ جن الہامات کے معنے مین اپنے عقل کی غلطی سے براہین مین کچہہ اور بیان کر چکا ہون ان الہامات کے صحیح معنے اب بیان کرتا ہون اس صورت مین تمہارے دام افتادہ احمق اور تمکو ملہم اور الہامات براہین کو الہی الہام مانتے قبول کر لیتے گو تمام مسلمان (جو الہامات براہین احمدیہ کو اختلاف

شیطانیہ جانتے ہین) اس دعوے کو گوز شتر سے زیادہ وقعت ندیتے مگر تم اس الزام دروغگوئی سے تو نہیچ جاتے

اب تمہارا یہ عذر نہ مسلمانون مین لائق قبول ہے اور نہ تمہاری جماعت کے قبول کرنے کے لائق ہے۔ اگر وہ کچھ عقل سے کام لین اور تمہاری اس دروغ گوئی کا جستنے براہین کا حوالہ دینے مین کی ہے نوٹس لین۔

اس الزام دروغگوئی کے علاوہ تمہارا یہ عذر اس وجہ سے بھی عدم قبول کے لائق ہے کہ تمنے ترتیب الہامات کی نسبت جو کہا ہے کہ یہ ترتیب مجھے پہلے سے معلوم نہ تھی یہ کوئی معنے نہین رکھتا۔ الہامات اگر وہ واقعی ہون تو انکی ترتیب وجود درود سے معلوم ہوجاتی ہے جو الہام پہلے ہوتا ہے وہ ترتیب مین پہلا کہلاتا ہے اور جو اسکے بعد ہو وہ دوسرا اور جو اسکے بعد ہو وہ تیسرا وعلی ہذا القیاس۔ اور اسکے کوئی معنے نہین کہ الہامات تو یکے بعد دیگرے ہوتے چلے جائین۔ اور انکی ترتیب اسکو معلوم نہو اور یہ ممکن نہین کہ خدا تعالے کسی صادق کو وقتاً فوقتاً متعدد الہامات کرے اور انکی ترتیب انکی وجودی ترتیب کے برخلاف پیچھے کر بتا دے اور مثلاً یون ہے کہ جو الہام مینے پہلے کیا تھا اسکو دوسرا سمجھنا اور تیسرے کو پہلا قرار دینا وعلی ہذا القیاس۔ اس سے بخوبی ثابت ہوا کہ مرزا کا یہ کہنا کہ خدا تعالے نے مجھے ترتیب الہامات براہین احمدیہ سے اطلاع نہ دی تھی کچھ معنے نہین رکھتا اور وہ اس کہنے کے برابر ہے کہ وہ الہامات خدا کی طرف سے نہین ہین دبنا برعلیہ ترتیب الہامات براہین احمدیہ (خواہ انکو کوئی خدا کی طرف سے سمجھے (جیسا کہ مرزائی سمجھتے ہین) خواہ شیطان کی طرف سے خیال کرے (جیسا کہ عام مسلمان خیال کرتے ہین) وہی برقرار رہیگی جو انکی ترتیب وجودی ہے اور اسکے مطابق ان الہامات کی براہین مین اشاعت ہوئی ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ الہام براہین احمدیہ صفحہ ۲۲۶ (جسکو بشہادت الہام کتاب شہادت قائم) مرزا بحالت حمل ودروزہ مرزا قرار دیا گیا تھا اور وہ حصہ سوم براہین احمدیہ مین ہے)

ہوچکا تھا) پہلے ہوگا - اور الہام صفحہ ۴۹۶ براہین احمدیہ جس میں نفخ روح کا بیان ہے اس کے دو برس بعد ہوگا (جیسکا مرزا کشتی نوح مین خود اقراری ہوچکا ہے) اور اس ترتیب سے مرزا کا دعوے کشتی نوح درہم برہم ہوجائیگا کیونکہ اس ترتیب سے حمل اور درد زہ پہلے ٹھہرتے ہین اور نفخ روح پیچھے ہوتا ہے جو نہ تو کچھ معنے رکھتا ہے اور نہ دعوے مرزا کے موافق ہے - اس سے مرزا کا یہ عذر کہ تالیف براہین احمدیہ کے وقت ان الہامات کے معنے اور ترتیب کا مجھے خدا نے علم نہ دیا تھا باوجودیکہ وہ مرزا پر دروغگوی کا الزام ثابت و قایم کرتا ہے فضول اور نکما ہوگیا -

صفحہ ۴۶ کشتی نوح مین جو مرزا نے کہا ہے کہ مسیح ابن مریم کے دنیا مین دوبارہ آنیکا عقیدہ اعتقاد مسلمانون کے مطابق سادگی سے براہین احمدیہ مین لکھہ دیا تھا - اسوقت تک براہین احمدیہ کے بعض الہامی اسرار میری سمجھہ مین نہ آئے مگر جب وقت آگیا تو مجھے سمجھائے گئے تب مینے معلوم کیا کہ میرے اس دعوے مسیح موعود ہونیمین کوئی نئی بات نہین یہ وہی دعوے ہی جو براہین احمدیہ مین بار بار بہ تصریح کیا گیا تہا" اسمین یہ بات ناظرین کے یاد رکھنے کے لایق ہے کہ براہین احمدیہ کے الہامات ایسے گول مول ہین کہ اور تو کوئی انکو کیا سمجھیگا بیس بائیس برس تک مرزا نے خود انکو نہین سمجھا تہا اور وہ ٹھیک طور پر اس مسخری یا فریبی شاعر کے شعر کے مانند ہین جس نے کہا تھا کہ شعر تو مینے کہدیا مگر اسمین کوئی معنے مینے نہین ڈالے - اور اس قول کا باقی مضمون محض دروغ بے فروغ اور دہوکہ دینے والا ڈھکوسلہ ہے دوبارہ آمد مسیح کی نسبت عقیدہ مسلمانون کا بیان براہین احمدیہ مین سادگی سے نہین ہوا بلکہ کمال حکمت عملی اور چالاکی سے ہوا تھا اسوقت تک کسی شخص نے مسلمانون کی جماعت سے مرزا کو مسیح موعود نبی رسول و امام نہ مانا تہا اسلیئے مسلمانون کو پہنسانے اور دام مین لانے کے لیئے اپنے اسوقت مثیل مسیح موعود ہونے کا دعوے کیا اور مسیح موعود کی تعریف کرنا اور انکی آمد ثانی کا منتظر رہنا اس دعوے مثیل ہونے کا لازمہ تہا اسوجہ سے وہ اسلامی عقیدہ مرزا نے بیان کیا اور اسمین حضرت مسیح کی فضیلت ظاہر کرکے اپنا مثیل مسیح اور انکا ظل اور طفیلی ہونا بیان کیا - پہر جب چند حمقا

مصداق شعر صایب سند الشعراء نے مرزا کو مثل مسیح مان لیا تو اسنے مثلیث اور ظلیت کو اڑا کر مسیح کو برا کہنا اور اونکی سخت توہین کرنا اور اونکو فحش گالیان دینا شروع کر دیا اور ان سے عہدہ مسیح موعود ہونے کا چہینکر خود سنبھال لیا۔ اور خود اصلی مسیح بن بیٹھا۔

ناظرین وقت سے جسکا مرزا ذکر کرتا ہے یہی مراد ہے اور یہ موقعہ شناسی آجکل اسپر ختم ہے یہ اسکی اسکے مسیح موعود ہونے کے دعوے و دلائل کشتی نوح زیر بحث ہے۔ جس سے اسکی بہت سی دروغگویان ثابت ہوئین۔ اب ایک مثال اسکی دعوے تائید آسمانی کی پیش کی جاتی ہے جس سے ایک اور بھی دروغگوئی ثابت ہو۔

وہ کشتی نوح مین اس مقدمہ خون کا حال جو عیسائیون نے اسپر دائر کیا تہا ذکر کرکے صـ ۱۵ و ۲۵ مین کہتا ہے۔ مسیح ابن مریم ایک مجرم کی طرح عدالت کے سامنے کھڑا تہا لیکن میرے مقدمہ مین اسکے برعکس ہوا یعنے یہ کہ برخلاف دشمنون کی امیدون کے کپتان ڈگلس نے جو پیلاطوس کی جگہ عدالت کی کرسی پر تہا مجہے کرسی دی۔ اور جب مولوی محمد حسین نے جو گواہی کے لیئے آیا تہا مجہے کرسی پر بیٹہا ہوا پایا اور جس ذلت کو دیکہنے کے لیئے میری نسبت اسکی آنکہ شوق رکہتی تہی اس ذلت کو اسنے نہ دیکہا تب مساوات کو غنیمت سمجہکر وہ بھی اس پیلاطوس سے کرسی کا خواہشمند ہوا مگر اس پیلاطوس نے اوسے ڈانٹا اور زور سے کہا کہ تجہے اور تیرے باپ کو کبہی کرسی نہین ملی۔

ناظرین یہ لاف زنی اور دروغگوئی بہی بکمال بے حیائی اور ہٹ دہرمی پر مبنی ہے مرزا اور اسکے اتباع اسکو ۱۸۹۷ء سے اپنی تحریرات و تصنیفات مین شائع و مشتہر کر رہے ہین اور باوجودیکہ اسکا جواب دندان شکن پہلی دفعہ کے اشتہار اشاعۃ السنۃ جلد ۱۸ کے صـ ۲۸۱ سے ۲۹۴ تک ایسا دیا گیا تہا کہ اگر کوئی انمین سے خوف آخرت یا شرم دنیا رکہتا تو پہر اس قصہ کرسی کا نام نہ لیتا۔ مگر یہ حضرات ایسے باشرم اور صاحب حیا ہین کہ ۱۸۹۷ء سے اسوقت تک اسکا ذکر ہر تحریر و ہر رسالہ مین کیئے جاتے ہین۔ جو تحریر و کتاب انکی میری نظر سے گذری ہے مینے اسمین کرسی کا قصہ پایا اور ہر دفعہ اسکے جواب مین قلم اسلئے نہ اٹھایا کہ اپنے موونہہ سے جو کچہہ چاہے کوئی بکا کرے

دوسرے کو اسمین کیا حرج و نقصان پہنچتا ہے ہر شخص جو حیثیت عزت قوم مین یا حکام وقت کی نظر
مین رکھتا ہے اسکے واقف و آشنا اس سے بخوبی واقف ہوتے ہین اور اسکے مخالف غلط بکواس
کرنے والہ کو وہ ذلیل اور کاذب جانتے ہین مگر اس کشتی نوح مین جو اس دلیر بیباک نے بلا وجہ و ناحق
میرے والد ماجد کی جو اہل دنیا اور اہل دین دو نو جماعتون مین معزز اور مسلم بزرگ تھے توہین کی ہے
اور مجسٹریٹ گورداسپور سے یہ غلط اور محض دروغ بات نقل کی کہ اسنے خاکسار کو کہا کہ تجھے اور تیرے
باپ کو کبھی کرسی نہین ملی - لہذا حمیت و حمایت پدری نے مجھے اس امر پر مجبور کیا کہ ایک
دفعہ پھر اسکا دروغ پبلک پر ظاہر کرون - پس پہلے تو مین خدا تعالے کے حضور مین منتقم حقیقی ہے
اسکے اس جھوٹ اور افترا کو پیش کر کے دعا مانگتا ہون کہ اے باری تعالے تو اس بات مین جھوٹ
بولنے والے پر ہزار لعنت کر - اور اس جھوٹ کی سزا مین اسکو دنیا مین بھی ذلیل اور خوار کر -
آمین ثم آمین ؎ و یرحم اللہ عبدا قال امینا × پھر مین ناظرین پر اس دروغگوئی کے
ثبوت مین سرکاری تحریر کی شہادت پیش کرتا ہون جس سے ہر شخص کو یقین ہوگا کہ کپتان ڈگلس
صاحب مجسٹریٹ نے ہرگز وہ بات نہین کہی جو مرزا نے لئے نقل کی ہے - میرے والد ماجد
شیخ رحیم بخش صاحب رئیس بٹالہ سکھون کی عملداری مین بھی معزز عہدہ پر مامور رہے - انگریزی عملداری
مین وہ تحصیلدار وغیرہ رہ چکے ہین - ایسے عہدہ دار کی نسبت کوئی حاکم باخبر کب کہہ سکتا ہے کہ اسکو
کبھی کرسی نہین ملی - سنہ ۱۸۷۷ء مین بمقام امرتسر قیصری دربار ہوا تو شیخ صاحب مرحوم اسمین مدعو
ہوئے اور یہ بات مخفی نہین ہے کہ جو دربار مین مدعو ہوتے ہین انکو کرسی ملتی ہے ذیل مین
ہم وہ اعلان نقل کرتے ہین جو صاحب ڈپٹی کمشنر گورداسپورہ کی طرف سے شیخ صاحب
مرحوم کے نام پہنچا تھا -

از پیشگاہ صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر ضلع گورداسپورہ

جلسہ بتقریب اختیار کرنے القاب قیصر ہند جنابہ ملکہ معظمہ دام اقبالہا

اعلان بنام شیخ رحیم بخش صاحب رئیس بٹالہ -

ایک جلسہ بمقام امرتسر بزور عام اعلان اختیار کرنے القاب قیصر ہند حضور ملکہ معظمہ دام اقبالہ کے
یکم جنوری ۱۸۷۷ء کو ہوگا اس اطلاع کے رو سے لکھا جاتا ہے کہ واسطے شمول جلسہ مذکور کے
بمقام امرتسر آؤ ۳۱ دسمبر ۱۸۷۶ء و یکم جنوری ۱۸۷۷ء کیواسطے مکان رہائش اور کھانا منجانب
سرکار دالا معرفت صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر امرتسر ملیگا۔

المرقوم ۱۲ دسمبر ۱۸۷۶ء مقام گورداسپور

میں اپنا حال کیا کہوں صفحہ ۲۸۲ جلد ۱۸۔ اشاعۃ السنۃ میں لکھ چکا ہوں تاہم صرف مرزا کا جھوٹ ظاہر کرنے کی غرض سے نہ اپنی بڑائی بیان کی نیت سے صرف اسقدر کہتا ہوں کہ باوجودیکہ میں ایک گوشہ نشین خادم دین ہوں جب کبھی قومی ضرورتوں کے لیے وائسراؤں۔ کمانڈر انچیف لفٹنٹ گورنروں اور اونکے سکرٹریوں اور صاحبان فنانشل کمشنر۔ کمشنر۔ ڈپٹی کمشنر کے گہروں پر انکی ملاقات کے لیے گیا ہوں یا درباروں میں شامل ہوا ہوں تو انہوں نے اپنی مہربانی سے میری عزت کی اور مجھے کرسی دی ہے۔ جیسے آخری دربار کارونیشن (دربار تاجپوشی) دہلی میں وائسرائے کی طرف سے مدعو ہوا تھا اور یہ امر دیسی اخباروں وطن وغیرہ میں مشتہر ہو چکا ہے اس شمولیت دربار کا **اعزازی** تمغہ بھی خاکسار کو گورنمنٹ کی طرف سے عطا ہوا ہے جیسا ایک رئیس بٹالہ میاں غلام فرید خان صاحب ریلدار کو عطا ہوا ہے اگر کبھی خاکسار کو مرزا کے مقابلہ میں کسی عدالت میں پہنچنے کا اتفاق ہوا۔ تو میں وہ تمغہ زیب سینہ کرکے مرزا کو بر سر عدالت شرمندہ کرونگا۔ انشاءاللہ تعالی شاید اسی تمغہ کو دیکھکر مرزا کی زبان و قلم جھوٹے قصہ کرسی سے بند ہو۔

* مرزا کے مقدمہ رشوت میں میں سرکاری گواہ تھا جیسے حسب دستور عام عدالت کھڑے ہو کر شہادت دی تو اسے مرزا نے جھوٹا قصہ کرسی بنالیا اگر خدا تعالے نے اسکا صلہ و معاوضہ اسکو بہت جلد ایک مقدمہ ملتان کی شہادت میں دیا اور اوسپر بہت سچا کر دکھایا دیدی کی خون ناحق پروانہ شمع را چندان امان نداد کہ شب را سحر کند۔ اب اگست حال میں اس معاوضہ پر اور یہ اضافہ ہوا کہ مقدمہ مولوی کرم الدین صاحب ساکن بہین میں ایک ہندو مجسٹریٹ گورداسپورہ کی عدالت میں جسمیں بہت سے حکام ضلع و دیگر شرفا کرسیوں پر بیٹھے رہے شہادت کیلئے پیغمبر قادیان کو پانچ گھنٹہ کامل کھڑا رہنا پڑا جسے اسکا منہ سوکہ جاتا تھا۔ اور بیچ بیچ اسکو برف ملا کر دودہ پلایا جاتا تھا

کوئی ضرورت نہین کہ تحریر وہ بیسر اگور نر جنرل کو جو خاکسار کے نام دعوت دربار کے متعلق بہیجی تھی مین نقل کرون - مرزا اب بھی کسی تحریر مین اس قصہ کرسی کو نقل کریگا اور اس پرانی دروغگوئی کو زبان یا قلم مین لائیگا تو پہر اس تحریر کو نقل کر کے اسکا آخری علاج کیا جائیگا انشاء اللہ تعالے
اب کتاب کشتی نوح کی ایک آخری دہوکہ دہی اور طرفہ دروغگوئی و فریب سازی ظاہر کی جاتی ہے اسکے آخری صفحہ مین بقلم جلی لکہا ہے -

درخواست چندہ برائے توسیع مکان

چونکہ آیندہ اسبات کا سخت اندیشہ ہے کہ طاعون ملک مین پہیل جاے اور ہمارے گھر مین جس مین بعض حصون مین مرد بھی مہمان رہتے ہین اور بعض حصون مین عورتین - سخت تنگی واقعہ ہے اور آپ لوگ سن چکے ہین کہ اللہ جلشانہ نے ان لوگون کے لئے جو اس گہر کی چار دیواری کے اندر ہونگے حفاظت خاص کا وعدہ فرمایا ہے اور اب وہ گہر جو غلام حیدر متوفی کا تہا جسمین ہمارا حصہ ہے اسکی نسبت ہمارے شریک راضی ہو گئے ہین کہ ہمارا حصہ دین اور قیمت پر باقی حصہ بھی دیدین - میری دانست مین یہ حویلی جو ہماری حویلی کا ایک جزو ہو سکتی ہے دو ہزار تک تیار ہو سکتی ہے کیونکہ خطرہ ہے کہ طاعون کا زمانہ قریب ہے اور یہ گہر وحی الہی کی خوشخبری کے رو سے اس طوفان طاعون مین بطور کشتی نوح کے ہوگا نہ معلوم کس کس کو اسکی بشارت کے وعدہ سے حصہ ملیگا اسلیئے یہ کام بہت جلدی کا ہے خدا پر بہروسہ کر کے جو خالق و رازق ہے اور اعمال صالحہ کو دیکہتا ہے کوشش کرنی چاہیئے مینے بھی دیکہا کہ یہ ہمارا گہر بطور کشتی کے تو ہے مگر آیندہ اس کشتی مین نہ کسی مرد کی گنجایش ہے نہ عورت کی اسلیئے توسیع کی ضرورت پڑی والسلام علی من اتبع الہدے

المشتہر مرزا غلام احمد قادیانی

ناظرین یہ درخواست سراسر دروغگوئی اور دھوکہ دہی اور صرف روپیہ کمانے کے لئے حیلہ سازی و فریب بازی پر مبنی ہے جسپر تین دلائل مفصلہ ذیل شاہد ناطق ہین -
دلیل اول - مرزا نے اپنے مریدون کی تعداد ۱۹۰۰۰ رسالہ مواہب الرحمن مین ایک لاکھ سے

زائد بتائی ہے اور اسکے صفحہ ۱۰۰ مین دو لاکھ کے قریب بیان کی ہے اور ان سبہی کو بلا استثنا
اس گہر مین آنے کی دعوت کی ہے اور طاعون سے نجات کی بشارت دی ہے پس اگر مرزا کی
دعوت اسکے مریدون نے قبول کی تو اس گہر مین جو دو ہزار روپیہ مین تیار ہوگا منجملہ دو
لاکھ دو ہزار آدمی کی بھی گنجائیش نہوگی - پہر اس گہر مین آنے کی دعوت دو لاکھ آدمیون
دہوکہ کی ٹٹی دو ہزار روپیہ مارنے کے لیئے ایک حیلہ سازی اور فریب بازی نہین
تو اور کیا ہے -

دوسری دلیل - مرزا خود کشتی نوح کے صفحہ ۱۰ سطر ۹ مین یہ لکھ چکا ہے کہ اس جگہ یہ نہین سمجہنا
چاہیئے کہ وہی لوگ میرے گہر کے اندر ہین جو میرے اس خاک و خشت کے گہر مین بود و باش رکھتے
ہین بلکہ وہ لوگ بھی ہین جو میری پوری پیروی کرتے ہین - میرے روحانی گہر مین داخل ہین -
یہ عبارت مرزا کی صاف اور صریح باعلی ندا منادی کرتی ہے کہ جس چار دیواری مین رہنے
والون کو طاعون سے بچانے کا مرزا کو وعدہ دیا گیا ہے - اس سے مراد خشت و خاک کی چار
دیواری نہین ہے - پہر اس خشت و خاک کے گہر کی تیاری کے لیئے لوگون سے چندہ مانگنا
اور وعدہ کی فریب بازی اور روپیہ کمانے کی ایک حیلہ سازی نہین تو اور کیا ہے -

دلیل سوم - یہ کہ مرزا نے طاعون کو طوفان نوح ٹہرایا ہے اور اپنے گہر یا چار دیواری کو
کشتی نوح بنایا اور تمام دنیا کے لوگون مین سے صرف ان ہی لوگون کی نجات کا وعدہ دیا ہے
جو اس کشتی پر سوار ہو جائین یعنے اعتقاد و صدق دل سے اسکے گہر اور چار دیواری مین آکر پناہ لین
مگر اس گہر اور چار دیواری کو مرزا نے گول مول بنا رکھا ہے اور اسکی شرح و تفسیر کی تو دو مختلف
... سے کی ہے اشتہار آخری صفحہ نمبر ۲ کشتی نوح مین تو اس سے مراد خاک و خشت
... صفحہ ۱۰ کشتی نوح مین اس سے روحانی چار دیواری مراد ٹہرائی ہے
... نام ہے) اور یہ دو تو مرادین و تفسیرین باہم مختلف ہو سکتی
... کو مستلزم ہے کیونکہ ممکن ہے کہ بعض لوگ جو خاکی دیواری

مین رہتے ہون مگر وہ مرزا کے دلی معتقد اور پورے مطیع نہون صرف روٹیون کی خاطر وہان پڑے ہوئے ہون - انہی لوگون کی نظر سے مرزا نے چار دیواری مین رہنے کی شرط کے ساتھ کامل پیروی اور سچے تقوے کی شرط صفحہ ۲ سطر ۲ کشتی مین لگا دی ہے - پس ایسے محل اور مادہ مین خاکی چار دیواری تو موجود ہے - مگر روحانی مفقود - ایسا ہی ممکن کیا بلکہ بحکم عادت وصورت واقع لازم ہے کہ بہت لوگ مرزا کی روحانی چار دیواری مین رہتے ہون یعنے دل سے اور جان سے اور مال سے مرزا پر فدا ہون - مگر بعد مسافت کے سبب یا تعلقات ملازمت کیوجہ سے مرزا کی خاکی چار دیواری مین نہ آسکین - اور دو لاکھ آدمی کا اس خاکی چار دیواری مین جو صرف دو ہزار کی لاگت سے تیار ہوگی آرہنا امکان عادی سے بھی خارج ہے اس محل اور مادہ مین روحانی چار دیواری تو موجود ہے مگر خاکی مفقود - اور جب یہ دونو تفسیرین باہم مختلف ہوئین اور ان دونو کا سب کے درمیان مرزا مین جمع ہونا امکان سے خارج ہوا تو اس سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ کشتی نوح یا چار دیواری کی یہ دونو تفسیرین خدا کی طرف سے نہین - خدا کی طرف سے ہوتین تو ایسی مختلف اور متضاد نہوتین خدا تعالے دونو مین سے ایک کو متعین کرتا یا دونو کو جمع فرماتا جیسا کہ حضرت نوح علیہ السلام کے وقت مین شرط ایمان اور سواری کشتی دونو کو جمع فرمایا اور مرزا کو بھی ایسا گھر عطا کرتا جسمین دو لاکھ آدمیون کی گنجایش ہوتی ایسا نہین ہوا تو اس سے یقیناً سمجھا گیا کہ مرزا کو خدا کی طرف سے کسی چار دیواری کے رہنے والون کی نجات کا وعدہ نہین ملا - یہ مرزا کا اپنا من گھڑت ڈھکوسلا ہے - جس سے اسکا مقصود یہ ہے کہ اگر حسب اتفاق میری چار دیواری مین امن رہا تو مین یہ کہدونگا کہ یہان اسواسطے امن ہے کہ خدا نے اس چار دیواری کے رہنے والون کو بچانے کا وعدہ کیا ہوا تھا - اور اگر کوئی اسمین مبتلا طاعون ہوگیا تو مین یہ کہدونگا کہ یہ شخص میری روحانی چار دیواری مین نہ تھا گو خاکی مین تھا اسواسطے یہ ہلاک ہوا - اور اگر میری چار دیواری خاکی کے باہر والون پر طاعون آیا تو مین کہدونگا کہ مجھسے وعدہ خاکی چار دیواری کے رہنے والون کو بچانے کا تھا اسیواسطے مینے دو ہزار روپیہ کا اشتہار دیا تھا اور

اگر کوئی اتفاق قسمت سے باہر والون سے بچ گیا تو مین یہ کہدونگا کہ وہ میری روحانی چار دیواری سے باہر نہ تھا گو خاکی سے باہر تھا اسیواسطے خدا تعالے نے اسکو بچا لیا۔

یہ دورخی پیشگوئیان اور دو پہلو شرطین مرزا کی قدیم عادت ہے اور انہی سے اوسنے اپنے دام افتادہ احمقون مین فروغ و عروج پایا ہے۔ انمین کوئی شخص ذرہ عقل و فہم رکھتا تو جسوقت اسنے کشتی نوح یا چار دیواری کا ڈھکوسلہ گھڑا تھا اسیوقت اس سے پہلے تو وہی سوال کرتا جو ہمنے سابق مین وارد کیا ہے کہ اے بہلے مانس چار دیواری یا کشتی اب تجھے یاد آئی ہے۔ پہلے اشتہار ۶ر فروری ۱۸۹۸ء مین یہ بات کیون نہ کہی وہان تو سارے قادیان کو اوی القریہ کہکر نجات دی گئی ہے پھر یہ سوال کرتا کہ اے بہلے مانس چار دیواری سے جسکو تو نے کشتی نوح بنایا گیا ہے ایک مراد تہا۔ اس سے خاکی چار دیواری مراد ہے یا روحانی چار دیواری۔ روحانی مراد ہے تو توسیع مکان کے لیئے چندہ کیون طلب کرتا ہے اور اگر خاکی مراد ہے تو اس چار دیواری کے ذریعہ دو لاکھ آدمیون کی نجات کی کیا صورت ہے کیا انکو کسی چہوٹے سکیل یا قالب مین اتار کر اس خاکی چار دیواری مین بند کیا جائیگا۔ افسوس کہ انمین کوئی سوچنے والا نہین رہا۔ مریدی کی پٹی نے انکو آنکہون کو اندہا کر دیا۔ اور ان کے دلون پر قفل لگا دیئے ہین۔

کشتی نوح کی حقیقت (ساخت و بناوٹ) ہمنے ایسی کہول دی ہے کہ جسکو ذرہ عقل شمہ فہم ہوگا وہ سمجھ جائیگا کہ یہ کشتی پار اتارنے کو نہین بلکہ یہ کشتی ڈبانے کیلیئے تیار کی گئی ہے جو شخص اسمین سوار ہوگا اسکو یہ کشتی دریاء کفر ضلالت کے منجھدار مین لیجاکر غرق کر دیگی۔ کوئی بچ سکتا ہے تو اس سے بچے۔

سالون مین تحریر مرزا کی ایک رسالہ مواہب الرحمن ہے (جو درحقیقت غوایت الشیطان ہے) اور وہ سنہ ۱۹۰۳ء مین شائع ہوا ہے اس رسالہ کے ۱۲۹ صفحہ مین اور اسمین اکثر وہی لاف زنیان وہی دروغگوئیان ہین جو اسکے پچھلے رسالون سے نقل کر کے انکا جواب دیا گیا ہے۔ لہذا

ہم ان سب لاف زنیون کا نقل کرنا اور پھر انکا جواب دینا فضول اور موجب طول مضمون سمجھتے
ہین اور اسکے اخص الاکاذیب کی نقل اور اسکے رد پر اکتفا کرتے ہین -

پس واضح ہو کہ طاعون کے متعلق جو اسنے اپنے رسالہ مین دروغگوئی کی ہے ازانجملہ اس مقام مین صرف
دو دروغگوئیان اسکی عبارت سے نقل کی جاتی ہین اور اسکے مقابلہ مین اسکا ترجمہ اردو مین کرکے
اسکی تکذیب بھی عملمین آتی ہے - اور اسکا ص ۲۲ و ۲۴ و ۲۵ رسالہ مذکور مین دعوا ہے کہ لوگون

ولما اصروا على الانكار قبلت على المنكرين هنالك
تمنيت لو كان ذبابيهم المتدين واوحى الىّ
ان الطاعون نازل وقد حتمه اعمال الفاسقين فما
مضى الا قليل من الزمان حتى غاث الطاعون
فى هذه البلدان فنفروا الى سوء اعمالى وقالوا
انا تطيرنا بك وضحكوا على اقوالى وقالوا انا
المحفوظين لا يمسنا هذا الطاعون ولا يموت
احد من علماءنا بالطاعون واما انت فيستطعن
وتموت فانك كذبت بما نقلت كذبتم بل لنا
من الطاعون امان فما لبثوا الا قليلا حتى
داروا المنون ومات بعض اجل علماءهم
من الطاعون وكنت اخبرت بهذا قبل موت
ذلك المطعون فان شئت فانظر ابياتا من
قصيدتى الاعجازية التى كتبناها فى هذه الصحف
فى الحاشية وما نظمت تلك القصيدة الا لهذا
الحزب الذى خذلهم الله - بل سميت بعضهم

نے میرے دعوائے مسیحیت سے انکار کیا تو
مین انکی طرف متوجہ ہوا اور مینے آرزو کی کہ وبا
آوے تاکہ ان منکرون کو تنبیہ ہو - تو میری طرف
وحی ہوئی کہ طاعون آنیوالی ہے پس تھوڑے
ہی دن گذرے کہ وبا طاعون نے ان شہرون
مین تباہی ڈالدی پہر وہ لوگ مجھے بولے
کہ یہ وبا تمہارے اعمال کی شامت سے آئی
ہے ہم اس سے محفوظ رہینگے اور ہمارے علما
طاعون سے نہ مرینگے - تو ہی طاعون مین مبتلا
ہوگا اور مریگا - مینے کہا کہ تم جھوٹے ہو ہم کو
طاعون سے امن رہیگا - اسپر تھوڑی ہی مدت
گذری کہ انہون نے موت کی زیارت کی اور
انکے بعض بڑے عالم طاعون سے فوت ہوگئے
جنکے مرنے سے پہلے موت سے پہلے خبر دیدی
تھی چاہو تو یہ خبر میرے اس قصیدہ اعجازیہ
مین جسکے چند چند ابیات حاشیہ مین منقول ہین دیکھو

فی تلک القصیدۃ فوالله ما مضے شھور کامل علٰے هذه الانباء المشاعۃ حتی اخذ کبیرھم الذی اغری علی اشرار البلدۃ وکانوا اذرنی واشاعوا اوراق مملوۃ من السب والفریۃ ومع ذالک طلب منی اللئیم قبل ھذه الواقعۃ ایۃ وکنت وعدتھا واشاع ذالک فی جریدۃ ھند یسمے بالفیسۃ

وہ قصیدہ میننے انہی لوگون کے لیئے بنایاتہا اور اسمین بعض لوگون کا (یعنے جو طاعون سے مرے) نام بھی لے دیاتہا۔ اُن خبروں کی اشاعت پر پورا مہینا بھی نہ گذرا تہا کہ انکے بڑے عالم کو جو شہر کے شریر لوگون کو برانگیختہ کرتاتہا طاعون نے پکڑ لیا اُن لوگون نے مجھے تکلیف دینے کا یون اُفترا سے بہرے ہوئے اوراق شائع کیے

انہین سے ایک بڑے جہگڑالو نے مجھے اس واقعہ سے پہلے یہ نشان طلب کیا جسکا مینے وعدہ بھی کرلیا تہا۔ اور یہ امر اسنے پیسہ اخبار مین مشتہر بھی کردیا تہا۔"

اس دروغگوئی کی تکذیب

ناظرین! جو کچھہ مرزا نے اسمقام مین کہا ہے محض دروغ بے فروغ ہے جو سفید جھوٹ کہلاتا ہے ہندوستان یا پنجاب مین طاعون آنے سے پیشتر اسنے کبھی یہ آرزو نہین کی کہ جو لوگ مجھے مسیح نہین مانتے انپر طاعون کی وبا آپڑے۔ اور نہ یہ بات اسنے کسیکو کہی اور نہ اسکے مقابلہ مین کسی نے اسکو یہ بات کہی کہ طاعون تیرے شامت اعمال سے آیا ہے تو ہی اس سے مرئیگا اور کوئی عالم طاعون مین مبتلا نہوگا اور نہ اسنے کسی عالم کے طاعون سے مرنے کے اسکی موت کی پہلے خبر دی۔ جس قصیدہ کا وہ حوالہ دیتا ہے وہ اسوقت ہمارے سامنے ہے جسنے اول سے آخر تک خصوصا اسکے صفحات ۵۸ و ۶۳ کو جنکا اسنے حوالہ دیا ہے دیکہا اسمین کسی کا نام نہ پایا۔ اسنے اپنی سنت قدیم کذب (جو پیغمبری دروغ کی لوازم سے ہے) کام لیا اور سیر ہوکر جہوٹ بولا ہے۔ اسپر اسکو غیرت یا غصہ آئے تو وہ بقید وقت و تاریخ ان اشخاص کا نام بتاکر کہے کہ ہندو پنجاب مین کب اسنے اسکے آنے کی آرزو کی اور کسی شخص نے اوسکو وہ بات کہی جو اسنے

نقل کی ہے اور کب اور کس پرچہ پیسہ اخبار لاہور مین وہ شائع ہوئی۔

ان سوالات کے جواب مین وہ کچھ نہ بولا تو گویا اسنے اپنے کذب کو مان لیا۔ ہم ان باتون کے دروغ محض ہونے پر ایسی دلیل پیش کرتے ہین جس سے اسکے مریدون کو بھی (اگر وہ انصاف کرین اور سمجھ سے کام لین) یقین ہوگا کہ ان سب باتون کے بیان مین وہ محض جھوٹ بولتا ہے وہ دلیل یہ ہے کہ بمبئی مین طاعون آنے سے پہلے تو اسنے طاعون کے متعلق لب بھی نہین ہلایا اور جن لوگون پر وہان طاعون آیا انکو مرزا کے وجود کا (چہ جائے دعوائے مسیحیت) علم نہ تھا ان مین سے ایک شخص کا بھی اسکی مسیحیت سے انکار سنا نہین گیا اور پنجاب مین طاعون آنے سے پہلے اسنے کسی ایک شخص کو بھی نہین کہا کہ تم مجھے مسیح نہ مانوگے تو تم پر طاعون آئیگا۔ بلکہ طاعون آجانے کے پہلے اور اسکے بعد سنہ ۱۹۰۱ء تک طاعون آنیکا سبب بتایا تو عام گناہون کا ذکر کیا اور انہین گناہون کو سبب طاعون قرار دیا۔ اشتہار ۶ فروری سنہ ۱۸۹۸ء اشتہار مارچ سنہ ۱۹۰۱ء تک کس تحریر مین اسنے اپنی مسیحیت سے انکار کو سبب طاعون نہین بتایا۔ مارچ سنہ ۱۹۰۱ء مین جو دو ورقہ اشتہار اسنے شائع کیا ہے تو اسمین دبی زبان سے اپنے امام وقت ہونے سے انکار کو منجملہ چار اسباب طاعون ایک سبب بتایا ہے اور سنہ ۱۹۰۲ء مین رسالہ دافع البلاء مین کھولکر اپنی مسیحیت کے انکار کو سبب طاعون قرار دیا ہے۔ جس سے صاف اور یقیناً ثابت ہوتا ہے کہ طاعون آنے سے پہلے نہ اسکے دل مین اس مسودہ و منصوبہ کا خیال آیا اور نہ اسنے لوگون کو اسکا ڈر سنایا اور نہ اسکے مقابلہ مین کسی نے اسکو طاعون سے ڈرایا۔ اگر طاعون آنے سے بیشتر اسکے دلمین تمنا و بار کا خیال بھی پیدا ہوتا اور اوسپر اسکو وعدہ طاعون دیا جاتا تو وہ ضرور پہلے اشتہارون مین اور پہلے چار سالون مین اس تمنا اور اس وعدہ کا ذکر کرتا اور اپنی مسیحیت سے انکار کو سبب طاعون بنا کر اپنی کرامت کا نقارہ بجاتا۔ چار سال تک اسنے اسکا نام نہین لیا تو اب (چھٹے سال سنہ ۱۹۰۳ء مین) اسکا یہ مسودہ بنا کر پیش کرنا سفید جھوٹ نہین تو اور کیا ہے۔

* میجر ملیر اخبار سے لاہور مین حسب اتفاق ملاقات ہوئی اور اس سے یہ امر دریافت کیا تو انہون نے صاف کہا کہ مرزا جھوٹ بولتا ہے ۱۲

سلمانو! داد انصاف دو۔ مرزائی دوستو! کچھ تو شرم اور فہم سے کام لو کیا اس لیرانہ اکاذیب پر بھی تم اسکا دامن نہ چھوڑو گے۔

دوسری دروغگوئی مرزا کا صفحہ ۲۳-۲۶-۳۷-۳۸-۳۹-۴۰-۴۱-۴۴-۴۵-۴۶-۴۷-اور صفحہ ۵۵ رسالہ مذکور مین بہمہ دعوے کرتا ہے۔ کہ ایک دفعہ مجھے پہر وحی ہوئی کہ طاعون سے

واوحی مرة اخری وقیل ان الامان للذی یکن کذلک ولازم التقوی وبعد ذلک الوحی صدرت من الحکومة حکما التطعیم لہذا الاقلم فما کان لی ان اعرض عن حکم الرحمن بما شعت کلما قلت فی کتابی السفینة حتی ای الوقت الموعود من القدر المعہود وھوان الطاعون لا تمکن من حصارہ ا وجبت الحکومة فی نفسہا خیفتہ وطلب التطعیم زمرة حاذقة فقلبی فی نفسی انہا فعلت ما فعلت بمصلحة ولکنہا حورب بمنیة مقدرة وما ابطاء الوقت حتی شاعت الاخبار فی مضرة التطعیم فلم نلتفت الی اقوال العامہ اذا تتنا جوائد من الحکومة فیہا نبا عظیم وخبر الیم وھذا ھو الخبر الذی اشعة قبل ھذا النبی الالیم وقلت ان العافیة معنا لاھم اھل لتعطیم فیا اسفا علی قوم عرضوا انفسہم للتعطیم ولو انو امتی مومنین لحفظوا من ھذہ البلا العظیم وما ادراک ماھذہ الافة فاعلموا ان فی ارضنا ھذہ قریة یقال لہا ملکوال فاتفق ان علماء التطعیم دعوھم الی الہلا

امن و امان اس شخص کے لئے ہے جو میرے گھر مین آرہے اور پرہیزگاری کو لازم کرلے اس وحی الہی کے بعد گورنمنٹ کی طرف سے ٹیکا لگانے کا حکم اسملک کے لئیے صادر ہوا تو مجھے مناسب نہ تہا کہ مین خدا کی وحی وحکم مذکور سے منہ پہیر کر ٹیکہ کی طرف رجوع کرتا لہذا اپنے کشتی نوح مین شائع کردیا جسمین کہا تہا کہ ہمارے لئے ٹیکہ کرانا مناسب نہین ہے یہانتک کہ وقت مقرر طاعون کا آگیا اور جو مقدر تہا وہ ظاہر ہو گیا کہ طاعون نے اپنا قلعہ مضبوط کر لیا تو گورنمنٹ کے دل مین زیادہ خوف طاعون ہوا اور اوسنے بڑے ماہر ڈاکٹر کو ولایت سے ٹیکہ کیلئے بلوایا۔ گورنمنٹ نے جو کیا مصلحت سے کیا لیکن وہ تقدیر الہی سے لڑنا تہا لہذا کچھ دیر نہ ہوئی تہی کہ ٹیکہ کی مضرت کی خبرین شائع ہونے لگین ہمنے ان خبرون کی طرف التفات نہ کی تہی کہ ناگاہ سرکاری اخبارون مین اسکی

العمل بالرفق والاحتيال فنقيص القدر انهم حضروا
تلك العمل وكانوا تسعة عشر نفسا فلما دخل سم
التطعيم عروقهم صعوا كبادهم وبعد ذلك ثنى
الله عنان الحكومة عن الاصرار على هذه
الاعمال ومنع التطعيم بالرسائل البرقية ولا شك
ان هذه الدولة ما اختار التطعيم الا بعد ما رأت فيه
منفعة والحق ان الامر كان كذلك الى ان خالفنا
من وحى السماء فاراد الله ان يصدق قولنا فعند ذلك
ابطل نفع التطعيم واحدث مضرة فيه والله ان لو
هلك اهل تلك القرية لهلكت والحقت بالكاذبين
فاراد الله ان يغلبني كما غلبني من قبل فى مواطن. ثم
انا لا نتكلم بشيء فى شان التطعيم بل نعترف
بفوائده وبما فيه من النفع العظيم وكان هذا
العمل جاريا من سنوات وما سمعنا مضرته من ثقات
وكان الامر هكذا الى ان الفت كتابي سفينة نوح
وخالفت التطعيم وقلت ان العافية معنا لا مع
اهل التطعيم فان لم يصدق كلامى هذا فلست
من الله العظيم فارتفع الاصوات بالطعن والملام
فقالوا تخالف هذا وهو مناط السلامة بنا ايه
رق قلبي وفاضت دموع عيني وشكوت الى الحضرة
ليتم ما قيل وليبطل عمل التطعيم ويظهر فيه شيئا

مضرت کی خبر شائع ہوئی جسکے ہونے وقوع سے
پہلے خبر دی تھی کہ امن وعافیت ہمارے
ساتھ ہے ٹیکہ لگوانے والوں کے ساتھ نہیں ہے
مجھے ان لوگوں کے حال پر جنکو ٹیکہ نے ضرر
پہنچایا بڑا افسوس ہوا اگر وہ میرے پاس مسلمان
ہوکر آجاتے تو اس آفت میں مبتلا نہ ہوتے
اور تم جانتے ہو کہ وہ آفت کیا تھی وہ یہ تھی
کہ موضع ملکووال میں وہ ڈاکٹر پہنچے اور انہوں
نے نرمی اور حیلہ سازی سے اس گاؤں کے
لوگوں کو ٹیکہ کی طرف بلایا اور لگایا تو وہ سب کے
سب اسکے زہر سے مرگئے وہ انیس اشخاص تھے
جنکے نام حاشیہ رسالہ ہذا میں درج ہیں
اسکے بعد گورنمنٹ نے اس عمل ٹیکہ پر اصرار
کرنا چھوڑ دیا اور تار برقیوں کے ذریعہ اس سے
منع کر دیا اسمیں شک نہیں کہ گورنمنٹ نے یہ عمل
ٹیکہ کا اسکا فائدہ دیکھکر اختیار کیا تھا اور درحقیقت
میں بھی وہ مفید تھا مگر اسوقت تک کہ میں نے
خلاف نہ کیا تھا۔ اور جب میں نے خدا کی حکم وحی
سے اسکا خلاف کیا تو خدا تعالیٰ نے اسکے
فائدہ کو باطل کر کے اسمیں نقصان پیدا کر دیا
اگر ملکووال والے لوگ ہلاک نہ ہوتے

من الآفة فلما زال ادعوا و ابتهل حتى بانت امارة
الاستجابة وافحم التطعيم فناء الانام اقتحام
انصرعام درای الناس مضرة بالعينين ص۵۵
وكان التطعيم فى اول الامر شيئا يثنى عليه و
الشفاء به يرجى ثم لما خالفته بوحى من الرحمن
ظهر ما ظهر من عيبه

تو مین ہلاک ہو چکا تہا اور مین چہوٹون مین ملا یا جاتا
مگر خدا نے چاہا کہ وہ مجہے غالب کرے اسلئے
اسنے اس عمل کا فائدہ باطل کر دیا۔ ہم اس عمل
کو برا نہین کہتے بلکہ اسکے فائدہ مند ہونے کے
معترف و قائل ہین کیونکہ یہ عمل کئی سال سے
جاری تہا اور اسکا کوئی نقصان و ضرر نہ تہا یہانتک

کہ مینے کتاب کشتی نوح بنائی اور اسمین ٹیکہ کی مخالفت کی اور یہ بات کہی کہ عافیت ہمارے ساتھ ہے
جو ٹیکہ نہین لگواتے نہ ان لوگون کے ساتھ جو ٹیکہ لگواتے ہین سو اگر مین اس کہنے مین خدا کی طرف سے
سچا نہ کیا جاتا تو مین خدا کی طرف سے نہوتا جب مینے وہ بات کہی تہی تو لوگون نے مجہے ملامت
کرنی شروع کر دی تہی پہر مین رویا اور جناب باری مین ملتجی ہوا کہ وہ ٹیکہ کے عمل تاثیر کو باطل کر دے اور مجہے
لوگون کے طعن و ملامت سے نجات دی تو میری دعا قبول ہوئی اور ٹیکہ ایسا ضرر رسان ہوکر لوگون کے
صحن مین آگہسا جیسا (چیرنے پہاڑنے والا) شیر گہس آتا ہے اور لوگون نے اپنی دو آنکہون سے اس کا
نقصان دیکہہ لیا۔ پہلے تو یہ ٹیکا ایسا تہا کہ لوگ اسکی تعریف کرتے اور اسمین شفا کی امید رکہتے
پہر جب مینے خدا کی وحی و حکم سے اسکی مخالفت کی تو اسکا عیب ظاہر ہو گیا۔

ناظرین ! اہل اسلام کی پبلک ! اور گورنمنٹ والا مقام ! اس دعوے اور بیان مین جو کچہہ مرزا نے
کہا ہے سفید جہوٹ ہے۔ ایک فقرہ ایک جملہ اسمین صحیح اور واقعہ کے مطابق نہین ہے (۱)
نہ اسنے واقعہ ملکووال سے پہلے ٹیکہ لگانے سے پبلک کو روکا ہے اور (۲) نہ ٹیکہ کی نسبت یہ کہکر کہ
ٹیکہ لگانے والون کے ساتھ امن و عافیت نہین۔ اسکا غیر مفید ہونا بیان کیا اور (۳) نہ کسی نے
اسکو یہ طعنہ دیا ہے کہ تم ٹیکہ کو غیر مفید کیون کہتے ہو اور نہ اسکے کہنے سے خدا تعالے نے عمل ٹیکہ
کو ہر محل مین بیکار و معطل کر دیا ہے۔ یہ چارون فقرے اسنے واقعہ ملکووال کے بعد بنائے ہین
اور پبلک و گورنمنٹ کو دہوکہ دہی کی نیت سے اس رسالہ مین درج کئے ہین مضمون فقرہ اول

دوم کی نسبت اسنے جس کتاب کشتی نوح کا حوالہ دیاہے اس کتاب کو گورنمنٹ اور پبلک لفظ بلفظ
پڑہے اور دیکہے اسمین کوئی لفظ اس مضمون کا نہ ملیگا بلکہ اسکے برخلاف اسمین اور رسالہ مواہب الرحمن صاف لکھاہوا موجود ہے
کہ مین ٹیکہ لگوانے سے عام لوگون کو منع نہین کرتا صرف اپنے تئین اور اپنی جماعت کی خاص کران
لوگون کو جو میری تعلیم کے پورے پابند ہین اور انکو گورنمنٹ کی طرف سے قطعی حکم ٹیکہ لگوانے کا نہین
مانع کرتا ہون چنانچہ (۹۹-۱۰۰-۱۰۷) نمبر ۱۲ مین اسکے اس مضمون کی عبارات نقل ہو چکی ہین
کشتی نوح تک دور جانے کی تکلیف نہ کرین اسی رسالہ مواہب الرحمن کے صفحہ ۱۲۰ سطر ۲ وغیرہ
مین یہ عبارت عربی اور اسکا ترجمہ فارسی ملاحظہ کرین وہ کیسے شاہد ناطق ہین کہ اسنے ٹیکہ لگوانے سے
عام ممانعت اور مخالفت نہ کی تہی وہ عبارت یہ ہے "وانی ما منعت الناس من التطعیم ولا یتفع
ترکہا الا ایای ومن تبعنی بقلب سلیم۔ ومن مردم را از خال زدن منع نکنم وترک کردن آن
کسے را نفع نہ بخشد مگر مرا و آنان را کہ بدل صافی و بطور واقعی اعمال صالحہ بجا مے آرند"
اہل اسلام پبلک کو عبارت کشتی نوح مذکورہ صفحہ (۶۵ وغیرہ) اور اس عبارت مرزا کا کذب ہو کہ دیہی ثابت
ہوتو وہ اسکو دروغگو سمجہکر اسکے دام تزویر سے بچے اور گورنمنٹ سے ہم اس سے زیادہ کی درخواست
کرتے اور امید رکہتے ہین وہ مرزا کو کسی جوڈیشل یا پولیٹیکل افسر کی عدالت مین طلب کرکے اس سے
دوحرفی سوال کرے کہ ہماری تجویز ٹیکہ لگانے کا کبہی تمنے خلاف کیا اور اس تجویز کو غیر مفید کہا
اور تمام لوگون کو اسپر عمل کرنے سے کتاب کشتی نوح مین یا کسی اور تحریر مین روکا ہے یا نہین
اور کہاہے تو کس کتاب یا تحریر مین روکا ہے۔ پہر اگر وہ روکنے کا اقبال کرکے ایسی تحریر کے
نشان دہی کرے تو اس سے اس امر کا جوابطلب کرے کہ تمنے سرکاری تجویز کے عمل سے جسپر سرکار
ہزار ہا روپیہ خرچ کر چکی ہے کیون روکا۔ پہر جو مناسب سمجہے اسکے سزا دے اور اگر وہ روکنے سے
اور ایسی تحریر شائع کرنے سے انکار کرے تو پہر اگر زیادہ سزا نہین تو گورنمنٹ اسکو اس جہوٹ کے لیے
جو فقرہ اول و دوم مین وہ بولا ہے لعنت اور ملامت تو کرے اور اسکی لعنت ملامت کا دوٹوک
اعلان ہوجائے جس سے پبلک پر ظاہر ہو جائے کہ یہ جہوٹا ہے اور عام لوگ اسکی دہوکہ دہی سے

نجات پاوین - رعیّت گورنمنٹ کی بھیڑون کی مانند ہے اور گورنمنٹ پاسبان کے مانند - پس جب
گورنمنٹ کو ثابت ہو کہ یہ بھیڑیا فریب دیکر اور جھوٹ بولکر گورنمنٹ کی بھیڑون کو کہا رہا ہے اور
انکے مال جو جان سے عزیز ہوتے ہین مار رہا ہے تو پھر کیا گورنمنٹ کا پاسبانہ و خسروانہ فرض نہین ہے
کہ وہ اس بھیڑیے سے اپنی بھیڑون کو بچاوے - گورنمنٹ جھوٹے کیمیاگرون کو جھوٹے طبیبون
کو کھوٹی چیزین فروخت کرنے والون کو (اگر گورنمنٹ پر ان لوگون کا جھوٹ و فریب ثابت ہوجائے)
نہین چھوڑتی تو اس شخص کو جو پبلک اور گورنمنٹ پر ایسے دلیرانہ جھوٹ بولتا ہے اور اسکے ذریعے سے
لوگون کے ہزارہا روپیہ کا مال مار رہا ہے چھوڑ دینے مین کیون گنہگار اور خدا تعالےٰ کی باز
پرس کا محل نہ ہوگی ؟ -
تیسرا فقرہ پہلے اور دوسرے فقرہ کی طرح ہے اور جب واقعہ ملکووال سے پہلے اسکا حکم
لگوانے سے عام لوگون کو ہٹانا اور اسکو غیر مفید بتانا سچ ہوا تو لوگون کو اسمنع کرنے پر اسکو طعن
و ملامت کرنا کیونکر درست ہو سکتا ہے -
اب رہا فقرہ چہارم کہ خدا تعالےٰ نے اسکے کہنے سے ٹیکا لگانے کا اثر باطل
اور اسکو بیکار کر دیا ہے سو اسکا سچ یا جھوٹ ہونے کا ثبوت پبلک پر ظاہر کرنا
گورنمنٹ کے قدرت و اختیار مین ہے - اگر گورنمنٹ کو اپنے پلیگ افسرون
اور معمولی لوکل رپورٹون سے معلوم ہوگیا ہے کہ واقعہ مین اب ٹیکہ لگانا بے اثر
و فضول ہوگیا ہے اور اسکا سبب بھی گورنمنٹ کے علم و یقین مین یہی ہے
کہ مرزا کی دعا کا یہ اثر ہے اور یہ شخص خدا کی جناب مین مجیب الدعوات ہے
تو اسصورت مین گو مرزا کو ہزار دفعہ جھوٹا کہین وہ پبلک کے نزدیک سچا سمجھا
جائیگا - اس صورت مین گورنمنٹ کو مناسب ہے کہ پلیگ افسرون کو اس ڈیوٹی
پلیگ سے معطل کر کے کسی اور ڈیوٹی پر لگا دے اور ٹیکہ کی نسبت عام سرکلر جاری
کر دے کہ یہ ٹیکہ لگانا قطعاً موقوف ہو نہ اسکو کمپلسری (لازمی) طور پر جاری سمجھا

جائے نہ اوپشنل (اختیاری) طور پر۔
اس صورت میں ہم گورنمنٹ کی خدمت میں مرزا کے حق میں بڑے زور سے سفارش کرتے ہیں کہ گورنمنٹ اس دعا و کرامت مرزا کے شکریہ و صلہ میں اسکا کچھ وظیفہ مقرر کر دے۔ جیسے امرتسر کے دربار گورو گوبند سنگہ کے پوجاریوں کا کچھ کچھ مقرر ہے اور نہیں تو روزانہ کڑاہ پرشاد (حلوے) تو قادیان میں بھیجا جاوے۔ اس صورت میں گورنمنٹ مرزا کو ایک بڑے گرو یا لشٹؔ کے قائم مقام سمجھکر ہمیشہ ملکی مشکلات کے مواقع پر اس سے دعا کرایا کرے۔ اور اگر گورنمنٹ کی تحقیق کی رو سے بات مرزا کی جھوٹی نکلے اور مہنذا گورنمنٹ کو ٹیکہ کے کام رکھنا منظور ہو تو اس شخص کو اس جرم کے کہ جس مفید کام کو گورنمنٹ ہزارہا روپیہ خرچ کر کے جاری رکھنا چاہتی ہے اسکو یہ شخص جھوٹ بولکر بے اثر و باطل ٹھہراتا ہے اور اس کام سے عام لوگوں کو پہلے تو نہیں مگر اب تو برملا ہٹاتا ہے سزا دے۔ اور اگر سزا دہی گورنمنٹ کی قدرت سے باہر ہے یا کسی پالسی کے خلاف ہے تو اس روک ٹوک ہی سے اسکو منع کر دے۔
یہ حکمت و حکومت کی شان مناسب حال نہیں ہے کہ خود تو گورنمنٹ ایک کام کو کرنا چاہے اور جو شخص اس کام سے لوگوں کو روکتا ہے اسکو روکنے سے منع نہ کیا جائے۔ گورنمنٹ کو مرزا کا کچھہ خوف یا لحاظ ہے تو اسکے خلیفہ دوم یا سکرٹری ملا احسن امروہی ہی کو بلا کر کچھہ فہمایش کر دے کہ تمہارے پیر و مرشد حضرت اقدس سے تو جو کہا سو کہا

نوٹ: اسکے یہ نام و القاب اسلئے تجویز کئے ہیں تو مسلمانی خطاب لی وغیرہ۔ کہ مسلمان تو پھر بھی اسکو اپنا بزرگ ولی نہ مانینگے گو گورنمنٹ اسکی کرامت مان لے وہ اسکے عقائد کے سبب کبھی ولی نہ کہینگے گو وہ الٹی گنگا بہا دے۔ انکا یہ عقیدہ و مقولہ ہے کہ اگر کوئی شخص ہوا میں اوڑنے لگے اسطح آب دریا پر چلے اور اسکا پاؤں نہ بھیگے اور آگ کہا جاوے اور معتقد ایک سنت صحیح نبویہ کا بھی خلاف کرے تو اسکے یہ تمام فعل استدراج یا نتیجہ ناٹک اور شعبدہ بازی ہیں چہ جائیکہ وہ کھلم کھلی کفریات بکے اور صریح کفریات کا ارتکاب کرے۔

تاہم اسکو اس وجہ سے جو کا نفیڈنشل (مخفی) ہے روک نہیں سکتے تمنے کیون اپنے رسالہ صیانۃ الناس کے صـ۷ سطر۱۰ مین مرزا کو گورنمنٹ کے مقابل بنایا اور مرزا کے مقابلہ مین گورنمنٹ کو ٹیکہ لگانے مین ناکامیاب ٹہرایا۔ ملا احسن امروہی کو بھی گورنمنٹ نے کچھہ نہ پوچھا تو پہر مرزا اور اسکے حواریون کے پوبارہ ہین اور پانچون گھی مین وہ جو چاہین سو کرین۔

طاعون کے متعلق مرزا کی دو دروغگوئیان بیان کرچکے ہین تو اب ہم اس رسالہ مواہب الرحمن کی اور دروغگوئیان دہوکہ دہیان بدزبانیان لاف زنیان (گو اونکو طاعون سے تعلق نہین) مگر ہماری اصل مشن اظہار اکاذیب مرزا سے پورا تعلق ہے بیان کرتے ہین۔

اوّل اس رسالہ کے صـ۵۸ مین خاکسار کی نسبت کہا ہے اوسنے میری نسبت یہ تکبرانہ دعوےٰ کیا تہا کہ مینہی اسکو اونچا کیا تہا اور مین ہی گراؤنگا سو دیکھو یہ دعوےٰ جہوٹا ہوا۔ خدا نے میرے گھر کو میرے مریدون اور صحبتیون سے پُر کردیا۔

اس لاف زنی کا کذب ہونا محتاج بیان نہین ہے۔ جن لوگون کی نظرون مین مرزا کو اشاعۃ السنہ کے ریویو نے اونچا کیا تہا پہر ان کی نگاہون سے مرزا کو اسی اشاعۃ السنہ نے ایسا گرادیا ہے کہ لوگ اسکو ولی اللہ سمجہنے کے بعد کافر سمجہنے لگ گئے۔ اور سینکڑون روپیہ کی مدد کی جگہ انہون نے اسکے تکفیر مین رسالے چہاپے اور چہپوائے۔ اس اجمال سے شرم دامنگیر نہو تو پہر کیا مرزا کی طرف سے اجازت ہے کہ انکے نام فہرست اسم وار چہاپی جائے۔ ایسے ہی نئے دام افتادگان کی بہیڑ بہاڑ ولائق اعتبار نہین۔ مرزا انکی اسم وار فہرست چہاپے تو اس سے انکی قلعی خود بخود کھل جائے گی کہ وہ کس قماش کے کس علمی رتبہ کے کس سمجہہ کے اشخاص ہین۔ فہرست بقید ولدیت وسکونت و پیشہ و پوزیشن ہو جس سے ہر ایک شخص پہچانا جاسکے۔

دوم۔ اس رسالہ کے صـ۴۹ مین کہا ہے کہ جو شخص پرکہی ہوئی حدیثون سے (جو قرآن کے مخالف نہون

انکار کرے وہ شیطان کا بھائی ہے۔

اس قول مین مرزا نے اپنا شیطان کا بھائی ہونا تو ظاہر کیا مگر اس دھوکہ کی آڑ مین اپنا بچاؤ بھی کر لیا کہ جن احادیث سے مین انکار کرتا ہون وہ قرآن کے مخالف ہین۔

اس دھوکہ کا ازالہ یہ ہے کہ احادیث صحیحہ جو پرکھی گئی ہون (جیسے صحیح بخاری و صحیح مسلم کی احادیث جنکی صحت کا اعتراف مرزا کی تصانیف مین موجود ہے) نہ کبھی آپسمین مخالف ہوتی ہین نہ مخالف قرآن۔ امام دارقطنی نے کہا ہے کوئی دو حدیثین صحیح آپسمین مخالف نہین ہوتین جسکے پاس ایسی دو حدیثین ہون وہ میرے پاس لائے مین انکو باہم متوافق کردون۔ لہذا کسی حدیث کو صحیح کہنا اور پرکھی ہوئی مان لینا پھر اس بہانہ سے کہ وہ مخالف قرآن ہے ترک کرنا بھی شیطان ہی کا کام ہے۔ حدیث صحیح کبھی مخالف قرآن نہین ہوتی۔ پرکھی ہوئی اور مسلم الصحت احادیث بخاری مسلم سے کوئی حدیث کسی کو مخالف قرآن معلوم ہو تو وہ اس خاکسار کے سامنے پیش کرے خاکسار اس حدیث کو قرآن کے مطابق و موافق نہ کرے تو جو چاہے میری حیثیت کے مطابق مجھسے بطور جرمانہ لے مین اس امر کا متضمن اقرار نامہ حسب ضابطہ لکھدینے اور اوسکو رجسٹری کرا دینے کو بھی حاضر ہون اور اسمین مرزا کے دوسرے بھائیون (نیچریون چکڑالویون) کو بھی شامل و مخاطب کرتا ہون کوئی مرد ہے تو میدان مین نکلے

سوم اس رسالہ کے صفحہ ۴۹ مین اسکا یہ کہنا ہے کہ حکم کے وحی احادیث ظنیہ سے مقدم ہے اور صفحہ ۹ مین یہ دعوے کرنا کہ مسلمان قدیم سے قائل چلے آئے ہین کہ حکم کا قول احادیث ظنیہ سے مقدم ہے۔

یہ محض کذب اور سفید جھوٹ ہے مسلمانان اہل علم سے ایک شخص بھی نہ پہلے قائل ہوا ہے اور نہ اب قائل ہے کہ حکم کا قول احادیث صحیحہ نبویہ سے مقدم ہے۔

حضرت عیسے بن مریم مسیح موعود کو جو حدیث مین حکم کہا گیا ہے تو اسکے معنے اہل اسلام مین یہ مقرر و متعین ہین کہ وہ لوگون کے باہمی معاملات و مقدمات مین حکم ہونگے۔ اور قرآن و حدیث

کے مطابق انمین حکم کرینگے - چنانچہ احادیث صحیح مسلم مین (جو قول چہارم مرزا کے ردّ کی تائید
مین منقول ہونگی) اس معنے پر صاف صحیح دلیل ہین - یہ معنے کسی مسلمان کے خیال و اعتقاد
مین نہین آئے کہ مسیح موعود احادیث صحیحہ کو اپنی وحی سے رد کرینگے - اور اپنی وحی کو احادیث
سے مقدم جانینگے - یہ معنے مرزا نے اپنے اجتہاد سراسر الحاد سے از خود گھڑے ہین - اور پہلے مسلمانون
کے ذمہ لگا دیئے ہین - وہ اس معنے کو کسی ایک پہلے مسلمان سے نقل کرے تو جو انعام چاہے لے
ورنہ اپنے آپکو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کا مصداق سمجھے - مسلمانون مین قدیم سے اسوقت تک
کوئی علماء اس معنے اجتہادی و الحادی مرزا کا قائل نہین اور جو اسکا قائل ہو یا جو مسیح موعود بنکر
اپنے قول سے حدیث نبوی کو رد کرے اسکو مسلمان کافر سمجھتے ہین اسکا یہ قول حتیٰ توہین نبی اور توہین احادیث
ہو یا پائی جاتی ہے جس سے تمام مسلمانون کی دل آزاری متصور ہے اسکی نظر سے تلوار کتنیا اسکی تو بھگت کر نیکو تیار ہین اگر مسلمانون

* قادیان کا مرزا خوش قسمتی سے ایسی سلطنت کے زیر حکومت ہے جو نیوٹرل کہلاتی ہے اور اسکو کسی
مذہب سے ہمدردی نہین ہے - اور مذہب کی تو کیا مذہب عیسائی کی بھی اسکو حمیت نہین ہے یہی وجہ ہے
کہ مرزا حضرت عیسےٰ مسیح کو (علی نبینا و علیہ السلام) برملا گالیان دیتا ہے چنانچہ صفحہ ۵۵ وغیرہ مین ذکر
ہوا ہے اور ارکان سلطنت کے کان پر جون نہین چلتی -
ایک دفعہ ہمنے صرف حمیت مذہبی سے اور حمایت نبی سے نہ کسی اور غرض سے ایک سابق لفٹنٹ گورنر
پنجاب سے جو اسوقت نیم پادری سے تھے اور اب ولایت مین پورے پادری کر مشن کا کام کر رہے ہین عند الملاقات
ان گالیون کا تذکرہ کیا تو وہ بولے کہ اسپر مواخذہ کرنا میرا کام نہین ہمنے کہا آپ کسی پادری کو
ہی چارہ جوئی پر آمادہ کرین وہ بولے کہ پادری لوگ جھگڑا لڑائی نہین کیا کرتے - ہز آنر لفٹنٹ گورنر نے
سچ کہا تھا بیشک پادری صاحبان مذہبی حمیت نہین رکھتے اسلئے کوئی حضرت مسیح کو گالی دے
تو وہ اس سے جھگڑا نہین کرتے ولیکن اگر خود پادری صاحب کو کوئی گالی دے یا ارادہ توہین کرے تو
جنٹ پولیس کو بلاتے ہین اسیوجہ سے مرزا اس سلطنت کی تعریف مین ہمیشہ رطب اللسان رہتا ہے
اور اوسکو بار بار ابر رحمت کہتا ہے اور اسیوجہ سے وہ بلا خوف و بلا ڈر ہر کہ ایسے دعاوی کر رہا ہے -

چہارم۔ اسکا صفحہ (۷۵) مین یہ کہتا ہے کہ آنحضرتؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مسیح موعود اس امت سے ہوگا یہ بھی محض دروغ اور سفید جھوٹ ہے کسی حدیث مین آنحضرت کا یہ قول نہین آیا بلکہ مسلم کی حدیث مین اسکے برخلاف صاف یہ آگیا ہے کہ مسیح بن مریم اسوقت

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ ۔۔ اور اگرچہ کبھی اسلامی سلطنت دولت خداداد افغانستان یا عربستان یا ایران) مین جاسکے اور وہان اس قسم کے دعاوی زبان پر لاوے توان عادی کا مزہ چکھ لے ان دنون مرزا کا ایک خلیفہ افغانستان مین پہنچا اور اسنے وہان جاکر اس قسم کے خیالات و دعاوی مرزا کا اظہار کیا تو وہان اسکے وہی سلوک ہوا جو ایک نبی کی توہین کرنے والے سامنے ہوکر پیسے مین بیٹھنے والے۔ احادیث نبویہ کو رد کرنے والے کروڑون مسلمانون کے دل دکھانیوالے سے بحکم شریعت اسلام۔ وقدیم ادیان ہونا چاہیئے تھا۔ چنانچہ متعدد دیسی اخبارون مین اسکا ذکر ہوا ہے پیسہ اخبار ۲۳ اگست سنہ ۱۹۰۳ء مین بحوالہ پنجاب سماچار درج ہے کہ ملا لطیف بنون مین جاگیردار تھا حج بیت اللہ کے لیئے تیار ہوا۔ قریبًا ایک ہزار روپیہ امیر صاحب کابل کی طرف سے اسکو بطور زاد راہ ملا۔ ملا صاحب مکہ معظمہ کو جاتے ہوئے راستہ مین قادیان وارد ہوئے اور مرزا قادیان کے مرید بنکر مکہ معظمہ مین جانے کے بجائے وطن کو واپس پھرے جب امیر صاحب کو یہ حال معلوم ہوا تو اس ملا کو بلا کر پہلے تو سمجھایا جب اسنے نہ مانا تو ملا صاحب آخر توپ کے سامنے کھڑے کرکے توپ سے اڑائے گئے یہ واقعہ ایک مہینے کا ہے اور اسکی صحت کا ذمہ وار ملا متوفی کا چچازاد بھائی ہے ۔ خاکسار کہتا ہے ہمارے شہر بٹالہ کے قریب موضع مسانیان کے سید کابل سے بٹالہ وارد ہوئے تو انہون نے بھی اس خبر کی اخبارون سے مشتہر ہونے سے پہلے یہ خبر بٹالہ شہر مین مشتہر کی اور مرزائی پارٹی لاہور وغیرہ بھی اسکو مانتے ہین اور وہ یہ کہتے ہین کہ کابل مین جو ہیضہ واقعہ ہوا ہے وہ اسی خلیفہ کے قتل کیئے جانے کی سزا مین حضرت اقدس کی بد دعا سے ہوا ہے ۔ خاکسار کہتا ہے یہ خوب سزا ہے کہ گے ڈاڑھی والا پکڑا جائے موچھون والا جنکے حکم سے اور جنکے ہاتھ سے وہ مرتد مارا

عن جابر سمعت النبي صلعم فینزل عیسے صلعم فیقول
امیرھم تعال صل لنا فیقول ان بعضکم علی بعض
امراؤ تکرمۃ اللہ ھذہ الامۃ - وعن ابی ھریرۃ ان
رسول اللہ صلعم قال کیف انتم اذا نزل فیکم ابن مریم
فامکم منکم قال ابن ابی ذئب اتدری ما امکم منکم
قلت تخبرنی قال فامکم بکتاب اللہ وسنۃ نبیکم
مسلم صفحہ ۸۷ جلد اوّل

آئینگے جسوقت تمہارا امام یعنے اس امت کا
امیر موجود ہوگا وہ امیر حضرت مسیح بن مریم کو نماز
پڑہانے کے لئے کہیگا حضرت مسیح اس امت
کے اکرام کے لئے کہینگے کہ نہین نماز تم ہی مین سے
کوئی شخص پڑہاوے اور تم ایک دوسرے
کے امیر رہو - اور وہ مسلمانون مین احکام کتاب
اللہ اور سنت نبوی کا اجرا کریگا -

یہ احادیث صاف کہہ رہی ہین کہ آنیوالا مسیح اس امت سے نہوگا اسلیئے امامت و امارت اس امت کے
امیر کے لئے مسلم رکہیگا - اور خود بہی کتاب اللہ و حدیث رسول اللہ کے احکام کا اجرا کریگا اور اس
صورت سے اس امیر کی تائید کریگا یعنے وہ اس امیر کا وزیر ہوگا -
پنجم اسکا اس رسالہ کے صفحہ ۱ مین مولوی فاضل ثناء اللہ صاحب امرتسری کو دجال کہتا ہے
اور صفحہ ۱۳ مین بجواب انکی نکتہ چینی قصیدہ عربی اعجاز احمدی کے یہ کہتا ہے کہ تو بڑا جاہل ہے
اور تو نجاست کہاتا ہے وغیرہ وغیرہ -
یہ اسکی ایسی بدزبانی ہے جو اسکو دعوے الہام یا احمد فاضت الرحمۃ من شفتیک مین
جہوٹا کرتی ہے - اور اسکے دعوے نبوت و امامت کو جہٹلاتی ہے - ہم اسکے جواب مین کچہہ کہنا
نہین چاہتے - صرف مولوی ثناء اللہ صاحب کو اس امر کی توجہ دلاتے ہین کہ وہ اسمین کوئی
کی چارہ جوئی بذریعہ عدالت یا جسطرح چاہین کرین - کیونکہ اس بدزبانی سے مرزا نے ایک تو اپنے
اس حلفی عہد کا خلاف کیا ہے جو مسٹر ڈوئی صاحب بہادر کی عدالت مین وہ اقرار نامہ

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ - گیا وہ تو خدا کے فضل سے امن و عافیت مین ہین اور سزا ہیضہ
انکے لئے جو وہ اس قتل مین بے گناہ ہین - یہ ڈہکوسلہ مرزائی نیا نہین پرانا
ہے جسکا ایک جواب اور بہی ہے جو عنقریب آتا ہے -

۲۴ فروری کی دفعہ ۴ مین کرچکا تہا جسکے الفاظ یہ ہین (۴) مین اس امر سے باز رہونگا کہ مولوی ابوسعید محمد حسین یا انکے کسی دوست یا پیرو کے ساتہ مباحثہ کرنے مین کوئی دشنام آمیز فقرہ یا دل آزار لفظ استعمال کرون یا کوئی ایسی تحریر یا تصویر شائع کرون جس سے انکو درد پہنچے مین اقرار کرتا ہون کہ ان کی ذات کی نسبت یا ان کے کسی دوست اور پیرو کی نسبت کوئی لفظ مثل دجال کافر کاذب نہین کہونگا۔

واذا انجا کہ مولوی ثناء اللہ صاحب میرے دوست ہین اور اسوجہ سے کہ بواسطہ میرے ایک شاگرد عالم مشہور حافظ مولوی عبدالمنان صاحب وزیرآبادی مجہسے نسبت تلمذ رکہتے ہین وہ میرے پیرو بہی سمجہے جاتے ہین لہذا وہ یہ حق رکہتے ہین کہ اس اقرار و عہد کی خلاف ورزی کی وجہ سے انکو عدالت کے سپرد کرائین اور نہین تو ایکدفعہ مسٹر ڈوئی صاحب بہادر کی خدمت مین جو اسوقت کمشنر بندوبست پنجاب ہین پہنچین پہر جو صلاح وہ دین وہ عمل مین لاوین اور دوسرے گورنمنٹ کے عطا کردہ خطاب مولوی فاضل کی جو پنجاب یونیورسٹی کے ذریعہ مولوی صاحب کو عطا ہوا ہے سخت توہین کی ہے جس شخص کو گورنمنٹ مولوی فاضل کا خطاب دے وہ بجائے مولوی فاضل جاہل کہلاوے تو ان خطابات کی کیا وقعت رہی۔ میرے دوست مولوی صاحب نے کچہ نہ کیا تو ہمکو اشتہار دینا پڑیگا کہ مولوی صاحب اب ہمارے دوستون اور پیروان سے نہین ہے جو کچہ کوئی انکو کہے وہ ہماری جماعت کی طرف منسوب نہ سمجہا جاوے۔

ششم اس رسالہ کے صفحہ ۱۲۷ مین اسکا حضرت شیخ الاسلام ہادی انام شیخنا و شیخ الکل حضرت مولوی سید محمد نذیر حسین صاحب شمس العلماء دہلوی کی نسبت انکی وفات کے بعد یہ عبارت عربی و فارسی مشتہر کرنا ہے۔ وکذلک صار نذیر حسین الدهلوی دیته وجعل الله یخرج الصدر و

وہمچنین نذیر حسین دہلوی نشانہ این وحی شد کہ بخرج الصدور

الى القبور فانه اول من كفرني و فر من النور وكانت سنة وفاته مات ضال هائما

الى القبور و اول شخص است کہ مرا کافر قرار داده و از نور بگریخت و تاریخ وفات او بحساب جمل مات ضال هائما است

بحساب الجمل وہ مات ناقصًا ولم یصب حظًا من الکمل۔ اس بدزبانی و دریدہ دہنی کا بہی
در حالت ناقصہ بر دو از مرتبہ کاملان ہیچ حد نیافت۔ مین اسکو کوئی جواب دینا نہین
چاہتا بلکہ سر آمد فرقہ اہلحدیث و اکابر مسلمانان اہلسنت کو اوسکی جواب کی طرف متوجہ کرتا ہون
جب اُسنے سنہ ۱۹۰۱ء مین قادیانی اخبارون مین اس توہین کا ارتکاب کیا تہا اور اخیر دسمبر سنہ ۱۹۰۲ء
کو یہ خاکسار بغرض شمولیت دربار کارونوشن دہلی پہنچا تہا تو مینے حضرت شیخ الکل کے جانشین
پوتے مولوی سید عبد السلام صاحب کو استغاثہ پر مستعد کیا تہا۔ اسکے بعد بعض اہلحدیث لاہور
(جو پیروی دین اور اتباع سنہ سید المرسلین مین اپنی نظیر اپنے آپ کو ہی سمجھتے ہین) کو مستعد استغاثہ کیا
مگر معلوم نہین انکی غیرت اسلامی کیون دب گئی اور کیون سب کے سب کی رگِ حمیت کٹ گئی۔
سنہ ۱۹۰۳ء مین پہر اسنے وہی بدزبانی کی ہے اور حسب عادت مستمرہ قدیمہ آیندہ بھی ہمیشہ یہ بدزبانی
جاری رکہیگا اور قصہ کرمنی کی مانند ہر ایک موقعہ لاف زنی پر اسکا ذکر کرتا رہیگا اب بھی اعیان
اہلحدیث پنجاب و ہندوستان جنمین بڑے بڑے زمیندار یا گذار تجار اہل علم اہل ثروت ہین یہ
توہین سنکر چپ ہورہینگے تو یہ ثابت کر دینگے کہ انمین درحقیقت اہلحدیث کوئی بھی نہین اور نہ
کسی مین اسلامی غیرت دینی حمیت پائی جاتی ہے اسصورت مین وہ اہلحدیث کہلانے کے
مستحق نہونگے اور وہ اُسی نِک نیم (بدنام) کے سزاوار سمجھے جائینگے جس سے انکے مخالف انکو
نامزد کرتے ہین اور اسصورت مین ہم بہی انکی حمایت و وکالت چہوڑ دینگے۔ اور اگر وہ حضرات اسلامی
غیرت۔ اہلحدیث ہونے کی حمیت رکہتے ہین اور اس توہین کی چارہ جوئی کرنی چاہتے ہین تو
ارجاع نالش سے پہلے چندہ معقول جمع کرلین فریق ثانی (مرزا) کا یہ حال ہے کہ اول تو
برطبق مثل مشہور "خر سواری مفت فوج طفلان مفت" اسکا بہت کام مفت ہوجاتا ہے اور اسکے
مرید ہی وکیل و مختار رہو جاتے ہین اور اگر اس چندہ کی ضرورت پڑے تو ایسے مواقعہ پر اسکے ہان
اسقدر چندہ کی بہرمار ہوجاتی ہے کہ گویا مرزا کے لیئے ایک تجارتی سبیل نکل آتی ہے۔ ہزارہا
روپیہ کی ضرورت پیش آئے تو تنور روپیہ جمع ہوجاتے ہین۔ اہلحدیث اسکے مقابل مین کہڑے ہون

تو پہلے معقول چندہ ہزارہا روپیہ جمع کرلیں۔ یہی امر اب تک مانع نالش رہا ورنہ اہلحدیث میں ایسے سچے جوش والے موجود ہیں جو کبھی کے نالش کردیتے۔ اب بھی اعیان قوم متوجہ ہوں تو کچھ مشکل نہیں ہے۔
مرزا کے اس قول میں بدزبانی کے ساتھ دروغ گوئی ولاف زنی بھی پائی جاتی ہے کیا من گھڑت ڈھکوسلہ یخرج الصدور فی القبور بھی کوئی وحی الٰہی یا الہامی پیشگوئی ہوسکتی ہے۔ کوئی زمانہ دنیا میں ایسا گذرا ہے جسمیں صدر لوگ اور بڑے بڑے آدمی نہ مرتے ہوں اور حضرت شیخ البطالوی کا فوت ہونا تو عمر طبعی سے زیادہ عمر کو (یعنے یکصد و دس یا اس سے بھی زیادہ سال کو) پہنچ کر ہوا ہے لہذا انکی وفات معمولی کو الہامی پیشگوئی بنا لینا کمال درجہ کی بے حیائی اور دروغگوئی نہیں تو اور کیا ہے۔

ہفتم اس رسالہ کے صفحہ ۳۵ میں یہ کہنا ہے کہ طاعون کا کیڑا وہ دابۃ الارض ہے جسکی قرآن میں خبر آچکی ہے اور یہ میرے مسیح موعود ہونے کی علامت ہے
اسمیں مرزا نے دروغگوئی اور بے حیائی دونو کو جمع کیا ہے۔ یہاں تو دابۃ الارض سے یہ کیڑا مراد بتایا ہے اور پہلے وہ ازالہ اوہام وغیرہ میں کہہ چکا ہے کہ دابۃ الارض سے علماء متکلمین مراد ہیں۔ مرزا کو ایسی بات بنانے کے وقت ذرا شرم نہیں آتی کہ میں اب کیا کہہ رہا ہوں اور پہلے کیا کچھ کہہ چکا ہوں
اب ہم اکاذیب شماری مرزا کو ختم کرتے ہیں اور اسپر یہ شعر پڑھتے ہیں۔ اندکے با تو بگفتم و بدل ترسیدم ٭ کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است۔
صفحہ (۲۲) سے اس مقام تک جو اکاذیب مغالطات مرزا کی بطور مشتے از خروارے و دانہ کے از انبارے تاہر تفصیل ہوئی ہے اس سے ہمارا وہ دعوے ثابت ہوا جو ہمنے صفحہ (۱۸) میں کیا تھا کہ جسقدر مرزا نے پیشگوئی متعلقہ طاعون میں جھوٹ و افترا سے کام لیا ہے اسقدر پہلے کسی پیشگوئی میں جھوٹ سے کام نہیں لیا۔ اور اسکے ثبوت سے ہمارا وہ دعوے ثابت ہوا جو صفحہ (۱۲) میں کیا گیا تھا

٭ اصل عبارت ازالہ صفحہ ۵۱۰ یہ ہے کہ ہم ایک گروہ دابۃ الارض زمین سے نکالینگے وہ گروہ متکلمین کا ہوگا جو اسلام کی حمایت میں تمام ادیان باطلہ پر حملہ کریگا یعنے وہ علماء ظاہر ہونگے۔

کہ مرزا کا دعوے الہام مین جھوٹا ہونا اور جھوٹے الہام بنا بنا کر شایع ومشتہر کرنا ہی ایک ایسا جرم سنگین ہے کہ طاعون اسکی ایک ادنے سزا ہے اور اسکے ثبوت سے ہمارا وہ دعوے ثابت ہوا جو صفحہ (٨) مین کیا گیا ہے کہ مرزا کے مسیح موعود ومہدی مسعود وامام برحق ہونے سے انکار کرنا طاعون کا سبب ہرگز نہین ہوسکتا بلکہ مرزا کا ایسے دعاوی کرنا اور لوگون کا ایسے دعاوی کو قبول کرنا یا انپر مداہنت سے سکوت کرنا پنجاب و ہندوستان مین طاعون پھیلنے کا ایک سبب موجب ہوسکتا ہے۔ اگر طاعون کو عقوبت الٰہی یعنے گناہون کی سزا ہی قرار دیا جاوے اسپر شاید مرزا کی طرف سے یہ سوال وارد ہو کہ اگر مرزا کے عقاید کفریہ اور دعوائے مسیحیت ومہدویت اور جھوٹا دعوے الہام اور اسکی تائید مین اسکا سالہا سال سے جھوٹے الہام گھڑتے رہنا اور ہر تحریر وتقریر مین جھوٹ بولنا اور لوگون کو دھوکہ فریب دینا طاعون کا سبب اور موجب ہوسکتا ہے تو پھر ابتک مرزا اور انکے اخص خلفا واقربا طاعون مین کیون مبتلا وہلاک نہ ہوئے بلکہ برعکس اسکے وہ خوب موٹے تازے زندہ رہے ہین اور خوب مزے سے پلاؤ قورمہ اوڑا رہے ہین انکو ہزارون روپیہ آرہے اور سینکڑون اشخاص انکے دام مین پھنس رہے ہین اور انکی مشن ترقی پر ہے اور انکی پارٹی بڑھتی ہی جاتی ہے جنکی تعداد وہ کبھی ہزارون کبھی لاکھون تک بتا رہے ہین اور اسپر فخر کے نعرے بلند کر رہے ہین۔ اور مرزا صاف کہتا ہے کہ اگر مین مفتری علی اللہ اور جھوٹا ہون تو مین کیون ہلاک نہین کیا جاتا۔ اور اسپر اس آیت کو سند پیش کرتا ہے جسمین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نسبت خدا تعالے نے فرمایا ہے کہ اگر یہ شخص (آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کوئی بات از خود بنا کر ہمپر افترا کرتا تو ہم اسکو دہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور ہم اسکے رگ جان کاٹ دیتے۔

ولو تقول علینا بعض الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین

اور وہ برملا کہتا ہے کہ یہ کیا بات ہے کہ مین مفتری علی اللہ ہوکر زندہ رہون اور میرے مخالف میرے سامنے مرتے جائین۔ مولوی غلام دستگیر قصوری مرا۔ مولوی محمد حسن بھینی مرا۔ مولوی رسل بابا امرتسری طاعون سے مرا۔ مولوی نذیر حسین دہلوی مرا۔ اور مین زندہ موجود ہون۔

اسکی یہ لن ترانیان سنکر بہت لوگ اسکو حق پر جانتے ہین اور اسکے مخالفون کو جو فوت ہوگئے اور جو اسکے خیال مین ناحق پر سمجھتے ہین

اسکا جواب یہ ہے کہ موت اور زندگی تو ایسے قدرتی امور مین کہ انسے نہ مومن بچتے ہین نہ کافر۔ حضرات انبیا علیہم السلام اور انکے مخالف بہت سے نبی ایسے گذرے ہین جنکو انکے مخالفون بنی اسرائیل نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہے۔ قرآن مجید مین یہودیون کی نسبت یہ بیان ہوا کہ وہ نبیون کو ناحق قتل کرتے۔ تفاسیر معالم۔ جلالین۔ فتح البیان وغیرہ مین ہے کہ ایک گھڑی مین انہون نے تینتالیس نبیون کو قتل کیا پھر انکو ایک سو ستر عابدین صالحین نے منع کیا تو ان کو بھی قتل کر ڈالا۔

ویقتلون النبیین بغیر حق (آل عمران) قتلت بنو اسرائیل ثلثة واربعین نبیا اول النهار فی ساعة فقام مائة وسبعون رجلا من عباد بنی اسرائیل فقتلوهم جمیعا من اخر النهار (جلالین لکھنوی صـ۲۱ فتح البیان جلد دوم صـ۶۶ تفسیر معالم)

کیا اس سے مرزا اور اسکے حامی معترض یہ نتیجہ نکال لینگے کہ وہ نبی اور صالحین ناحق پر تھے۔ اور ان کے قاتل یہودی حق پر تھے۔ پہلے نبیون کے پیروان مین ایسے لوگ گذر چکے ہین جنکے سرون اور بدن پر سے انکے مخالف لوہے کی کنگھیون سے گوشت اور پٹھے ہڈیان چھوڑ کر سب کھینچ کر اتار دیتے۔ یہ عذاب ان کو دین سے نہ پھیرتا۔ اور ان کو زمین مین گاڑ کر ان کے سر کی مانگون پر آرہ رکھکر ان کے دو ٹکڑے کر ڈالتے۔ یہ عذاب بھی انکو دین سے نہ پھیرتا یہ حال آنحضرت نے قیس صحابی کی تسلی کے لئے سنایا جو مشرکین مکہ کی ایذا رسانی پر انہون نے کیا اور آنحضرت سے یہ بات کہی تھی کہ آپ دعا کرین۔ نتیجہ ہماری ان تکالیف کا یہ ہو کہ

عن قیس اتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم وهو متوسد بردة وهو فی ظل الکعبة وقد لقینا من المشرکین شدة فقلت الا تدعو اللہ فقعد وهو محمر وجهه فقال لقد کان من قبلکم لیمشط بمشاط الحدید ما دون عظامه من لحم او عصب ما یصرفه ذلک عن دینه ویوضع المنشار علی مفرق راسه فیشق باثنین ما یصرفه ذلک عن دینه ولیتمن اللہ هذا الامر حتی یسیر الراکب من صنعاء الی حضرموت

لایخاف احدًا الا اللہ زاد بیان والذئب علی غنمہ (صحیح بخاری صفحہ ۵۱۰ ۵ د)

کیا مرزا اور اسکے ہم خیال معترض اس سے بھی یہ نتیجہ نکالینگے۔ کہ وہ جو کفار کی اس سخت تکلیف سے مارے گئے ناحق پر تھے اور تکلیف پہنچانے والے کفار جو ایک مدت تک زندہ رہے حق پر تھے اور کیوں جائیں اسی اُمت خیر الامم کے نبی اور ان کے اصحاب کبار اور اہلبیت اطہار ان حضرات کے مخالف مشرکین اور کفار کا حال بطور مثال کیوں پیش نہ کریں۔

سرور کائنات فخر موجودات - خاتم النبیین سید المرسلین کو خیبر کے یہودیوں نے بکری کے گوشت میں ملاکر زہر دیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے استفسار کرنے پر صاف کہا کہ ہم نے اسلئے زہر دیا کہ اگر آپ نبی ہونگے تو آپ کو زہر ضرر نہ دیگا۔ مگر خدا کی شان امتحان کو دیکھو کہ اس زہر کا اثر آپ کو رہ ہی گیا۔ جبتک آپ زندہ رہے اس زہر کا اثر المدام پاتے ہی رہے اور جب آپ دنیا سے رخصت ہونے لگے تو اس زہر سے آپ کی رگ جان کٹ گئی اور آپ فوت ہوئے یہ بات آپنے خود فرمائی تھی۔ چنانچہ صحیح بخاری کی حدیث میں صاف آچکی ہے۔

عن ابی هریرة قال لما فتحت خیبر اهدیت للنبی صلی اللہ علیہ وسلم شاة فیها سم فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم هل جعلتم فی هذا الشاة سمًّا قالوا نعم قال ما حملکم علی ذلک قالوا ان کنت کاذبًا نستریح وان کنت نبیًّا لم یضرک (صحیح بخاری ص ۴۴۹) وعن عائشة کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول فی مرضه الذی مات فیه یا عائشة ما ازال اجد الم الطعام الذی اکلت بخیبر فهذا اوان وجدت انقطاع ابهری من ذلک السم (صحیح بخاری ص ۶۳۷)

مرزا اور اسکے ہم خیال شاقین اُس وقت موجود ہوتے اور یہودیوں کا وہ قول اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ بات سنتے تو ضرور برملا کہہ اٹھتے کہ (معاذ اللہ) آنحضرت نبی برحق نہ تھے۔ جو یہودیوں کے زہر سے فوت ہوئے وہ یہودی حق پر تھے۔ جو آنحضرت کے فوت ہوجانے کے بعد زندہ رہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی **وفات** طیبہ پر ایک اور واقعہ عجیب پیش آیا تھا جو ذیل میں نقل کیا جاتا ہے اور اس سے مرزا اور مرزا کے ہمخیال لوگوں کا یہ اصول و معقولہ کہ

جھوٹا سچے کے مقابلے مین زندہ نہین رہتا۔ بلکہ وہ سچے کے سامنے فوت ہوجاتا ہے۔ غلط ثابت ہوتا ہے۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وقت مین ایک شخص مسیلمہ نام نے آنحضرت کا دعوے نبوت سنکر اور اس کی برکت و قبولیت دیکھکر پہلے تو وہ مسلمان ہوگیا پھر مرتد ہوکر خود مدعی نبوت ہوگیا۔ اور اس نے بھی مرزا کے قرآن انا انزلناہ قریبًا من القادیان کی طرح بہت سی آیات مشابہ قرآن بنا رکھی تھین جن مین سے بعض کا ذکر جلد ۱۹۔ اشاعۃ السنہ کے نمبر (۱۱) مین ہوچکا ہے اور بعض کا ذکر عبارت آیندہ صحیح البخاری مین آئیگا۔ وہ خبیث مرتد ہونیکے بعد مدینہ مین آیا تو یہ بکنے لگا کہ اگر محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) مجھے اپنے بعد خلیفہ (اپنا جانشین) کردین تو مین پھر ان کا پیرو ہوجاتا ہون اور وہ بہت سے آدمی اپنی قوم (بنی حنیفہ) کے اپنے ساتھ لایا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ثابت بن قیس کو اپنے ساتھ لیکر اس کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ اگر تو یہ چھڑی (جو آپ کے ہاتھ مین تھی) مجھ سے مانگے تو مین نہ دونگا اور اس کے حق مین آپ نے یہ پیشگوئی کی کہ اگر تو پیٹھ پھیریگا تو خدا تعالے تجھے ہلاک کردیگا۔ مگر خدا تعالی کی شان امتحان کو دیکھو کہ وہ خبیث مرتد مخالف رسول ہوکر زندہ رہا اور اسکی زندگی مین آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا انتقال و وصال الی اللہ ہوگیا۔ آنحضرت کے وصال باکمال کے وقت مسیلمہ ویسی ہی خوشی کرتا تھا جیسا کہ مرزا اپنے مخالف علما کے فوت ہونے پر کرتا ہے۔ اور غالبًا وہ بھی یہی کلمہ کہتا ہوگا جو مرزا کہہ رہا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حق پر ہوتے تو میری زندگی

عن ابن عباس قال قدم مسیلمۃ علی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجعل یقول ان جعل لی محمد الامر من بعدہ تبعتہ وقدمہا فی بشر کثیر من قومہ فاقبل الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ومعہ ثابت بن قیس بن شماس وفی ید رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قطعۃ من جرید حتی وقف رسول اللہ علی مسیلمۃ فی اصحابہ فقال لو سألتنی ہذہ القطعۃ ما اعطیتکہا ولن تعدو امر اللہ فیک ولئن ادبرت لیعقرنک اللہ (صحیح بخاری ص ۵۱۱)

ہیں وہ کیوں فوت ہو گئے۔
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس جہان فانی سے عالم بالا کو عروج فرمانے سے بہت سے کچے اور احمق مسلمان جو مرزا کے اصول و مقولہ مذکورہ کے قائل تھے اور وہ یہ سمجھ بیٹھے تھے کہ سچا جھوٹے کے سامنے فوت نہیں ہوتا۔ اسلام سے مرتد ہو گئے۔ ان میں سے چالیس ہزار سے زیادہ تو مرزا کے

عن ابی ہریرۃ لما توفی رسول اللہ واستخلف ابوبکر بعدہ وکفر من کفر من العرب الخ صحیح مسلم
قال النووی فی شرح ہذا الحدیث قال الخطابی ان اہل الردۃ کانوا صنفین۔ صنف ارتدوا عن الدین ونابذوا الملۃ وعادوا الی الکفر وہم الذین عناہم ابو ہریرہ بقولہ کفر من کفر من العرب وہذہ الفرقۃ طائفتان احدہما اصحاب مسیلمۃ من بنی حنیفۃ وغیرہم الذین صدقوہ علی دعواہ النبوۃ واصحاب الاسود ومن کان من مستجیبیہ من اہل الیمن وغیرہم وہذہ الفرقۃ باسرہا منکرۃ لنبوۃ نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم مدعیۃ النبوۃ لغیرہ فقاتلہم ابوبکر حتی قتل اللہ مسیلمۃ بالیمامۃ والعنسی بصنعاء وانفضت جموعہم وہلک اکثرہم والطائفۃ الاخری ارتدوا عن الدین فانکروا الشرائع وترکوا الصلوۃ والزکوۃ وغیرہما من امور الدین وعادوا الی ما کانوا علیہ

بڑے بھائی مسیلمہ کیساتھ اسکو زندہ دیکھکر جا ملے اور بہت سے اپنے دین جاہلیت (کفر و شرک) کی طرف پھر گئے۔ اور اس وجہ سے اسلامی دنیا میں صرف تین مسجدوں (مسجد مکہ۔ مسجد مدینہ۔ مسجد جواثا) میں خدا تعالے کے لئے سجدہ ہوتا تھا۔ باقی روئے زمین پر شرک پھیل گیا۔ اور بہت سے باوجود مسلمان کہلانے کے احکام اسلام خصوصاً زکوۃ کے منکر ہو بیٹھے۔

مرزا اور اسکے چاروں خلیفہ خصوصاً خلیفہ دوم ملا امروہی اسوقت ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کو اپنے ناپاک اصول کے مطابق آپکے ناحق ہونے پر دلیل ٹھیرا کر سب سے پہلے مسیلمہ کی بیعت کرتے۔ ولیکن صادق الایمان مسلمان جن کے امیر و امام اسوقت صدیق اکبر تھے اور وہ مرزا کی طرح کسی کی موت و حیات کو حق پر ہونے کا پیمانہ و معیار نہ سمجھتے تھے۔ اور حق کو بحکم ؎ آفتاب آمد دلیل آفتاب

في الجاهلية فلم يكن يسجد لله في بسيط الارض
الا في ثلثة مساجد - مسجد مكة و مسجد
المدينة و مسجد عبد القيس في قرية يقال لها
جواثا - والصنف الاخر هم الذين فرقوا بين
الصلوة والزكوة فاقروا بالصلوة وانكروا
فرض الزكوة ووجوب ادائها الى الامام وهؤلاء
على الحقيقة اهل بغي (شرح مسلم امام نووی ص)
قال في مجمع البحار واما مسيلمة بن حبيب فانه
قدم على النبي صلى الله عليه وآله وسلم
في بني حنيفة واسلم معهم ولما انتهى الى اليمامة
ارتد وادعى انه اشركت في الامر ثم جعل
يسجع لهم السجعات مضاهاة للقرآن لقد
انعم الله على الحبلى اخرج منها نسمة تسعى
بين صفاق وحشا واحل لهم الخمر والزنا
ووضع عنهم الصلوة فاتبعه بنو حنيفة
يتسمى بالرحمن وتنبأ في حياته وزعم انه
اشركه في النبوة ومن سجعاته قوله
والعاديات والزارعات زرعا و
الحاصدات حصدا والطاحنات طحنا
والخابزات خبزا والثاردات ثردا -
يا ضفدع بنت ضفدعين الى كم تنقين

حق ہونے سے سچا مانتے تھے۔ آنحضرت کی وفات سے انکو
بھی بر حق سمجھنے میں شک و تذبذب میں نہ پڑے اور
کمال ثابت قدمی کے ساتھ ان لوگوں کو جو موت
کو ناحق ہونے کی دلیل سمجھکر دشمن اسلام ہو گئے
تھے اور اسلام کے پولٹیکل انتظام میں خلل انداز
ہوئے تھے۔ سینہ سپر ہو کر ایسے لڑے کہ تھوڑے
ہو کر دشمنوں کی بڑی بڑی جماعتوں کے ڈھیر کر دیئے
ادھر مسیلمہ کذاب کو جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
وفات پر خوشیاں مناتا اور مرزا کی طرح نعرہ خوشی
بلند کرتا واصل جہنم کیا۔ اور اسکی چالیس ہزار
جماعت سے بیس ہزار پیروان کو تہ تیغ کر کے
باقیماندہ جماعت کو تتر بتر کیا۔ ادھر اسکے
برادر خورد اسود عنسی کو خاک میں ملایا پھر منکرین
احکام اسلام کو جو اسلام کے پولٹیکل انتظام میں
خلل انداز تھے سیدھا کیا۔ ان صادق الایمان
مسلمانوں کی ثابت قدمی سے قدم اسلام اکھڑ جانے
کے بعد جم گیا۔ اور یہودیوں اور دشمنان اسلام کے
خلل ہو جانے سے انکا اصول و مقولہ جو مرزا نے اختیار
کر رکھا ہے غلط ثابت ہوا اور مسلمانوں کو بطور
الزام اس اصول کو انہیں پر الٹ دینے اور معارضہ
...... کرنے اور یہ کہنے کا موقعہ مل گیا کہ اگر

لا الماء تکدرین ولا الشاربین تمنعین
راسك فی الماء وذنبك فی الطین والفیل
وما ادراك ما الفیل له خرطوم طویل
ان ذلك من خلق ربنا الجلیل ونحوها
من المضاحیك وکانوا یطلبون منه
الدعاء للمهمات فیبرك علیهم ویدعو
فینجی لعکس ما یدعوا (سیر) وکتب من
مسیلمة رسول الله الی محمد - اما بعد فان
الارض لنا نصف ولقریش نصف ولکن قریش
یعتدون - فکتب صلی الله علیه وسلم من رسول
الله الی مسیلمة الکذاب اما بعد فان الارض
لله یورثها من یشاء من عباده والعاقبة للمتقین
وغلب علی حجر الیمامة واخرج ثمامة متعا
النبی صلی الله علیه وسلم فکتب ثمامة
الی النبی صلی الله علیه وسلم وهو توفی
فکتب الی الصدیق فوجه خالدا فقاتلوا
وکان عند بنی حنیفة اربعین الفا فقتل
من المسلمین الف ومائتان ومن المشرکین
نحو عشرین الفا فلما راوا اخذلانها قالت
لمسیلمة این ما تعدنا فیقول قاتلوا عن
احسابکم وقتله الوحشی وابو دجانة (مجمع البحار)

مرجانا ناحق ہونے کی دلیل ہے اور سچا جہ
کے سامنے نہیں مرتا - جو مرتا ہے وہ جھوٹا
ہے تو تمہارے اکابر ائمۃ الکفر مسیلمہ و اسود عنـ
وغیرہ) کیوں مسلمانوں کے ہاتھ سے وا
جہنم ہوگئے - یہ واقعات ایسے مسلّمہ ہیں
کہ ان میں مرزائیوں کو بھی کلام نہیں
ہے - لہٰذا ان واقعات کے ثبوت
زیادہ شواہد لانے کی ضرورت نہیں
تاہم ایک روایت صحیح مسلم و اس کی
شرح امام نووی اور کتاب مجمع البحار کی
عبارات عربی میں نقل کی گئی ہیں
جن کا خلاصہ ترجمہ وہی ہے جو او
ہم نے بیان کیا ہے -

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
مخلص اصحاب و احباب میں ایک
صاحب خبیب رضی اللہ عنہ نام سے تھے
وہ دشمنوں کے قابو میں آئے اور ان کے قید
میں رہے - تو اس حالت قید میں اور اس مو
میں جبکہ مکہ میں کوئی پھل نہ تھا - ان کی کرا
ظاہر کرنے کے لئے خدا تعالیٰ نے انگور کا
خوشہ ان کے پاس بھیجدیا - جس کو دشمنوں

دیکھ بھی لیا۔ پھر بھی وہ ان کو قتل کرنے لگے۔ تو انہوں نے دو نفل پڑھے اور یہ شعر کہے

ولست ابالی حین اقتل مسلماً
علی ای شق کان فی اللہ مصرعی
وذلک فی ذات الالہ وان یشاء
یبارک علی اوصال شلو ممزع

جن کا خلاصہ ترجمہ یہ ہے کہ مجھے کچھ پروا نہیں جبکہ میں مسلمان ہو کر قتل کیا جاؤں۔ خواہ کسی پہلو پر اللہ کی راہ میں میرا گرنا ہو۔ یہ میرا گرجانا خدا کی راہ میں ہے وہ چاہے تو میرے پارہ شدہ اعضا پر (قیامت کے دن) برکت کردے۔

اسکے بعد وہ ظالموں کے ہاتھ سے شہید ہوگئے۔ مرزا اس وقت ہوتا اور ان کی یہ حالت دیکھتا تو بول اٹھتا کہ وہ خدا پرست صاحب کرامت صحابی نماذی حق پر نہ تھے جو کافروں کے ہاتھ سے مارے گئے۔ وہ ظالم حق پر تھے جنہوں نے ان کو شہید کیا۔

حضرت جعفر بن ابی طالبؓ غزوہ موتہ میں نیزہ اور تیروں کے کچھ اوپر نوے زخم کافروں کے ہاتھ سے کھا کر شہید ہوئے جن کی وجہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دونوں آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ مرزا اس وقت ہوتا اور حضرت جعفر طیار کو زخمی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو گریاں دیکھتا تو بول اٹھتا کہ حضرت جعفر طیار اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حق پر نہ تھے (حق پر وہی تھے جنہوں نے ان کو شہید کیا۔

عن عبداللہ بن عمر فی قصۃ غزوۃ موتۃ قال کنت فیہم فی تلک الغزوۃ فالتمسنا جعفر بن ابی طالب فوجدناہ فی القتلی فوجدنا فی جسدہ بضعاً وتسعین من طعنۃ ورمیۃ بخاری ۵۸۴ عن انس و سلیمان تذرفان (بخاری ص۱۱۱)

ایسے واقعات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کبار کو بہت پیش آئے جنکا بالاستیفاء ذکر کرنا موجب طول ہے۔ لہذا صرف ایک واقعہ کے بیان پر یہ کلام ختم کیا جاتا ہے وہ واقعہ شہادت امام حسین علیہ السلام ہے جس سے سب ہی مسلمان واقف ہیں اور یہ یقین سمجھتے ہیں کہ اس واقعہ میں حضرت امام حسین علیہ السلام حق پر تھے اور ان کے قاتل اور آمر و راضی یزید علیہ

ایستھے اور اوسکے ہمخیال ناحق پر تھے - اگرچہ مرزا نے اس واقعہ کی نسبت اُن دنوں اپنے قصیدہ اعجاز احمدی
کے صفحہ ۹ مین یہ رائے ظاہر کی ہے کہ امام حسینؑ حق پر نہ تھے - حق پر ہوتے تو خدا کی طرف سے
ضرور ان کو مدد ملتی جیسے کہ مرزا کو ہمیشہ ملتی رہتی ہے - چنانچہ دو اشعار منقولہ حاشیہ (۱) اور جو نیچے
بالجملہ چار اشعار مین وہ یہ دعوے کر چکا ہے - اس مقام مین ایک کالم مین اصل اشعار اور دوسرے کالم مین مرزا کا اپنا

وشتان ما بینی وبین حسینکم	لکھا ہوا ترجمہ نقل کیا جاتا ہے - وہ کہتا ہے - مجھ مین
فانی اؤید فی کل آن وانصر	اور تمہارے حسین مین بہت فرق ہے کیونکہ مجھے تو ہر ایک وقت خدا کی تائید اور
واما حسین فاذکروا دشت کربلا	مدد مل رہی ہے × مگر حسین پس تم دشت کربلا کو یاد کر لو اب تک
الی ہذہ الایام تبکون فانظروا	تم روتے ہو پس سوچ لو -

(۱) لفظ حسینکم جس کے معنے یہ ہیں کہ تمہارا حسین صاف مشعر ہے کہ حضرت امام حسینؑ سے مرزا کا کوئی تعلق نہیں ہے
یہ لفظ اسی نے ایسا قلم سے نکالا ہے جیسا مالک بن نویرہ نے آنحضرت صلعم کی نسبت حضرت خالد بن ولید کے روبرو خلیفہ
کر کے لفظ صاحبکم کہا تھا جس سے خالد بن ولید نے یہ سمجھا کہ مالک بن نویرہ کا آنحضرت سے کوئی تعلق نہیں سمجھتا گویا وہ اسلام
سے حکم زکوٰۃ کی تعمیل کا تارک ہو کر اسلام کے ایک پولیٹکل انتظام مین خلل انداز ہو رہا ہے اور اسکو قتل کر دیا -
مرزا بھی اگر اسلامی سلطنت خصوصاً ایران مین ہوتا اور وہان کلمہ حسینکم کہتا تو اسکا سر بھی مالک بن نویرہ کی طرح
جسکا وہ مقلد بنا ہے قلم کیا جاتا - وہ خوش قسمتی سے ایک ایسی سلطنت مین ہے جہان امام حسینؑ کے نانا کو
گالیان دی جاتی ہین اور گالیان دینے والون کو کوئی نہین پوچھتا - بلکہ خود جناب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو
جن کی طرف سلطنت کا مذہب منسوب ہے یہ مرزا خود گالیان دیتا ہے جسکا ذکر صفحہ ۰ نمبر (۱) جلد ۰ مین
ہو چکا ہے اور سلطنت مین ان گالیون پر نوٹس نہین لیا جاتا - اسلئے مرزا بے خوف ایسے کلمات شائع کر رہا ہے
قتل مالک بن نویرہ کی اس وجہ اور سبب کو اسوقت کے مخالفین سپہ اخبار اور خود سپہ اخبار نہیں سمجھتے اور
وہ صرف لفظ صاحب بحق آنحضرت بالکم وجہ قتل قرار دیکر بحث کر رہے ہین - جو ایک فضول بحث ہے اور اصلیت
سے دور پڑی ہے - اور اگر سپہ اخبار یہ معذرت کر دیتا کہ لفظ محمد صاحب میرے قلم سے غلطی سے نکل گیا ہے تو اس
بحث کی نوبت نہ آتی - اسمین شک نہین کہ گو صرف لفظ صاحب بحق آنحضرت عربی محاورہ مین مطلقاً مخالف تعظیم نہین ہے مگر

وانی بفضل اللہ فی حجر خالقی
اربی فما اعصم من لئام تنمروا
وان یاتنی الاعداء بالسیف والقنا
فواللہ انی احفظن واظفر
وان یلقنی خصمی بنار مذیبۃ
تجدنی سلیما والتندد ید مرّ
واوعدنی قوم بقتلی من العدا
فادرکھم قھر الملیک وخسروا

اور مین خدا کے فضل سے اُسکے کنار عاطفت مین ہون پرورش پا رہا ہون اور ہمیشہ لئیموں کے حملہ سے جو پلنگ صفت ہیں بچایا جاتا ہون - اور اگر دشمن تلوارون اور نیزون کیساتھ میرے پاس آوین پس بخدا مین بچایا جاؤنگا اور مجھے فتح ملیگی - اور اگر دشمن ایک گداز کرنے والی آگ مین مجھے ڈالے تو تو مجھے سلامت پائیگا اور دشمن ہلاک ہوگا - اور بعض دشمنون نے مجھے قتل کرنے سے ڈرایا پس خدا کی قہر نے اونکو پکڑ لیا اور وہ زیانکار ہوگئے

لیکن اس سے پیشتر یہ ایک قصیدہ مین جو رسالہ فتح الاسلام کے صفحہ ۵۷ مین مندرج ہوکر شایع ہوا ہے اقرار کرچکا ہے کہ حضرت امام حسین کے مخالف کفار ناحق پر تھے اور حق پر امام حسین ہی کی پارٹی تھی چنانچہ اس قصیدہ کا ایک شعر نقل کیا جاتا ہے جس سے اس امر کی بخوبی تصدیق ہو سکتی ہے اور وہ شعر یہ ہے ؎

ہر طرف کفر است جوشان ہمچو افواج یزید ‌‌ ‌‌ دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین

اور اگر وہ یہہ کہے کہ اس شعر کے مضمون سے مینے رجوع کر لیا ہے اور اب میری راے یہی ہے کہ یزید حق پر تھا اور امام حسینؑ ناحق پر تھے تو ہم اس واقعہ کو بطور حجت الزامی اسکے مقابلہ مین پیش نہین کرتے پہلے واقعات کو اُسکے الزام کیلئے کافی سمجھتے ہیں تاہم اس واقعہ کو ہم عام مسلمانون کی نظرون مین جو امام حسین علیہ السلام کو حق پر جانتے ہین اور یزید کو ناحق پر اسکے اصول مقولہ کو کہ "سچا جھوٹے کے سامنے نہین مرتا" جھوٹا کرنیکے لئے بڑی قوی دلیل سمجھتے ہین اور اسی غرض سے ہم اس واقعہ کو معرض بیان مین لائے ہین -

ان امثلہ کو پڑھکر مرزا اور اسکے مخیال شرم و انصاف کرینگے تو اپنے اس اصول مقولہ کو کہ سچا جھوٹے کے سامنے ہلاک نہین ہوتا ندامت کیساتھ واپس لینگے اور اگر وہ ہٹ دھرمی سے شرم

تو امید ہے وہ مسلمان جو ان کے اس اصول و مقولہ کے دھوکہ میں آکر موت کو ناحق ہونیکی دلیل
سمجھ بیٹھے ہونگے اس دھوکہ سے نجات پائیں گے انشاء اللہ تعالی مرزا اور اسکے بعض اتباع
کا خوب موٹے تازے ہونا اور گوشت پلاؤ قورمے سے عیش اڑانا اور ہزاروں روپیہ کا مرزا کے
پاس آنا اور اسکے تابعین کا نمبر بڑھتا جانا بھی مرزا کے حق ہونے کی دلیل نہیں ہے ۔
بہت سے کفار اور فجار مرزا اور اسکے اتباع سے بڑھکر مالدار ہیں اُن سے بڑھکر صحیح قوی توانا
عدد و جماعت میں زیادہ ان سے بڑھکر ہیں جنکو مرزا بھی حق پر نہیں سمجھتا اور انکی دولت و طاقت و
جمعیت و کثرت کو دلیل حقانیت خیال نہیں کرتا اور قرآن و حدیث کا بھی صاف اور قطعی فیصلہ ہے
کہ دولت مال دنیائی اور صحت و طاقت جسمانی اور کثرت و جمعیت عددی کفر و معصیت کیساتھ
(جو مرزا کی حالت ہے) خدا تعالی کے نزدیک کچھ اعتبار و وقعت نہیں رکھتی اور حق ہونے کی
دلیل نہیں بلکہ ایسی دولت ایسی صحت و طاقت ایسی کثرت و جمعیت کافروں فاسقوں میں زیادہ
پائی جاتی ہے اور اسکے برخلاف ایمان اور اطاعت کیساتھ فقیری مسکینی بیماری اکثر انبیا
اور ان کے صادق پیروان کا حصہ اور ورثہ ہے ۔

ایسے مال و دولت عیش و آسائش دنیاوی کی نسبت قرآن مجید کا فیصلہ

ایک آیت میں ارشاد ہے کہ اگر (سب کافروں کے اہل دولت و ثروت ہونیسے) یہ نتیجہ نہ نکلتا کہ تمام لوگ

ولولا ان یکون الناس امة واحدة لجعلنا لمن
یکفر بالرحمن لبیوتهم سقفا من فضة
ومعارج علیها یظهرون ولبیوتهم ابوابا
وسررا علیها یتکئون وزخرفا وان کل
ذلك لما متاع الحیوة الدنیا والاخرة
عند ربك للمتقین (زخرف ع ۳)

کافر ہو جاتے تو ہم کافروں کے گھروں کی چھتیں اور
سیڑھیاں جن پر وہ چڑھتے ہیں چاندی کے بنا دیتے
اور انکے دروازے اور تخت بھی جن پر ٹیک لگاتے ہیں
چاندی کے اور ملمع یہ سب چیزیں دنیا کے اسباب
ہیں اور پرہیزگاروں کیلئے اللہ کے پاس عاقبت
کی نعمتیں ہیں ۔

اور ایک حدیث میں آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے دنیا کی قدر و منزلت اللہ کے نزدیک مچھر کے پر کے برابر ہوتی تو وہ کافر کو ایک گھونٹ پانی نہ پلاتا۔

قال رسول اللہ صلعم لو کانت الدنیا تعدل عند اللہ جناح بعوضۃ ما سقی کافرا منہا شربۃ

قال رسول اللہ قمت علی باب الجنۃ فاذا عامۃ من دخلہا المساکین - متفق علیہ (مشکوۃ ص۴۴۳)

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ میں بہشت کے دروازہ پر کھڑا ہوا تو ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ اسمیں داخل ہونے والے اکثر مسکین ہی ہیں۔

قال رسول اللہ اذا احب اللہ عبدا حماہ الدنیا کما یظل احدکم یحمی سقیمہ الماء رواہ احمد (مشکوۃ ص۴۴۳)

ایک اور حدیث میں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ جب خدا تعالیٰ کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اسکو دنیا (کے عیش) سے ایسا بچاتا ہے جیسے کوئی اپنے بیمار کو پانی سے بچاتا ہے۔

وعن معاذ ان رسول اللہ صلعم لما بعث بہ الی الیمن قال ایاک والتنعم فان عباد اللہ لیسوا بالمتنعمین - رواہ احمد (مشکوۃ ص۴۴۸)

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے معاذ بن جبل کو ملک یمن میں (اپنا کارندہ بناکر) بھیجا تو یہ فرمایا کہ عیش اڑانے سے بچو۔ خدا تعالیٰ کے (مقبول) بندے عیش نہیں اڑایا کرتے۔

عن انس قال رسول اللہ ان اللہ لا یظلم مومنا حسنۃ یعطی بہا فی الدنیا ویجزی بہا فی الاخرۃ واما الکافر فیطعم بحسنات ما عمل بہا للہ فی الدنیا حتی اذا افضی الی الاخرۃ لم یکن لہ حسنۃ یجزی بہا رواہ مسلم (مشکوۃ ص۴۳۹)

ایک اور حدیث میں آپ نے فرمایا ہے کہ مومن کو دنیا میں (بھی) اسکی نیکی کا صلہ ملتا ہے اور آخرت میں بھی۔ اور کافر کو صرف دنیا میں نیکیوں کے بدلے کھانے کو مل جاتا ہے یہاں تک کہ جب آخرت میں پہنچتا ہے تو اسکی کوئی نیکی نہیں رہتی جس کا بدلہ وہ وہاں پاوے۔

اس حدیث کی نظر سے اکابر صحابہ کو کچھ اچھا کھانے پینے کو ملتا تو وہ ڈر کر اسکو چھوڑ دیتے۔

عن ابی هریرة ان عبد الرحمن بن عوف
اتی بطعام وكان صائما فقال قتل
مصعب بن عمیر وهو خیر منی كفن فی
بردة ان غطی راسه بدت رجلاه وان
غطی رجلاه بدا راسه واراه قال وقتل
حمزة وهو خیر منی ثم بسط لنا من الدنیا
ما بسط او قال اعطینا من الدنیا
ما اعطینا قد خشینا ان تكون حسناتنا
عجلت لنا ثم جعل یبكی وترك الطعام
(بخاری ص۱۷۰)

عن زید بن اسلم انه قال استسقی یوما عمر فجیء
بالماء قد شیب بعسل فقال انه لطیب لكنی
اسمع الله نعی علی قوم شهواتهم فقال اذهبتم
طیباتكم فی حیاتكم الدنیا واستمتعتم بها
فاخاف ان تكون حسناتنا قد عجلت لنا
فلم یشربه - رواه رزین (مشكوٰة) عن عائشة
ما شبع آل محمد من خبز شعیر یومین -
(مشكوٰة ص۴۳۸)

وعنها كنا ننظر الی الهلال فی الشهرین ما اوقد
فی ابیات رسول الله صلعم نار (بخاری ص۹۵۶)

حضرت عبد الرحمن بن عوف سے نقل ہے کہ وہ روزہ دار
تھے جب افطار کے وقت (عمدہ) کھانا ان کے
پاس آیا تو وہ بولے کہ حضرت مصعب بن عمیر جو
مجھ سے بہتر تھے شہید ہوکر تو ایسی چھوٹی سی چادر
میں کفنائے گئے اگر انکا سر ڈھکتے تو پاؤں کھل جاتے
اور اگر پاؤں ڈھکتے تو سر کھل جاتا۔ پھر ایسا ہی حضرت
حمزہ (عم شریف آنحضرت) کی نسبت کہا اور یہ فرمایا
کہ پھر ہمکو دنیا میں فراخی عطا ہوئی ہے ہمکو ڈر ہے کہ
کہیں (کافروں کیطرح) ہماری حسنات کا بدلہ دنیا ہی میں
نہ مل گیا ہو اور پھر رونے لگ گئے اور کھانا ترک کیا۔
ایسا ہی حضرت عمر رض سے ایک حکایت مروی ہے
کہ آن کے پاس شہد کا شربت آیا تو آپنے ایسا ہی فرمایا
اور وہ شربت نہ پیا۔ خود جناب سرور کائنات کا (جو دنیا
میں بھی سلطنت حاصل کر چکے تھے) عیش دنیا کے متعلق
یہ حال تھا کہ آپنے عمر بھر دو روز متواتر جو کی روٹی پیٹ
بھر کر نہیں کھائی اور دو دو مہینے تک بھی آپ کی
دولتسرا میں چولہے میں آگ نہ جلائی جاتی۔
(صرف پانی اور کھجوروں پر اوقات بسری ہوتی)۔
اور کبھی شب کو انکے گھروں میں چراغ نہ جلایا جاتا تھا جس
فرش پر آپ سوتے تھے وہ ٹاٹ کا تھا۔

وعنها ان النبی توفی یومئذ لیس فیها مصابیح (بخاری ص۴۳) وعنها سئلت حفصة ما كان فراش رسول الله صلعم فی بیتها قالت مسحا

عن ابی هریرة قال اخرج الینا عائشة کساءً وازارًا غلیظا فقالت فی هذین قبض روح رسول الله وفی روایة ملبدا (بخاری صفحہ ۴۳۸ و ۸۲۵)

جس جوڑے کے پارچات انکا انتقال ہوا وہ پیوند لگا ہوا تھا وعلی ہذا القیاس

ان آیات واحادیث کو دیکھکر کیا کوئی مسلمان کہہ سکتا ہے کہ جس شخص کے پاس بہت سا مال وروپیہ آوے اور وہ اس روپیہ سے عیش اڑاوے وہ حق پر ہوتا ہے اور جو غریب مسلمان مسکین ہو وہ ناحق پر ہے نہیں نہیں ہرگز نہیں۔

ایسی صحت و طاقت کی نسبت قرآن و حدیث کا فیصلہ

وایوب اذ نادی ربه انی مسنی الضر وانت ارحم الراحمین (الانبیاء ع ۶)

ایک آیت میں ارشاد ہوا ہے (حضرت) ایوب نے خدا کو پکارا کہ الہی مجھے دکھ پہنچا ہے اور تو ہی رحم کرنیوالا ہے حضرت ایوب کے تمام بدن پر امراض کا تسلط ہونا عموماً مسلمانوں کو معلوم ہے۔

عن سعد بن سعد سئل النبی صلعم ای الناس اشد بلاءً قال الانبیاء ثم الامثل فالامثل یبتلی الرجل علی حسب دینه فان کان فی دینه صلبا اشتد بلاءه وان کان فی دینه رقة هون علیه فما زال کذلک حتی یمشی علی الارض ماله ذنب۔ رواه الترمذی مشکوٰۃ صفحہ ۱۳۸

ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت سے کسی نے پوچھا کہ سب لوگوں سے سخت کون مبتلا ہوتا ہے آپ نے فرمایا انبیاء ہوتے ہیں پھر جو ان کے نیچے بہتر ہو پھر جو ان کے بعد بہتر ہو۔ آدمی اپنے دین کے مطابق مبتلائے بلا ہوتا ہے اگر اسکا دین مضبوط ہو تو بلا سخت آتی ہے اگر اسکا دین ہلکا ہو تو بلا بھی ہلکی آتی ہے وہ اسی طرح مبتلا رہتا ہے یہانتک کہ وہ زمین پر ایسا ہوکر چلتا ہے کہ اسکا کوئی گناہ نہیں رہا۔

عن کعب بن مالک قال رسول الله صلعم مثل المومن مثل الخامة من الزرع تفیئها

ایک حدیث میں آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے کہ مومن کی مثال کھیتی کی نالی کیسی ہے جسکو ہوا کبھی ادھر کبھی ادھر

الرياح تصرعها مرة وتعدلها اخرى حتى ياتي اجله ومثل المنافق كالارزة المجذية التي لا يصيبها شيء حتى يكون انجعافها مرة واحدة ۔ متفق عليه (مشکوٰة ص۱۳۶)

ہلاتی اور گراتی رہتی ہین یہانتک کہ اسکی اجل پہنچ جاتی ہے اور منافق کی مثال درخت سرو کی مثال ہے جو سیدھا کھڑا رہتا ہے اسکو کوئی چیز نہین گراتی ۔ یہان تک کہ وہ یکبارگی جڑھ سے اکھاڑا جاتا ہے

ان آیات واحادیث کو دیکھ کر کوئی مومن نہین کہہ سکتا کہ جو شخص ہمیشہ ہٹا کٹا موٹا تازہ رہے وہی حق پر ہوتا ہے اور جو بیمار و ناتوان ہو وہ ناحق پر +

ایسی کثرت وجمعیت کی نسبت قرآن وحدیث کا فیصلہ مذکور

ایک آیت میں ارشاد ہے کہ بہت لوگ اگرچہ تو حرص کرے مومن نہ ہونگے ۔ ایک آیت مین ارشاد

وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ (یوسف ۱۲) وَقَلِيلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ (السباء ۲۲)

ہے میرے شکر گزار بندے (نا شکر کفار کی نسبت) تھوڑے ہوتے ہین ۔

ایک حدیث مین آیا ہے کہ آنحضرت صلعم ایک دن تشریف لائے تو آپ نے فرمایا میری سامنے امتین

عن ابن عباس قال خرج رسول الله صلعم يوما فقال عرضت على الامم فجعل يمر النبي ومعه الرجل والنبي ومعه الرجلان والنبي ومعه الرهط والنبي وليس معه احد فرايت سوادا كثيرا سد الافق فرجوت ان تكون امتي فقيل هذا موسى في قومه ثم قيل لي انظر هكذا وهكذا فرايت سوادا كثيرا سد الافق فقيل هولاء امتك ۔ الخ متفق عليه (مشکوٰة ص۴۶۴)

پیش کیگئین پہر شروع مین ایک نبی گزرا جس کیساتھ اسکے ماننے والون سے صرف ایک مومن مرد تہا پہر وہ نبی جس کے ساتھ صرف دو آدمی مومن تھے ۔ پہر وہ نبی جسکے ساتھ نو یا دس آدمیون کا ٹولہ ۔ پہر وہ نبی جسکے ساتھ ایک مومن بہی نہ تہا ۔ پہر مینے ایک جماعت کثیر کو دیکہا جسنے ایک کنارہ آسمان کو روک لیا تہا مینے خیال کیا کہ یہ میری امت ہوگی تو مجہے کہا گیا کہ یہ موسیٰ اپنی قوم کے ساتھ ہے پہر مجہے کہا گیا کہ تو آگے نظر کر مینے دیکہا تو ایک جماعت کثیر نظر آئی جس نے کنارہ آسمان کو روک رکہا تہا پہر کہا گیا کہ ادہر ادہر (دہنے بائین) دیکہہ تو

مینے جماعت کثیر دیکھی جس نے کنارہ آسمان کو روک رکھا تھا پھر مجھے کہا گیا کہ یہ تیری امت ہے۔ یہ کثرت جو حضرت موسیٰ اور اپنی امت میں آپنے دیکھی یہ اور انبیاء کی نسبت تھی نہ تمام دنیا کے کافرون کی نسبت تمام دنیا کے کافر آنحضرت کی امت کی نسبت بہی عدد مین بہت ہین چنانچہ حدیث صحیحین ابعث بعث النار (جو مشکوۃ کے صفحہ ۴۷۷ مین منقول ہے) اور آمین وو زخیون کی تعداد فی ہزار کس نوسو ننانوے بتائی ہے اور اس امت کی تعداد عام لوگون سے ایسی بتائی ہے جیسے سفید رنگ کے بیل مین ایک بال سیاہ ہوتا ہے) شاہد قوی ہے۔

ان آیات واحادیث کو دیکہہ کر کوئی مومن نہ کہیگا کہ جس جماعت کے اشخاص بہت ہون وہ حق پر ہوتی ہے حضرت نوح کی ساڑہے نوسو برس کی دعوت سے صرف اسی آدمی مسلمان ہوئے اور باقی کل کافر رہے آنحضرت صلعم کی امت (جو سب انبیاؤن کی امتون سے زیادہ ہے) کے لوگ تمام دنیا کے کافرون مشرکون سے کم ہیں کیا اس سے مرزا اور اسکے ہمخیال یہ نتیجہ نکالینگے کہ حضرت نوح کے اور آنحضرت کے مخالف حق پر ہین۔ اس دلیل سے تو مرزا منفعل نہ ہوگا۔ ہم اسکے انفعال کیلئے اسکا ہی شعر پیش کرتے ہیں جسکو ہم اوپر نقل کر چکے ہین ؏ ہر طرف کفر است جوشان ہمچو افواج یزید۔ دین حق بیمار و بیکس ہمچو زین العابدین۔

کیا اس شعر کو سن کر بہی وہ اپنی جماعت کے بڑہتے جانے پر فخر کریگا اور اسکی تعداد اٹکل پچو لاکہہ دولاکہ بتا کر اس کو اپنی حقانیت کی دلیل ٹہرائیگا۔؟

اس خیال کے تائید مین جو مرزا نے آیت ولو تقول علینا بعض الاقاویل کو پیش کیا ہے اس کا جواب دندان شکن حافظ محمد یوسف صاحب امرتسری نے رسالہ قطع الوتین مین لکہوا دیا ہے اور وہ رسالہ چہپکر مشتہر ہو چکا ہے اس رسالہ میں بہت سے لوگ بطور نظیر پیش کئے گئے ہین جنہون نے جہوٹا دعوے الہام کیا اور وہ تیئیس برس سے زیادہ رہے۔ مرزا نے رسالہ تحفہ گولڑیہ کے صفحہ ۹ مین سفید جہوٹ بولا اور یہ کہا ہے کہ ابتک حافظ صاحب نے کوئی نظیر پیش نہیں کی اس کتاب مرزا کے جواب مین حافظ صاحب نے ایک اشتہار واخر ۱۹۰۲ء مین مشتہر کیا اور اسمیں صاف کہا کہ تمہارے

مطلوبہ نیطابر ہم ایک رسالہ میں چھاپکر مشتہر کر چکے ہیں جلسہ ندوۃ العلما میں بمقام امرتسر آؤ اور ان نکات
پر بحث کرلو۔ اسپر مرزا نے سکوت کیا اور آجتک کوئی جواب اسکا مرزا نے مشتہر نہ کیا ہم اس مقام میں
اسکا اور جواب دیتے ہیں ناظرین توجہ کریں اور اسمیں مرزا کے اس استدلال میں عجب جعلسازی
دہوکہ بازی مشاہدہ کریں ؎

مرزا نے تحفہ گولڑیہ کے صد وغیرہ میں اس آیت کا یہ مطلب بیان کیا ہے کہ اگر وہ (آنحضرت) ہم پر
افترا کرتا تو اسکی سزا موت تھی کیونکہ وہ اس صورت میں اپنے جہوٹے دعوی سے افترا اور کفر کی
طرف بلا کر ضلالت کی موت سے ہلاک کرنا چاہتا ہے تو اسکا مرنا اس حادثہ سے بہتر ہے کہ تمام
اسکی مفتریانہ تعلیم سے ہلاک ہو اسلئے قدیم سے ہماری یہی سنت ہے کہ ہم اسکو ہلاک کر دیتے ہیں جو
دنیا کے لئے ہلاکت کی راہیں پیش کرتا ہے اور جہوٹی تعلیم اور جہوٹے عقاید پیش کر کے مخلوق خدا کی
روحانی موت چاہتا ہے اور صلہ میں کہا ہے کہ یہ قرآنی استدلال بدیہی الظہور جب ہی ٹھہر سکتا ہے
جبکہ یہ قاعدہ کلی مانا جاوے کہ خدا تعالی اس مفتری کو جو خلقت کے گمراہ کرنیکے لئے مامور من اللہ ہونیکا
دعویٰ کرتا ہے کبھی مہلت نہیں دیتا۔ پہر کہا کہ علماء امت میں سے کسی نے یہ اعتقاد ظاہر نہیں کیا
کہ کوئی مفتری علی اللہ آنحضرت کیطرح ۲۳ برس تک زندہ رہسکتا ہے اور اس سے پہلے اس کے صلہ میں
کہا ہے کہ آئمہ و مفسرین نے اس دلیل کو مخالفین کے سامنے پیش کیا یہانتک کہ شرح عقاید نسفی میں
بہی اس دلیل کو لکھا ہے اور اسکے صلہ میں کہا ہے کہ ہزارہا نامی علماء اور اولیاء ہمیشہ اس دلیل کو کفار
کے سامنے پیش کرتے رہے ؟؟

اسکے جواب میں خاکسار کہتا ہے کہ مرزا نے جو کچھ کہا ہے محض دروغ ہے نہ اس آیت کا یہ مطلب ہے
جو مرزا نے بیان کیا ہے نہ خدا تعالی نے اس بات کو جو اس آیت میں ارشاد ہوئی ہے بطور ایک عقلی
استدلال کے (جو کسی قاعدہ کلیہ اور ملازمت عقلیہ پر مبنی ہو) کفار کے سامنے پیش کیا ہے نہ ائمہ و مفسرین
و ہزارہا نامی علماء و اولیاء نے کفار کے سامنے اس آیت کے مضمون کو بطور دلیل پیش کیا ہے نہ شرح
عقاید نسفی میں اس آیت کو یا صرف اسکے مضمون کو دلیل ٹھہرایا ہے۔ مرزا کو سچا جاننے والے اور اس خیال

اسکے دام مین پہنسنے والے اوس سے اُن مفسرین ایسہ و ہزارہا نامی علما و اولیا سے صرف پانچ سات کا نام پوچہین اور انکی عبارتین نقل کرنے کی درخواست کرین وہ ہزارہا مین سے پانچ کے نام و عبارات بہی پیش نہ کرسے تو اسکی دروغگوی و جعلسازی کا یقین کرین جسکا شرح عقاید نسفی کا اوسنے نام لیا ہے ہم ذیل مین اسکی عبارت نقل کرتے ہین اور اُن لوگون سے داد چاہتے ہین کہ اس عبارت مین کہان اس آیت کو دلیل ٹہرایا ہے اور اسکی نسبت کہان یہ دعوے کیا ہے کہ اس آیت مین خدا نے عقلی استدلال کیا ہے اور اسکے مضمون کو قاعدہ کلی او سنت آلہی قرار دیا ہے۔

شرح عقاید نسفی مطبوعہ مطبع انوار محمدی لکہنؤ کے صفحہ ۲۱۱ و ۲۱۲ مین کہا ہے۔

وقد یستدل ارباب البصائر علی نبوته بوجهین احدهما بالتواتر من احواله قبل النبوة وحال الدعوة وبعد تمامها واخلاقه العظیمة واحکامه الحکمیة واقدامه حیث تحجم الابطال ووثوقه بعصمة الله تعالی فی جمیع الاحوال وثباته علی حاله لدی الاهوال بحیث لم یجد اعداؤه مع شدة عداوتهم وحرصهم علی الطعن فیه مطعنا ولا الی القدح فیه سبیلا فان العقل یجزم بامتناع اجتماع هذه الامور فی غیر الانبیاء وان یجمع هذه الکمالات فی حق من یعلم ان یفتری علیه ثم یمهله ثلثا وعشرین سنة ثم یظهر دینه علی سائر الادیان وینصره علی اعدائه و یحیی اثاره بعد موته الی یوم القیامة (شرح عقاید صفحہ ۲۱۱)

اہل نظر آنحضرت صلعم کی نبوت پر دو وجہ سے استدلال کرتے ہین۔ وجہ اول آنحضرت کے متواتر حالات ہین (جو نبوت سے پہلے اور دعوت کے اثنا مین اور دعوت کے پورے ہو چکنے کے بعد ظاہر ہوئے) (۲) اور آپکے اخلاق عظیمہ (۳) اور آپکے احکام حکمیہ (۴) اور آپکا ایسے کامون کی طرف نہایت دلیری سے متوجہ ہونا جن سے بڑے بڑے بہادر جہجہک جاتے ہین۔ (۵) اور آپکا ہر حالت مین خدا تعالی کی حفاظت کا بہروسہ (۶) اور آپکا خوفناک حالتون مین ثابت قدم رہنا یہ امور ثابت ہوا ایسے طور پر آپکے وجود با وجود مین متحقق و مسلم تہے کہ آپ کے دشمنون کو باوجود شدت عداوت کے اور حرص طعن آپکے امور مذکورہ کی نسبت طعن و جرح کی کوئی سبیل نہین ہے یہ وجہ پہلے آپکی نبوت پر دلیل ہے کہ عقل امور مذکورہ کا بجز انبیا

کسی شخص میں جمع ہونے کو محال جانتی ہے اور اس امر کو محال جانتی ہے کہ اللہ تعالی یہہ کمالات
ششگانہ اس شخص میں جمع کردے جسکو خود مفتری جانتا ہو اور پھر یہہ کمالات انہیں جمع کر کے
تیئیس برس تک اسکو مہلت دی اور پھر اسکے دین کو دوسرے ادیان پر غلبہ عطا کیا کرے اور اسکے
اثر دعوت کو اسکی موت کے بعد قیامت تک زندہ رکھے۔

ناظرین خصوصاً مرزا کے معتقدین واو حق دین اور انصاف سے کہیں کہ اس عبارت میں آ
زیر بحث کی کہاں استدلال اور اسکا ذکر ہے اسمیں تو آنحضرت کے کمالات ششگانہ سے استدلال
کیا ہے اور جو اسمیں مفتری کے ۲۳ برس تک زندہ رہنے کو محال کہا گیا ہے تو وہ بھی نہ افترا کی نظ
سے بلکہ مفتری کے محل کمالات ششگانہ ہونیکی نظر سے جسکا صاف قطعی مفہوم یہ ہے کہ اگر کو
مفتری ان کمالات ششگانہ کا مجمع نہ ہو (جیسا کہ مرزا کا حال ہے) تو اسکے مفتری ہو کر زندہ ر
کو عقل محال نہیں جانتی۔ لہذا اس مفہوم کے ساتھ عبارت شرح عقاید دعوے مرزا کے مخالف
ہو نہ اسکے موافق و مطابق۔

شرح عقائد کے حوالہ میں مرزا کے دروغگوئی جعلسازی ثابت ہوئی تو اب ہم آیت زیر بحث کا صحیح مطلب
جانتے ہیں۔ ناظرین آپ الفاظ آیت کو ملاحظہ فرما کر بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ اس آیت میں نہ تو
نے کوئی قاعدہ کلی بیان کیا ہے اور نہ اپنی قدیم سنت کا اظہار فرمایا ہے بلکہ خاص آنحضرت کی
مجمع قدسی صفات اور محل اعلی و اقصی کمالات کا یہ حکم و حال بیان کیا ہے کہ اگر یہہ رسول ایسی
و کمالات کا مظہر و مجمع ہوکر پھر کوئی بات افترا کرتا تو ہم اسکی رگ جان کاٹ دیتے جسکی وجہ وہی جو
عقائد میں بیان ہوئی ہے۔

اسکی نظیر وہ آیت قرآن ہے جس میں یہ بیان ہے کہ ہم تجھے ثابت قدم نہ رکھتے تو قریب تہا کہ تو کسی قدر
ولولا ان ثبتناك لقد كدت تركن اليهم شيئا (نبی اسرائیل) کیطرف جہک جاتا ایسا کرتا تو ہم تجھے دوگنا
قليلا اذا لاذقناك ضعف الحيوة وضعف الممات دنیا میں رہنے اور دوگنا بعد موت —
اسکی وجہ بھی وہی ہے جو عبارت شرح عقاید نسفی میں بیان ہوئی کہ آپ مجمع کمالات اور سید ولد آدم

تھے آپ جیسے شخص کا خلاف حق کیطرف جھک جانا ہی مستوجب و مورد سزا ہوتا ہے اس سے اور شخص کی نسبت کہ جو اس درجہ کا مجمع کمالات نہ ہو یہی حکم نہیں نکالا جا سکتا کہ اسکو بھی ذرا سی جہک جانے پر دوگنا عذاب ہو ❊

ایساہی آیت زیر بحث میں آنحضرت کو انکے مجمع کمالات و مورد اتم عنایات آلہی ہونے کی نظر سے افترا پر ہلاکت کا حکم سنانے سے دوسرے مفتریوں پر (جو اس درجہ کے ہوں) حکم ہلاکت نہیں نکالا جا سکتا۔ اور نہ ہی واقعات اور ان کے مطابق قرآنی شہادت اس حکم کی اجازت دیتی ہیں قرآن مجید میں بہت سے لوگوں مفتری الی اللہ کہا ہے وہ مہذا انکو دنیا میں ہلاکت کر دینے کا حکم نہیں سنایا گیا اور واقعات کو دیکھا جائے تو بیسیوں نہیں سیکڑوں ہزاروں لاکھوں ایسے اشخاص گزرے ہیں جو خدا پر افترا کرتے ہیں جہوٹے مسائل و عقائد از خود بنا کر ان کو احکام خداوندی بتاتے ہیں اور لوگوں میں پہیلاتے ہیں و مہذا دنیا میں ہلاک نہیں ہوتے ❊۔

ہم ایسے اشخاص اور ایسے واقعات وقت نزول قرآن ہی سے پیش کرتے ہیں۔ قرآن میں صدہا مشرکین عرب کا خدا تعالی پر یہہ افترا بیان ہوا ہے کہ وہ از خود کئی جانوروں (بحیرہ سایبہ وغیرہ) کو

ولا تقولوا لما تصف السنتکم الکذب هذا حلال وهذا حرام لتفتروا علی اللہ الکذب - ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون - متاع قلیل ولهم عذاب الیم (نحل ع ۱۵)

واذا فعلوا فاحشة قالوا وجدنا علیها اباءنا واللہ امرنا بها قل ان اللہ لا یامر بالفحشاء اتقولون علی اللہ ما لا تعلمون (اعراف ع ۳)

حلال بتاتے اور پہر یہ کہتے کہ ہمکو خدا نے یہ حکم دیا ہے یعنی ہم ان احکام میں خدا کیطرف سے مامور ہیں اور اس دعوی میں وہ خدا تعالی پر افترا کرتے۔ ان کے اس افترا کے ساتھ کسی مفتری کی نسبت قرآن میں یہ نہیں فرمایا کہ اس افترا کے سبب سے ان مفتریوں کو ہلاک کیا بلکہ انکو دنیا میں نفع دینے کا ذکر کر کے قیامت کے دن عذاب و عدم نجات کا ڈر سنایا!

ناظرین مشرکین کا وہی تقول علی اللہ ہے جسکا آیت زیر بحث میں ذکر ہے آنحضرت کو تو آپ کے کمالات مذکورہ کے سبب ہلاکت کا حکم سنایا گیا مگر کسی مشرک مفتری کی نسبت تو ایسا ذکر بھی قرآن میں نہ سنا آیا!

اور کوئی واقعہ تاریخ میں ایسا پایا نہیں جاتا کہ اس افترا کے سبب کسی مشرک کو ہلاک کیا گیا ہو
۔ یہودی ایسے گذرے ہیں جو احکام توریت کو بدلتے اور انکی جگہہ اپنے تراشیدہ احکام
جاری کرتے اور کئی مسائل اعتقادی انہوں نے ازخود بنا رکھے تھے۔ ازانجملہ حکم رجم کی جگہ زانی

فویل للذین یکتبون الکتب بایدیھم
ثم یقولون ھذا من عند اللہ ... وقالوا
لن تمسنا النار الا ایاما معدودۃ (بقرہ ع ۹)
یقولون ھو من عند اللہ وما ھو من عند اللہ
ویقولون علی اللہ الکذب وھم یعلمون (آل عمران)
وغرھم فی دینھم ما کانوا یفترون (آل عمران)
کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الی
قولہ فمن افتری علی اللہ الکذب من بعد ذلک
فاولئک ھم الظالمون (آل عمران ع ۱۰)
قل ان الذین یفترون علی اللہ الکذب لا یفلحون
متاع فی الدنیا ثم الینا مرجعھم ثم نذیقھم العذاب
الشدید بما کانوا یکفرون (یونس ع ۷)

کا منہ کالا کرنا ہے اور اپنے گروہ کی نسبت یہ اعتقاد
کرنا کہ وہ صرف چالیس روز دوزخ کا عذاب
بھگتیں گے اور شریعت ابراہیمی میں اونکا خدا تعالے
پر یہ افترا کہ اونٹ کا گوشت انکی شریعت میں حرام
تھا۔ ان اعتقادات و مسایل کی نسبت خدا تعالی
نے اونکو مفتری کہا مگر یہ نہیں فرمایا کہ اس افترا کے
سبب ہمنے اونکو ہلاک کیا بلکہ ایک آیت میں صاف
فرما دیا ہے کہ جو لوگ خدا پر افترا کرتے ہیں انکو نجات
اخروی نہ ہوگی دنیا سے وہ نفع اٹھائیں گے مگر کہ
انجام کار ہمارے طرف رجوع کرینگے تو ہم انکو
سخت عذاب چکھائیں گے۔

ہمارے اس زمانہ میں مرزا کے بہائی سیکڑوں مولوی واعظ ایسے ہیں جو روپیہ دو روپیہ لیکر
جھوٹے فتوے لکھتے ہیں اور منبروں پر بیٹھکر خدا تعالی کی نسبت ایسی باتیں کہتے ہیں جو خدا تعالی نے
نہیں فرمائی ہیں یہ افترا علی اللہ نہیں تو اور کیا ہے اور ہم نے کوئی ایسا نہیں سنا جسکو خدا تعالی
نے اس افترا کے سبب ہلاک کر دیا ہو یا کسی کی ٹانگ بھی توڑی ہو۔
خدا تعالی کا جنرل رول (عام قاعدہ) سزا دہی میں یہ ہے کہ ایسے کفر و شرک و افترا وغیرہ گناہوں
کی سزا قیامت پر رکھی ہے اور وہی دار الجزا ہے۔ دنیا میں وہ کافروں ظالموں مفتریوں کو مہلت

دنیا چلا آتا ہے اور یہہ دنیا دار العمل ہے - اگرچہ بعض اوقات بعض اشخاص اور اقوام کو وہ دنیا میں بہی سزا دیدیتا ہے مگر یہہ اسکا جنرل رول نہیں ہے اس نظر سے آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے -

انکم الیوم فی دار العمل ولا حساب وانتم غدا فی دار الحساب ولا عمل رواه البیهقی مشکوة ص ۴۳۶	لوگو! تم آج دار العمل میں ہو تم سے پورا احساب نہیں لیا جاتا اور کل کو (قیامت کو) تم دار الحساب میں پہنچوگے جہاں کوئی عمل نہ کرسکوگے -

شاید مرزا مضمون ان آیات کی نسبت یہ عذر کرے کہ جن مفتریوں کے افترا کا ذکر ان آیات میں ہوا ہے انہوں نے دعوے نبوت والہام نہیں کیا اور میرا دعویٰ سزا ہلاکت کا انہی لوگوں کی نسبت ہے جو الہام و نبوت کے مدعی ہوں تو اسکا جواب یہ ہے کہ تحفہ گولڑیہ ص ۲ منقولہ بالا میں تو مرزا نے صرف دعوے نبوت والہام پر دعوے سزا ہلاکت نہیں کیا بلکہ ہر ایک جہوٹی تعلیم اور جہوٹے عقاید اور جہوٹے دعوے کے (جو ضلالت وکفر سے لوگوں کو ہلاک کرے) لئے سزا ہلاکت تجویز کی ہے اور یہی آیت قرآن کا مطلب بتایا ہے اور آیت زیر بحث میں بہی ہر ایک تقول علی اللہ پر وعید ہلاک ہی خاصکر دعوت نبوت میں تقول پر یہہ وعید نہیں آئی - اور دوسری آیات قرآن میں بہی ہر ایک افترا علی اللہ کو جہوٹے دعوے نبوت اور جہوٹے دعوی وحی کے برابر شمار کیا ہے - ایک آیہ میں ارشاد ہے

ومن اظلم ممن افتری علی اللہ الکذب او قال اوحی الیّ ولم یوح الیہ شیئ (انعام ع ۱۱)	کہ اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہے جو خدا پر کوئی افترا کرے یا یہ کہے کہ میری طرف وحی ہوئی ہے حالانکہ اسکی طرف کوئی وحی نہ ہو -

اور جس حالت میں نہ یہ آیت زیر بحث میں خاصکر دعوے وحی والہام میں افترا کا ذکر ہے اور نہ مرزا کی عبارت مذکورہ منقولہ میں یہ خصوصیت پائی جاتی ہے اور افترا علی اللہ سبہی قسم کے ایک حکم رکہتے ہیں لہذا آیات مذکورہ مرزا کے دعوی کے رد و ابطال کیلئے پوری حجت ہیں - مرزا اور اسکے اتباع میں کچھہ شرم وحیا ہو تو آئندہ وہ یہ دعوے قلم یا زبان پر نہ لاوینگے کہ خدا پر افترا کرنیوالا اور لوگوں میں جہوٹی تعلیم پہیلانے والا جہوٹے عقائد پیش کرنیوالا زندہ نہیں رہتا اور آیت زیر بحث

میں پہر ایک مفتری علی اللہ کا حکم بیان ہوا ہے صفحہ (۱۰۲) سے اسمقام تک مرزا کی ان ترانیون کا جواب ادا ہوا ہے ہم اجمل اس سوال کا جو صفحہ (۱۱۲) میں مرزا کیطرف سے پیش کیا گیا تہا کہ اگر مرزا کے عقائد کفریہ اور دعوے مسیحیت و مہدویت اور جہوٹا دعوی الہام کرنا اور رسالہا سال سے جہوٹے الہامات گہڑتے رہنا طاعون کا سبب ہو سکتا ہے تو پہر مرزا اور اسکے مخلص خلفا طاعون سے کیون ہلاک نہ ہوئے تصریح و تشریح سے جواب دیتے ہین اگرچہ ضمنا وہ جواب ادا بہی ہو چکا ہے -

وہ جواب یہہ ہے کہ بیشک اور بلا ریب مرزا کے جہوٹے دعوون کی سزا یہہ طاعون ہے اور یہہ اسکی ادنی سزا ہے مگر خدا تعالی نے ان ظالمون مفتریون کو مہلت اور ڈہیل دی رکہی ہے جیسکہ اوس خدائے حلیم و صبور نے قوم نوح کو ایذا رسانی اور خدا تعالی پر افترا پردازیون پر ساڑہے نو سو برس تک مہلت دی تہی اور جیسا کہ اسنے فرعون کو اسکے اس افترا پر کہ میں تمہارا بڑا خدا ہون اور

انا ربکم الاعلی وما علمت لکم من الٰہ غیری

میں اپنے سوا کسی کو تمہارا معبود برحق نہین سمجہتا - ایک مدت دراز تک مہلت دی تہی نہ صرف ہلاکت سے مہلت بلکہ ملک مصر کی سرداری و سلطنت اور اسباب عیش و عشرت جن پر وہ فخر کرتا اور یہہ کہتا کہ کیا مجہے مصر کی سلطنت حاصل نہین اور

ونادی فرعون فی قومہ قال یقوم الیس لی ملک مصر وھذہ الانھار تجری من تحتی افلا تبصرون ام انا خیر من ھذا الذی ھو مھین ولا یکاد یبین فلولا القی علیہ اسورۃ من ذھب (زخرف ع ۵)

میرے (محلون کے) نیچے نہرین جاری نہین ہین اس ذلیل (حضرت موسی کی نسبت بکواس کرتا ہے) سے بہتر ہون - یہ تو صاف بات بہی نہین کر سکتا اسکو پاس سونے کے کنگن کیون نہین (جیسے کہ میرے پاس ہین) -

یہ مہلت اور گناہون کے ساتہہ عیش و عشرت کی مدد و فراغت خدائے حلیم و صبور کی قدیم سنت ہے اور یہہ مرزا اور اس سے پہلے بدکارون کے لیئے کرامت نہین ہے بلکہ یہ خذلان (توفیق چہین لینا) اور اہانت ہے جو استدراج کہلاتا ہے جسکا اس آیت مین ذکر ہے کہ جب منکر نصیحت کو بہول گئے تو ہمنے انپر ہر چیز (نعمت دنیا) کے دروازے

فلما نسوا ما ذکروا بہ فتحنا علیہم ابواب

كل شئ حتى اذا فرحوا بما اوتوا اخذناهم بغتة فاذاهم مبلسون ـ انعام ع ۵

کہول دئیے یہانتک کہ وہ اترانے لگ گئے تو ہمنے اچانک ایسا پکڑا کہ وہ ہر خیر سے مایوس ہوگئے

اس آیت کی تفسیر میں آنحضرت صلعم سے یہ حدیث مروی ہے کہ جب تم کسی بندہ کو دیکہو کہ خدا تعالی

عن عقبة بن عامر عن النبي صلعم اذا رايت الله عز وجل يعطي العبد من الدنيا على معاصيه ما يحب فانما هو استدراج ثم تلا رسول الله صلعم فلما نسوا ما ذكروا به الاية رواه احمد

اسکو گناہونکے ساتہہ دنیا اس قدر دیتا ہے جس قدر وہ چاہتا ہے تو یہ سمجہو کہ یہ استدراج ہے (یعنی ڈہیل اور مہلت دیکر پکڑنا) پہر آپ نے یہ آیت پڑہی جو اوپر منقول ہوئی ہے ـ

مرزا اور اسکا شاف اس مہلت پر فخر نہ کریں بلکہ خدا سے ڈریں اور اپنے تئیں شیخ سعدی کا یہ شعر پڑہکر سنا دیں ع

تو مشو مغرور بر حلم خدا ـــ دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

ان آیات واحادیث سے مرزا اور ہم خیال لوگوں کو تسلی نہ ہو اور ہمارے جواب کو وہ صحیح نہ سمجہیں تو وہ اپنی ہی الہامی کتاب کشتی نوح کا صلا سطر ۱۲ سے پڑہیں جسمیں یہ عبارت مرقوم ہے۔

یہ خیال مت کرو کہ پہر دوسری قومیں کیوں کامیاب ہو رہی ہیں حالانکہ وہ خدا کو جانتی بہی نہیں جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے اسکا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چہوڑنے کی وجہ سے دنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں خدا تعالی کا امتحان کبہی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اسے چہوڑتا ہے اور دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتوں کا خواہشمند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اسپر کہولے جاتے ہیں اور دین کی رو سے وہ نرا مفلس اور ننگا ہوتا ہے اور آخر دنیا کے خیالات ہی میں مرتا ہے اور ابدی جہنم میں ڈالا ـ ـ ـ جاتا ہے (ناظرین روے زمین کے مسلمانوں سے اعتقاد میں بجز مشتے چند از انبار مرزا ـ ـ ـ مرزا کا امتحان اس رنگ میں ہو رہا ہے اور اسی وجہ سے وہ بلاء طاعون میں ابتک مبتلا نہیں ہوا ہے اور دن رات عیش کرتا ہے اور مزے اڑاتا ہے اسلام کا نام جو اسکے قلم اور زبان پہ ہے تو وہ این شکل بر لشتے آکل " کا مصداق ہے اور نادان اہل اسلام سے ٹکے سیدہے کرنیکا ایک دام ہے) پہر مرزا کہتا ہے اور کبہی اس

میں ہر ایک مفتری علی اللہ کا حکم بیان ہوا ہے صفحہ (۱۱۲) سے اس مقام تک مرزا کی لن ترانیون کا جواب ادا ہوا اب ہم اصل اس سوال کا جو صفحہ (۱۱۳) میں مرزا کی طرف سے پیش کیا گیا تھا کہ اگر مرزا کے عقائد کفریہ اور دعوے مسیحیت و مہدویت اور جھوٹا دعوی الہام کرنا اور سالہا سال سے جھوٹے الہامات گھڑتے رہنا طاعون کا سبب ہوسکتا ہے تو پھر مرزا اور اسکے لخص خلفا طاعون سے کیون ہلاک نہ ہوئے تصریح و تشریح سے جواب دیتے ہین اگرچہ ضمنا وہ جواب ادا بھی ہو چکا ہے۔

وہ جواب یہہ ہے کہ بیشک اور بلا ریب مرزا کے جھوٹے دعوون کی سزا یہہ طاعون ہے اور یہہ اسکی ادنی سزا ہے مگر خدا تعالی نے ان ظالمون مفتریون کو مہلت اور ڈہیل دی رکھی ہے جیسیکہ اوس خدای حلیم اور صبور نے قوم نوح کو ایذا رسانی اور خدا تعالی پر افترا پردازیون پر ساڑھے نوسو برس تک مہلت دی تہی اور جیسا کہ اسنے فرعون کو اسکے اس افترا پر کہ میں تمہارا بڑا خدا ہون اور

انا ربکم الاعلی وما علمت لکم من الہ غیری

میں اپنے سوا کسی کو تمہارا معبود برحق نہین سمجھتا۔ ایک مدت دراز تک مہلت دی تہی نہ صرف ہلاکت سے مہلت بلکہ ملک مصر کی سرداری و سلطنت اور اسباب عیش و عشرت جن پر وہ فخر کرتا اور یہہ کہتا کہ کیا مجھے مصر کی سلطنت حاصل نہین اور

ونادی فرعون فی قومه قال یقوم الیس لی ملك مصر وهذه الانهار تجری من تحتی افلا تبصرون ام انا خیر من هذا الذی هو مهین ولا یکاد یبین فلولا القی علیه اسورة من ذهب (زخرف ع ۵)

میرے (محلون کے) نیچے نہرین جاری نہین میں اس ذلیل (حضرت موسی کی نسبت یکو اس کرتا ہے) سے بہتر ہون۔ یہ تو صاف بات بہی نہین کرسکتا اسکے پاس سونے کے کنگن کیون نہین (جیسے کہ میرے پاس ہین)۔

یہ مہلت اور گناہون کے ساتھہ عیش و عشرت کی مدد و فراغت خدای حلیم و صبور کی قدیم سنت ہے اور یہہ مرزا اور اس سے پہلے بدکارون کے لیئے کرامت نہین ہے بلکہ یہ خذلان (توفیق چہین لینا) اور اہانت ہے جو استدراج کہلاتا ہے جسکا اس آیت مین ذکر ہے کہ جب منکر نصیحت کو بہول

فلما نسوا ما ذکروا به فتحنا علیهم ابواب

گئے تو ہمنے انپر ہر چیز (نعمت دنیا) کے دروازے

كل شيء حتى اذا فرحوا بما اوتوا اخذناهم بغتة فاذا هم مبلسون سانعام ع	کہول دئے تہانتک کہ وہ اترانے لگ گئے تو ہمنے اچانک ایسا پکڑا کہ وہ ہر خیر سے مایوس ہو گئے

اس آیت کی تفسیر مین آنحضرت صلعم سے یہ حدیث مروی ہے کہ جب تم کسی بندہ کو دیکھو کہ خدا تعالی

عن عقبة بن عامر عن النبي صلعم اذا رايت الله عز وجل يعطي العبد من الدنيا على معاصيه ما يحب فانما هو استدراج ثم تلا رسول الله صلعم فلما نسوا ما ذكروا به الاية رواه احمد	اسکو گناہونکے ساتہہ دنیا اس قدر دیتا ہے جس قدر وہ چاہتا ہے تو یہ سمجہو کہ یہ استدراج ہے (یعنی ڈہیل اور مہلت دیکر پکڑنا) پہر آپ نے یہ آیت پڑہی جو اوپر منقول ہوئی ہے -

مرزا اور اسکا شاف اس مہلت پر فخر نہ کرین بلکہ خدا سے ڈرین اور اپنے تئین نیچہ ٹپکر سناوین ؎

تو مشو مغرور بر حلم خدا — دیر گیرد سخت گیرد مر ترا

ان آیات واحادیث سے مرزا اور ہم خیال لوگون کو تسلی نہ ہو اور ہمارے جواب کو وہ صحیح نہ سمجہین تو وہ اپنی ہی الہامی کتاب کشتی نوح کا صفحہ ۲۱ سطر ۱۶ سے پڑہین جہان یہ عبارت مرقوم ہے -

یہ خیال مت کرو کہ پہر دوسری قومین کیون کامیاب ہین یہہ ہی ہین حالانکہ وہ خدا کو جانتی بہی نہین جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے اسکا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چہوڑنے کی وجہ سے دنیا کی امتحان مین ڈالی گئی ہین خدا تعالی کا امتحان کبہی اس رنگ مین ہوتا ہے کہ جو شخص اسے چہوڑتا ہے اور دنیا کی مستیون اور لذتون سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتون کا خواہشمند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اسپر کہولے جاتے ہین اور دین کی رو سے وہ نرا مفلس اور ننگا ہوتا ہے اور آخر دنیا کے خیالات ہی مین مرتا ہے اور ابدی جہنم مین ڈالا .. جاتا ہے [ناظرین رو ے زمین کے مسلمانون کے اعتقاد مین بجز مٹھی چند اتباع مرزا ... مرزا کا امتحان اس رنگ مین ہو رہا ہے اور اسی وجہ سے وہ بلاء طاعون مین اب تک مبتلا نہین ہوا ہے اور دن رات عیش کرتا ہے اور مزے اڑاتا ہے اسلام کا نام جو اسکے قلم اور زبان پہ ہے تو وہ اس شکل بر لئے "اکل" کا مصداق ہے اور نادان اہل اسلام سے شکم پری کرنیکا ایک دام ہے] پہر مرزا کہتا ہے اور کبہی اس

رنگ میں امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامراد کہا جاتا ہے مگر موخر الذکر امتحان ایسا خطرناک نہیں جیسا کہ پہلا کیونکہ پہلے امتحان والا زیادہ مغرور ہوتا ہے" (جیسے کہ خود بدولت ہیں) کیا اس عبارت کشتی نوح کو پڑھکر بھی مرزا اور اسکا کوئی پیر و مرزا کے طاعون سے بچے رہنے پر فخر کریگا اور ہمارے اس جواب کی صحت میں جو ہمنے آیات و حدیث سے مدلل کیا ہے دم مارنے کی جرأت کریگا نہیں نہیں کبھی نہیں اور ہرگز نہیں

اور اگر کوئی یہ سوال کرے کہ مرزا اور اسکے اخص خلفاء اور اکثر اتباع تو استدراج میں ہیں مگر بہت سے صلحا اور بعض علماء مخالف مرزا (جیسے امرت سری رسل بابا) کیوں طاعون میں مبتلا ہو کر ہلاک ہوئے۔ اسکا جواب (جسکے بیان کا وعدہ بعض انگریزی خوان اہلحدیث سے شروع مضمون میں بصفحہ (۷) ہوا تھا) یہ ہے کہ صالحین کیلئے یہ طاعون عقوبت (سزا دہی) نہیں بلکہ کرامت و شہادت ہے۔ گو فاسقوں بدکاروں کے لئے یہ اہانت و عقوبت ہے طاعون اور دیگر امراض و مصائب خدا تعالی کے مقبول بندوں پر بطور ابتلاء وارد ہوتے ہیں اور انکو زلات (لغزشوں) اور خطاؤں سے پاک کرنیکے لئے نازل ہوتے ہیں اور دنیا سے پاک و صاف کرکے الله تعالے کی حضور میں اور جنت الفردوس میں لیجاتے ہیں۔ اور یہی بلائیں کافروں ظالموں بدکاروں پر بطور عقوبت نازل ہوتے ہیں اور عقوبت اخروی کا پیش خیمہ بنکر ایک نمونہ دکھاتے ہیں۔

ایسا ہی دنیا کی نعمتیں اور آسائشیں خدا تعالی کے مقبول بندوں کو بطور فضل انعام عطا ہوتی ہیں جن پر وہ خدا تعالی کا شکر کرتے ہیں اور ان نعمتوں اور آسائشوں سے سامان آخرت مہیا کرتے ہیں اور وہی نعمتیں اور آسائشیں منکروں اور بدکاروں کو ایک بلا کے طور پر دی جاتی ہیں جن میں منہمک ہوکر وہ آخرت کھو بیٹھتے ہیں اور ہلاکت کی راہیں اختیار کرتے ہیں۔

ان دونو صورت امتحان کا بیان اس آیت قرآن میں ہے جسمیں ارشاد ہے۔ تمکو (اے فریقین)

نبلوکم بالخیر والشر فتنہ (انبیاع ۲)	ہم وقتاً بوسیلہ اسباب خیر و شر سے آزماتے ہیں
وقطعناهم في الارض امما	ایک اور آیۃ میں ارشاد ہے کہ ہمنے انکو زمین میں جدا جدا

منهم الصالحون ومنهم دون ذلك وبلوناهم بالحسنات والسيئات لعلهم يرجعون (اعراف ع ۲۱)۔

گروہ کر دیا۔ کئی نیک ہیں کئی بد ہمنے اونکو بھلائیون اور برائیون (دونو) سے آزمایا تا کہ وہ ہماری طرف رجوع کرین۔

ولما نجا کہ نعمتون اور آسائیشون کے امتحان میں ثابت قدم رہنا مشکل ہوتا ہے اسلئے خدا تعالےٰ اپنے مقبول بندون کو اس امتحان میں کم شامل کرتا ہے اور خدا تعالیٰ شانہ اکثر مقبول صالحین کو دنیا کی نعیم آسائش سے بچا تا رہتا ہے گو اسباب اسایش مال دولت حکومت سلطنت انکو حاصل و میسر ہون چنانچہ اس مضمون کی احادیث بصفحہ (۱۲۳) عنقریب گذر چکی ہین اور مصیبتون و بلاؤن کے امتحان مین خدا کے مقبول بندون کا ثابت رہنا آسان ہوتا ہے۔ اسلئے تمام لوگون سے زیادہ مبتلا بلا خدا کے مقبول بندے ہی ہوتے ہین اسی مضمون کی احادیث بھی بصفحہ (۱۲۵) منقول ہو چکے ہین۔

اسی اصول کے مطابق خدا کے مقبول و صالحین بندون پر طاعون آتا ہے اور انکو شہادت کا

عن انس قال قال رسول الله صلعم الطاعون شهادة كل مسلم متفق عليه (مشکوٰۃ ص۱۳۶)

درجہ عطا کرتا ہے۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے طاعون ہر ایک مسلمان کیلئے (جو اس میں مبتلا ہو) شہادت ہے۔

اس حدیث کا مفہوم یہہ ہے کہ کافرون کے لئے وہ شہادت نہین عقوبت ہے۔

عن ابی هريرة قال قال رسول الله صلعم الشهداء خمس المطعون والمبطون والغرق وصاحب الهدم والشهيد في سبيل الله متفق عليه۔ (مشکوٰۃ ص۱۳۶)

حضرت ابوہریرہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شہادت کا درجہ پانیوالے پانچ ہین۔ طاعون زدہ۔ اسہال مین مبتلا ہو کر فوت ہونیوالا پانی مین ڈوب کر مرنیوالا۔ دیوار یا چھت کے نیچے دب کر مر جانے والا اور وہ شخص جو خدا کی راہ مین (لڑکر) جان دے۔

وعن جابر بن عتيك قال رسول الله الشهادة سبع سوى القتل المطعون شهيد والغرق شهيد وصاحب ذات الجنب شهيد والمبطون شهيد وصاحب الحريق شهيد والذي يموت تحت الهدم شهيد والمرأة تموت بجمع شهيد رواه مالك (مشکوۃ ص ۱۲۸)

جابر بن عتیک کی روایت میں ان پانچ کے علاوہ تین شہید اور مذکور ہوئے ہیں ایک وہ جو مرض ذات الجنب سے ہلاک ہو۔ دوسرا وہ جو جلکر مرجاوے تیسری وہ عورت جو پیٹ میں بچہ مرجانے سے یا جن کر مرجاوے

عن عرباض بن سارية قال يختصم الشهداء والمتوفون على فرشهم فى الذين يتوفون من الطاعون فيقول الشهداء اخواننا قتلوا كما قتلنا ويقول المتوفون اخواننا ماتوا على فرشهم كما متنا فيقول الله تعالى انظروا الى جراحهم فان اشبهت جراحهم جراح المقتولين فانهم منهم فاذا جراحهم قد اشبهت جراحهم رواه احمد (مشکوۃ ص ۱۳۱)

اور حضرت عرباض سے روایت ہے کہ شہید فی سبیل اللہ اور اپنے بستروں پر مرنیوالے ان لوگوں کی نسبت جو طاعون سے مرے ہیں جھگڑینگے شہید تو انکی نسبت یہ کہینگے یہ ہماری طرح (زخموں) سے مرے ہیں۔ بستروں پر مرنیوالے کہینگے کہ یہ ہماری طرح اپنے بستروں پر مرے ہیں۔ خدا تعالی ان کے جھگڑے کا یہ فیصلہ کریگا کہ انکے زخموں کو دیکھو اگر وہ مقتول لوگوں کے زخموں کے مشابہ ہیں تو یہ انہیں سے ہیں اور یہ انکے ساتھ درجہ بہشت میں رہینگے جب انکے زخموں کو دیکھا جاویگا تو ...

ان سب کو شہید فی سبیل اللہ اسلئے کہا گیا ہے کہ یہ بھی بطور شہید فی سبیل اللہ ناگہان اور تکلیف سے مرجاتے ہیں اور ایمان و حسنات کی برکت سے ان بلاؤں مصیبتوں کا اجر پاتے ہیں۔ یہی طاعون و دیگر امراض و مصیبتیں فاسقوں بدکاروں پر بھی آتی ہیں تو وہ غضب الہی کہلاتے ہیں اور سزا آخروی کا (جسکا استیفا قیامت کے دن مقرر ہے) پیش خیمہ و نمونہ بن جاتے ہیں۔

عن اسامة بن زيد قال قال رسول الله صلعم الطاعون اخبار ارسل على بنى اسرائيل او على من قبلكم

ایک حدیث میں آنحضرت نے فرمایا ہے کہ طاعون ایک عذاب ہے جو بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر یا یہ فرمایا کہ تم سے پہلے

فاذا سمعتم به بارض فلا تقدموا علیها واذا وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا فرارًا - متفق علیه (مشکوٰة صفحہ ۱۳۷)

لوگون پر بہیجا گیا تہا پس اگر کسی زمین مین اسکا وقوعہ ہونا سنو تو وہان مت جاؤ اور جس زمین مین پڑ جائے وہان سے طاعون سے بہاگنے کی نیت سے نہ نکلو [۱]۔

بالجملہ یہہ طاعون نیکون کے واسطے شہادت ہی اور بدون کے واسطہ عقوبت ہی اور یہہ بعینہ مرگ مفاجات (ناگہانی) کی نظیر ہے جسکی نسبت وارد ہے (اخذة الاسف الکافر ورحمة للمؤمنین مشکوٰة صفحہ ۱۳۲) یعنے مرگ مفاجات کافر کے لئے غصہ کی پکڑ ہے اور مومنون کیلئے رحمت ہی -

اس بیان سے جیسا کہ جواب سوال مذکور صفحہ (۱۱۲) ادا ہوا ویسا ہی اصل مضمون کے اس حصہ "طاعون کا روحانی سبب" کا بیان ہوا اور یہ امر ثابت ہوا کہ طاعون کا روحانی سبب لوگون کے اعمال ہین صالحین کے لئے صالحہ اعمال جنکے بدلے وہ طاعون کے ذریعہ کرامت وشہادت

[۱] فائدہ: یہ لفظ حدیث ہی اور اس سے ثابت ہوتا ہی کہ اگر بہاگنے کی نیت نہ ہو کوئی ضرورت ہو تو طاعون کی جگہ سے نکلنا منع نہین ایسا ہی اس جگہ جہان طاعون واقعہ ہو ضرورت کے لئے جانا منع نہین ہی یہ حکم اس شخص کیلئے ہے جو خدا تعالی پر کامل توکل رکہنے والا ہو اور اگر مبتلاء طاعون ہو جائے تو اسکے دل مین یہ خیال نہ گذرے کہ مجہکو کسی طاعون زدہ کی لاگ سے طاعون ہوا ہے اور اسکا یقین اس حدیث پر ہو جسمین آنحضرت نے فرمایا ہے کہ کوئی مرض بذات خود

عن ابی ہریرة قال قال رسول اللہ صلعم لا عدوی ولا ہامة ولا صفر فقال اعرابی یا رسول اللہ صلعم فما بال الابل تکون فی الرمل لکانہا الظباء فیخالطہا البعیر الاجرب فیجربہا فقال رسول اللہ صلعم فمن اعدی الاول - رواه البخاری وفی ہذه الاحادیث منع القدوم علی بلد الطاعون ومنع الخروج منہ فرارا من ذلک اما الخروج لعارض فلا باس بہ وہذا الذی ذکرناه ہو مذہب الجمہور - شرح مسلم صفحہ ۲۳۸

متعدی نہین ہوتی ایک اعرابی نے آنحضرت سے سوال کیا کہ ہمارے اونٹ اچہے بہلے ہوتے ہین پہر جب انمین کوئی خارش زدہ اونٹ آجاتا ہی تو سب کو خارش زدہ کر دیتا ہی اسکے جواب مین آپنے فرمایا کہ پہلے اونٹ کو جو خارش ہوئی تو وہ کس سے ہوئی یعنی جس پروردگار نے پہلے اونٹ کو خارش پیدا کی اسی نے ان سب مین پیدا کی ایسا ہی امام نووی نے شرح صحیح مسلم مین کہا ہی کہ ان احادیث صحیح مسلم مین طاعون کی جگہ جانا اور وہان سے بہاگنے کی نیت سے نکلنا منع کیا گیا ہے اور اگر کسی عذر و عارضہ سے نکل جائے تو منع نہین ہے مذہب

پاتے ہین اور طالحین (بدکاروں) کیلئے بداعمال جن کے سزا ہین وہ اس طاعون کے ذریعہ عقوبت دنیوی پاتے اور ذلیل و رسوا کئے جاتے ہین۔

اب رہا اس مضمون کا دوسرا حصہ کہ اسکا علاج کیا ہے سو یہی اس بیان سے مفہوم ہوتا ہے۔ اور ازانجا کہ صالحین کیلئے یہ طاعون شہادت ہے کرامت ہے لہذا اسکے ازالہ کے لئے علاج کی ضرورت نہین ہے اور نہ ہی اسکے حصول کے لئے کوشش و تمنا کی ضرورت ہے کیونکہ وہ ایک ابتلاء و امتحان ہے اور امتحان کیلئے تمنا کرنے کی اجازت نہین بلکہ ہمیشہ عافیت (بچاؤ) طلب کرنیکا حکم ہے ظالم دشمن کے مقابلہ مین مارا جانا شہادت ہے مگر اسکے مقابلہ کی آرزو کرنا منع ہے بلکہ اس سے عافیت کا سوال کرنے کا حکم ہے۔

صحیح بخاری کے صفحہ ۴۲۲ مین حدیث ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک جنگ کے موقعہ پر خطبہ پڑھا

ان رسول الله صلعم فی بعض ایامہ التی لقی فیہا العدو وانتظر حتی مالت الشمس ثم قام فی الناس فقال یا ایہا الناس لا تتمنوا لقاء العدو واسئلوا الله العافیۃ فاذا لقیتموہم فاصبروا (بخاری ۴۲۲)

اور فرمایا لوگو! دشمن کے مقابلہ کی تمنا نہ کرو اور خدا سے امن اور اس سے بچے رہنے کا سوال کرو ہان اگر اس سے مقابلہ ہو پڑے تو اس وقت صبر کرو۔

مولوی ارسل بابا امرت سری طاعون سے فوت ہوئے تو انکے معتقدین و اتباع نے انکی موت کو موت شہادت قرار دیا اور اس مضمون کا ایک اشتہار شائع کیا جو خاکسار کی نظر سے ابتک نہین گزرا جس پر مرزا کے ایک اخبار البدر کے نمبر ۲ جلد ۱ مین مرزا کی پیلن ترانی ہولافت نی مشتہر ہوئی کہ یہ موت مرزا کے الہام یخرج الصدر الی القبور کے مطابق ہوئی جسکا جواب صفحہ (۱۱۱) نمبر ۴ مین دیا گیا ہے پھر البدر کے نمبر ۹ جلد ۱ مین اس دعوی شہادت پر یہ اعتراض کیا کہ اگر طاعون کی موت شہادت ہے تو ان تمام مخالف مولویون کو اسکی آرزو کرنی چاہئے اور انکو دعائین کرانی چاہئے۔

اس اعتراض کا ایک جواب تو ہماری تقریر بالا مین ادا ہوا کہ کسی ابتلاء و امتحان کی تمنا جائز نہین۔ دوسرا جواب یہ ہے کہ مرزا نے تذکرۃ الشہادتین مین ملا عبداللطیف اور اسکے ساتھی کی موت کو موت شہادت قرار دیا ہے

پس اگر بنجویز شہادت کا لازمہ اسکی تمنا ہے تو چاہیے کہ خود ہی اس شہادت کی تمنا کرے اور کابل میں پہنچکر اسکے حصول میں ساعی ہو۔ اسکی اس تمنا و دعا کے وقت ہم بھی آمین کہینگے بلکہ کابل میں ساتھہ جانے کو حاضر ہین۔ اس تمنا اور سعی سے جبکہ مرزا کو شہادت نصیب ہو گی تو یسی ہی تمام ملک اور اسلام مین امن و عافیت کی صورت پیدا ہو جائیگی اور جس کم جہان پاک کی شل صادق تیسرا جواب حال مین موضع قادیان مین طاعون جلف[1] پیدا ہو گیا ہے اور کئی ایک اصحاب مرزا چار دیواری جسکے رہنے والے لتمد طاعون ہو چکے ہین تو مرزا کی دوسرے اخبار الحکم مین انکی موت کو شہادت قرار دیا گیا ہے۔ پھر مولوی رسل بابا کی موت یا ادعبالحیین کی موت کو موت تسلیم کرنے مین کیون انصاف کا خون کیا جاتا ہے خدا سے شرم چاہیئے دنیا سے شرم چاہیئے جو کچھہ قلم کا نہہ سے نکلے اسکو تو سوچ لیا جائے۔

ہان جو طاعون عقوبت ہو اور وہ کفر و فسق کے سزا دہی کیلئے کافرون و فاسقون پر مسلط ہوتا ہی اسکا علاج نہایت ضروری ہے اور وہ یہہ ہے کہ کافر کفر سے اور فاسق فسق سے توبہ کرین اور جناب باری کیطرف عجز و تضرع کیساتھہ رجوع ہون وہ ارحم الراحمین جسکی رحمت اسکے غضب پر غالب ہے بندون کی سچی توبہ پر رجوع برحمت کریگا اور اس عقوبت کو دور کر دیگا۔

شاید اسمقام مین یہہ **سوال** ہو کہ وہ کونسا کفر ہے جو اس زمانہ سے پہلے نہ ہوتا تہا اور اور وہ کون سے گناہ ہین جن کا ارتکاب پہلے زمانون مین نہ ہوتا تہا اور ان پر طاعون ٹوٹ پڑا اور یہہ عذاب نازل ہوا۔

اسکا **جواب** یہہ ہے کہ اس زمانہ مین اس قسم کا کفر دنیا مین پہیلا ہوا ہے جسکی نظیر پہلے زمانون مین بجز زمانہ بنی اسرائیل جسمین پہلے طاعون نازل ہوا نہا پائے نہین گئے اور اب گناہ بہی اس قسم کے وقوع مین آتے ہین جو اس زمانہ بنی اسرائیل مین پائے گئے تہے اس زمانہ کا یہ حال ہے کہ جو لوگ کسی مذہب کو بظاہر مانتے وہ اسی مذہب کا استخفافاً خلاف کرتے ہین اور اسکے مسلمہ احکام کو ہنسی ٹھٹھے میں اڑاتے ہین خصوصاً وہ لوگ جو مغربی تعلیم پا چکے ہین اور نئی روشنی

[1] سراج الاخبار جہلم نمبر ۱۳ و ۱۷ جلد ۲۰ ملاحظہ ہو۔

کی جہلک میں آکر نیو فیشن کے دلدادہ ہو رہے ہیں انکے اس استخفاف و استہزاء سے یقیناً
معلوم ہوتا ہے کہ ان گریجوایٹ (تعلیم یافتہ) اشخاص میں اکثر مسلمان مسلمان نہیں عیسائی
عیسائی نہیں۔ یہودی یہودی نہیں۔ ہندو ہندو نہیں علی ہذا القیاس۔
انکا کسی مذہب کیطرف منسوب ہونا صرف سوسائٹی (قومی جماعت) کے لحاظ سے ہے نہ دلی
اعتقاد سے۔ اور ان کا بعض رسوم و احکام مذہب کی پیروی کرنا رسمی طریق پر نہ اعتقادی طور پر
اس قسم کے ہندوؤں عیسائیوں وغیرہ کے خیالات مقالات و حالات سے بحث کرنا ہمارا کام نہیں اور نہ
یہ مضمون اس بحث کا مقام ہے۔ اس مقام میں ہم اس قسم کے مسلمانوں کے کفریات و معاصی کو بطور مثال
بیان کرتے ہیں۔ لعلھم یتقون او یحدث لھم ذکرا۔
اس قسم کے مدعیان اسلام ایک گروہ مرزائی (پیروان مرزا غلام احمد ساکن قادیان)
ہے ان کے اقوال و خیالات اسی جلد کے نمبر اول میں بصفحہ ۹ و ۱۰۔ اور جلد ۱۳ و ۱۴ وغیرہ اشاعۃ السنہ
میں بیان ہو چکے ہیں۔ دوسرا گروہ چکڑالوی ہے جن کے خیالات و مقالات کفریہ
جلد ۹ ا میں مفصل بیان کئے گئے تیسرا گروہ نیچری ہے جن دونو کا رہبر و پیشرو ہے انکے
خیالات مقالات جلد ۲ لغایت ۵ اشاعۃ السنہ میں مدلل طور پر مفصل بیان ہو چکے ہیں۔
اس مقام میں ہم چند مثالیں ایسی ذکر کرتے ہیں جن میں ایسے مسلمان بھی مبتلا ہیں جو نہ نیچری
کہلاتے ہیں نہ چکڑالوی نہ مرزائی نہ اور قسم کے بدعتی بلکہ وہ حنفی وغیرہ سنی مذاہب کے پیروان میں
شامل سمجھے جاتے ہیں اور بعض ان مذاہب کے لیڈر (رہنما) اور ریپریزنٹیٹو (وکیل) کہلاتے ہیں مع ہذا
وہ اسلام اور اسلامی احکام کو خیرباد کہہ رہے ہیں۔
پہلی مثال سود قرض کو حلال جاننا اور اسکی اشاعت میں سر توڑ کوشش کرنا ہے سود قرض کا
حرام ہونا ایسے احکام شرعیہ سے ہے جنمیں اس زمانہ سے پہلے کسی مسلمان فرقہ یا شخص کا اختلاف
پایا نہیں گیا۔ سب سے پہلے بانی مذہب نیچر نے مسلمانوں میں اسکی حلت کا خیال پہیلایا
اور اس اتفاقی حرمت میں یہہ شبہ ڈالکر نا واقف مسلمانوں کو متردد کر دیا کہ حضرت عمرؓ جیسے خلفا

ﷺ طاعون اسلام میں پہلے بھی واقعہ ہو چکی ہے جسکی تفصیل امام نووی نے شرح صحیح مسلم کے صفحہ ۲۲۶ میں کی ہے مگر جو طاعون اب فتنہ
[illegible]

بغوی فرما گئے ہین کہ آنحضرت صلعم فوت ہوئے اور ربو یعنے سود کی تفسیر نہ کر گئے" جسکا جواب انکو اشاعۃ السنہ جلد ۱۲ مین دیا گیا ہے کہ یہ قول عمری سود قرض کی نسبت نہین ہے بلکہ ربو فضل یعنی بیع مین بڑہوتری احد العوضین کی نسبت ہے۔ مگر اس جواب کو وہ کب سنتے تہے اور اشاعۃ السنہ انکے تابعین کب پڑہتے تہے لہذا انکا وہ منتر انکے پیروان پر چل گیا اور انہون نے یہ یقین کر لیا کہ جب آنحضرت کے خلفا کو سود مین یہ اشتباہ رہا تو ہمین ہر قسم کے اختلاف کی گنجایش ہے پس انہون نے حکم حرمت سود مین یہ تاویل کر دی کہ سود وہ حرام ہے جو محتاجون اور فقیرون سے لیا جاوے وہ حرام نہین جو ایسے مالدارون اور سوداگرون سے لیا جائے جو سودی روپیہ لیکر تجارت پر لگاتے ہین اور اس سے صدہا روپیہ کماتے ہین۔ اسکا جواب بہی انکو اسی جلد ۱۲ مین دیا گیا۔ مگر اس جواب کو ان لوگون سے کون سنتا اور مانتا تہا۔ ان کا فتوے نئی روشنی والون نے مان لیا ہے اور ان مین سود کا رواج ہو گیا۔ وہ صاحب تو دنیا سے سدہار ہے اور ان کے پیروان بہی اب خاموش ہین مگر اب حنفی مذہب کے پیروان اور اہلسنت کے مفتیان سود قرض کی حلت کی اشاعت مین سرگرم کوشش کر رہے ہین اور ملکی اخبارون (وطن۔ پیسہ اخبار لاہور۔ وکیل امرتسر) مین نہ صرف اسکی حلت کے بلکہ استحسان و ضرورت کے مضامین شایع کر رہے ہین اور ان لوگون کو ان اخبارون مین فخر ملت وغیرہ رفیع القاب سے یاد کیا جاتا ہے ایک دفعہ خاکسار نے بعض حضرات کے استفسارات کا جواب اخبار وطن مورخہ ۸ مئی ۱۹۰۳ نمبر ۱۸ جلد ۳ مین شایع کرایا اور تفصیل وافی جواب کیلئے اپنے رسالہ کی جلد ۱۲ و جلد ۱۸ و جلد ۱۹ کا حوالہ دیا اور بلا قیمت بطور رعایت ان جلدون کے ارسال کا بہی وعدہ دیا تو اسی اخبار کے نمبر ۲۳ جلد ۳ مورخہ ۵ جون ۱۹۰۳ء مین یہ جواب ملا کہ مین اس دردسری سے محفوظ رہنا چاہتا ہون جس پر خاکسار دم بخود ہو رہا۔ اور تب سے اس قسم کے مضامین اخبار ند کو فایل کرتا رہتا ہون کوئی سننے والا پیدا ہوگا اور کم سے کم اڈیٹر اخبار نے میرے جوابات درج اخبار کرنے کا وعدہ دیا تو ایک ایک کا جواب دونگا انشاء اللہ تعالی۔ حنفی مذہب کے ایک فاضل نے جو ایک حنفی مدرسہ کے مدرس بہی رہ چکے ہین حلت سود مین ایک رسالہ لکہا ہے جسکا

اسکا جواب بھی ہمارے رسالہ کی جلد ۱۸ میں شایع ہوچکا ہے۔
حنفی مذہب کے بعضے مفتی صاحبوں نے جو سود لیتے ہیں اور لوگوں کو فتوے حلت سود دیتے ہیں) اور عام مسلمانوں میں اب سود کا ایسا رواج ہوگیا ہے کہ اب سود سے منع کرنیوالوں کو تعجب کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے اور انکو قوم کا بدخواہ سمجھا جاتا ہے اور اس وقت عام مسلمانوں پر اس حدیث کا مضمون صادق

عن ابی ہریرہ عن رسول اللہ صلعم لیاتین علی الناس زمان لا یبقی احد الا اکل الربوا فان لم یاکلہ اصابہ من بخارہ ویروی من غبارہ۔ رواہ احمد وابو داؤد والنسائی (مشکوٰۃ ص ۲۳۶)

آرہا ہے جسمیں آنحضرت صلعم کا ارشاد ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آویگا جسمیں سودخواری سے کوئی باقی نہیں رہیگا اگر کوئی سود نہ کہاوے گا تو اسکو بخار یا غبار ہی پہنچ رہیگا۔

ہمارے خیال میں مسلمانوں پر اس عقوبت طاعون کا ایک سبب قوی اس سودخواری کو حلال کرنا ہے اور چونکہ اس سودخواری کا رواج پہلے مسلمانان بمبئی میں ہوا تہا اسلیئے سب سے پہلے وہاں طاعون پڑا۔ پہر مسلمانان جالندہر نے حلت سود کا بیڑا اٹہایا اور کمیٹی محقق الربا کو قایم کیا تو پنجاب میں سب سے پہلے جالندہر میں اور اس کے ضلع میں طاعون نے زور پکڑا۔ مسلمان اس بلا سے بچنا چاہتے ہیں تو اعتقاد حلت سود سے توبہ کریں۔

دوسری مثال جاندار مخلوق کی تصویریں بنانا اور تصویروں کا فروخت کرنا اور تعظیمی صورت میں انکو گھروں میں رکہنا۔

یہ افعال بہی اسلام میں قطعی حرام ہیں مصوروں کو آنحضرت صلعم نے لعنت کی ہے اور صاف فرمایا

لعن النبی صلعم المصورین (بخاری ص ۲۸۰ پ ۸) قال رسول اللہ صلعم اشد الناس عذابا یوم القیمۃ المصورون

ہے کہ قیامت کے دن ان لوگوں میں جن کو بہت سخت عذاب ہوگا مصورین ہوں گے

قال النبی صلعم من صور صورۃ فان اللہ معذبہ حتی ینفخ فیہا الروح ولیس بنافخ فیہا ابدا (صحیح بخاری ص ۲۹۶، صحیح مسلم ص ۲۰۱، مشکوٰۃ ص ۳۷۸)

ایک حدیث میں یہ ارشاد ہوا ہے کہ خدا تعالی قیامت کے دن مصوروں کو عذاب کریگا جبتک کہ وہ ان میں روح نہ پہونکینگے اور یہ ان سے کبہی نہ ہوگا۔

اس قسم کے وعیدین صحیح حدیثون مین وارد ہے جسکی تفصیل کا یہ مقام نہین —

اب یہ فعل مسلمانون مین جائز سمجھا جاتا ہے پہلے تو اس جواز کا خیال حضرات نیچریہ مین پیدا ہوا تہا تہذیب الاخلاق قدیم مین جواز تصویر کا ایک مضمون شائع ہوا جسمین نزاوی حدیث ممانعت حضرت میمونہ حرم محترم نبوی کی نسبت ایک سخت توہین کا لفظ راقم مضمون کے قلم سے نکلا جسکے پاداش مین یہی طاعونی دنبل اسکے حلق مین پیدا ہوا — اور وہ حیدر آباد دکن مین راہی ملک عدم ہوا — پہر نیچریہ کی تصویرین ان لوگون کے گہرون مین تعظیم سے رکہی گئین اسکے بعد آپکے خلیفہ (مگر منحرف و منحرف) پرافٹ قادیان نے جواز کا فتوے دیا اور مرزا کی تصویرین مریدون (مرزائیون) کے گہرون مین تعظیم و ادب سے رکہی گئین۔ اب تو سنی اور حنفی کہلانے والے مسلمان فوٹوگراف مین تصویرین بناتے اور فروخت کرتے ہین اور اپنے گہرون کے کمرے تصویرون سے سجاتے ہین اور اسلامی اخبارون مین تصویرین چہپتی اور قیمت تصاویر یا اطبون کے اشتہار شائع ہوتے ہین اور کوئی مسلمان ایسا نظر نہین آتا جو ان اخبار والون کو اس فعل حرام سے روکے اور اسکی مذمت مین کوئی مضمون درج اخبار کراوے — اب تو یہ افعال طیب حلال بلکہ نشان عزت و اقبال سمجہے جاتے ہین اور اسکی ممانعت کو نشان نکبت و زوال —

پہر مسلمانون پر عقوبت طاعون مسلط ہونے کو کون سے استعجاب کا محل ہے —

تیسری مثال مسلمانون کا داڑہیان منڈوانا یا جڑ سے کتروانا اور موچہونکو بڑہانا اور اسمین ہندوون عیسائیون وغیرہ مخالفین اسلام پر سبقت لیجانا ہے — بعض ہندوون عیسائیون کو دیکہا جاتا ہے کہ جب موچہین بہت بڑہجاتی ہین تو وہ انکو کسیقدر رکہوا کر ہونٹہ کہول لیتے ہین مگر مسلمان ایسے پیچہے رستم نکلے کہ وہ موچہون کو تاؤ دیکر کہانے پینے کے لیے کسیقدر رستہ نکال لیتے ہین اور موچہون کا غصہ داڑہی پر نکال لیتے اور ہر صبح استرہ سے داڑہی کی خبر لیتے ہین —

پہر دراتی پہلے تو لکہنؤ کے شیعون یا شیعون سے صحبت یافتہ سنیون مین تہا اور دہلی ملی طرف

پنجاب میں اس فعل کا مسلمانوں میں رواج نہ تھا۔ اب تمام پنجاب میں کیا بلکہ گریجوایٹ اور تعلیم یافتہ)
(نا تعلیم یافتہ مسلمانوں نے اس فعل کو اسلامی شعار بنا لیا ہے۔ انکے نزدیک یہ فعل گویا اسلامی
شعار تھا۔ ہندوؤں اور عیسائیوں نے غصب و تصرف بیجا سے یہ فعل اختیار کر لیا تھا۔ جن
لوگوں سے ہم آشنا نہیں ہوتے اور ریل گاڑی میں یا کسی مجلس میں ان سے مل بیٹھنے کا
اتفاق ہوتا ہے تو واللہ باللہ ثم تاللہ ہرگز نہیں پہچانتے کہ وہ صاحب ہندو ہیں یا عیسائی
یا مسلمان۔۔ ان کا مذہب معلوم کرنے کیلئے ان کا نام پوچھا جاتا ہے تو بعض اوقات نام بھی
ایسا سننا جاتا ہے جو ہندو، مسلمانوں اور عیسائیوں میں مشترک ہوتا ہے آخر بتصریح پوچھا
جاتا ہے کہ آپ کس مذہب کے پیرو ہیں تو یہ جواب سن کر کہ ہم مسلمان ہیں" کمال رنج
وافسوس ہوتا ہے۔ اور جن لوگوں سے ہم آشنا ہوتے ہیں اور وہ عند الملاقات ابتدا بالسلام
کرتے ہیں تو انکا لفظ سلام مونڈے ہوئے منہ اور مونچھوں سے ڈھکے ہوئے لبوں میں سن کر
ہمکو ایسا تکلیف دہ ہوتا ہے جیسا کہ کوئی کسی کو گالی دے یا پتھر دے مارے۔ انکو جواب سلام
بالفظ مناسب دیا جاتا ہے اور قائم آشنائی کے استحقاق سے ہمیشہ یہ کہا جاتا ہے کہ آپ
ہم پر احسان کریں اور اسلام کے حال پر رحم فرماویں ڈاڑھی نہ منڈوایا کریں اور مونچھیں کٹوایا کریں تو
وہ برملا اور صاف الفاظ میں فرماتے ہیں کہ ہم ڈاڑھی مونچھیں کے رکھنے یا نہ رکھنے کو اسلام
میں داخل نہیں جانتے اور جنسے ہماری بے تکلفی ہوتی ہے ان سے کہا جاتا ہے کہ اس
باب میں بیٹھ کر گفتگو کر لیں اپنے دلائل سناویں ہمارے سنیں تو وہ وعدہ دیکر ٹلا دیتے ہیں
اور سالہا سال ٹلاتے جاتے ہیں۔ ان میں ایک صاحب بیرسٹرایٹ لا خاص ہمارے وطن
کے ہیں جو امرتسر میں پریکٹس کرتے ہیں۔ کئی لاہور میں کئی اور متفرق مقامات میں۔ اس
مضمون میں یہ مسئلہ انہی کے ملاحظہ کیلئے درج ہوتا ہے وہ توجہ سے ملاحظہ فرماویں۔
ہم کتب اسلام اور اس کے احکام میں نظر کرتے ہیں تو ان میں بانئے اسلام شارع
اسلام کا کھلم کھلا اور صاف الفاظ میں یہ حکم پاتے ہیں۔

عن ابن عمر عن النبی صلعم خالفوا المشرکین اوفروا اللحی واحفوا الشوارب (صحیح بخاری ص۸۷۵)

کہ مشرکین (یعنی مجوس چنانچہ دوسری روایت میں تصریح مجوس ہے) کا خلاف کرو ڈاڑھیاں بڑھاؤ اور موچھیں خوب کٹواؤ۔

من زید بن ارقم ان رسول اللہ صلعم قال من لم یاخذ من شاربہ فلیس منا مشکوٰۃ ص۳۷۳

ایک حدیث میں آنحضرت صلعم نے ارشاد کیا ہے جو موچھوں کے بال نہ کٹوائے وہ ہم میں سے (یعنی مسلمانوں سے) نہیں ہے

عن ابن عمر عن النبی صلعم قال من الفطرۃ قص الشارب (بخاری ص۸۷۵)

ایک حدیث میں آیا ہے موچھیں کٹوانا فطرت (اسلامی خصائل) سے ہے۔

عن ابن عباس قال کان رسول اللہ صلعم یقص او یاخذ من شاربہ وکان ابراھیم خلیل الرحمن یفعلہ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ص۳۷۳)

ایک حدیث میں آیا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابراہیم خلیل اللہ موچھیں کٹوایا کرتے۔

قرآن مجید میں جو ارشاد ہے کہ ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو چند کلمات (احکام) سے آزمایا

واذ ابتلیٰ ابراھیم ربہ بکلمات فاتمھن (بقرہ ع ۱۵) ہی الفطرۃ قص الشارب الخ (جلالین ص۱۵ معالم ص۳۵)

تو ان احکام میں باتفاق مفسرین لبوں کا کٹوانا بھی شمار کیا ہے۔ اس صورت میں یہ حکم قرآنی اور الٰہی حکم ہے نہ صرف آنحضرت صلعم یا کسی نبی کا اپنا حکم

ایسے حکم اسلامی اگر مسلمان ہلکا سمجھ کر ترک کریں اور اسکے برخلاف رسم وطریق اقوام غیر کی پیروی اختیار کریں تو وہ کیونکر طاعون وغیرہ عقوبتوں کا محل نہ ہوں۔

چوتھی مثال مسلمانوں میں لباس و زینت نامشروع کا رواج ہے۔ اکثر تعلیم یافتہ مسلمان ریشمی کپڑے اور سونا پہنتے ہیں اور اسکو جائز سمجھتے ہیں اور یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ لباس و زینت سے مذہب کو کوئی تعلق نہیں ہے جو کچھ کوئی چاہے پہنے اور جس قوم کا لباس پسند کریں اختیار کرلے یہ سبیلے تو سکے پیر نیچر نے اپنے شائع کیا اور تہذیب الاخلاق میں

اس قسم کے مضامین کو شائع کیا تھا پہر رفتہ رفتہ انکی تقلید کو عام مسلمانون نے بہی جو نیچری نہین کہلاتے اختیار کر لیا ان کے رد مین اشاعۃ السنہ جلد ۲ و ۳ و ۴ مین متعدد مضامین شائع ہو چکے ہین اس مقام مین صرف چند احادیث نقل کیجاتی ہین ایک حدیث مین آیا ہے کہ

عن براء بن عازب قال نہانا النبی صلعم عن خاتم الذہب وعن الحریر بخاری ومسلم ص ۸۷۸ ص ۱۸۹

آنحضرت صلعم نے سونے کی انگوٹہی اور ریشم پہننے سے منع کیا ہے۔

قال رسول اللہ صلعم من یلبس الحریر فی الدنیا لم یلبسہ فی الاخرۃ (بخاری ص ۸۶۷ مسلم ص ۱۹۱)

اور ایک حدیث مین فرمایا ہے جو شخص دنیا مین ریشم پہنے گا وہ آخرت مین نہ پہنے گا۔

ان النبی صلعم قال احل الحریر للاناث من امتی وحرم علی ذکورہا۔ رواہ الترمذی مشکوۃ ص ۳۷۶ وقال حدیث حسن صحیح

اور ایک حدیث مین آپکا ارشاد ہے سونا اور ریشم میری امت کی عورتون کیلئے حلال ہے مردون کیلئے حرام ہے۔

اس حدیث مین جو عورتون کیلئے سونے کی حلت کا حکم وارد ہے یہہ بہی مطلق نہین قید قلت کیساتہ مقید ہے چنانچہ نسائی اور ابوداؤد کی حدیث مین وارد ہے کہ

فی اخر للنسائی عن ابن عمر قال نہی رسول اللہ صلعم عن لبس الذہب الا مقطعا المقطع الشیئ الیسیر نحو الشنف فی الخاتم للنساء وکرہ الکثیر للسرف والخیلاء۔ (تیسیر الوصول ص ۱۸۵)

آنحضرت صلعم نے سونے کے پہننے سے منع کیا ہے بجز قدر قلیل۔ تیسیر الوصول مین اس حدیث کو نقل کر کے کہا ہے کہ مقطع سے قدر قلیل مراد ہے جیسے بالی اور انگوٹہی عورتون کیلئے۔ اور کہا ہے کہ اس قید کی وجہ یہ ہے کہ کثرت مین اسراف اور تکبر پایا جاتا ہے

ایک حدیث مین اسکی وجہ یہہ بہی فرمائی گئی ہے کہ یہہ نعمتین (چاندی سونا) کافرون کے واسطے

ہی لہم فی الدنیا ولکم فی الاخرۃ بخاری ص ۸۶۷ مسلم ص ۱۸۹

دنیا مین ہین تم (مومنون) کے لئے آخرت مین ہین۔

ان احادیث کو مسلمان غور سے پڑہین اور پہر انصاف سے سوچین کہ جب مسلمان سونے ریشم کو

حلال سمجھنے لگ گئے اور اس اعتقاد سے اونکو استعمال مین لاتے ہین تو ان پر طاعون وغیرہ آسمانی
بلائین کیون نازل نہ ہون ٭

پانچوین مثال جو سب سے عجیب مثال ہے بہتیرے گریجوایٹ مسلمان کہانے پینے حلال
وحرام کی پابندی کو فضول جانتے مردار جانور (گلا گہونٹی مرغیان وغیرہ) کہاتے اور اس پر شکر
بجالاتے اور یہہ فرماتے ہین - الحمد لله الذی جعل الدین یسرا لا عسرا یعنی خدا کا شکر
ہے جس نے دین آسان کیا مشکل نہین بنایا۔ بعض حضرات نے جو درجہ اعلے تہذیب وکمال کو پہنچ
گئے تہے ایک یورپین دعوت مین خنزیر کا گوشت بہی تناول فرمایا۔ خانساماں یا کہانا کہلانے
والے خدمتگار کے کہنے پر کہ یہہ گوشت آپ کے لائق نہین ہے مطلق کان نہ دہرا۔ بہت
لوگ جو ولایت جاتے ہین وہ حلال حرام کی کچھہ پرواہ نہین کرتے - اور وہان ذبح جانورون
کا دستور ہی نہین ہے - پمپ کے ذریعہ سے جانورون کا دم نکالا جاتا ہے اور وہی گوشت عموماً
کہایا جاتا ہے - اس بات مین بعض گریجوایٹ ہندو بہی مسلمانون کے شریک ہین وہ گائی
کا گوشت کہاتے ہین اور یہہ کہتے ہوئے سُنے گئے کہ کیا مذہب ساتھہ کہانے پینے سے جاتا رہتا ہے

اس سے بہی عجیب تر **چہٹی مثال** اور سن لو - بہتیرے تعلیم یافتہ مسلمان نماز کو جو اسلام ارکان سے
ایک رکن اعظم ہے لغو وفضول حرکت جانتے اور سجدہ مین سر نیچے اور چوتڑ اوپر کرنے کو حماقت
اور خلاف وضع فطرت کہتے سُنے گئے ہین اور بعض جو کسی مسجد یا مجلس مین پہنسکر از شرم
سے دیگر نماز پڑہنے پر مجبور ہو جاتے ہین تو وہ بلا وضو و بلا غسل جنابت ہی کام چلاتے ہین
اس قسم کی مثالین ایک نہین دو نہین سیکڑون بلکہ ہزارون ہین ع اندکے با تو بگفتم و بدل
ترسیدم + کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است -

اسوقت مسلمانون کے حال پر اس حدیث کا مضمون پورا صادق آرہا ہے جسمین ارشاد ہوا ہے

قال رسول الله صلعم یاتی علی الناس زمان لا یبقیٰ من الاسلام الا اسمہ ولا من القران الا رسمہ
کہ لوگون پر ایسا زمانہ آویگا کہ اس مین اسلام سے صرف نام باقی رہے گا اور قرآن سے صرف

مساجدهم عامرة وهي خراب من الهدى علماءهم شر من تحت اديم السماء من عندهم تخرج الفتنة وفيهم تعود رواه البيهقي في شعب الايمان (مشکوٰۃ ص ۳۸)

انکے نقوش و حروف ان مسلمانوں کی مسجد آباد ہونگے ۔ (یعنی فرش فروش جھاڑ فانوس سے) اور وہ ہدایت سے اجاڑ ہونگی ۔ ان کے علماء آسمان کے بدترین ہونگے جو آسمان کے نیچے ہونگے انہی سے فتنہ نکلے گا اور انہی کیطرف رجوع کرے گا ۔

ایک اور حدیث میں ارشاد ہوا ہے کہ لوگوں پر ایسا زمانہ آویگا جسمیں لوگ پروا نہ کرینگے کہ جو لیتے یا کماتے ہیں حلال ہے یا حرام ۔ قال رسول الله صلعم یاتی علی الناس زمان لا یبالی المرء ما اخذ منه أمن الحلال ام من الحرام (رواہ البخاری)

آخریں زمانہ ان احادیث کا پورا مصداق ہے عوام (جنمیں اچھے برے سب) اکثر گرہ کاٹ داخل ہیں انکا حال تو آپ لوگوں نے سن لیا ۔ یہی حال اکثر علماء زمانہ کا حال ہے وہ بھی انہی کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں ۔ اور اگر سچ پوچھو تو یہ رنگ عوام پر آگیا ہے یہ انہیں حضرات کا رنگ ہے ۔ بڑے بڑے علماء و مشائخ انہی مغربی علوم کے حامی ہیں جن علوم کو پڑھکر وہ لوگ دین سے آزاد ہوگئے ہیں دنیا اور ترقی جدید پر عمل و استقامت کا ارادہ ہے ۔ پڑھنے پڑھانے کیطرف انکی توجہ کم ہو گئی ہے ۔ اور آزادی اصول و مسائل اسلام کی حفاظت و اشاعت کیطرف انکی توجہ نہیں ہی وہ ہمہ تن دنیاوی علوم کی ترویج و ترغیب میں مصروف ہیں اور اپنے معتقدوں اور اپنی اولاد کو ان ہی علوم کیطرف توجہ دلا رہے ہیں اسی کی کچھ وقت بچا ہے تو اسکو وہ فروعی جھگڑوں میں جن سے مسلمانوں میں باہمی عناد و فساد بڑھے صرف کرتے ہیں ۔ انکا نوحہ اور انکی سیاہ کاری پر ماتم اشاعۃ السنہ میں بارہا ہوچکا ہے اور آیندہ بھی جبتک وہ اپنی روش کو نہ بدلیں وقتاً فوقتاً ہوتا رہیگا ۔ افسوس تک تو انکے اور انکے پیروان عوام کے حال پر یہ بیت صادق آرہا ہے ۔

گر ہمین مکتب است و این ملا
کار طفلان تمام خواہد شد

حضرات ناظرین آپ کسی طفل اس مکتب کا امتحان کرکے دیکھو اور بڑی بڑی اسلامی یا غیر اسلامی

انسٹیٹیوٹ یا تعلیمگاہ کے طلباء کے عمل و اعتقاد کو ٹٹولا ان مین اصول و مسایل مذہب کا پورا
معتقد کم پاؤ گے کوئی کسی حکم مذہب مین شک ظاہر کریگا کوئی کسی حکم مین - اور ایسا کوئی نکلیگا
یا شاذ و نادر نکلیگا جو اپنے مذہب کے جملہ اصول و مسائل کو مانتا ہو - ہمنے بعض اسلامی
کالجون کے طلباء کا حال سنا اور دیکھا بعض نماز بن پڑھے ہین تو اتالیق کے جبر سے اور
بلا وضو و طہارت - ایک اسلامی کالج مین حکم ہو کہ جو نماز کی پہلی رکعت شامل جماعت نہ ہوگا وہ
مستوجب سزا ہوگا - تو بعض طلباء نے یہ شیوہ اختیار کر لیا کہ آخری رکعت مین شامل جماعت ہوئے
اور امام کے ساتھہ ہی سلام پھیر دیتا کہ پہلی رکعت مین شامل سمجھے جاوین بعض طلباء کو پردہ یعنی
اسلامی انتظام و حکم پردہ نسوان پر معترض پایا - بعض کو احکام حلال و حرام متعلق لباس و خورش
مین شک ظاہر کرتے ہوئے دیکھا -

اے حضرات یہ ان دنیاوی علوم مشرقی کی تعلیم کا اثر نہین بلکہ ان علوم کے مقابلہ مین دینی علوم
کی تعلیم مین کمی اور اصول و مسایل مذہب سے ناواقفی کا اثر ہے جن کالجون اور سکولون مین مغربی
تعلیم کے ساتھہ مذہبی تعلیم بھی دیجاتی ہے وہ نسبتاً ایسے کم ہوتی ہے جیسے آٹے مین نمک ڈالا
جاتا ہے یا چلنے والی گاڑی کے پہئے مین تیل لگایا جاتا ہے -

یہی مذہبی تعلیم کی کمی اور مسائل مذہب سے ناواقفی ان گریجوایٹ اشخاص پر وہ رنگ لائی ہے
تہوڑا عرصہ گذرا ہے کہ ایک گریجوایٹ بی اے عبد الغفور نامی اسلام سے مرتد ہو کر آریہ
بنگیا اور دہرم پال نام رکہوا یا ہے اور اس نے ایک رسالہ ترک اسلام کے نام سے شائع
کیا ہے اس قسم کے گریجوایٹ گہر گہر اور ہر مدرسہ و سکول مین ہونگے مگر وہ سوسائٹی
(قوم) کے لحاظ و پاسداری سے نام کا اسلام نہین چہوڑ سکتے -

ان بدعملیون اور بد اعتقادیون پر ایک طاعون کیا ہزار آفت ٹوٹ پڑتی اور نئے دن نئی
بلا آسمان سے نازل ہونے کا اندیشہ ہے اور اسکا علاج بجز اسکے اور کچہہ نہین ہے کہ
لوگ ان بدعملیون اور بد اعتقادیون سے تائب ہون - اور ہدایات و احکام مذہب کی

پوری پابندی اختیار کرین۔

ہرچند اس بیان سبب و علاج طاعون مین ہمارا روے سخن مسلمانون کیطرف رہا ہے اور انہی بدعملیون اور بداعتقادیون کی تمثیلات کی زیادہ تفصیل ہوئی ہے کیونکہ ہم مسلمان ہین ہمارا رسالہ خادم اسلام و اہل اسلام ہے مگر اقوام غیر کے اعیان و اشخاص کا بھی یہی حال ہے ان مین سے بھی اکثر اپنے مذہب کے اصول و مسایل کے معتقد و پابند نہین رہے اکثر ہندو ہندو نہین رہے نہ عیسائی عیسائی رہے ہین۔ علی ہذا القیاس اور روئے زمین پر عام لامذہبی پہیلی ہوئی ہے **ہندوؤن کی بدعملی** بداعتقادی کا ذکر پانچوین مثال مین بیان ہو چکا ہے **عیسائیون** کا حال محتاج مثال نہین ہے۔ یوروپ وغیرہ بلاد مین عیسائیت برائے نام ہے۔ فی صدی بلکہ فی ہزار ایک شخص بھی مذہب عیسائی کا قائل و معتقد نہین ہے۔ اکثر مذہب کو فضول و لغو سمجھتے ہین اور بعض جو قایل ہین تو برائے نام و بلحاظ قوم۔ حضرت پوپ گو مذہب عیسائی کا دم بھرتے ہین مگر توریت کو پس پشت ڈال چکے ہین ان مین سے ایک بھی ایسا نظر نہین آتا جسکا شریعت توریت پر عمل ہو۔ لہذا انکی نسبت بھی یہ کہنا بیجا نہین کہ وہ بھی درحقیقت عیسائی و حضرت عیسیٰ کے پیرو نہین ہین۔ حضرت مسیح علیہ السلام کا قول ہے جو انجیل متی باب ۵ آیت ۱۷ لغایت ۲۶ مین منقول ہے۔ "یہہ خیال مت کرو کہ مین توریت یا نبیون کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا ہون۔ منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہون کیونکہ مین تمہین سچ کہتا ہون کہ جب تک آسمان اور زمین ٹل نہ جاوین ایک نقطہ یا شوشہ توریت کا ہرگز نہ ٹلیگا جب تک سب کچھہ پورا نہ ہو (۱۹) پس جو کوئی ان حکمون مین سے سب سے چھوٹے کو ٹال دے اور ایسا ہی آدمیون کو سکھا دے آسمان کی بادشاہت مین سب سے چھوٹا۔ پر جو کوئی عمل کرے اور سکھلاوے وہی آسمان کی بادشاہت مین بڑا کہلائیگا۔ (۲۰) کیونکہ مین تمہین کہتا ہون کہ اگر تمہاری راستبازی فقیہون اور فریسیون سے زیادہ نہ ہو تم آسمان کی بادشاہت مین کسی طرح داخل نہ ہوسکوگے"۔

اور چونکہ پادریون کا عمل شریعت توریت کے احکام پر نہین لہذا وہ مسیح کی شہادت سے عیسائی نہین اسیوجہ سے قرآن نے اِن کے حق مین اور ان کے خطاب مین کہا ہے۔

یَآاَھْلَ الْکِتٰبِ لَسْتُمْ عَلٰی شَیْءٍ حَتّٰی تُقِیْمُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْکُمْ مِّنْ رَّبِّکُمْ۔ مائدہ ع ۹

اے اہل کتاب تم کسی دین پر نہین جبتک کہ تم توریت اور انجیل کو اور جو کچھہ تمہارے رب کیطرف سے نازل ہوا ہے قایم نہ رکھو۔

وَلَوْ اَنَّهُمْ اَقَامُوا التَّوْرٰىةَ وَالْاِنْجِیْلَ وَمَآ اُنْزِلَ اِلَیْهِمْ مِّنْ رَّبِّهِمْ لَاَکَلُوْا مِنْ فَوْقِهِمْ وَمِنْ تَحْتِ اَرْجُلِهِمْ۔ (مائدہ ع ۸)

اور یہہ بھی فرمایا کہ اگر اہل الکتاب توریت انجیل کو اور جو کچھہ کہ انکی طرف خدا کیطرف سے نازل ہوا ہے قایم کرتے تو اوپر سے (آسمانی برکات سے) بھی کھاتے اور نیچے (زمین کی پیداوار) سے بھی کھاتے۔

اب ہم عام لوگون کی جنمین اہل اسلام۔ عیسائی۔ ہنود وغیرہ سب شامل ہین بدعملی کی **ساتوین مثال** بیان کرتے ہین اور اس پر اس مضمون کو ختم کرتے ہین **وہ یہہ ہے** کہ دنیا مین اسوقت جھوٹ اس قدر پھیل گیا ہے کہ اسکی نظیر پہلے زمانون مین سُنی نہین گئی۔ روزمرہ کے لین دین مین ہے تو جھوٹ۔ عدالتون کی شہادتون مین ہے تو جھوٹ۔ باہمی بسلسل تعلقات مین ہے تو جھوٹ۔ غرض جدہر دیکھو اور جس طرف نظر کرو **جھوٹ** ہی جھوٹ نظر آتا ہے۔ مجلسون مین جاؤ تو جھوٹ۔ مسجدون مجالس درس و وعظ ولیکچرون مین جاکر سنو تو جھوٹ تصانیف کتابون ناولون اشتہارون مین دیکھو تو جھوٹ۔ ان سب سے **اول درجہ** پر **تجارتی اشتہارات** ہین خصوصاً ادویہ اور معالجات کے اشتہارات کہ انمین چراغ یا مشعل لیکر ڈہونڈوگے تو سچ بہت ہی کم پاؤگے۔ ہر شخص اپنی مجوزہ دوائین ہر مرض کی شفا بتاتا ہے دوسرا اسکو جھوٹا بتاتا ہے اور یہہ کہتا ہے لفاظی طبیبون کیطرف نہ جانا اور جھوٹے اشتہارون سے دہوکہ نہ کہانا صحت ہماری دواؤن مین اور صداقت ہماری اشتہارون مین ہے۔ ان جھوٹے اشتہارون کے ذریعہ ہزارون بلکہ لاکھون روپیہ مخلوق خدا کا جو عقل کے

اندھے اور گانٹھ کے پورے ہین لوٹا جاتا ہے اور وہ روپیہ زنا و شراب ناجائز عیش و عشرت
مین صرف کیا جاتا ہے جو لوگ غریب ہین اور بیگانے گھر ونکی روٹیون کے محتاج تھے وہ مالا
مال ہو گئے ہین اور بگھیون اور فٹنون پر سیر گشت کر رہے ہین۔

ان اکاذیب کی اشاعت کرنیوالے اکثر **ملکی اخبار** ہین جو ریفارمر کہلاتے ہین اور
تہذیب و اصلاح ملکی و قومی و اخلاقی کا بیڑا اٹھانے کے مدعی ہین وہ اجرت چھپائی کی طمع
سے ہر ایک اشتہار کو اسکی سچائی کا امتحان کرنے کے بغیر درج اخبار کر لیتے ہین اور اس وعید
شارع سے کہ جو شخص جھوٹ بات کو نقل و رشایع کرے وہ احد الکاذبین ہے؟ نہین ورتے
ان سے بھی بڑھکر ناہبی دینی تصانیف کے مصنف اور مذہبی اخبار و رسایل کے ایڈیٹر ہین وہ
اپنے مطبوعات و تصانیف کی نسبت یہ دعوی مشتہر کرتے ہین کہ تمام دنیا مین ان کی نظیر
نہین ہے حالانکہ تمام دنیا کا اقل قلیل حصہ انکی نگاہ سے گذرتا ہے اور یہہ ان کے اشتہارات
ولاف گزاف کو اپنے رسایل و اخبارات مین درج کرکے احد الکاذبین بنتے ہین۔

الحمد للہ والمنۃ کہ رسالہ اشاعۃ السنہ اس مظلمہ سے ابتک بری ہے نہ اس نے اپنی
تعریف مین کبھی کوئی اشتہار اس عرصہ بیس بائیس برس مین شایع کیا نہ کسی اخبار مین درج کرایا
اور نہ کسی کا تجارتی اشتہار کو اجرت لیکر خود درج و شایع و مشتہر کیا۔ وذلک فضل اللہ یوتیہ
من یشاء وما ابری نفسی ان النفس لامارۃ بالسوء الا ما رحم ربی ؞

حضرات ناظرین یہ کذب ایک ایسا مظلمہ ہے کہ طاعون اسکی ایک ادنے سزا ہے
اور طاعون وغیرہ بلاؤن سے بچنے کیلئے ایسے مظالم سے باز آنے اور توبۃ النصوح کرنے کے
بغیر کوئی علاج نہین۔

طاعون کا یہ سبب اور اسکا علاج جو ہمنے بتایا ہے یہ کسی مذہب سے خصوصیت نہین رکھتا
اور اسپر پارٹی فیلنگ (یعنی خاص مذہبی اعتقاد) کا گمان نہین ہو سکتا۔ مرزا قادیانی نے
رسالہ دافع البلاء (جو بحقیقت جاذب البلاء ہے) کے صفحہ ۵ مین شیعہ و سنی وغیرہ مسلمانون

اور ہندؤن - عیسائیون وغیرہ کا خیال و مقال نقل کرکے یہہ کہا تہا (چنانچہ ۴۹ واہ رسالہ نمبر ۲ جلد ہذا مین منقول ہوچکا ہے) کہ یہہ سبب پارٹی فیلنگ یعنی اعتقادی امور ہین - اور پہر دعوے کیا تہا کہ یہ طاعون میری رسالت و مسیحیت سے انکار کی وجہ سے آیا ہے اور یہہ دعویٰ کیا تہا کہ اسکا ثبوت میرے اشتہارات مین موجود ہے -

ہمنے خدا کی تائید و امداد سے نہ اپنی ذاتی لیاقت سے یہ ثابت کردیا ہے کہ مرزا کا دعوے بہی ویسا ہی **پارٹی فیلنگ** پر مبنی ہے جیسا کہ اسکے نزدیک اورون کا دعوے ہے اور اسکا دروغ بیفروغ ہونا اس کے اشتہارات سے جنکو وہ ثبوت مین پیش کرتا ہے آفتاب نیمروز کیطرح ثابت ہے **اور درحقیقت** طاعون کا روحانی سبب اور علاج وہ ہے جو ہمنے بیان کیا ہے جسکو کسی مذہب سے کوئی خصوصیت نہین ہے اور اس وجہ سے اس پر پارٹی فیلنگ یا اعتقادی من گھڑت ہونیکا گمان نہین ہوسکتا - اور اسکا **خلاصہ** دو حرفی یہہ ہے کہ دنیا کے ہر ملت و مذہب کے اکثر اشخاص نے اپنا اپنا مذہب چہوڑ دیا ہے اور اپنے مذہب کا خلاف کیا اسلئے ان پر طاعون مسلط ہوا - اور اسکا علاج وہی اپنے مذہب کے سچے اصول و مسایل کی پیروی اور راستبازی و دیانت داری اور تقوی شعاری ہے اس پیروی مذہب و دیانت داری و راست بازی کے سوا اس ملک سے اس طاعون کی نکلنی خیال ہے اور سودائے محال ہے

الہٰی مالک متصرف ارض و سما تو ہمارے حال پر رحم فرما ہم مسلمانون اور دیگر اقوام کو سچی سمجھ اور استقامت دیانت داری و تقوی شعاری عطا فرما تاکہ ہم اپنی حالت کو درست کرین اور نئی دن نئے رنگون کے عذابون سے محفوظ رہین

رَبَّنَا ظَلَمْنَا اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ

اے ہمارے رب ہمنے اپنی جانون پر ظلم کیا تو ہمارے گناہ معاف نہ کرے اور رحم نکرے تو ہم خسارہ پانیوالون سے ہوجاینگے

فَاغْفِرْ لَنَا ذُنُوْبَنَا وَكَفِّرْ عَنَّا سَيِّئَاتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الْاَبْرَارِ

پس الہٰی تو ہمارے گناہ معاف کردے اور ہماری بدیونکو دور کردے اور ہمکو اپنے نیک بندونکے ساتھ دنیا سے اٹھا لیجیو آمین ثم آمین

اہلحدیث اور انکا مذہب

اور اُن کی

شناخت کی علامت

ہر جدید مذہب ایک ادعائی امر ہے۔ ہر شخص جس مذہب کو چاہتا ہے اسکا مدعی بن جاتا ہے۔ مشرکین مکہ کا یہہ ادعا تہا کہ ابراہیمی ملت پر ہم ہی ہین اور وہ آنحضرت صلعم اور انکے پیرو مومنین کو صابی (یعنے دین ابراہیم سے خارج) کہتے تہے۔

اہلکتاب عصر نبوی دعوے کرتے کہ مومن ہم ہی ہین اور ہم ہی بہشت مین جاوینگے۔ اور مومنین قرآن کو لایق بہشت نہ جانتے تہے۔

مسلمانون سے فرقۂ **خوارج** مدعی تہا کہ مسلمان ہم ہی ہین اور دوسرے اسلامی فرقون کو وہ خارج از اسلام سمجہتے۔

اسی جنرل رول (عام قاعدہ) کے مطابق مذہب اہلحدیث کی نسبت بہت لوگون کا ادعا پایا گیا اور پایا جاتا ہے۔

ہندوستان مین مذہب **نیچریت** کے بانی کا زمانہ تصنیف رسالہ جواب ڈاکٹر ہنٹر تک یہی ادعا تہا کہ مین اہلحدیث ہون رسالہ مذکور کا صفحہ وغیرہ ملاحظہ ہو۔ ان کے شاگرد (مگر نافرمان برخلاف کش) قادیان کے **پرافٹ** نے گو ڈائرکٹ (بلاواسطہ) اور بصراحت یہہ دعوی نہین کیا تہا کہ مین اہلحدیث ہون مگر ان کے ڈائرکٹ (بواسطہ مشاہیر جماعت خود) اور پبلیکلی (کہلے طور) یہہ ثابت کر دیا تہا کہ وہ اہلحدیث تہا۔

عبداللہ (عرف غلام نبی) چکڑالوی بہی ابتدا مین اسی اصل سے اہلحدیث ہی کہلاتا تہا (اسکی تفسیر ملاحظہ ہو) گو اب وہ اہلحدیث کہلانیکو کفر جانتا ہے مگر اس ادعا کے مقابلہ مین ہر مذہب کے حامیون اور سچے پیروان کو یہہ حق پہنچتا ہے کہ جس شخص کو اپنے مذہب کا حقیقی اور اصلی

پیرو نہ جانے اسکو اپنے مذہب سے باضابطہ خارج کرین اور بجائے اسکے اس مذہب کیطرف اسکو منسوب کرین جس مذہب کا اسکو پیرو خیال کرین **الغرض** انکو اس ادعا کا حق حاصل ہے تو انکو اس اخراج کا بھی منصب ہے۔

مگر ہمین **شرط انصاف** یہہ ہے کہ جس مذہب سے وہ اسکو خارج کرین اسکو واقعی اور مسلمہ اصول کی عدم تسلیم کی شہادت سے خارج کرین اور جس مذہب کیطرف منسوب کرین اسکے مسلمہ اصول کی پیروی کی شہادت سے منسوب کرین۔

ہر چند یہہ اصول مسلمہ ہے کہ **لازم المذھب لیس بمذھب** یعنی کسی مذہب سے ایک بات صرف مفہوم ہو اور لازم آتی ہو تو وہ عین مذہب نہین ہو جاتا۔ مگر جب لزوم سے التزام تک نوبت پہنچ جاتے تو اس وقت امر مستلزم کو مستلزم کا مذہب ٹھہرا دینا خلاف انصاف نہین ہے۔

انہی منصفانہ **شرط و اصول** سے قرآن نے اور اسلام نے مشرکین مکہ کو ملت ابراہیمی سے خارج کیا اور ان کا نام مشرک رکھا اور دین اسلام کو ملت ابراہیمی بنایا کیونکہ وہان التزام شرک تہا۔ اس **التزام** کے ساتھہ انکا ابراہیمی کہلانا خلاف انصاف تہا کیونکہ حضرت ابراہیم علی نبینا وعلیہ السلام مشرک نہ تہے مَا كَانَ إِبْرَاهِيمُ يَهُودِيًّا وَلَا نَصْرَانِيًّا وَلَٰكِن كَانَ حَنِيفًا مُّسْلِمًا وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِينَ

اسی **التزام** کے سبب **اہلکتاب** کو مومنین سے خارج کیا اور مشرک بنایا (آیۃ مذکورہ بالا ملاحظہ ہو)
اسی **التزام** نے خوارج کو خارجی بنایا اور سنی مسلمانون سے خارج کیا
اسی **التزام** نے کہ میَن نیچری۔ میرا باپ دادا نیچری خدا چھپا ہوا نیچری۔ پیر نیچر کو نیچری بنایا[*]
اسی **التزام** نے پرافٹ قادیان اور اسکے مشاہیر پیروان کو جو اہلحدیث ہونے کے مدعی تہے جماعت اہلحدیث سے خارج کیا اسی **التزام** نے چکڑالوی کو مذہب اہلحدیث سے باضابطہ خارج کر کے پیر نیچر اور قادیان والون کے ساتھہ ملا دیا۔

یہ اصول انصاف بنایا گیا نواب عبدالسلام[؟] آدم پر مطلب[؟] پر عمل کیا جاتا ہے اور فرقہ اہلحدیث کی خارجین

[*] تہذیب الاخلاق سنہ ۱۲۹۳ ہجری میں مضمون نیچر و نیچری وغیرہ ملاحظہ ہو

گذارش ہوتا ہے کہ تہوڑے دنون سے ہماری جماعت سے ہمارے ہی زمرہ احباب تلامذہ سے ایسے
لوگ پیدا ہوگئے ہین جنکو اہلحدیث ہونیکا ایسا کمال درجہ کا ادعا ہے کہ گویا یہ لقب انکے
نام پر رجسٹرڈ (رجسٹری کرایا گیا) ہے یا انکے لئے ریزروڈ (محفوظ و مخصوص ہے) انہون نے ایک رسالہ متعلق
عقاید تالیف کیا تو اسکا نام مذہب اہلحدیث رکھا۔ نیا مطبع نکالا تو اسکا نام مطبع اہلحدیث
رکھا انہا اخبار جاری کیا تو اسکا نام اہلحدیث رکھا اور اپنی ان کارروائیون سے پبلک کو
یہ جتانا چاہا کہ جو کچھہ ان کے منہ سے انکے قلم سے ان کے مطبع سے ان کے اخبار مین نکلتا ہے وہ
اہلحدیث کا مذہب اور ان ہی کا خیال و مقال ہوتا ہے و معہذا ان کی بعض تصانیف تفسیر القرآن
وغیرہ مین اس ادعا کا خلاف بہی پایا جاتا ہے ان مین ایسے اصول و مسایل موجود ہین جو مذہب
اہلحدیث سے کلیتہً اور قطعاً مخالف ہین۔ اور وہ فلاسفہ۔ نیچریون۔ مرزایون۔ معتزلہ وغیرہ
اہلبدعت کے اصول و مسایل ہین لہذا حامیان مذہب اہلحدیث کا منصبی فرض ہے کہ وہ
ان مسایل کو مذہب اہلحدیث سے اور ان کے قائل کو جماعت اہلحدیث سے خارج کرین۔ اور جس
مذہب کے وہ اصول و مسایل ہین اس مذہب کیطرف ان مسایل و ان کے قایل کو منسوب کرین۔
وازانجا کہ رسالہ اشاعۃ السنۃ النبویہ ایک دیرینہ خادم حدیث اور مسلمہ ایڈوکیٹ
(وکیل) اہلحدیث ہے لہذا یہ کام خصوصیت کیساتہہ اسکا فرض منصبی ہے جسکو وہ خدا کی توفیق
و اعانت سے ادا کرنا چاہتا ہے۔ مگر قبل اسکے کہ وہ اسپر عمل کرے ایک تمہید کو جو بمنزلہ اصول موضوعہ
یا علوم متعارفہ ہوگی پیش کرنا ضروری سمجہتا ہے اور وہ تمہید یہ ہے کہ مذہب اہلحدیث مذاہب
اربعہ مشہورہ (حنفی شافعی۔ مالکی حنبلی) وغیرہ کیطرح مدون نہین اور اسکے اصول و فروع کی کوئی
کتاب (بجز ایک چہوٹے سے رسالہ درر بہیہ اور اسکی شرح دراری مضیہ کے جو قاضی محمد بن علی شوکانی
کی تالیف ہے اور ان مین کمی بیشی کرکے نواب صاحب بہوپال نے ہندی مین فقہ مغیث اور عربی مین
روضہ ندیہ نام رکہہ کر چہپوایا ہے میری نظر سے نہین گذری اور جیسا کہ فقہ مذہب حنفی وغیرہ
مین رسم المفتی لکہی گئی ہے چنانچہ درمختار اور اسکے حواشی مین مرقوم ہے اس مذہب کی رسم المفتی

کوئی لکھی نہیں گئی۔ **لہٰذا یہ سوال پیدا ہوتا ہے** کہ کسی شخص کے قول کو مذہب اہلحدیث کے موافق یا مخالف ٹھہرانیکی کیا صورت ہوگی اور اس موافقت یا مخالفت کی کسوٹی کیا ہوگی **اس سوال کا جواب** جسمیں کسی واقعی اور سچے شخص واحد اہلحدیث کو بھی مجال نزاع و مقال نہو یہ ہے کہ انکا مذہب حدیث صحیح ہے جسکو اکابر مجتہدین نے (رضوان اللہ علیہم اجمعین) "اذا صح الحدیث فہو مذہبی" کہکر اپنا مذہب بتایا ہے خواہ وہ حدیث متعلق احکام ہو خواہ متعلق اعتقاد و قصص اخبار ماضیہ کے متعلق ہو خواہ متعلق واقعات آئندہ دنیاویہ۔ برزخیہ۔ حشریہ۔ اخرویہ۔ تفسیر و تشریح احکام قرآن کرتی ہو خواہ نئے احکام شرعیہ کی مثبت ہو **پس جو قول** کسی حدیث صحیح کے مطابق و موافق ہوگا وہ مذہب اہلحدیث کہلائیگا گو اور مذہب کے لوگ بھی اسکو اپنا مذہب بنا دیں اور جو **قول** جملہ احادیث صحیحہ کے مخالف و متناقض ہوگا وہ مخالف مذہب اہلحدیث ہوگا خواہ کوئی شخص اسکو اپنا مذہب ٹھہرائے **پس اگر وہ قول** مذہب فلاسفہ کے موافق اور ان کے اصول مذہب پر مبنی ہوگا تو فلسفی مذہب کہلائیگا اور اگر وہ قول مذہب متکلمین و متاولین کے مطابق اور ان کے اصول پر مبنی ہوگا تو وہ کلامی مشرب کہلائیگا اور اگر وہ قول مذہب مرزائی۔ نیچری۔ معتزلہ وغیرہ کے مطابق اور ان کے اصول پر مبنی ہوگا تو وہ ان لوگوں کا مذہب (مرزائی۔ نیچری۔ معتزلی) کہلائیگا۔ اور ان اقوال کے قایل کو اگر وہ ان کے اصول مذہب کا قایل و ملتزم ہوگا ان مذاہب کیطرف منسوب کیا جائیگا۔ **یہ معیار ایسا ہے** جسمیں ہمارے علم و اعتقاد و یقین میں تمام دنیا کے اہلحدیث سے (جنکو ہمنے دیکھا یا انکے اقوال و مذاہب پر ہمکو علم و اطلاع ہوئی ہے) ایک متنفس بھی نزاع نہ کریگا اور جو شخص ہمارے اس ادعا و اعتقاد کا خلاف ثابت کرے ہمسے اپنی شاگردی کا اقبال کرلے اور ہمیشہ کیلئے ہمارا استاد بنے نقد انعام کے عوض احسان چاہے تو نقد بھی اہلحدیث کی حیثیت کے موافق حاضر ہے۔ **اس معیار کے** دوسرے درجہ پر جہاں صحیح حدیث نبوی نہ پائی جاتی ہو دوسرا معیار سلفیہ آثار صحابہ کبار و تابعین ابرار و محدثین اخیار ہیں جس مسئلہ اعتقادیہ و عملیہ میں صریح سنت نبوی کا علم نہو اس مسئلہ میں اہلحدیث کا متمسک آثار سلفیہ ہوتی ہے اور وہی مذہب اہلحدیث کہلاتا ہے جسکو متون و شروح کتب حدیث و فقہ وغیرہ میں اہلحدیث کے منسوب کیا گیا ہے اور جس قول کا قایل بجز اہل بدعۃ معتزلہ وغیرہ یا فلاسفہ یا متکلمین

کوئی معلوم نہ ہوا و سلف صالحین صحابہ تابعین اور انکے اتباع محدثین سے کسی ایک شخص سے بھی وہ قول مروی و منقول نہ ہو وہ مذہب اہلحدیث نہ ہوگا خواہ کتنا بڑا اگرانڈیل ریشا اہل فلسفی معقولی متکلم مفسر فقیہ اصولی اس قول کا قایل ہو گیا ہو

شاید معیار اول کی نسبت کوئی یہ سوال کرے کہ احادیث صحیحہ کی صحت مین اختلاف ہوتا ہے ایک امام ایک حدیث کو صحیح کہتا ہے دوسرا اوسکو ضعیف قرار دیتا ہے اور بعد تسلیم صحت و اتفاق ان احادیث صحیحہ مین تعارض و تخالف ہوتا ہے ایک حدیث صحیح ایک امر کی مجوز ہوتی ہے دوسری مانع اور بصورت عدم تعارض احادیث ایک ہی حدیث صحیح کے معنی مین اختلاف ہوتا ہے ایک عالم محدث ایک حدیث کی کچھہ معنی کرتا ہے دوسرا کچھہ اور پس ان صورتوں مین مذہب اہلحدیث کونسا قبول ہوگا

اس سوال کا جواب یہی ہے جسمین کوئی اہلحدیث بھی نزاع نہ کر سکے یہ ہے کہ منجملہ احادیث مختلفۃ الصحۃ او متضاد و مختلفۃ الفاظ او مختلف الوجوہ والمعانی جس حدیث کے جس معنی مختار سلف سے کوئی تمسک کریگا وہ مذہب اہلحدیث کہلائیگا اسی نظر سے ہمنے تعریف مذہب اہلحدیث مین کسی حدیث کا لفظ اختیار کیا ہے اور دوسرے معیار پر شاید یہ سوال ہو کہ اقوال اہلحدیث و آثار سلف مین بھی اختلاف ہوتا ہے ایک صحابی یا تابعی یا کوئی اہلحدیث کچھہ کہتا ہے دوسرا کچھہ اور بعض اوقات ایک ہی صحابی و تابعی و اہلحدیث سے دو قول مختلف مروی ہوتے ہین پھر مذہب اہلحدیث کونسا قول قرار دیا جائیگا اسکا جواب بھی جسمین کوئی اہلحدیث نزاع نہ کر سکے یہ ہے کہ بصورت اختلاف اقوال انمین سے احد رسم المفتی مقررہ مذاہب اربعہ کے مطابق قوت ماخذ او رسند ناقل اور الفاظ روایت کو دیکھا جائیگا اور جو شخص کہ قوت موازنہ نہ رکھتا ہو اسکو اختیار ہوگا کہ وہ جس صحابی یا تابعی یا اہلحدیث کے قول کو چاہے اخذ کرے من تبع عالما لقی اللہ سالما اور جو قول ایسا ہے جسکا سلف صالحین اور انکے اتباع اہلحدیث سے کوئی قایل نہو اور وہ صرف فلسفی کلامی نیچری مرزائی چکڑالوی قول ہو یہ بات بھی ہے کہ وہ قول مبتدع اور اسکے قایل کی تعریف مین بتصریح کہہ دیتے ہین اور کبراء اہلحدیث سے منقول ہے ایاک ان تقول بقول لیس لک فیہ من السلف امام — تمہیدی اصول مقرر ہو چکا ہے تو آئندہ ہم اس نئے اہلحدیث کے ادعا کا ایک کمیشن (امتحان) کرینگے اور ناظرین کو یقین دلائینگے کہ اس ادعا مین وہ سچا اور مذہب اہلحدیث کیطرف منسوب ہونیکا استحقاق نہین رکھتا — اور اگر ہمارے اس غیر دوستانے اور اسکو اہلحدیث تسلیم کرنیوالے علماء وقت نے ہمارے اس اصول کو پڑھکر اور اسکی تفسیر القرآن وغیرہ تصانیف کے ان مقامات کو جہان اسنے اصول مذہب اہلحدیث کا خلاف اور اصول مذہب اہل بدعت سے اتفاق کیا خلاف مذہب اہلحدیث قرار دیا اور آئندہ اپنی تفسیر وغیرہ تصانیف مین اصلاح کرنیکا وعدہ مشتہر کر دیا تو ہمکو اس کمیشن کی حاجت نہ رہیگی ہمارا کام صرف نفع و اصلاح و افہام ہے نہ تفضیح و افحام و الزام ؎ من برای وصل کردن آمدم — نے برای فصل کردن آمدم —

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نصیحت نامہ

نہ مانو تو

الٹی میٹم

(آخری پیام جنگ)

نصیحت گوش کن جاناں کہ از جان دوست میدارند جوانانِ سعادتمند پند پیر دانا را
اگر صلح خواہی نخواہیم جنگ وگر جنگ جوئی نہ بینی درنگ

میرے عزیز **ابوالوفا**! خدا تعالیٰ تمہیں میثمیہ وفا عطا کرے اور تمہاری کنیت کو اسم باسمٰی کرے — میری تمہاری جو نسبت روحانی ہے تمکو بخوبی معلوم ہے جو احباب جانتیں نہیں جانتے اُن کو (اس غرض سے کہ وہ اس نصیحت نامہ کو واقعی نصیحت سمجھیں اور مجھے تمہارا سچا بہی خواہ اور دلی خیرخواہ یقین کرکے تمکو اس نصیحت کی قبولیت کا مشورہ دیں) جتاتا ہوں کہ تم حافظ **عبدالمنان** صاحب محدث وزیرآبادی کے فن حدیث میں شاگرد ہوں اور نہ **وہ** اس ناتوان عاجز سے نسبت **تلمذ** رکھتے ہیں اس وجہ سے میں بالواسطہ تمہارا اوستاد اور روحانی باپ ہوں اور تم میرے شاگرد اور روحانی فرزند — یہی علاقہ پدری اور پسری نے مجھے آمادہ کیا تہا کہ میں تمہاری **تفسیر عربی** کو مخالف سنت صریحہ و آثار سلفیہ وموافق خیالات فرقہ نیچریہ ومعتزلہ پاکر دو تین مجلس میں پرائیوٹ طور پر تمکو سمجھایا اور بطور **مثال تفسیر آیت کوثر** کی غلطی کو جسمیں تمنے حدیث صریح کا خلاف کیا ہے پیش کیا تمنے اس غلطی کو تسلیم نہ کیا اور میری نصیحت کا مقابلہ **جدل** سے کیا اور پہر میری ناصحانہ تقریروں کے جواب میں (جہنیں ذہن میں بہول گیا اپنے ہی اصول مسلمہ و مجوزہ بقلم خود کے رد میں) رسالہ **آیات متشابہات** شائع کردیا اور اسمیں آنحضرتؐ کی حدیث کو جو بتصریح و تخصیص نبوی مفسر آیت کوثر

مطبع کریمی خادم پنجاب امرتسر

ہیے مفسر قرآن ہونے سے صاف انکار درج کیا۔ میںنے پہر بہی اسی شفقت پدری کے تقاضہ
سے تہارے اس رسالہ آیات متشابہات کا رد شایع نہ کیا اور اس ارادہ اور امید مین رہا کہ اس رسالہ
کے اغلاط تمکو پرائیوٹ طور پر سمجہاؤن گا اور حکمت و محبت سے تمکو راہ راست پر لاؤن گا۔ انہی
دنون غزنوی صاحبون نے تمہاری تفسیر عربی کے اغلاط کے بیان مین ایک رسالہ اربعین
طبع کیا اور وہ رسالہ میرے پاس لائے اور اسپر میرے دستخط کرانے چاہے۔ میںنے ایک تو اسوجہ
سے کہ مجہے اس رسالہ کے طرز استدلال و نتائج سے کلی اتفاق نہ تہا گو نفس مسایل سے اتفاق تہا۔
دوسرے اسی شفقت پدری کے تقاضے سے دستخط کرنیسے انکار کیا اور یہ چاہا کہ پرائیوٹ طور پر
تمہاری غلطیان تمکو بتائی جاوین اور اس رسالہ کی اشاعت عمل مین نہ آوے اور رسالہ اربعین کے متعلق
ایک جدا گانہ مضمون لکہہ کر ان لوگون کو دیدیا اور زبانی ان سے کہدیا کہ وہ مضمون رسالہ اربعین
مین درج کر کے شائع نہ کیا جاوے بلکہ یہہ بھی ان سے کہا اور تسلیم کرالیا کہ وہ اس رسالہ کو
شائع نہ کرین۔ جبتک کہ پرائیوٹ طور پر ان اغلاط کی نسبت تمہارا فیصلہ نہ ہو جاوے ان سے تو میںنے
یہ امر تسلیم کرالیا۔ اور اودہر تمسے یہہ وعدہ کیا کہ تمہاری تفسیر کی یہ غلطیان جو اربعین مین بیان
کی گئی ہین اپنے طرز پر مدلل کر کے چار چار کر کے تم کو دکہاؤن گا۔ یہان تک کہ چالیس کی چالیس پی
ہو جاوین اور اس وعدہ کے مطابق چار غلطیان اپنی طرز پر مدلل کر کے تمہارے پاس بہیج بہی دین۔ مگر
اے عزیز تمنے عرصہ تقریبًا دو ماہ تک ان چار غلطیون کی تسلیم یا عدم تسلیم سے اطلاع ندی یہان تک کہ
پہلے تمکو شہادت مقدمہ گورداسپور مین پہر مناظرہ نگینہ مین مصروفیت ہوگئی اور اس طوالت عہد کی وجہ سے
غزنوی صاحبو نکی طرف سے رسالہ کی اشاعت عمل مین آئی جس سے مجہے کمال رنج ہوا اور دونون جانب کے
اعیان پر اظہار رنج و افسوس کیا کسیقدر ان لوگون پر جنہون نے رسالہ کی اشاعت پر جلدی کی
اور زیادہ تر تم پر کہ تمنے میرے چار اغلاط کا جواب و دیگر باقی اغلاط کی نسبت پرائیوٹ طور پر صفائی کیون
نکرلی۔ پا اسپر میںنے صفائی اور اتفاق فریقین کی ایک یہ صورت تجویز کی کہ تم اس مضمون کی ایک
تحریر شایع کرو کہ میری تفسیر عربی مین جو احادیث صحیحہ سے مخالفت ہوئی ہے اس سے مین رجوع کرتا ہون

تفسیر کے دوسرے اڈیشن (طبع) میں ان احادیث کو داخل تفسیر کردونگا اور جو بعض بعض مقامات میں تفسیر مشتبہ وغیرہ سے میری رائے کا اتفاق ہوگیا ہے وہ محض توارد سے ہوا نہ بقصد توافق اہل بدعت۔ میں اہل بدعت کو گمراہ جانتا ہوں اور ان کے اتفاق کو پسند نہیں کرتا۔ اس تحریر سے وہ فتوے علماء وقت کے جو تمپر لگائے گئے ہیں تمہارے حق میں نہ رہینگے اور وہ خود بخود تمہاری نسبت کان لم یکن ہو جاوینگے اور اس امر کی ضرورت باقی نہ رہے گی کہ تم اربعین کا جواب لکھواور بمقابل اربعین اسکو شایع کرو مگر **تمنے** میری اس تجویز کو نہ مانا اور جواب اربعین میں رسالہ الکلام المبین لکھ ہی ڈالا اور چھاپ دیا اور اسکی اشاعت کا ارادہ مصمم کرلیا۔ اسپر میری **شفقت** پدری نے پھر جوش مارا اور تم کو میںنے کہلا بھیجا کہ وہ رسالہ الکلام المبین اشاعت سے پہلے مجھے دکھلا دو اگر جوابات صحیح ہوئے اور اغلاط اربعین غلط نکلیں تو سب سے پہلے میں اپنے فتوے سے رجوع کرونگا اور فتوے سے تمہاری برات کا ہتر ابھی اونہالوں گا۔ پھر **میںنے وہ رسالہ دیکھا تو مجھے وہ عذر بدتر از گناہ** معلوم ہوا۔ پھر بھی میںنے اس شفقت پدرانہ کے تقاضے سے اس رسالہ کو بالکلی (عام طور پر) رد کرنا نہ چاہا اور اسکے سوال مندرجہ صفحہ ۱۰۸ کا شرطی جواب لکھکر تمہارے سامنے پیش کیا جس کی نقل ذیل میں کیجاتی ہے۔

الجواب

اہلحدیث واہلسنت ہونیکا مناط صرف کتب اہلحدیث سے استدلال نہیں ہے یہ استدلال تو غیر اہل حدیث حنفیہ۔ شیعہ وغیرہ بھی کرتے ہیں بلکہ مناط اہلحدیث اہلسنت ہونیکا اہلحدیث واہلسنت کے اصول کی پابندی ہے جسکی تفصیل ہمارے مضمون "اہلحدیث اور ان کا مذہب اور ان کے شناخت کی علامت" میں ہوچکی ہے اور غیر اہل حدیث کے اصول و اشخاص سے تبری جیسا کہ آیت فَمَنْ يَكْفُرْ بِالطَّاغُوتِ وَيُؤْمِنْ بِاللّٰهِ کا مفاد ہے۔ بناءً علیہ اہلحدیث اور حال جن سے سوال ہے باوجود اختلافات جزئیہ اہل حدیث ہیں اور مصنف تفسیر القرآن بکلام الرحمن بھی اگر اصول اہلحدیث واہلسنت کا پابند رہے اور مخالفین مذہب اہلسنت و اہلحدیث

نیچریہ معتزلہ وغیرہ) سے نیری اختیار کرے اور برملا انکو گمراہ کہے اور جہان جہان اس کی تفسیر مین نیچریہ و معتزلہ سے اسکا توافق ہو گیا ہے اُنکی نسبت صاف یہ ظاہر کر دے کہ یہ توافق اتفاقی محض توارد ہے اور نتیجہ فہم و اجتہاد آن گمراہون کی موافقت اسکو پیش نظر نہین ہے۔ اور ان مقامات مین جہان بپابندی اصول اہلحدیث ان گمراہون کی مخالفت ضروری معلوم ہوان مقامات مین وہ ان گمراہون کی مخالفت کیلئے تیار ہے تو وہ بہی خاصہ اہلسنت اہلحدیث ہو اور جو اسکی نسبت توافق اہل بدعت کی نظر سے منسوب نیچریت و اعتزال لگایا گیا ہے وہ رفع ہو جائیگا فان لازم المذہب لیس بمذہب۔

اس جواب مین چونکہ ایک ایسی شرط تھی جسکا تم رسالہ الکلام المبین اور آیات متشابہات مین خلاف کر چکے تہے اور اپنے عمل و اعتقاد سے رجوع کرنا تمہارے لئے ایک مشکل امر تھا۔ لہذا تمنے اس جواب کو نہ لیا اور یہ کہا کہ میرے سوال کا قطعی جواب دو اور جو میری حالت رسالہ الکلام المبین سے تمکو معلوم اور ثابت ہوتی ہے اس کو پیش نظر رکہکر بتاؤ کہ مین اہلحدیث ہون یا نہین۔ اس کے جواب مین تم کو زبانی کہا گیا کہ قطعی جواب مین تمہارا نقصان ہو گا اور وہ تمہارے مدعا کے خلاف نکلیگا۔ اور یہ بہی تمکو زبانی کہا گیا کہ الزامات ذاکٹر اضافات اربعین کے پانچ حصے ہین۔

اول۔ یہ الزام کہ تم وہیا رالہی معجزات و کرامات وغیرہ کے منکر ہو۔

دوم۔ یہ کہ تمنے اس تفسیر مین کل مسلمانون کا خلاف کیا ہے۔

سوم۔ یہ کہ اس تفسیر مین تمام مفسرون کا خلاف کیا ہے۔

چہارم۔ یہ کہ تمنے بہت جگہ تفسیر مین حدیث صریح نبوی کو چہوڑ دیا ہے۔

پنجم۔ یہ کہ تمنے معتزلہ وغیرہ اہلبدعت کا اتباع کیا ہے۔

سو منجملہ ان الزامات کے پہلے تین الزامات سے تم چہوٹ گئے اور الکلام المبین مین ان کا جواب ادا ہوا مگر چوتہے اور پانچوین الزام سے تم بری نہین ہوئے کہ حدیث کو

تمنے دلی زبان سے مان لیا ہے مگر بعض احادیث کا مفسر قرآن ہونا تسلیم نہین کیا اور اقوال معتزلہ وغیرہ سے تبری وبیزاری کا اظہار بھی نہین کیا - بلکہ ان کے اقوال سے تمسک کو جائز کہا اور ایک جگہ الکلام المبین مین ابومسلم جاحظ معتزلی کو برا کہنے سے تمنے منع کر دیا ہے -

اس گفتگو کے بعد خاکسار نے تمہارے سوال مندرجہ نمبر ۱۰۸ الکلام المبین کا مفصل جواب جسکا آٹھ روز مین لکھ دینے کا وعدہ تھا تیار کیا اور تمہارے سکرٹری یا خلیفہ میان حبیب اللہ صاحب سوداگر پشمینہ کے نام خط لکھا کہ جواب تیار ہے - اول مئی آخر تک سنکر لیلو - اور اگر اس جواب کے قبول کرنے مین عذر ہو تو کسی کو منصف قرار دو - میرا یہ خط پڑھکر تم اور تمہارے سکرٹری میان حبیب اللہ دونون سمجھ گئے کہ یہ جواب ضرور تمہارے مخالف ہوگا جیسا کہ پہلے کہا گیا تھا اور مجھ سے سلسلہ خط وکتابت بند کر دیا اسکی شکایت سکرٹری مذکور کو لکھی گئی تو انہون نے ایک خط اس مضمون کا تحریر کیا -

مولینا مینے جواب دینا اس لئے ترک کر دیا کہ آپنے سخت ذلیل کرایا - ایک وعدہ امرتسر اسٹیشن پر کیا تھا کہ ۱۵ - اگست کو دس بجے دن کے جواب دونگا (یعنی رسالہ کلام المبین کے سوال نمبر ۱۰۸ کا) وہ غلط ہوا پھر روانگی کے وقت آٹھ روز تک جواب دینے کا وعدہ کیا وہ بھی غلط نکلا آٹھ روز کے بعد ایک شرط کی پیخ لگا دی (وہی شرط کہ جواب سن لو اسکے قبول کرنے مین عذر ہو تو کسی کو منصف کر لو - عزیزمن یہ وہی شرط ہے جسکے واسطے تم لوگ مولوی عبد الجبار صاحب کی خدمت مین دو دفعہ منت گذارش کر چکے ہو) پھر غضب ہے کہ زبانی تو آپنے کہدیا کہ اربعین کا جواب ہو گیا مگر فریق ثانی کو اور کچھ لکھ دیا اسلئے مین تو علماء کرام سے سیر ہو گیا براہ مہربانی مجھے اپنے ہی حال پر چھوڑ دین - اس معاملہ مین مجھ سے خطاب نہ کیا کرین " احقر حبیب اللہ امرتسر

ادھر یہ خط تمہارے سکرٹری کا آیا اُدھر تمہارے دوسرے سکرٹری کا اشتہار بعنوان **فیصلہ ہو گیا** شایع ومشتہر ہوا جس مین یہ درج ہے کہ فلان فلان عالم (دروازہ امامون) نے تمہارا اہلحدیث ہونا - اور تمہاری تفسیر کا دل خوش کن ہونا

حکیم محمد دین -

مان لیا ہے اور اوس مین میرا نام بہی درج کرکے میرا یہہ قول نقل کیا ہے کہ مین نے
کلام المبین کو کافی جواب اربعین ہونا اور اعتراض اربعین سے چہوٹ جانا تسلیم کرلیا ہے
جسکو دیکہہ کر میرے بدن پر **غضب و رنج سے رعشہ** طاری ہوگیا۔ تمہارے اور
تمہارے سکرٹریون کی ایسی باتون کو تو مین عرصے سے سنتا اور سہارتا چلا آتا ہون۔ اس **غضب**
و رنج کا موجب ان علماء کے وہ کلمات ہین جو اس اشتہار مین ان سے نقل کئے گئے ہین۔
ان حضرات مین جنکے تمہارے اشتہار مین نام درج ہین ایسے لوگ بہی ہین جن کو مین واقعی
عالم اور اہلحدیث جانتا ہون مگر ان کی طرف سے تمہاری تفسیر کی تحسین اور تمہارے اہلحدیث
ہونیکی تسلیم دیکہہ کر اگر واقعی انہون نے کی ہو مجہے ان کو ضرور یہہ مثل سنانی پڑے گی کہ چندین
عارت خدائی گردی و ہنوز گاو خرانہ شناختی اور یہہ بات کہنی پڑیگی
کہ آپ صاحبون نے بخاری و مسلم کتب صحاح بیسیون دفعہ پڑہی پڑہائی ہونگی مگر افسوس کہ آپ
صاحبون کو اب تک یہہ معلوم نہ ہوا کہ اہلحدیث کہتے کسکو ہین اور اہلسنت و اہلحدیث کی تعریف
کیا ہے۔ آپ صاحبون نے الکلام المبین کی فصل اول و دوم و سوم کو بہی ملاحظہ کیا ہوگا۔
پس اگر آپ اہل حدیث و اہل سنت کے معنے جانتے ہوتے تو اس رسالہ کی فصل اول و دوم و سوم
کو پڑہہ کر مؤلف رسالہ کو ہرگز ہرگز **اہلسنت و اہلحدیث** نہ فرماتے۔

اے عزیز! اب چونکہ **تمہاری** طرف سے یہہ معاملہ **شروع** ہوا ہے کہ تم نے مجہے
کلام و خطاب ترک کرکے اس اشتہار مین میری نسبت یہہ چہاپ دیا کہ مینے الکلام المبین کو کافی
جواب اربعین تسلیم کیا ہے اور اسکے الزامات سے تمہارا چہوٹ جانا مان لیا ہے جسپر
مثل دروغ گویم بر روے تو پوری صادق آتی ہے کیونکہ اسمین ایک حصہ میری
تقریر کا لیلیا اور باقی حصون کو جن مین تمہارے رسالہ الکلام المبین پر **سخت زد** تہی کہ اس
مین حدیث نبوی کے مفسر قرآن ہونے سے انکار پایا جاتا ہے اور معتزلہ وغیرہ اہل بدعت
سے تبری و تحاشی کا اظہار نہین بلکہ ان کے اتباع کی ترغیب پائی جاتی ہے اور اس سے

تمہارے اہلحدیث ہونے کی نفی نکلتی نہی چھوڑ دیا اور نقل کلام مین سرقہ کیا لہذا مجھے بہی یہ حق حاصل ہوگیا کہ مین بہی بیباکی قلم اوٹہاؤن اور بذریعہ **اشتہار** تمہاری خبر لون۔ اور تمہارے سکرٹریون کی غلط **بیانی** ظاہر کرون مگر پہر بہی مین اپنے اصول کو نہین چھوڑتا اور شفقت پدرانہ کے تقاضے سے تمکو اور تمہارے ہمخیال علماء کو جو تمہارا رسالہ الکلام المبین کو پڑہکر تمکو اہلحدیث لکہہ چکے ہین اور تمہاری تفسیر کی تحسین و تصویب کر چکے ہین صرف اتنا کہنا کافی سمجہتا ہون کہ **تم اور وہ لوگ** میرے اس جواب کو جو مین نے تمہارے **سوال** مندرجہ صفحہ ۱۰ الکلام المبین کا دیا ہے پرائیوٹ طور پر مجہہ سے طلب کرکے مطالعہ فرماوین اور نیز میرے مضمون "اہلحدیث اور انکا مذہب اور انکی شناخت کی علامت" کو جو نمبرہ جلد ۲۰۔ اشاعت السنہ مین درج ہوا ہے ملاحظہ کرین۔

اس جواب اور اس مضمون کو پڑہکر تم سب لوگون کی تسلی ہوگئی اور تم سب نے اپنی غلطی مان لی تو مجہے اس جواب کو پبلک طور پر شایع کرنے کی حاجت نہ رہے گی۔ اور اگر تمہاری اور تمہارے ہمخیال علماکی اس جواب اور اس مضمون کو دیکہہ کر تسلی نہ ہوئی تو پہر ناچار خاکسار اس جواب کا اظہار بذریعہ **اشتہار** پبلک مین کریگا اور یہہ ثابت کر دکہائیگا کہ تفسیر القرآن و رسالہ آیات متشابہات و رسالہ الکلام المبین کا مصنف **اہلحدیث نہین** ہے اور یہ کتابین اسلام کو **نقصان** پہنچانے والی ہین ؎

راقم

ابو سعید محمد حسین

تحشیہ۔ ہمنے آپکے جتنے مضمون کی شہادت دی ہے اتنے حصہ کو آپنے بہی تسلیم کیا ہے باقی گفتگو جو آپنے تحریر کی ہے مصنف کلام المبین کہتاہے کہ وہ باتین مجہسے متعلق نہ تہین آپ جانین وہ جانے۔ ہمارا کیا قصور۔ احقر حبیب اللہ۔ حکیم محمد دین۔

عاجز کہتا ہے مصنف کلام المبین کہتی ہے میری کلام کے متعلق کچہہ لکہنے کا حق تہا پہر آپنے میری کلام کو کیون پورا نقل نہ کیا۔ ابو سعید

ابوالوفا کی بیوفائی

برعکس نہند نام زنگی کافور

ناظرین! اخوان دین!! مضمون **نصیحت نامہ** کو پڑھکر آپ صاحبون پر میری نیک نیتی اور سچی عزیز امرتسری خیرخواہی کا یقین ہوا ہوگا۔ اس خیرخواہی کے مقابلہ مین اس بے وفا سے یہ بیوفائی ظہور مین آئی کہ اس نے جوابات **اربعین** مین رسالہ **الکلام المبین** شائع کیا تو اسمین متصدقین اربعین کو چھوڑکر اس اشاعت اربعین مین عاجز کو اپنا نشانہ بنایا اور سب سے زیادہ اس ناتوان پر غصہ نکالا۔ خاکسار کے رسالہ **اشاعۃ السنہ** جلد ۱ سے مضمون اہل حدیث مین نااتفاقی نقل کیا اور اسکی عبارت کے ضمن مین بریکٹ (خط وحدانی) لگا کر ان مین بکمال طعن و توہین۔ و گستاخی و بے ادبی سے خاکسار کا مقابلہ کیا۔ اور بیت مشہور ؎ کس نیاموخت علم تیر از من۔ کہ مرا عاقبت نشانہ نکرد۔ کے مضمون پر عمل کرکے دکہا دیا۔ باوجودیکہ اس نے اپنے رسالہ کے صفحہ ۱۵۳ مین صاف اعتراف کیا اور کہا آپ (خاکسار) اشاعت اس تحریر پر راضی نہ تہے۔ بلکہ یہ تحریر انکی مرضی کے مخالف خلاف معاہدہ چہاپی گئی ہے۔ جس کا انکو سخت رنج ہے۔ اور صہ مین کہا ہے چونکہ بزرگ اس تحریک (باہمی صفائی اور مخالفت اشاعت اربعین) کے محرک مولوی **محمد حسین** صاحب بٹالوی ہین باوجود خفگی اور دباؤ کے آپ ہرگز نہ چاہتے تہے کہ اربعین شائع ہو۔ پہر اس کی بابت مین میرے ایک کارڈ کی عبارت نقل کی اور پہر کہا کہ اس خط کے علاوہ مولوی صاحب موصوف نے مولوی **کرم الدین** صاحب جہلمی اور مولوی **نور محمد** صاحب امرتسری کے روبرو کہا کہ مین اربعین کو شائع نہ ہونے دون گا۔ اس تحریر اور تقریر سے مولوی صاحب کا دلی منشار

معلوم ہوتا ہے کہ مولوی صاحب اس اختلاف کو باہمی طے کرنا چاہتے تھے۔ مگر افسوس کہ خاندان غزنویہ نے کسی مصلح قوم کی نہ سنی۔ اور صفحہ ۔ میں کہا ہے کہ مولوی ابو سعید محمد حسین صاحب نے کہا میرے منشا کے خلاف کارروائی ہوئی ہے۔ میں اسکے چھپنے کا مخالف تھا مگر خاندان غزنویہ نے میری نہ سنی۔ ایک جگہہ اس رسالہ میں میرا یہ قول نقل کیا ہے کہ میں نے یہ بندوق (تحریر مندرجہ اربعین) ڈرانے کے واسطے بھری تھی کسی نے چلادی میں نے نہیں چلائی۔ پھران اعترافات کے ساتھ صفحہ ۱۵۲ میں صرف یہ کہکر کہ چونکہ یہہ تحریر شائع شدہ ہے اس لئے اسکا جواب دینا ضرور ہے۔ مجھے اپنا مخاطب بنالیا۔ اور بہت بُری طرح مجھہ سے خطاب کیا۔ میں اس شوخی اور گستاخی عزیز مذکور کا اپیل اعیان اہل حدیث خصوصاً مولوی محمد عبد اللہ صاحب آروی۔ مولوی عبد العزیز صاحب رحیم آبادی مولوی شمس الحق صاحب پٹنوی۔ مولوی ابو یحیی صاحب شاہجہان پوری کی خدمات میں پیش کرتا ہوں۔ اور انسے داد انصاف چاہتا ہوں کہ کیا اس خیر خواہی کا (جو آجتک اس عزیز کے حق میں کی ہے) یہی صلہ تھا کہ اس شوخ لڑکے نے اپنے بوڑھے روحانی باپ سے بیوفائی کی اور اسکو اربعین کا غیر مصدق اور اسکی اشاعت کا مانع و عائق جان اور مانکر پھر غیر کے فعل (اشاعت تحریر خاکسار) پر اسکی توہین کی۔ اب اگر کوئی کہے کہ تم نے ایسی تحریر ہی کیوں کی جس کی غیر نے اشاعت کردی تو اسکا جواب وہ عزیز خود ہی دے چکا ہے کہ اسکو ڈرانے اور دھمکانے کو اور اس سے توافق اہل بدعت چھوڑانے اور اتباع سنت کرانے کو ع کہ دارو ئے تلخ است دفع مرض۔ وہہذا آجتک اسکی خیر خواہی دل جوئی و نرمی بھی عمل میں آتی رہی ع چو رگ زن کہ جراح و مرہم نہ است۔ اب پر اگر عزیز شوخ یہہ سوال کرے کہ مجھے ڈرانے اور دھمکانے کے لیے جو تم نے کہا ہے حق اور دل سے کہا ہے یا ناحق کہکر ڈرایا اور دھمکایا ہے تو اسکا جواب یہ ہے الحق والحق اقول وعلی الحق انکلمت ذبہ اصول۔ میں نے جو کچھہ اپنی تحریر میں کہا ہے وہ بقول مولوی کریم الدین صاحب جہلمی (صفحہ ۱۳ الکلام المبین) قافیہ بندی فضول نہیں ہے۔ بلکہ سراسر حق لائق تلقی بالقبول ہے۔ مولوی کریم الدین صاحب بھی کو تم منصف مان لو یا اپنے رسالہ الکلام المبین مصدقین

محدثین بنگال و ترہت و روہیلکھنڈ و پنجاب مین سے کسی محدث کو منصف تسلیم کرلو پہر اگر میرا تحریری یا تقریری بیان و دلائل کو سنکر منصف نے مان لیا کہ جو کچھہ مین نے اس تحریر مین کہا ہے وہ لائق تلقی بالقبول ہے تو تم نے اپنی شوخی و گستاخی کو واپس لے لینا ورنہ مین تمہارا لوہا مان لون گا اور استاذ ہوکر شاگردی کا اقبال کرلون گا تمہارے جیسے فخر کو اس سے بڑہ کر کونسی دولت مل سکتی ہے۔ اس پر اگر وہ شوخ عزیز یہہ سوال کرے کہ بنگال اور ترہت و پنجاب وغیرہ بلاد کے محدثین نے تو فیصلہ کردیا اور مجھے تحریرون مین داخل اور اہلحدیث سے خارج کرنے کو غلط اور بالکل غلط قرار دیا ہے۔ چنانچہ ان حضرات کی تقریظات الکلام المبین مین درج ہوچکی ہین اس سے زیادہ کوئی منصف کیا کرے گا۔ تو اس کا جواب یہہ ہے کہ فیصلہ کرنے والون مین بعضے حضرات تو ایسے ہین جنکو یہ خاکسار ہیچکار عالم۔ محدث نہین جانتا اور ان کے فیصلہ و تعریف کو اس بیت صائب کا مصداق جانتا ہے

صائب دو چیز میشکند قدر شعر را • تعریف ناشناس و سکوت قدر شناس • لہذا انکی تقریظات کو میننے انکے نام ہی دیکھکر کان لم تکن سمجھا اور سرسری نظر سے بہی انکو نہ دیکھا۔ اور بعض حضرات نے جو واقعی اہل علم و اہل حدیث ہین تمہاری تفسیر کے صرف بعض مقامات کو دیکھ کر صرف حسن ظنی سے تحقیق و تدقیق و تعمیق نظر سے اس تفسیر اور تمہاری تعریف مین کچھہ لکھدیا اور

تو مرا حاجی بگویم من ترا ۔ پر عمل کیا ہے۔ پہر جب انہون نے اربعین کے اعتراضات و تعقبات کو دیکھا تو اپنی تقریظات و تعریفات سے رجوع کرلیا۔ چنانچہ اس مضمون کی انکی تقریظات و تحریرات اربعین مین درج ہین اور بعض کے خطوط ہمارے پاس آچکے ہین۔ تم نے عام مسلمانون کو اور خاص کر فرقہ اہل حدیث سبکے علمون کو دہوکہ دیا ہے کہ ان کی تقریظات منسوخہ مرجوع عنہا کو درج کلام المبین کردیا اور یہہ جتایا کہ ابتک انکی خیالات میری تفسیر کی تعریف مین ہین اور وعید لیس منا من غشنا اور لعنة اللہ علی الکاذبین سے اندیشہ نہ کیا۔ اور بعض حضرات نے جو اربعین اور الکلام المبین کو دیکھنے کے بعد تم کو فرقہ اہل حدیث سے خارج کرنے اور تحریرون مین داخل کرنے کو غلط کہا ہے انہون نے یکطرفہ فیصلہ کیا ہے اور تم کو تنہا پیش

قاضی رودی راضی آئی کا مصداق بنایا اُن کو لازم تھا کہ مجھ سے میرے فتوے کی تفصیل و دلایل
پوچھتے نہ یہ کہ گھر میں بیٹھے مجھ پر یہ حکم لگاتے کہ جو کچھ مین نے کہا غلط کہا ہے اور بالکل غلط کہا ہے۔
فتوی مین دلایل پورے نہین لکہی جاتے خصوصًا اس فتوے مین جس کی اشاعت مفتی کو
منظور نہ ہو اور وہ باعتراف تمہارے صرف دہمکانے اور ڈرانے کے لیے لکہا گیا ہو و معہذا ان
حضرات جلد باز نے تمہارے رسالہ الکلام المبین کی فصل اول و دوم و سوم جنکی زیادہ تفصیل تمہاری
رسالہ آیات متشابہات کی فصل اول و دوم سوم مین ہوئی ہے غور سے نہین پڑھا آیندہ وہ ان
دونو رسالہ کی فصول ثلاثہ کو غور سے پڑھین گے یا میرے بیان و دلایل جو مین ان فصول کے متعلق
انکے سامنے تحریر یا تقریر مین لاؤن گا غور سے سنینگے یا پڑہین گے تو انشاء اللہ تعالے وہ ایک
مشت مین میرے ہمصفیر ہو جائینگے۔ اور تمہارے خارج از اہل سنت و اہل حدیث ہونے کا
دل و جان سے اقرار کرین گے۔ وہ مجھ سے بخوبی واقف ہین۔ مین ان سے اچھی طرح واقفیت
اور دوستی رکھتا ہون۔ جب مین اور وہ ایک دوسرے کے سنین گے تو ایک ہو جائین گے۔ اور ان ابیات

من تو شدی من تو شدم تو تن شدی من جان شدم
تا کس نہ گوید بعد ازین تو دیگری من دیگرم

چہ بوصل بحہ نیست میان من و تو
کہ رقیب آید و نشناخت نشان من و تو

توہم واشینا بلیل مزارہ	فہم لیسعی بیننا بالتباعد
فعانقتہ حتے اتحد ناتعانقا	فلما آتی مارای غیر واحد

کے مصداق ہو جائین گے مین ابھی اپنی تحریر مذکور کے دلائل کہتا اور تمہارے حامیون اور پبلک
اہل حدیث پر ظاہر کر دیتا کہ تم اہل حدیث نہین ہو۔ مگر مین اسی رشتہ پدری پسری کا لحاظ کرتا
ہون۔ اور پبلکی مباحثہ کر کے تمہارا اہل حدیث ہونا پبلک پر مدلل نہین کرتا کیونکہ اب تک مین
امید رکھتا ہون کہ ؎ مردے از غیب برون آید و کارے بکند۔ کوئی مصلح قوم خصوصًا محدثین

مقدقین یا لکلام المبین جسسے تم کو پرائیویٹ فیصلہ کی طرف بلا دے اور تم سے تمہاری ضد و
شوخی جو جوانی کے لوازم سے ہے۔ کما قیل سے گہ سبوح زخم بر سنگ گہ بشاے زخم افستم
باقیا برنج ازمن عالم جوانی است + اور اگر تم نے اس تجویز کو نہ مانا اور کسی آئندہ رستہ بہی جماعت
اہل حدیث سے تمہارا اتحاد قائم رکہنے کے واسطے اپنا وقت خرچ نہ کیا تو پہر تم ہو اور میں ہوں
اور رسالہ اشاعۃ السنہ ہی۔ اور تمہاری تحریرات اشاعۃ السنہ سے تم بخوبی واقف ہو اور اسکے
حالتہ سالہا سال سے تم دیکہتے اور مانتے چلے آئے ہو۔ آجتک کون اسکے مقابلہ میں عہدہ
برآ ہوا اور کون اسکا مخالف ایسا گذرا ہے جسکو اسنے اپنے جواب سے ساکت نہیں کرا دیا۔
تم تو ابہی بچے ہو اور سکے آمدی و کیے پیر شدی کی مصداق ہو وہ ایک ذرہ میدانوں میں تمہارے چہکے چہڑا
بہلا دے گا۔ اور تمہاری انشا پردازی اور شعر بازی چہوڑا دے گا۔ بہتر ہے کہ تم اشاعۃ السنہ
کو اپنا مد مقابل نہ بناؤ اور اپنے آپ کو ایک مسلم روزگار استاذ کا یہہ شعر سناؤ

ہر کہ با فولاد بازو پنجہ کرد ساعد سیمین خود را رنجہ کرد

آئندہ اختیار۔ مَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ

راقم ابو سعید محمد حسین

تصحیح اغلاط نصیحت نامہ لی وفائی ابو الوفا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱ یا ۱۶۱	۱۴	میں	میں نے
"	"	کیا ہے پیش	کیا ہے پیش
۲ یا ۱۶۲	۱۸	بیہ	مین
۳ یا ۱۶۳	۱۱	اس	اسی
۶ یا ۱۶۶	۲	اعراض	اعتراض
۷ یا ۱۶۷	اخیر	بکنے	کہنے
۸ یا ۱۶۸	۶	متقدمین	متقدمین قبلین
"	"	اس	اس عاجز
"	"	عاجز	حاجز
"	۱۱	کیا	کیا ہی
"	۱۳	ص	صفحہ ص
"	۱۵	نابستہ	ناشیدہ

سبیل الرشاد اور الارشاد

پر

محاکمانہ ریویو

(جسمین تقلید و عمل بالحدیث کے متعلق قول فصل کا بیان ہے)

من برائے وصل کردن آمدم ۔ نے برائے فصل کردن آمدم

یہ دونون رسالہ دو نامور عالمون کے تالیف ہین - پہلا رسالہ مولوی رشید احمد صاحب گنگوہی کی تالیف ہے جو ایک گروہ احناف کے پیشوا اور بڑے مقتدا - اور ہماری نظر مین بہی واجب التعظیم بزرگ ہین - دوسرا رسالہ مولوی حافظ حکیم ابو یحیی محمد صاحب شاہجہانپوری کی تالیف ہے جو گروہ اہلحدیث کے سربرآوردہ ممبر ہین اور ہمارے اوستاد بہائی حضرت شیخنا و شیخ الکل محدث دہلوی کے شاگرد رشید - دونون صاحبون مین اصول و مسائل ستہ مفصلہ ذیل مین اتفاق معلوم ہوتا ہے -

اول - واجب وہی امر ہوتا ہے جسکو اللہ تعالی اور اسکا رسول صلعم واجب کرین اور خدا تعالی نے کسی شخص پر کسی خاص مذہب یا امام مذہب کا خصوصیت کے ساتھ اتباع واجب نہین کیا - **دوم** اگر بحسب اتفاق وقت یا بمقتضائے مقام یا بوجہ عدم علم و اطلاع مسائل مذاہب مختلفہ یا بنظر سہولیت و کفایت کوئی شخص تمام مدت العمر ایک مذہب حنفی یا شافعی وغیرہ کا اتباع ان مسایل مین جنمین اسکو نص صریح آیت قران یا حدیث نبوی نہ ملے ہو اختیار کرے اور اس خصوصیت او تعلق کیوجہ سے وہ شخص حنفی یا شافعی کہلاوے اور اسکو امر شرعی نہ سمجہے تو جائز ہے **سوم** عالم متبحر او مبصر کیلئے جو کتب حدیث و فقہ مین نظر رکہتا ہو اور احادیث متعارضہ کی ترجیح و تطبیق پر قادر ہو اور ناسخ کو منسوخ سے تمیز کرنیکی قدرت رکہتا ہو بلا توقف و بے شبہ حدیث صحیح پر عمل کرنا موجب سعادت و نجات دنیا و آخرت ہے -

چہارم جس شخص کو علم الیقین حاصل ہو (خواہ اپنے علم و تحقیق سے خواہ دوسرے عالم محقق کی تقلید سے) کہ کسی امام کا قول خلاف نصوص قرآن و حدیث ہے تو اس شخص کیلئے اس مسئلہ مین امام کی تقلید باطل ہے اور ترک تقلید واجب

پنجم - اکابر مجتہدین سے بعض احادیث کا خلاف بھی ہو گیا ہے نہ اس وجہ سے کہ انہوں نے دیدہ و دانستہ حدیث کی صحۃ پر اطلاع پاکر اور اسکے معنی و مقصود شارع پر مطلع ہو کر اور اسکے معارض قوی کے موجود نہ ہونیکا یقین کر کے اسکو کسی غرض فاسد سے ترک کیا ہے بلکہ وجوہات مفصلہ ذیل کسی نہ کسی وجہ کے پیش آنے سے - (۱) وہ حدیث بسند صحیح انکو نہ پہنچی ہو گی - (۲) یا دوسری حدیث کی نظر سے اس حدیث کے ظاہری معنی میں انہوں نے تاویل کی ہو گی (۳) یا دوسری حدیث کو اس پر ترجیح دی ہو گی و علی ہذا القیاس -

لہذا اس خلاف کی وجہ سے اگر وہ خطا پر ہوں تو بھی محل طعن و ملامت نہیں ہیں بلکہ ایک اجر (اجر اجتہاد) کے مستحق ہیں جیسا کہ در صورت صواب دو اجر (اجر اجتہاد و اجر اصابت کے) مستحق ہیں انکو برا کہنے والا گمراہ و گمراہ کرنیوالا ہے -

ششم جو شخص عامی محض ہو کر سنی سنائی باتوں سے اجتہاد کرنے لگ جائے اور مطلق تقلید یا سوال اہل علم کو ترک کر کے خود بخود مجتہد بن بیٹھے وہ گمراہ ہے اور اپنے اجتہاد سے جاہلوں کو گمراہ کرنیوالا ہے -

ان مسایل میں **اتفاق** کے ساتھ بعض **مسائل** میں ان دونوں صاحبوں کا **اختلاف** بھی ہے از انجملہ ہماری رائے ترقی و تعرض کے لائق دو مسئلہ ہیں جنمیں بادی الرائے میں دونوں صاحبوں میں سخت اختلاف معلوم ہوتا ہے مگر بنظر غایر دیکھا جائے تو وہ اختلاف بھی مبدل باتفاق ہو جاتا ہے -

(۱) اول مسئلہ یہ کہ جو شخص عالم متبحر و متبصر ماہر حدیث و ناقد و ترجیح و تطبیق پر قادر نہ ہو بہر حال عامی محض ہو خواہ کسیقدر حدیث سے ماہر اور بعض کتب حدیث یا تراجم کتب میں صاحب نظر ہو ایسے شخص کیلئے بلا واسطہ تقلید فقہا ظاہر حدیث پر عمل کرنا اور اس حدیث کے برخلاف قول امام کی تقلید ترک کرنا جائز یا واجب ہے یا نہیں مولوی رشید احمد صاحب ایسے شخص کیلئے ظاہر حدیث پر عمل کرنا اور قول امام کو مخالف ظاہر حدیث قرار دیکر ترک کرنا جائز نہیں رکھتے اور ایسے عامل بالحدیث کو رسالہ سبیل الرشاد کے صفحہ ۱۱ و ۱۲ میں جاہل گمراہ اور صفحہ ۲۱ و ۲۷ و ۳۰ وغیرہ میں حیوان لا یعقل مجنون - بددین مشرک وغیرہ قرار دیتے ہیں -

اور مولوی ابو یحیی محمد صاحب ایسے شخص کیلئے ظاہر حدیث پر عمل کرنا واجب جانتے ہیں اور اس ظاہر کے مقابلہ میں تقلید کو ناجائز و شرک قرار دیتے ہیں -

(۲) دوسرا مسئلہ جسمین دونون صاحبون کا بادی الرأے مین سخت اختلاف ہی یہ ہے کہ وہ تقلید جو بالاتفاق جائز ہے (اور وہ تقلید بوقت لاعلمی نصوص ہوتی ہے اور اسمین نصوص صحیحہ کا مقابلہ نہین ہوتا) آیا اگر منجملہ مجتہدین مذاہب کسی ایک شخص کو یا ایک ہی مذہب کے چند اشخاص کو خاص کر لینا اور اس نوع کی شخصی تقلید کو شرعًا واجب سمجھنا جائز یا واجب ہے یا نہین۔

مولوی ابو یحیی محمد صاحب ایسی تقلید شخصی کو بدعت ناجائز فرماتے ہین اور مولوی رشید احمد صاحب کے کلام مین اس تقلید شخصی کو واجب مگر نہ مثل واجب اللہ تعالی بلکہ مخیر کہا گیا ہے اور عامی ہو کر اسکے تارک کو صفحہ ۴۴ - ۴۷ - ۳۰ سبیل الرشاد مین انہی سخت الفاظ سے یاد کیا گیا ہے جسکا ذکر صفحہ ۱۲۷ مین ہوا ہے۔ یہ اختلاف دونون صاحبون کا ان دو مسئلون مین بادی الرأے کا نتیجہ ہے مگر نظر غور و تعمق سے دیکھا جاے تو معلوم ہوتا ہے کہ یہہ اختلاف و نزاع صاحبین صرف لفظی نزاع ہے جس عامل ظاہر حدیث کو مولوی رشید احمد صاحب برا کہتے ہین اور تقلید امام کو ترک کرنا اسکے حق مین ناجائز قرار دیتے ہین اس عامل بالحدیث سے انکی مراد وہ عامی محض لا علم یا صرف بعض کتب حدیث مشکوۃ وغیرہ مین نظر رکھنے والا کم علم ہے جو بے علمی یا کم مائگی کے ساتھ مجتہد بن بیٹھے اور احادیث محل اجتہاد مین اجتہاد کرنے لگ جاوے اور ائمہ مجتہدین پر مخالفت نصوص کا طعن کرے اور انکی پیروی کو شرک و کفر کہے اور ان کے پیروان کو مشرک و کافر قرار دے نہ وہ عامی نیک نیت و طالب حق جسکا مطمح نظر اتباع سنت ہو اور وہ ان احادیث پر عمل کرنا چاہے جنکا مطلب کہلم کہلا اور صاف صاف ہو اور وہ احادیث اور انکا ظاہری مطلب محل اجتہاد نہ ہو اور اس عمل سے اسکو کسی مجتہد یا پیروان پر طعن و لعن مقصود نہ ہو

اس مراد پر **دلیل** مولوی صاحب کی عبارت سبیل الرشاد ہے جو اس سوال کے جواب مین صفحہ ۱۱ سبیل الرشاد مین ہے اور وہ یہہ ہے۔ **جواب** ظاہر حدیث پر عمل کرنے سی اگر یہ مراد ہے کہ جو کچھ ترجمہ لفظی حدیث کا ہے اس پر عمل کرنا سب جگہ واجب ہے خواہ دیگر آیات اور احادیث کے اور اجماع امت کے موافق ہو یا مخالف تو یہہ عقیدہ اور قول سراسر غلط اور نادانی ہے کیونکہ بہت سے احادیث کا ظاہر متروک ہے بسبب نسخ یا مخالفت صحاح نصوص کے یا اجماع امت کے مثلاً یہہ حدیث

ترمذی کی سحور کے باب مین کلوا واشربوا حتی یعترض لکم الاحمر ترجمہ کہاؤ پیو جبتک پیش آوے
صبح سرخ پس ظاہر اسکا یہ ہے کہ جبتک سرخی ظاہر نہو کہائی جاوے حالانکہ سرخی جب ظاہر ہوتی ہے
کہ صبح تمام عالم مین پہیل جاوے اور قدر پونے[1] گھنٹے کے گذر جائے اور اسفار کا وقت خوب آجاوے
اب اسوقت سحور کہانا چاہیئے کہ وہ ان اہل ظاہر کے نزدیک جائز ہو پس اگر ہمین کسی فقیہ عالم سے
نہ پوچہے گا تو روزہ فاسد ہو کر گمراہ رہے گا یا نہین اور کچہہ اسکی تاویل کی یا معنی درست کئے یا منسوخ
کہا اور یہی تفقہ ہے اور یہہ عوام کا کام نہین بلکہ علمائے متبحرین کا کام ہے تو پہر ظاہر حدیث کا خلاف
ہوا اور ترک واجب ہو کر حرام ہوگا حسب تحکم غیر مقلدین کے کیونکہ واجب کا ترک حرام ہے اب دیکہو
مآل اس عقل وسمجہہ کا کیا ہوگا اور اگر یہہ غرض ہے کہ حدیث سے ایک ظاہر لفظ سے مطلب صحیح معلوم ہوتا ہے
اور دوسرا بطور علت اور تفقہ کے تو فقط ظاہر لفظی مطلب پر عمل واجب ہے تو یہہ معلوم ہو چکا کہ غلط ہے کیونکہ
قصہ صلوۃ عصر بنو قریظہ مین جماعت صحابہ نے ظاہر مطلب کو چہوڑ کر علت پر عمل کیا اور مصیب ہوئے
اگر ظاہر ہی پر عمل واجب ہوتا تو ایک گروہ گناہ کبیرہ کا مرتکب ہو کر سرزنش شارع علیہ السلام کا مورد ہوتا
پس جب عمل ظاہر حدیث پر خود باطل ہوا پس اس قوم کی یہہ جہالت کی کلام خود گمراہی کے آثار مین کیا
خوب فرماتے ہین۔ مولوی محمد حسین بٹالوی رئیس قوم غیر مقلد کے اپنے اشاعۃ السنہ مین اور انصاف کرتے ہین
کہ لکہتے ہین نمبر ۲ جلد ۱۱ کے صفحہ ۵۱ مین کہ غیر مجتہد کیلئے مجتہد بنیٰ سے قرار و انکار کی گنجایش نہین اور نمبر ۲ جلد ۱۱
کے صفحہ ۵۳ مین کہتے ہین کہ پچیس برس کے تجربہ سے ہمکو یہہ بات معلوم ہوئی کہ جو لوگ بے علمی کیساتہ مجتہد
مطلق اور مطلق تقلید کے تارک بنجاتے ہین وہ آخر اسلام کو سلام کر بیٹہتے ہین بعض عیسائی ہو جاتے
بعض لامذہب جو کسی دین و مذہب کے پابند نہین رہتے اور احکام شریعت سے فسق و خروج تو اس آزادی کا
ادنی نتیجہ ہے دیکہو کیا خرابی اس قاعدہ کی انکو (خاکسار کو مراد رکہتے ہین) معلوم ہوئی کہ عامی
کسی مجتہد کا کبہی محتاج نہین ظاہر پر اسکو عمل کرنا واجب ہے اور اصل وجہ مغالطہ کی ان نادانون کو یہہ ہوئی
کہ خود فقہا کا قاعدہ مقرر ہے کہ ظاہر نص پر عمل واجب ہے جبتک کہ وہ اپنے سے کسی قوی دلیل کا معارض
نہ ہو اور عند التعارض اسکی تاویل کرنی چاہیے جیسا کہ دفع اشکال ہو جو اصول مین مقرر ہے پس یہہ قاعدہ

[1] میرا تجربہ و مشاہدہ سالہا سال کا اسکے برخلاف ہے خیط ابیض (سفید دہاری) کا خیط اسود (سیاہ دہاری) سے تبین ظہور ہو جانیکی بعد ۱۵ منٹ
گذرنے نہین پاتے کہ شفق احمر نمودار ہو جاتی ہے ۔ (اڈیٹر)

ان جاہلون نے سن کر پہلے فقرہ کو پلّے باندہ لیا اور مجتہد بنگئے اور آخر فقرہ کو علم کی بات اور مشکل سمجھکر
چہوڑکر حرام ٹہرادیا کہ اسمین ترک واجب ہے۔ اور اس اچھی بات کے عقیدہ سے صحابہ تک کو تارک واجب
بناکر گمراہ بنادیا۔ حالانکہ شارع نے ہر عامی کو ایسے مواقع مشکلہ مین رجوع بہ علما کا حکم فرمایا ہے چنانچہ
ابوداؤد مین روایت ہے کہ ایک صحابی کو غزوہ مین سر مین چوٹ لگی سر پہوٹ گیا انکو جنب کو احتلام
ہوگیا انہون نے لوگون سے پوچہا کہ مین تیمم کرلون لوگون نے کہا کہ پانی کے ہوتے تیمم درست
نہین انکو ظاہر آیت پر عمل کرکے انکو فتوے دیا جب غسل کیا تو وہ مرگئے جب رسول اکرم کو اسکی خبر
ہوئی تو آپنے فرمایا کہ مفتیون نے اسکو قتل کیا خدا تعالی ان کو قتل کرے کیون نہ پوچہا اس
مسئلہ کو لیعنے علما صحابہ حاضرین سفر سے دریافت کرنا واجب تہا۔ اب غور کرنا چاہیئے کہ عامہ صحابہ
رضی اللہ عنہم ان مدعیان اجتہاد سے صدہا درجہ زیادہ عالم تہے اور ظاہر قرآن وحدیث پر انہون نے
فتوے دیا تہا تو وہ انکا فتوے مردود کیا گیا اور حکم تحقیق مسئلہ کا علما سے فرمایا اور ان جہلا کی
طرح تصویب نہ فرمائی تو اب بحکم شرع ایسے مواقع مین جہان حاجت تفقہ کی ہو کس طرح ہر عامی کو ظاہر
حدیث پر فقط ترجمہ دیکہکر عمل و فتوے درست ہوگا۔ بالضرور ایسے مفتی جاہل قتلہم اللہ کے مورد
ہونگے الحاصل ہر محل مین عامی کو ظاہر حدیث پر عمل درست نہین البتہ جو مواقع اجتہاد کے نہین محل ان
معنا لیفہ نہین جو صاف صاف ہین "

مولوی صاحب کے ان الفاظ کو ناظرین غور سے پڑہینگے تو صاف یقین کرینگے کہ مولوی صاحب حدیث کے ظاہری
معنی پر عمل کرنے سے منع کرتے ہین جو محل اجتہاد ہون نہ ہر ایک حدیث کے ظاہر معنی پر عمل کرنے سے
اور ان کی ممانعت بہی اس عامی کیلیئے ہے جو جاہل ہوکر مجتہد بن بیٹھے اور قیاس و اجتہاد سے فتوی دے
اور ہر ظاہر کے ترک و خلاف کی وجہ سے مجتہدین کو برا کہے اور تارک واجب قرار دے نہ ہر ایک عامی
نیک نیت طالب حق و اتباع سنت کیلیئے۔

اور چونکہ مولوی ابو یحیی صاحب بہی احادیث محل اجتہاد مین عامی محض کی مداخلت کو جائز نہین کہتے
اور جو احادیث بشہادت وقرینہ دوسری احادیث اپنے ظاہر سے مصروف و مؤول ہون یا کسی علّة

سے معلل ہین یا دلائل قویہ سے منسوخ ہین ان کے ظاہری معنی کو عامی کیلئے تو کجا خاص علماء
متبحرین کے لئے بھی واجب العمل نہین سمجھتے بلکہ وہ خاصکر ان احادیث کے ظاہر کو واجب العمل سمجھتے
ہین جو مؤول اور منسوخ نہین اور اسکا ظاہر واجب العمل ہے اور انہی لوگون کیلئے واجب العمل جانتے ہین
جو نیک نیتی سے عمل کرنا چاہتے ہون اور اس عمل سے ملاعب و تلہی وغیرہ اغراض فاسدہ پیش نظر نہ رکھتے
ہون لہذا ان دونون کے خیال و مقال مین جو بادی الرای مین تخالف محسوس ہوتا تہا وہ مندفع
ہوا اور باتفاق فریقین وہ ظاہری معنے جو حدیث سے صاف صاف اور کہلے طور پر سمجھہ مین آوے
عامی تک کے لئے واجب العمل ہوتے۔

یہ پہلے مسئلہ مین دونون صاحبون کے عدم اختلاف کی صورت کا بیان تہا ایسا دوسرے مسئلہ
مین نظر غایر کرنے سے انکا اختلاف مرتفع اور اتفاق ثابت ہوتا ہے۔

جس تقلید شخصی کو مولوی ابو یحیی صاحب بدعت و ناجائز کہتے ہین اس تقلید شخصی کو خصوصیت کیساتھ مولوی
رشید احمد صاحب واجب نہین فرماتے بلکہ مطلق تقلید کو فرض قرار دیکر اسکے دو فرد تقلید شخصی و تقلید
غیر شخصی بیان کرتے ہین اور ان دونون افراد کو واجب مخیر قرار دیتے ہین اور فرماتے ہین کہ اگر کوئی
شخص ان دونون سے ایک فرد تقلید شخصی کو اپنی مرضی سے اختیار کرلے اور تمام واقعات مین ایک ہی
مجتہد کے قول پر عمل کرے تو وہ مطلق فرض کا مودی (ادا کرنیوالا) ہوجائیگا اور یہہ تقلید شخصی مطلق تقلید
مفروض و مامور کا ایک فرد ہوگا اور وہ یہہ نہین فرماتے ہین کہ اسی تقلید شخصی کا اختیار کرلینا اور تمام
واقعات مین ایک ہی مجتہد کا اتباع کرنا ہر شخص پر خدا کی طرف سے فرض یا واجب ہے ان کے نزدیک
تقلید شخصی و غیر شخصی دونون واجب مخیر ہین جسکو کوئی چاہے اختیار کرے اور یہی مولوی یحیی صاحب
کا عقیدہ ہے کہ مطلق تقلید فرض ہے اور تقلید شخصی اور غیر شخصی دونون اسکے فرد ہین اگر کوئی بحسب
اتفاق ایک فرد تقلید شخصی کو تمام عمر اختیار کرے تو جائز ہے اور اس سے وہ مودی فرض مطلق تقلید
کا ہوجائیگا۔ پس ان دونون صاحبون مین نزاع باقی نہ رہی۔ اس مقام مین ہم دونون صاحبون کے
کلمات انکی تصنیفات سے نقل کرتے ہین جس سے ناظرین کو یقین ہو کہ انمین کوئی نزاع نہین ۔

مولوی رشید احمد صاحب سبیل الرشاد کے صفحہ ۲۳ مین تقلید کے معنی بیان فرماتے ہین کہ وہ کسی کے قول کو بلا دلیل مان لینے کا نام ہے پھر اسکے دو نوع (تقلید شرک معمولہ مشرکین عرب و تقلید واجب) بیان کر کے نوع واجب کی یہ صورت بیان کرتے ہین کہ جو جن ناواقف کسی مسئلہ شرعیہ کو کسی عالم متبحر سے پوچھے اور وہ عالم اسکو وہ مسئلہ بلا ذکر دلیل بتا دے اور وہ مومن اسکو تسلیم کر لے۔ پھر فرماتے ہین کہ تقلید بحکم کتاب و سنت رسول اللہ فرض ہے اور اسپر فسئلوا اہل الذکر کو دلیل ٹھہرا کر فرماتے ہین۔ کہ لفظ اہل الذکر کا اسم جنس ہے کہ احاد و جمع پر اطلاق لغت مین ہوتا ہے تو یہہ حکم سب کو ہوا کہ جس اہل الذکر سے چاہو پوچھ لو خواہ وہ تمہارا مسئول واحد ہو ہر مسئلہ مین خواہ متعدد ہو کہ کوئی مسئلہ کسی سے پوچھو اور کوئی مسئلہ کسی سے پہلی صورت کو تقلید شخصی کہتے ہین کہ ایک شخص واحد کا مقلد ہو کر سب ضروریات دین اسی سے حل کرے اور دوسری تقلید کو تقلید غیر شخصی کہتے ہین کہ اپنے حل مشکلات دینی کو ایک شخص پر منحصر نہین کیا بلکہ جس سے چاہا پوچھ لیا دونون فرد تقلید کے داخل مطلق تقلید مین ہو آیت فسئلوا الخ سے فرض ہوئی ہے کہ مطلق کے افراد فرضیت مین مساوی ہوتے ہین اور جس کسی فرد پر عمل کرے دوسرے فرد پر عمل کرنا واجب نہین ہوتا بلکہ امتثال امر سے فارغ ہو جاتا ہے پس آیت نے مطلق تقلید کو فرض کیا اور عمل کرنیکا دونون فرد جس پر چاہے مختار فرما دیا۔ علی ہذا احادیث صحیح مین رسول اللہ صلعم انما شفاء العی السوال الحدیث سوال کو شفا ناواقف فرماتے ہین۔ خواہ سوال تمام ضروریات کا ایک عالم سے ہو یا متعدد علما سے جس سے دونو نوع مطلق مفروض کے مصداق مفروض ہوتے ہین اور سوا اسکے سب آیات و حدیث نہی اطلاق معلوم ہو کر ہر دو قسم تقلید کے مامور و مفروض ہین کہ جس پر عامل ہو کوئی فرد ممنوع نہین ہو سکتی کیونکہ کوئی عاقل ادنی فہم والا یہی نہین کہہ سکتا کہ مفروض مطلق کی کوئی فرد بدعت و شرک و حرام ہو یہ کام تو مجنون لا یعقل کا ہے کہ ماموں کے افراد کو حرام بنا دے پھر ایک از آیت اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول سے استدلال کر کے فرماتے ہین یہ آیت بھی عموما مطلق تقلید کو فرض کرتی ہے بہر حال اتباع علماء کا غیر عالم پر فرض ہے اور اتباع اور تقلید کے معنی واحد ہین۔

پھر فرماتے ہین پس تقلید مامور و مفروض کو شرک کہنا خود مشرک بننا ہوتا ہے پھر صفحہ ۲۶ مین حدیث اجتہاد نقل کرکے فرماتے ہین۔ ہر چند عند اللہ محل اختلاف مین حق واحد ہوتا ہے مگر عمل مین سب حق ہوتے

ہین جسپر چاہے عمل کرے اور جس عالم سے چاہے پوچھے ایک سے یا متعدد سے دونو حق ہین۔ اسوقت کے مدعیان عمل بالحدیث پر افسوس ہے کہ تمام امت کو مشرک و کافر بناکر خود مشرک و کافر بنتے ہین اور کچھ خبر نہین ہوتی ایسے ہی لوگون پر مولوی محمد حسین بٹالوی کا قول چسپان ہوتا ہے کہ انکو خوب مشاہدہ و تجربہ ان جہلا کا ہوا۔ الحاصل وہ تقلید شرک نوع اول جو قیاس ابلیس کی قسم ہے خواہ شخصی ہو خواہ غیر شخصی ہر دو قسم حرام و شرک ہے بلاریب اور یہ تقلید نوع ثانی مفروض جو مامور شارع علیہ السلام ہے۔ ہر دو قسم کہ شخصی و غیر شخصی ہی فرض و مامور ہے شرک کو فرض سے تمیز نہ کرنا کام لایعقل کا ہے اور دونون کو یکسان جاننا جہل عن الشرع ہے اور کسی نص مین وارد نہین ہوا کہ مسئول عنہ سے بادلیل مسئلہ پوچھو بلکہ مطلق کا حکم ہے سب آیات و احادیث کو دیکھ لیوین۔ پس قید بدلیل پوچھنے کے اپنی طرف سے اضافہ کرنا مطلق حق تعالی کو مقید کرنا بالرائے اور بعض افراد کو منسوخ کرنا القیاس فاسد ہے جو سراسر باطل ہے۔ پھر صفحہ ۲۷ مین فرماتے ہین اور یہہ قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ علیہم الرحمۃ سے جو مشہور ہے کہ انہون نے فرمایا کہ ہمارے قول کو بوجہ مخالفت حدیث ترک کر دیا کرو اس قول سے غیر مقلدین رد تقلید پر دلیل لاتے ہین تو واضح ہو کہ یہ کم فہمی ان لوگون کی ہے۔ چونکہ اول بندہ کہہ چکا ہے کہ جو قیاس مخالف جملہ نصوص کا ہوتا ہے وہ باتفاق فاسد ہے تمام امت کے علماء کے نزدیک پس ائمہ علیہ الرحمۃ نے اپنے تلامذہ کو جو بڑے عالم متبحر و محدث کامل تھے فرمایا تھا کہ اگر تمکو ہمارے قیاس کا فساد و مخالفت نصوص سے معلوم ہو تو اسکو رد کر دینا ہمارا ادب و خیال کچھ مت کرنا تو یہ وجہ تھی کہ مجتہد سے خطا بھی ہو جاتی ہے اور اگر بعد سعی و جہد کے خطا ہو گئی تو پھر اسکو ایک اجر ملتا ہے۔

پھر صفحہ ۲۸ مین فرماتے ہین کہ جو لوگ بعض ائمہ کے قول کو صرف بعض احادیث کے مخالف دیکھکر اس کو مخالف نصوص قرار دیتے ہین باوجودیکہ وہ قول بعض احادیث کے موافق بھی ہوتا ہے تو وہ ان احادیث کے (جنکے موافق وہ قول ہو) مکذب ہو جاتے ہین اور عناد ائمہ اور اپنے اجتہاد ناصواب کے زعم مین

مولوی رشید احمد صاحب سبیل الرشاد کے صفحہ ۲۳ مین تقلید کے معنی بیان فرماتے ہین کہ وہ کسی کے قول کو بلا دلیل مان لینے کا نام ہے پھر اسکے دو نوع (تقلید شرک معمولہ مشرکین عرب و تقلید واجب) بیان کرکے نوع واجب کی یہ صورت بیان کرتے ہین کہ جو شخص ناواقف کسی مسئلہ شرعیہ کو کسی عالم متبحر سے پوچھے اور وہ عالم اسکو وہ مسئلہ بلا ذکر دلیل بتا دے اور وہ مومن اسکو تسلیم کر لے۔ پھر فرماتے ہین کہ تقلید بحکم کتاب و سنت رسول اللہ فرض ہے اور آیہ فسئلوا اہل الذکر کو دلیل ٹھہرا کر فرماتے ہین کہ لفظ اہل الذکر کا اسم جنس ہے کہ واحد و جمع پر اطلاق لغت مین ہوتا ہے تو یہہ حکم سب کو ہوا کہ جس اہل الذکر سے چاہو پوچھ لو خواہ وہ تمہارا مسئول واحد ہو ہر مسئلہ مین خواہ متعدد ہو کہ کوئی مسئلہ کسی سے پوچھو اور کوئی مسئلہ کسی سے پہلی صورت کو تقلید شخصی کہتے ہین کہ ایک شخص معین کا مقلد ہو کر سب ضروریات دین اسی سے حل کرے اور دوسری تقلید کو تقلید غیر شخصی کہتے ہین کہ اپنے حل مشکلات دینی کو ایک شخص پر منحصر نہین کیا بلکہ جس سے چاہا پوچھ لیا دونون فرد تقلید کے داخل مطلق تقلید مین جو آیت فسئلوا الخ سے فرض ہوئی ہے کہ مطلق کے افراد فرضیت مین مساوی ہوتے ہین اور جس کسی فرد پر عمل کرے دوسرے فرد پر عمل کرنا واجب نہین ہوتا بلکہ امتثال امر سے فارغ ہو جاتا ہے پس آیت نے مطلق تقلید کو فرض کیا اور عمل کرنیکا دونون فرد پر جس پر چاہے مختار فرما دیا۔ علیٰ ہذا حدیث صحیح مین رسول اللہ صلعم انما شفاء العی السوال الحدیث سوال کو شفا ناواقف فرماتے ہین۔ خواہ سوال تمام ضروریات کا ایک عالم سے ہو یا متعدد علماء سے جس سے دونو نوع مطلق مفروض کے مصداق و مفروض ہوتے ہین اور سوا اسکے سب آیات و حدیث نہی اطلاق معلوم ہو کر ہر دو قسم تقلید کے مامور و مفروض ہین کہ جس پر عامل ہو کوئی فرد ممنوع نہین ہو سکتی کیونکہ کوئی عاقل ادنیٰ فہم والا بھی نہین کہہ سکتا کہ مفروض مطلق کی کوئی فرد بدعت و شرک و حرام ہو یہ کام تو مجنون لا یعقل کا ہے کہ مامور کے افراد کو حرام بنا دے پھر ایک اور آیت اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول سے استدلال کرکے فرماتے ہین یہ آیت بھی بموجب مطلق تقلید کو فرض کرتی ہے بہرحال اتباع علماء کا غیر عالم پر فرض ہے اور اتباع اور تقلید کے معنی واحد ہین ۔

پہر فرماتے ہین پس تقلید مامور و مفروض کو شرک کہنا خود مشرک بننا ہوتا ہے پہر صفحہ ۲۶ مین حدیث اجتہاد نقل کرکے فرماتے ہین۔ ہر چند عند اللہ محل اختلاف مین حق واحد ہوتا ہے مگر عمل مین حق ہوتے ہین جسپر چاہے عمل کرے اور جس عالم سے چاہے پوچہے ایک سے یا متعدد سے دونو حق ہین۔ اسوقت کے مدعیان عمل بالحدیث پر افسوس ہے کہ تمام امت کو مشرک و کافر بناکر خود مشرک و کافر بنتے ہین اور کچہہ خبر نہین ہوتی ایسے ہی لوگون پر مولوی محمد حسین بٹالوی کا قول چسپان ہوتا ہے کہ انکو خوب مشاہدہ و تجربہ ان جہلا کا ہوا۔ الحاصل وہ تقلید شرک نوع اول جو قیاس ابلیس کی قسم ہے خواہ شخصی ہو خواہ غیر شخصی ہر دو قسم حرام و شرک ہی بلا ریب اور یہ تقلید نوع ثانی مفروض جو مامور شارع علیہ السلام ہے۔ ہر دو قسم کو شخصی و غیر شخصی ہی فرض و مامور ہے شرک کو فرض سے تمیز نہ کرنا کام لا یعقل کا ہے اور دونون کو یکسان جاننا جہل عن الشرع ہے اور کسی نص مین وارد نہین ہوا کہ مسئول عنہ سے با دلیل مسئلہ پوچہو بلکہ مطلق کا حکم ہے سب آیات و احادیث کو دیکہہ لیوین۔ پس قید بدلیل پوچہنے کے اپنی طرف سے اضافہ کرنا مطلق حق تعالی کو مقید کرنا بالرائے اور بعض افراد کو منسوخ کرنا بالقیاس فاسد ہے جو سراسر باطل ہے۔ پہر صفحہ ۲۷ مین فرماتے ہین اور یہہ قول امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ اور دیگر ائمہ علیہم الرحمۃ سے جو مشہور ہے کہ انہون نے فرمایا کہ ہمارے قول کو بوجہ مخالفت حدیث ترک کر دیا کرو اس قول سے غیر مقلدین رد تقلید پر دلیل لاتے ہین تو واضح ہو کہ یہ کم فہمی ان لوگون کی ہے۔ چونکہ اول بندہ کہہ چکا ہے کہ جو قیاس مخالف جملہ نصوص کا ہوتا ہے وہ باتفاق فاسد ہے تمام امت کے علماء کے نزدیک پس ائمہ علیہ الرحمۃ نے اپنے تلامذہ کو جو بڑے عالم متبحر و محدث کامل تہے فرمایا تہا کہ اگر تمکو ہمارے قیاس کا فساد و مخالفت نصوص سے معلوم ہو تو اوسکو رد کر دینا ہمارا ادب و خیال کچہہ مت کرنا تو یہہ وجہ تہی کہ مجتہد سے خطا بہی ہو جاتی ہے اور اگر بعد سعی و جہد کے خطا ہو گئی تو بہی اسکو ایک اجر ملتا ہے۔

پہر صفحہ ۲۸ مین فرماتے ہین کہ جو لوگ بعض ائمہ کے قول کو صرف بعض احادیث کے مخالف دیکہہ کر اسکو مخالف نصوص قرار دیتے ہین باوجودیکہ وہ قول بعض احادیث کے موافق بہی ہوتا ہے تو وہ ان احادیث کے (جنکے موافق وہ قول ہو) مکذب ہو جاتے ہین اور عناد ائمہ اور اپنے اجتہاد ناصواب کے زعم مین

اور لازم ٹھیرائی گئی ہیں پس یہی وجہ اس تقلید شخصی میں موجود ہے۔ بالآخر ہم یہہ کہتے ہیں کہ اگر ہم تسلیم کرلیں کہ تقلید شخصی کی یہ صورت جو معمول ہے عموم حکم مذکور میں داخل ہے اور اسکا ایک فرد مشروع ہے تاہم تقلید کا التزام اور اسی پر جار رہنا صحیح نہیں اسلئے کہ یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ ماموو مخیر سے تخصیص کے ساتھہ ایک ہی شق کو اختیار کرلینا اور امر شرعی کو اسکی حد پر قائم نہ رہنے دینا ممنوع اور نادرست ہے، پس جبکہ ارشاد تقلید شخصی و غیر شخصی دونون کو شامل ہے اور دونون کی تعلیم دیتا ہے تو پہر شخصی ہی کو اختیار کرلینا اور اسی کو واجب کہنا اور غیر شخصی سے انکار کرنا اور اسکے عمل والیکو برا کہنا جیسا کہ عموماً مقلدین کا حال ہے کس طرح صحیح ہوسکتا ہے۔

پہر حاشیہ نمبر ا صفحہ ۲۱۸ میں لکھتے ہیں کہ خلاصہ یہہ ہے کہ جو صورت کہ عموم حکم شرعی میں داخل ہے یعنی بحسب الف تا حملہ مسایل میں کسی ایک کیطرف بالالحاظ تخصیص و بالا قید التزام کے رجوع کرنا وہ معمول بہ ورد بحث نہیں یعنی اس سے ہمارا انکار نہیں اور نہ صرف اس پر عمل مقلدین ہے اور حاشیہ نمبر ۲ میں مامور مخیر میں ایک شق کو اختیار کرنیکی مثال میں فرماتے ہیں کہ (۱) جیسا نچہ نماز کے بعد دائین و بائین دونون طرف پہرنا جائز اور دونون فعل رسول اللہ صلعم سے ثابت ہیں لیکن عبد اللہ ابن مسعود داہنی طرف کی تخصیص کر لینے کو حصہ شیطان کا کہتے ہیں دیکہو صحیح بخاری۔ علامہ طیبی لکھتے ہیں کہ مستحب فعل پر اصرار کرنے اور اسکو ضروری کر لینے کی یہ برائی ہے تو ایک ناجائز و بدعت پر اصرار کا کیا حال ہوگا انتہی۔ (۲) نفلی روزہ ہفتہ کے ساری دنون میں جائز اور باعث اجر ہے اسی طرح قیام لیل ہر رات میں مشروع اور مسنون ہے لیکن تخصیص ممنوع ہے کیونکہ جسکی تخصیص کرلی جانے کا اسکی فضیلت کیوجہ سے احتمال تہا پیغمبر صاحب نے پہلے ہی سے صاف صاف منع فرمادیا۔ دیکہو صحیح مسلم (۳) نماز میں الحمد کے بعد جو سورہ چاہے پڑہے سب جائز و مشروع ہے لیکن فقہا کسی صورت کی تخصیص کو منع کرتے ہیں دیکہو در المختار۔ رد المحتار۔ اسی طرح جب مسلم ہے کہ تقلید دونو طرح جائز و مشروع ہے تو ایک قسم کی تخصیص کر لینا کیسے جائز ہوگا۔

اور متن صفحہ ۲۱۵ میں اسکی تمثیل میں فرماتے ہیں مثلاً محفل میلاد و تیجہ۔ دسوان وغیرہ عرس فاتحہ مروجہ

مصافحہ بعد العصر صلوٰۃ الرغائب وغیرہ کہ انمین کوئی فعل ایسا نہین ہے جسمین کوئی نہ کوئی خوبی نظر آتی ہو یا وہ کسی عموم شرعی مثل تجدید ایمان و ذکر اللہ و صدقہ وغیرہ مین داخل نہ معلوم ہوتے ہون لیکن انکی خاص صورت نوعیہ اور ہیئت کذائیہ کا بحیثیت دینی یا اس طور پر کہ ایک امر دینی پر التزام کیا جاتا ہے التزام کر لیا گیا جسکی وجہ سے وہ تعلیم شارع پر مستزاد ٹھہرے اور بدعت قرار پائے۔ اسی طرح یہ تقلید شخصی اور خاص مذہبون کا التزام اور انکی قید و تخصیص بھی ہے جسکا مقلدین نے التزام کر لیا ہے“

یہ عبارات مولوی ابو یحییٰ صاحب کی بھی صاف شہادت دیتی ہین کہ جس تقلید شخصی کو جس معنے کی رو سے مولوی رشید احمد صاحب واجب کہتے ہین (یعنی وہ تقلید شخصی جسکو کوئی مطلق تقلید کا ایک فرد سمجھہ کر بنظر سہولت یا کفایت اختیار کرے اور اسکو خدا تعالیٰ کی طرف سے واجب متعین نہ سمجھے) اسکو اس معنی سے مولوی ابو یحییٰ صاحب حرام[*] و بدعت نہین کہتے بلکہ واجب مخیر فرماتے ہین۔

حاشیہ[*] ہان تقلید شخصی کو مولوی ابو یحییٰ صاحب کیونکر ناجائز حرام کہہ سکتے ہین اسکو تو ہر ایک محقق سلف و خلف نے واجب کیا اور آیت فاسئلوا اہل الذکر سے اسکا وجوب نکالا ہے حتی کہ حضرت شیخنا و شیخ الکل نے رسالہ ثبوت الحق الحقیق مین اسکی نسبت فرمایا ہے ”واضح ہو کہ جاہل ناواقف پر بمقتضائے آیت کریمہ لو کنا نسمع او نعقل ما کنا فی اصحٰب السعیر۔ ہل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون۔ الآیہ فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون وغیرہا من الآیات مسائل کا پوچھنا اور سیکھنا فرض و واجب ہے شرعاً یعنی ہر جاہل وقت لاعلمی کے کسی اہل الذکر سے خواہ وہ عالم افضل ہو خواہ فاضل ہو خواہ وہ مفضول ہو کیونکہ اہل الذکر عند التحقیق عام ہے مسئلہ دریافت کر لیا کرے خواہ ایک عالم اہل الذکر سے پوچھہ لے ناظرین اس لفظ حضرت شیخ الکل کو توجہ سے پڑھین یہین تقلید شخصی کی اجازت ہے مگر اس شرط سے کہ اس ایک کو مطلق اہل الذکر کا ایک فرد سمجھہ کر اسکی تقلید اختیار کیجائے نہ منجانب اللہ خاص اسی کی تقلید کو واجب جانکر یا دوسرے۔ فی الجملہ جس نے تسلی اور دلجمعی ہر مسئلہ مین پھر جب ایک یا دوسرے مسئلہ دریافت کر لیا عہدہ تکلیف سے باہر ہو گیا اور اسپر مواخذہ شرعاً نہ رہا اور اسی پر اجماع ہو چکا قطعاً۔ اعلم ان کلام المجتہدین والعلماء الکاملین من اہل الذکر الذین وجب سوالہم واتباعہم لمن لم یصل الی درجتہا نظر و

اور لازم ٹہرائی گئی ہین پس یہی وجہ اس تقلید شخصی مین موجود ہے۔ بالآخر ہم یہہ کہتے ہین کہ اگر ہم تسلیم کرلین کہ تقلید شخصی کی یہ صورت جو معمول ہے عموم حکم مذکور مین داخل ہو اور اسکا ایک فرد مشروع ہے تاہم تقلید کا التزام اور اسی پر جار رہنا صحیح نہین اسلئے کہ یہ قاعدہ مسلمہ ہے کہ مامور مخیر سے تخصیص کے ساتھہ ایک ہی شق کو اختیار کرلینا اور اصرار کرنا کہ اسکی حد پر قائم نہ رہنے دینا ممنوع اور نادرست ہے، پس جبکہ ارشاد تقلید شخصی و غیر شخصی دونون کو شامل ہے اور دونون کی تعلیم دیتا ہے تو پھر شخصی ہی کو اختیار کرلینا اور اسی کو واجب کہنا اور غیر شخصی سے انکار کرنا اور اسکے عامل کیلئے برا کہنا جیساکہ عموماً مقلدین کا حال ہے کس طرح صحیح ہوسکتا ہے۔

پھر حاشیہ نمبر ۱ صفحہ ۲۱۸ مین لکھتے ہین کہ خلاصہ یہہ ہے کہ جو صورت کہ عموم حکم شرعی مین داخل ہے یعنی بحسب اتفاق جملہ مسایل مین کسی ایک طرف بلا لحاظ تخصیص و بلا قید التزام کے رجوع کرنا وہ معمول بہ و زیر بحث نہین یعنی اس سے ہمارا انکار نہین اور نہ صرف اس پر عمل مقلدین ہے اور حاشیہ نمبر ۱ مین مامور مخیر مین ایک شق کو اختیار کرنے کی مثال مین فرماتے ہین کہ چنانچہ نماز کے بعد دائین و بائین دونون طرف پھرنا جائز اور دونون فعل رسول اللہ صلعم سے ثابت ہین لیکن عبداللہ ابن مسعود داہنی طرف کی تخصیص کر لینے کو حصہ شیطان کا کہتے ہین دیکھو صحیح بخاری۔ علامہ طیبی لکھتے ہین کہ مستحب فعل پر اصرار کرنے اور اسکو ضروری کر لینے کی یہ برائی ہے تو ایک ناجائز و بدعت پر اصرار کا کیا حال ہوگا انتہی۔ نفلی روزہ ہفتہ کے ساری دنون مین جائز اور باعث اجر ہے اسی طرح قیام لیل ہر رات مین مشروع اور مسنون ہے لیکن تخصیص جمعہ کو کہ جسکی تخصیص کرلیے جانے کا اسکی فضیلت کیوجہ سے احتمال تھا پیغمبر صاحب نے پہلے ہی سے صاف صاف منع فرمادیا۔ دیکھو صحیح مسلم (۲) نماز مین الحمد کے بعد جو سورہ چاہے پڑہے سب جایز و مشروع ہے لیکن فقہا کسی صورت کی تخصیص کو منع کرتے ہین دیکھو در المختار۔ رد المحتار۔ اسی طرح جب مسلم ہے کہ تقلید دونو طرح جائز و مشروع ہے تو ایک قسم کی تخصیص کرلینا کیسے جائز ہوگا۔

اور متن صفحہ ۲۱۵ میں اسکی تمثیل مین فرماتے ہین مثلاً محفل میلاد و تیجہ و دسوان وغیرہ عرس فاتحہ مروجہ

مصافحہ بعد العصر صلوٰۃ الرغائب وغیرہ کہ انمین کوئی فعل ایسا نہین ہے جسمین کوئی نہ کوئی خوبی نظر آتی
ہو یا وہ کسی عموم شرعی مثل تحدیث یا بیان و ذکر الٰہی وصدقہ وغیرہ مین داخل نہ معلوم ہوتے ہون لیکن اسکی
خاص صورت نوعیہ اور ہیئت کذائیہ کا بحیثیت دینی یا اس طور پر کہ ایک امر دینی پر التزام کیا جاتا ہے
التزام کرلیا گیا جسکی وجہ سے وہ تعلیم شارع پر مستزاد ٹھہرے اور بدعت قرار پائے۔ اسی طرح یہ تقلید
شخصی اور خاص مذہبون کا التزام اور انکی قید و تخصیص بھی ہے جسکا مقلدین نے التزام کرلیا ہے"

یہ **عبارات** مولوی ابو یحیی صاحب کی بھی صاف شہادت دیتی ہین کہ جس **تقلید** شخصی کو جس
معنے کی رو سے مولوی **رشید احمد** صاحب واجب کہتے ہین (یعنی وہ تقلید شخصی جسکو کوئی
مطلق تقلید کا ایک فرد سمجھکر بنظر سہولت یا کفایت اختیار کرلے اور اسکو خدا تعالی کی طرف سے
واجب متعین نہ سمجھے) **اسکو** اس معنی سے مولوی **ابو یحیی** صاحب حرام* و بدعت نہین کہتے
بلکہ واجب تخییر فرماتے ہین۔

حاشیہ * اس تقلید شخصی کو مولوی ابو یحیی صاحب کیونکر ناجائز حرام کہہ سکتے ہین اسکو تو ہر ایک محقق سلف و خلف
نے واجب کیا اور آیت فاسئلوا اہل الذکر سے اسکا وجوب نکالا ہے حتی کہ حضرت شیخنا و شیخ الکل نے رسالہ **ثبوت
الحق الحقیق** کے اخیر مین اسکی نسبت فرمادیا ہے "واضح ہو کہ جاہل ناواقف پر بمقتضائے آیت کریمہ لو کنا نسمع
او نعقل ما کنا فی اصحٰب السعیر۔ هل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون. الآیہ فاسئلوا اهل الذکر ان
کنتم لا تعلمون وغیرها من الآیات مسائل کا پوچھنا اور سیکھنا فرض و واجب ہے شرعاً یعنی ہر جاہل وقت لاعلمی کے
کسی اہل الذکر سے خواہ وہ عالم افضل ہو خواہ فاضل ہو خواہ وہ مفضول ہو کیونکہ اہل الذکر عند التحقیق عام ہے مسئلہ دریافت
کرلیا کرے خواہ ایک عالم اہل الذکر سے پوچھ لے" ناظرین اس لفظ حضرت شیخ الکل کو توجہ سے پڑھین جسمین تقلید شخصی کی
اجازت ہے مگر اس شرط سے کہ اس ایک کو مطلق اہل الذکر کا ایک فرد سمجھکر اسکی تقلید اختیار کیجائے نہ منجانب اللہ خاص
اسی کی تقلید کو واجب جانکر) یا دوسرے۔ فی الجملہ جس کی تسلی اور جمعی ہو مسئلہ مین پھر جب ایک یا دوسرے مسئلہ دریافت
کرلیا عہدہ تکلیف سے باہر ہوگیا اور اسپر مواخذہ شرعاً نہ رہا اور اسی پر اجماع ہوچکا قطعاً۔ اعلم ان کلام المجتهدین
والعلماء الکاملین من اهل الذکر الذین وجب سوالهم واتباعهم لمن لم یصل الی درجة النظر و

اور جس تقلید شخصی کو مولوی ابو یحیی صاحب بدعت و حرام فرماتے ہیں (یعنی وہ تقلید شخصی جسکو منجانب الله واجب متعین سمجھا جائے اور اسی اعتقاد سے اسکا التزام عمل میں آوے اور اسکے تارک کو تارک واجب و فاسق خیال کیا جائے) اسکو مولوی رشید احمد صاحب کے کلام کو میں واجب نہیں کہا گیا پس ان دونوں صاحبوں میں اس مسئلہ میں کوئی جھگڑا باقی نہ رہا —

مولوی ابو یحیی صاحب اور علماء احناف سے جو تقلید شخصی کو فرض یا واجب یا متعین کہتے ہیں اور غیر شخصی کو ناجائز و حرام کہتے ہیں اور تارک شخصی کو بدعتی و لامذہب ٹھہراتے ہیں جس قدر چاہیں مخاصمہ کریں —
مولوی رشید احمد صاحب سے جو شخصی و غیر شخصی کو کتاب و سنت سے ثابت بتاتے ہیں اور دونوں کو بنیادی امر مطلق تقلید قرار دیتے ہیں اور جو مسئلہ اپنے امام کا خلاف کتاب و سنت ہو اسکا ترک کرنا ہر مومن پر (عامی کیوں نہ ہو) لازم ٹھہراتے ہیں چنانچہ انکے یہ اعتراضات آپ اپنی کتاب کے صفحہ میں نقل کر چکے ہیں — تو آپ اس مسئلہ میں آپ اپنے خطاب نہ کریں اور حصہ دوم دلالرشاد میں انکو نشانہ نہ بناویں *

بقیہ حاشیہ — الاستدلال فاذا عمل احد من المقلدین بقول احد منهم فقد ادی ما علیه هذا مخلص ما یستفاد من القول السدید" اور جو حضرت شیخ الکل نے اس رسالہ کے صفحہ میں کہا ہے کہ تقلید شخصی مباح بھی نہیں ہو سکتی کیونکہ مباح وہ ہے جسکے متعلق خطاب شارع وارد ہو بطور تخییر (یعنی اسکو کرنے نہ کرنے کا اختیار دیا گیا ہو) اور تقلید شخصی کے متعلق خطاب شارع وارد نہیں اس سے مراد حضرت شیخ الکل کی وہ تقلید شخصی ہے جسکو خصوصیت کیساتھ منجانب شارع واجب یا جائز سمجھا جائے اور وہ واقعی خصوصیت کے ساتھ کسی خاص تقلید کا خدا و رسول نے حکم نہیں دیا — اور اسکے متعلق تخییر شارع وارد نہیں ہوا — باتفاق علماء محققین فریقین حضرت شیخ الکل کے اس قول کے یہی معنی مراد ہیں ٹھہرائے جاویں تو یہ اس قول حضرت شیخ الکل میں اور اس قول میں جو اخیر رسالہ جناب سے نقل کیا گیا ہے صریح تخالف ہوگا جو ہر محقق کی شان سے بعید ہے مولوی محمد احسن صاحب صدیقی نانوتوی کیے خیال شریف میں پہلے قول شیخ الکل کے یہ معنی آئے تو انہوں نے اسکو خلاف تحقیق قرار دیکر رسالہ ثبوت الحق المحقیق کے جواب میں رسالہ تنبیہ الرفیق لکھا اور اسکے فقرہ فقرہ میں خلاف حق و انصاف کہا اور حضرت شیخ الکل کے حق میں بہت بری الفاظ کو استعمال کیا اور شیخ الکل کے استدلالات و مستندات کا کوئی جواب نہ دیا اور صرف لعن و تشنیع سے کام لیا — یہ مقام انکی بحث کرنیکا محل نہیں ہم تو بتاتے ہیں کہ جو کچھ انہوں نے کہا ہے کہا ہے سمجھ کر کہا ہے بغیر سمجھے

وبحق عام مقلدین طعن زنی پر انکو برا بھلا کہا ہے آمین حق بجانب مولوی رشید احمد صاحب ہیں۔ عمل بالحدیث اور سنت ہی اور اجتہاد چیزے دیگر + اتباع سنت ایک امر محمود ہے اور طعن اکابر مذموم رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ و ۳ جلد ۱۱ اور ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۱ و ۱۲ جلد ۱۱ ملاحظہ ہو۔ اکابر اعیان علمائے اہلحدیث کو مناسب ہے کہ جہاں عمل بالحدیث و ترک تقلید بمقابلہ دلیل کے لوگوں کو رغبت دلادیں وہاں اس امر کی تاکید بھی کر دیا کریں کہ عامی لوگ حدیث پر عمل کرنے سے مجتہد نہ بن بیٹھیں اور جن مجتہدین اور ان کے مقلدین کا عمل اس حدیث کے برخلاف پاویں انکو تارک حدیث قرار دیکر شرانہ کہیں اور عام مقلدین اور مطلق تقلید کو صلواتیں نہ سناویں۔

دوم۔ اس رسالہ میں جو حدیث کو اجماع کے سبب منسوخ کہا ہے یہ ایک مباحث ہی اصول فقہ میں مشابہہ مسلم ہو چکا ہے الاجماع لا یکون ناسخا ولا منسوخا۔ یعنی اجماع نہ ناسخ ہوتا ہی نہ منسوخ ہاں یہ بھی اصول فقہ میں بیان ہوا ہے کہ اگر کسی حدیث کے مخالف اجماع پایا جاوے تو اس اجماع کا یہ دلول ومفہوم ہوتا ہے کہ وہ حدیث کسی اور حدیث یا نص قرآن سے جو اس اجماع کی سند ہوگی منسوخ ہوگی مگر اس عمر تک ہمکو اسکی مثال کوئی مسلم نہیں ہوئی ہے مولوی صاحب نے جو حدیث شفق احمر کی مثال نقل کی ہے وہ ہماری تحقیق میں مسلم مثال نہیں ہے۔ خود امام ابو عیسیٰ ترمذی نے اپنی کتاب میں اس حدیث کا معمول بہ ہونا بیان کیا ہے چنانچہ اس حدیث شفق احمر کو نقل کرنے کے بعد فرمایا ہے

قال ابو عیسیٰ حدیث طلق بن علی حدیث حسن غریب من هذا الوجه والعمل علی هذا عند اهل العلم لا یحرم علی الصائم الاکل والشرب حتی یکون الفجر الاحمر المعترض وبه یقول عامة اهل العلم (ترمذی صفحہ ۹۲)	حدیث طلق بن علی حسن غریب ہی اور اس پر اہل علم کا عمل ہے کہ روزہ دار پر جب تک سرخی نمودار نہ ہو کھانا پینا حرام نہیں ہے

کتب فقہ حنفی مذہب میں ہمنے اس مسئلہ کو ٹٹولا تو اس میں بھی قول طلق پر عمل پایا یا اور اسی کے قریب قریب اور ائمہ کا مذہب مشاہدہ میں آیا۔

برہان شرح مواہب الرحمن مع حجج استدلال عقلی میں ہدایہ کے قریب قریب ہے

ہاں ایک شکایت آپکی انکی نسبت بجا ہے جسمین ہم بہی آپکے شریک ہین - اور اگر مولوی رشید احمد صاحب اس شکایت کا ازالہ نہ کرین اور کسی تحریر و تصنیف مین اسکے مکافات و جبر نقصان عزت امام نہ کرینگے تو پہر آپ جس قدر چاہین ان سے الجہین لے دے کرین - اس صورت مین ہم بہی آپکے ہمصفیر ہونگے اور مولوی رشید احمد صاحب سے جو ہمکو حسن ظن اور اعتقاد بزرگی ہے اسکو خیرباد کہین گے وہ شکایت یہ ہے جسکو مولوی ابویحیی صاحب نے اپنے صفحہ ۱۳۶ الارشاد مین ظاہر کیا ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب نے امام الائمہ فخر الامۃ امام محمد بن اسمعیل بخاری کو رسالہ ہدایۃ المعتدی کے صفحہ ۳۳ و ۳۴ مین متعصب کہا ہے اور حدیث اذا قرأ فانصتوا مین ان کے کلام کو تعصب مذہبی پر مبنی قرار دیا ہے -

واقعی یہ لفظ (تعصب) امام بخاری کے حق مین جوش مذہبی سے مولوی رشید احمد صاحب کی قلم سے بہت برا نکل گیا ہے جو ہمارے علم و خیال مین آجتک کسی محدث یا فقیہ موافق یا مخالف کی زبان یا قلم سے نہین نکلا "

امام بخاری تمام دنیا مین ایک ہی وہ امام ہے جسکو موافق و مخالف سب نے امام فن حدیث مان لیا ہے اگر وہ ہی بقول مولوی رشید احمد صاحب متعصب ہو تو مولوی رشید احمد صاحب ہمکو بتا دین کہ پہر اسلامی دنیا مین امام بخاری کے بعد اور کون ایسا ہوا ہے جسکو امام بخاری کے برابر یا ان سے بڑہکر تنقید حدیث مین امام تسلیم کر لیا گیا ہو وہ علما محدثین سے یہ تسلیم نقل نہ کر سکین تو کسی فقیہ حنفی سے جو حدیث مین دخل رکہتا ہو یہ تسلیم نقل کرین ورنہ اس لفظ کو خلاف حق و مخالف تحقیق و انصاف کو سبقت قلمی قرار دیکر واپس لین اور اس سے رجوع مشتہر کرین یا آئندہ درس بخاری وغیرہ کتب حدیث کا (جو ہر سال اون کے حلقہ درس مین پوری ہوتی ہین) نام نہ لین جن محدثون کا رئیس و رئیس متعصب ہو انکی روایت و مرویات کا کیا اعتبار ہے " چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی "

یہ ہمارے ریویو مین محاکمہ کا حصہ ہے اب ہم دونو رسالہ کے بعض مضامین پر جدا جدا ریویو کرتے ہین - رسالہ سبیل الرشاد مین چند امور لائق ریمارک ہین -

اول رسالہ سبیل الرشاد مین جو عوام جہلا کو اجتہاد سے روکا ہے اور تحقیق مجتہدین انکی تو پابند رہی

ہے اور استدلال نقلی (تمسک احادیث و آثار) مختار ہدایہ سے ظاہر ہے کہا ہے کہ جمہور علماء کے

والمعتبر اول طلوع الصبح عند جمهور العلماء وقيل استنارته وهو مروي عن عثمان رضي الله عنه وابن عباس وطلق بن علي وعطا ابن ابي رباح والاعمش قال مسروق كانوا يعدون الفجر الذي يملأ البيوت قال شمس الائمة الحلواني الاول احوط والثاني ارفق -

(برهان شرح مواهب الرحمن)

نزدیک صبح کا شروع ہونا حکم حرمت طعام میں معتبر ہے بعض علماء کے نزدیک خوب روشنی پھیل جانا معتبر ہے یہی قول حضرت عثمان وحذیفہ وابن عباس وطلق بن علی (صحابہ) سے اور عطا ابن ابی رباح و اعمش (تابعین) سے مروی ہے مسروق (تابعی) نے کہا ہے کہ صحابہ وغیرہ اس فجر کو شمار کرتے جو گھروں کو روشنی سے بھر دیتی ہے شمس الائمہ نے فرمایا ہے پہلا قول لینا احتیاط ہے اور دوسرے میں رفق (نرمی) پائی جاتی ہے -

یہ عبارات صاف وصریح طور پر ناطق ہیں کہ حدیث طلق بن علی در باب شفق احمر بدلالت اجماع منسوخ نہیں ہے اسکے خلاف پر اجماع نہیں ہوا بلکہ بنقل ترمذی عام اہل علم کا اور بنقل صاحب برہان بعض اکابر صحابہ و تابعین کا اسپر عمل رہا ہے اور ائمہ حنفیہ سے شمس الائمہ حلوانی اسکے معمول بہ ہونے کے قائل ہیں *

امام ابو عیسیٰ ترمذی نے اپنی جامع کے کتاب العلل میں یہہ دعوے کیا ہے کہ میری کتاب کی تمام

جميع ما في هذا الكتاب من الحديث هو معمول به وقد اخذ به بعض اهل العلم ما خلا حديثين حديث ابن عباس ان النبي صلعم جمع بين الظهر والعصر والمغرب والعشاء من غير خوف ولا سفر ولا مطر وحديث النبي صلعم انه قال اذا شرب الخمر فاجلدوه فان عاد في الرابعة فاقتلوه وقد بينا علة الحديثين جميعا في الكتاب (جامع ترمذی ص ۲ جلد ۲)

حدیثوں پر بجز دو حدیثوں کے اہل علم کا عمل ہے بجز دو حدیثوں کے ایک یہ حدیث ابن عباس کی آنحضرت صلعم نے بلا خوف دشمن اور بدون سفر کے اور بغیر بارش کے نماز ظہر و عصر و نماز مغرب و عشا کو مدینہ میں جمع کیا ہے (۲) یہہ کہ شراب خوار کو دُرّے لگاؤ اگر چوتھی دفعہ وہ شراب پئے تو اسکو قتل کر ڈالو - امام ترمذی نے کہا ہے کہ جس مقام کتاب میں یہہ حدیثیں بیان کی ہیں وہاں انکی

ل اسی لفظ سے معلوم ہوا کہ امام ترمذی کو اکثر کتب فقہ کی نسبت ترتیب سے زیادہ دور کا حدیث ہے اور یہ کتاب کتب حدیث کے ساتھ مُتون متعارفی میں پرچکی ہے -

پہلے وہ مقام دیکھیے تو حدیث جمع بین الصلاتین بغیر عذر کے سوا کوئی اور علت نہ پائی کہ اس

وقد روی حنش عن ابن عباس عن النبی صلعم من جمع بین الصلوتین من غیر عذر فقد اتی بابا من ابواب الکبائر وحنش هذا هو ضعیف عند اهل العلم (جامع ترمذی ص ۲۷)

حدیث کے مخالف ابن عباس سے یہ حدیث بھی مروی ہے کہ جو شخص بلا عذر دو نمازیں جمع کرے وہ ایک کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا اگرچہ اس حدیث کے راوی حنش کو ترمذی نے خود ہی ضعیف قرار دیا ہے

دوسری حدیث میں ترمذی نے یہ علت بیان کی کہ وہ منسوخ ہے یہ حدیث پہلی تھی آنحضرت کے پاس ایک شراب خوار لایا گیا جس نے چوتھی دفعہ شراب پی تھی تو آپ نے اسکو قتل نہ کیا اور صرف درے لگائے۔

انما کان هذا فی اول الامر ثم نسخ بعد هکذا روی محمد بن اسحق عن محمد بن المنکدر عن جابر بن عبد الله عن النبی صلعم قال من شرب الخمر فاجلدوه فان عاد فی الرابعة فاقتلوه ثم اتی النبی صلعم بعد ذلک برجل قد شرب فی الرابعة فضربه ولم یقتله (جامع ترمذی ص ۱۸۷)

ان دونوں مقام میں جو ترمذی نے علت احادیث بیان کی ہے اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ وہ دونوں حدیثیں اجماع سے منسوخ ہوگئی ہیں بلکہ ان کا ناسخ حدیثوں کو بیان کیا ہے کہ از انجملہ پہلی حدیث کے ناسخ کو خود ترمذی نے ضعیف ٹھہرایا ہے اور اس حدیث پر عمل نہ ہونے پر اجماع کے دعوی ترمذی کو اور محدثین نے نہیں مانا چنانچہ امام نووی نے شرح مسلم میں بیان کیا ہے اور دوسری حدیث کی منسوخ ہونے میں صاحب دراسات اللبیب نے جو حضرت شاہ ولی اللہ کے اجل تلامذہ سے ہیں کلام کیا ہے جس کی تفصیل کا یہ مقام نہیں ہے

بالجملہ جن دو احادیث کتاب کی نسبت ترمذی نے اجماع بلا منسوخ ہونے کا دعوی کیا تھا وہ باوجودیکہ مسلم کل نہیں ہے وہ دعوی حدیث شفق احمر کو شامل نہیں اور اس حدیث کا شفق احمر ترمذی نے خود اس کا معمول بہ و غیر منسوخ ماننا چاہیے —

مولوی رشید احمد صاحب جو اس حدیث کو اجماع سے منسوخ بتاتے ہیں تو اس دعوی میں وہ نہ کسی محدث کے ہمنوا

امام یا مجتہد بنا سکتے ہیں نہ کسی فقیہ و مجتہد کو۔
مولوی صاحب اس عموی نسخ میں فقہا و محدثین سلف و خلف سے اپنا مقتدا بنا دین یا اپنے اس دعوے
کو واپس لیں۔ سوم۔ مولوی صاحب نے فرمایا ہے کہ آنحضرت کی ایک جماعت اصحاب نے آپ کے
اس حکم کا کہ نماز عصر بنو قریظہ میں جا کر پڑھنا راستہ میں نہ پڑھنا ظاہر مطلب چھوڑ کر اسکی علت پر عمل کیا۔
اور مصیب ہوئی۔ اسکی تفصیل مولوی صاحب نے صفحہ ۷۵ رسالہ سبیل الرشاد میں کی اور یہ فرمایا ہے بخاری
ومسلم میں یہ حدیث ہے کہ جب آپ بنو قریظہ پر تشریف لیگئے تو یہ فرمایا کہ لَا یُصَلِّیَنَّ اَحَدٌ الْعَصْرَ اِلَّا
فِی بَنِی قُرَیْظَةَ ترجمہ یہ ہے کہ ہرگز کوئی عصر کی نماز نہ پڑھے مگر بنی قریظہ میں پس لشکر بنی قریظہ
کو روانہ ہوا۔ جب غروب شمس قریب آیا تو بعض صحابہ نے کہا کہ ہمکو حکم بنو قریظہ سے وہی نماز کا نہیں
ہوا بلکہ منع فرمایا ہے تو اگرچہ نماز قضا ہو جائے مگر ہم راہ میں نماز نہ پڑھینگے وہ نہ ٹھہرے۔ اور
بعض صحابہ نے کہا کہ غرض آپکی جلد چلنے اور جلد پہنچنے کی ہے نماز کا قضا کرنا نہ چاہئے اونہوں نے
راہ میں نماز ادا کی جب آپ کو خبر ملی تو دونوں جماعت کو کچھ نہ فرمایا۔ غرض دونوں کی تقریر فرمائی۔
اب دیکھو ایک نص ہے اور معنی ظاہر ہے اور حقیقی اوسکے قبل بنو قریظہ پہنچنے کے نماز نہ پڑھنے کے
ہیں ایک جماعت نے اس پر عمل کیا کہ حقیقی معنے اور ظاہر معنی احق ہوتے ہیں اور اس وجہ کو ترجیح
دی اگرچہ پہلے سے آپنے بانکر تاخیر صلوٰۃ و قضا کرنے کو منع فرمایا تھا مگر اس جماعت نے اس ورد حکم
شارع پر بسبب نہی کے عمل کیا او مصیب ہوئی اور یہ سمجھی کہ اس نص صریح سے آجکی عصر اس کلیہ سے مخصوص
ہوئی ہے اور دوسری وجہ کو متروک العمل کیا اور دوسرے معنے اسکے جو مجازی ہیں کہ نہ پڑھے نماز راہ
میں غرض جلد پہنچنا ہے نہ فوت کرنا نماز کا کہ حقیقی معنے ہیں پس دوسری جماعت نے اس ہی نص کے معنے
مجازی قرار دیے بسبب کلیہ شرع کے کہ قرآن میں صلوٰۃ کو کِتَابًا مَّوْقُوْتًا فرمایا ہے اور ترک صلوٰۃ
کو حرام فرمایا ہے تو اس کلیہ دینیہ کو اصل قرار دیکر اس نص کو اسکے تابع کیا اور معنی مجازی لیکر راہ میں نماز پڑھی
اور علت نص پر عمل کیا کہ وجہ ارشاد راہ میں نماز نہ پڑھنے کی جلد پہنچنا ہے نہ ترک نماز اور یہ جماعت بھی
مصیب ہوئی۔ پس ثابت ہے کہ عمل صحابہ سے ظاہر نص پر عمل کرنا اور علت نص پر عمل کرنا اور ظاہر کو چھوڑنا

جو فقہا کرتے ہیں مشروع ہوگیا اور آپنے اس کی تقریر فرمادی جو قیامت تک معمول رہیگی اور دونوں طرح کے اہل مجتہدین میں موجود ہے اور مقلدانِ فروع میں اسی وجہ سے ہوا ہے اب یہہ قیاس بمقابلہ نص نہیں بلکہ اجتہاد فی مراد النص ہے اور جائز ہے اور سنت سے ثابت ہے پس جو اسپر طعن کرتا ہے وہ رسول اللہ کی تقریر پر طعن کرتا ہے اور اپنا دین برباد دیتا ہے اور سنو کہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو حکم فرمایا کہ فلان کو قتل کردو اور اسپر تہمت زنا تھی آپ اوسکی تلاش کو نکلے تو وہ چاہ میں نہاتا تھا آپنے اسکا ہاتھ پکڑ کر نکالا تو وہ مقطوع الذکر تھا پس آپ نے قتل نہ کیا اور آنحضرت صلعم سے ذکر کیا تو آپ نے تصویب فرمائی اب دیکھو حالانکہ حکم قتل کا دیا تھا اور نص صریح ظاہر تھی مگر سبب جو وجہ قتل کی اوس شخص میں جس پر حکم قتل تھا نہ پائی تو اس پر عمل نہ کیا اور بوجہ رفع علت حکم کے توقف کیا اور مصیب ہوئے تو یہ شرع مقرر ہوگئی کہ اگر نص کی علت مرتفع ہوجائے تو اس پر عمل نہ کرنا چاہئے مجتہدین نے اس سے یہ قاعدہ کلیہ سیکھہ کر عمل کیا تو یہ قیاس و حکم بمقابلہ نص نہیں بلکہ عمل حکم نص ہے کہ اس پر عمل واجب جبتک تھا کہ علت موجود تھی اگر علت مرتفع ہوجائے تو پھر ظاہر الفاظ پر عمل نہ ہوگا تو یہہ خود اقتضائے نص ہے اسکو ترک نص اور قیاس بمقابلہ نص اہل فہم ہرگز نہ کہیں گے ۔"

اس کلام کے پہلے حصہ یعنی جسمین حدیث بخاری و مسلم متعلق حکم نماز بروز بنی قریظہ سے بحث ہے کوئی اتفاق ہے بیشک آنحضرت نے حکم کے ظاہر الفاظ پر عمل کرنیوالوں اور اسکی علت و مقصود سمجھہ کر ظاہر الفاظ کو چھوڑ کر اس مقصود پر عمل کرنیوالوں دونوں کو برا نہ کہا اور اپنے سکوت و رضا سے دونو فریق کے عمل کو جائز رکھا ہم اس تسلیم و تقریر نبوی سے دونو عملوں کو جائز سمجھتے ہیں اور علت پر عمل کرنیکو مجتہدین فقہا کا کام و خاصہ سمجھتے ہیں اور ظاہر پر عمل کرنیکو عام اہل اسلام کا (جو مجتہد نہ ہوں) کام تسلیم کرتے ہیں مگر افسوس مولوی صاحب کے رسالہ میں اسکا خلاف ہوا ہے وہ ایسی احادیث میں جو محل اجتہاد و تفقہ ہوں عامی کیلئے ظاہر حدیث پر عمل کرنا جائز نہیں رکھتے اور ان پر ایسی احادیث کے عمل میں رجوع بفقہا واجب ٹھہراتے ہیں اور یہہ خیال نہیں فرماتے کہ اگر یہہ امر عامی پر واجب ہوتا تو اس حدیث نماز بنو قریظہ میں آنحضرت ان اصحاب کو جنہوں نے ظاہر حدیث پر عمل کیا تھا ضرور فرمادیتے کہ تمکو اس حدیث کے ظاہر پر جو تمہاری سمجھہ میں آیا عمل کرنا مناسب

نہ تہا بلکہ ان فقہا صحابہ کی پیروی واجب تہی جنہون نے اس حکم کی فقہیہ و علت کو سمجہا اور ظاہر حکم ترک کیا
آنحضرت نے دونو جماعت کے فعل کو جائز رکہا تو گویا بطور قاعدہ کلیہ فرمادیا کہ فقہا کو علت و مقصود پر عمل جائز
ہے۔ اور عوام کو ظاہر حکم حدیث پر چنانچہ اس نتیجہ کو مولوی رشید احمد صاحب نے خود مان لیا ہے پہر اس تسلیم
سے کہ پر ہدایات اون کا عامی کیلئے احادیث محل اجتہاد مین رجوع لفقہا کا حکم دینا اپنے مسلمہ اصول سے ذہول
نہین تو اور کیا ہے۔

اہلحدیث کو اور جو اسکے نتیجہ کی تسلیم سے مولوی صاحب پر الزام قایم ہوتا ہے **اسکے علاوہ** بہت سے
احادیث و آثار و اقوال فقہا حنفیہ ایسے موجود ہین جنہین صاف پایا جاتا ہے کہ عامی پر ہر حدیث کے ظاہر
معنی پر جو اسکے سمجہہ مین آوین اگر صحیح ہون خواہ غلط عمل کرنا واجب ہو اور اسکو یہہ حکم نہین ہے کہ اپنی سمجہ
احادیث کو جنکے معنی وہ سمجہتا ہو اور اس معنی کے مخالف اسکو آنحضرت کی حدیث یا آثار سلف سے کچہہ نہ
پہنچا مجتہدین و فقہا وقت کی سمنے پیش کرے پہر جو معنی وہ اس حدیث کے بتادین ان پر عمل کرے اور بلا واسطہ
فقہا وہ ایسی حدیث پر عمل نہ کرے۔ یہ حکم نہ تو قرآن مجید مین ہے اور نہ حدیث نبوی مین نہ سلف صالحین
صحابہ و تابعین کے آثار مین نہ فقہا و مجتہدین کے اقوال ہین۔

ہمارا ریویو اسکے بحث و تفصیل کا محل نہین اس بحث و تفصیل کا کوئی طالب و شایق ہو تو ہمارا ضمیمہ اشاعۃ السنہ
نمبر ا و ۱۲ جلد اول و نمبر الغایت ۱۲ جلد ۲ و نمبر لغایت ۹ جلد ۳ بابت ۱۲۹۸ھ لغایت سنہ ۱۳۰۰ھ مطبوعہ ۱۸۸۱ء
ملاحظہ کرے۔

اس تفصیل کا کسیقدر حصہ مولوی ابو یحیی صاحب کے الارشاد کے صفحہ ۱۰۵ وغیرہ مین کتاب دراسات اللبیب سے
نقل کیا گیا ہے اور کتاب دراسات کے صفحہ ۲۳۷ مین ایک حدیث کتاب اسد الغابہ سے اس مضمون کی
منقول ہے کہ ایک شخص نے قول آنحضرت صلعم کی غلط معنے سمجہہ کر اس پر عمل کیا تو اسکو آنحضرت صلعم نے اپنے غلط
فہم پر عمل کرنے سے نہ روکا۔

اور کلام مولوی **رشید احمد** صاحب مندرجہ سبیل الرشاد کے **دوسرے** حصہ سے جسمین حضرت
علی رض کی حدیث سے استدلال و استشہاد ہے ہمکو **اتفاق** نہین ہے علم و تحقیق یہی ہے کہ حضرت علی رض نے

آنحضرت صلعم کے حکم کو علت کے مفقود ہونے سے اپنے آپ اٹھایا تھا اور نہ آپ کے فعل سے (اگر اسکا وقوع تسلیم کیا جائے) یہ قاعدہ کلیہ نکالا جا سکتا ہے کہ آنحضرت صلعم کے حکم کو جو کسی شخص یا محل مین ثابت ہو چکا اسکی علت کے زائل اور رفع ہو جانے سے کوئی دوسرا شخص اٹھا سکتا ہے اور نہ ہمارے علم و تحقیق مین اکابر مجتہدین نے یہ قاعدہ کلیہ نکالا ہے۔

ہان مجتہدین قائلین قیاس سے یہ قاعدہ منقول ہے کہ جس محل مین کسی حکم منصوص کی علت نہ پائی جائے اس محل مین اس حکم منصوص کو متعدی نہین کیا جاتا اور حکم غیر منصوص کا قیاس اس حکم منصوص پر نہین ہو سکتا۔ مگر جو قاعدہ کلیہ مولوی رشید احمد صاحب نے بیان کیا ہے یہ ہمنے ائمہ مجتہدین سے منقول نہین پایا بلکہ اسکا خلاف اکابر مجتہدین طبقہ اعلیٰ (حضرت عمر رض و حضرت عائشہ رض و حضرت عبد اللہ ابن عمر رض) سے کتب حدیث مین مشاہدہ مین آیا ہے۔

حضرت علی سے جو حدیث مولوی صاحب نے نقل کی ہے وہ مولوی صاحب کے دعوے کی مثبت نہین ہو سکتی حضرت علی رض نے آنحضرت کے حکم قتل کو بوجہ ارتفاع علت خود بخود اپنی رائے سے اٹھا نہ دیا تھا بلکہ اپنے خیال مین اس حکم کی علت زنا قرار دیکر اور اسکو مقطوع آلات پا کر اس علت کو مفقود سمجھ کر اس حکم کی تعمیل سے رک جانا اور آنحضرت کے حضور مین اس امر کی رپورٹ کو پیش کرنا مناسب سمجھا تھا جسکو پیش کر دیا۔ پھر اس حدیث مین یہ ذکر نہین کہ آنحضرت نے اس رپورٹ کا کچھ لحاظ فرمایا اور ان کو قتل سے روک دیا یا کچھ لحاظ نہ فرمایا اور اس شخص کو قتل کروا دیا۔ اب اگر دوسری روایت سے ثابت ہو کہ آنحضرت نے حضرت علی کی رپورٹ کا لحاظ فرمایا تھا تو اور اس شخص کو قتل نہ کرنیکا حکم دیا تھا تو اس صورت مین بھی حضرت علی کا اپنی رائے و اجتہاد سے آنحضرت کے حکم قتل کو بوجہ فقدان علت اٹھا دینا ثابت نہ ہوگا اور اس سے مولوی صاحب کا قاعدہ کلیہ مستنبط نہ ہو سکیگا بلکہ آنحضرت ہی کا حکم ثانی حکم اول قتل کا رافع ہوگا۔ بہر حال حضرت علی کا آنحضرت کے حکم قتل سے رک جانا مولوی صاحب کے دعوے کا مثبت نہین ہو سکتا اور اس سے یہ نتیجہ نہین نکالا جا سکتا کہ آنحضرت کے ایک حکم کو کوئی دوسرا شخص بوجہ ارتفاع علت اوٹھا سکتا ہے اور اگر اس حدیث کے الفاظ مین

میں اور شریعت اسلامی کے قواعد متعلق حدود نا بین نظر غایر کیجائے اور تفقہ سے کام لیا جائے تو اس سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ وہ حکم قتل صرف بوجہ اتہام زنا نہ تھا بلکہ بوجہ نفاق اس شخص کے یا کسی اور جرم مستوجب قتل کے تھا۔ حضرت علی نے اپنے خیال میں حکم قتل کی علت صرف زنا کو سمجھا اور اسکو مقطوع الآلات دیکھ کر توقف کیا۔ لہذا اگر اسپر صرف زنا کا الزام ہوتا تو اس سے اس الزام کا جواب طلب کیا جاتا اور وہ اس سے انکار کر کے اپنی حالت قطع آلت پیش کر کے صاف بری ہو جاتا اور حکم قتل اسکی نسبت صادر ہی نہ ہوتا چنانچہ احادیث منقولہ حاشیہ کا قطعی فیصلہ ہی بلا

> عن عمر قال والرجم حق فی کتاب اللہ علی من زنی اذا احصن من الرجال والنساء اذا قامت البینۃ او کان الحبل او الاعتراف (بخاری و مسلم مشکوٰۃ ص۳۰۹)

دریافت حال و بلا تبیین آپ پر آنحضرت نے حکم قتل لگا دیا تو اس سے صاف ثابت ہوا کہ اس حکم کی علۃ زنا نہ تھا بلکہ اس شخص کا نفاق یا اور کوئی سبب تھا لہذا حضرت علی کی رپورٹ پر وہ حکم اٹھا یا نہ گیا ہوگا اس صورت میں بھی وہ حدیث حضرت علی مولوی صاحب کے مدعا کی مثبت نہ ہوئی۔

امام نووی اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں کہ بعض علماء نے کہا ہے کہ وہ شخص منافق تھا اور دوسری

> قیل لعلہ کان منافقا و مستحقا للقتل بطریق آخر وجعل ھذا محرکا لقتلہ لنفاقہ وغیرہ لا بالزنا و کف عنہ علی اعتمادا علی ان القتل بالزنا وقد علم انتفاء الزنا (مسلم ص۳۶۱)

وجہ سے مستحق قتل تھا اسپر زنا کی تہمت لگنا اس حکم قتل کا جو نفاق وغیرہ جرائم کے سبب سے تھا ایک محرک ہو گیا یہ نہیں کہ علت قتل زنا تھا۔ حضرت علی یہی سمجھ کر کہ حکم قتل بوجہ زنا ہے اور زنا اس سے سرزد نہیں ہوا اس حکم کی تعمیل سے رک گئے۔ صحیح مسلم کے ص۷۱ جلد ثانی میں ایک اسی

> عن علی ان امۃ لرسول اللہ صلعم زنت فامرنی ان اجلدھا۔ فاذا ھی حدیث عھد بنفاس فخشیت ان انا جلدتھا اقتلھا فذکرتھا للنبی صلعم فقال احسنت۔ صحیح مسلم ص۷۱ جلد۲

مضمون کی حدیث ہے کہ آنحضرت نے حضرت علی کو ایک زرخرید لونڈی کو درے لگانیکا حکم دیا تو آپنے یہ خوف کیا کہ اگر میں اسکو درے لگاؤنگا تو اسکو قتل کر دونگا پھر آپنے اس امر کا ذکر آنحضرت کے حضور میں کیا تو آپنے

فرمایا تمنے خوب کیا ہے۔ ایک روایت ابوداؤد مین آیا ہے کہ آپ نے فرمایا اسکو چہوڑ دو

وفی روایۃ ابی داؤد دعہا حتی ینقطع دمہا ثم اقم علیہا الحد (مشکوۃ صـ۳۰۲)	(رہنے دو) جب اسکا خون قطع ہو جائے تب اسکو حد لگاؤ۔

یہہ روایت بہی مولوی صاحب کے مدعا کی مثبت نہین اسمین حضرت علی نے ایک حکم نبوی کی تعمیل مین ایک خارجی عذر کو پیش کیا جو منظور و قبول ہوا۔ حضرت علی کا واقعہ سابق مین عذر مطابق واقعہ ہوتا تو اسمین بہی ایسا ہی احسنت (تمنے خوب کیا) فرمایا جاتا۔

بالجملہ اس **واقعہ** کی نسبت کسی حدیث مین ہماری نظر سے نہین گذرا کہ آنحضرت نے حضرت علی کے خیال و مقال کی تصویب فرمائی ہو۔ مولوی صاحب سے ہمنے بذریعہ خط اس حدیث متضمن تصویب کا پتہ پوچہا تو آپنے **عنایت نامہ** ۱۳ شعبان ۱۳۲۲ھ مین یہہ تحریر فرمایا۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تصویب دربارہ فعل علی بندہ نے لکہی ہے وہ کسی لفظ راوی کا ترجمہ نہین ہے اور نہ قطعہ حدیث کا ترجمہ ہے بلکہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سکوت سے ایسے موقعہ مین تصویب پائی گئی راوی نے آنحضرت کا رد و انکار روایت نہین کیا۔ اگر آپنے رد کیا ہوتا تو ہرگز راوی کو سکوت جائز نہ ہوتا"

اسکے جواب مین گذارش ہے کہ آنحضرت کے سکوت اور عدم رد و انکار کے واسطے بہی راوی کی صریح نقل روایت چاہئے جیسا کہ حدیث نماز نوافل مین راوی نے کہا ہے ولم یعنف واحداً منہما۔ ممکن ہے کہ راوی سے غلطی یا نسیان ہو گیا ہو۔ اور اگر یہہ تسلیم کر لیا جائے کہ آنحضرت نے سکوت فرمایا تہا تو اسمین یہہ احتمال ہے کہ وہ سکوت کسی ایسی مصلحت سے ہو جسکے اظہار کا موقعہ نہ ہو اسی مصلحت سے آنحضرت نے وجہ قتل کو ظاہر نہ فرمایا۔ تب ہی تو حضرت علی نے وجہ قتل تہمت زنا کو سمجہا جو واقعہ مین علت قتل نہین ہو سکتی اور چونکہ آنحضرت کے نزدیک وہ شخص اس وجہ مخفی سے واجب القتل ٹہر چکا تہا لہذا یقین ہے کہ آنحضرت نے اس شخص کو قتل کروا دیا ہوگا گو کسی مصلحت سے وجہ قتل کا اظہار نہ فرمایا ہو اگر اس حکم نبوی کی وجہ تہمت زنا کی کے علاوہ اور

نہ ٹھہرائی جاوے تو آنحضرت کا یہ حکم سخت اعتراض مخالفین اسلام کا محل ہوتا ہے۔ مولوی صاحب حضرت علی کی تصویب رائے اور فعل کے درپے ہیں آنحضرت صلعم کی تصویب حکم و تصدیق نبوت کی فکر نہیں کرتے کہ آنحضرت نے ایسا حکم کیوں دیا جسکو حضرت علی نے غلط کر دیا اور مٹا دیا۔ آنحضرت کی شان اعلی ہے یا حضرت علی کی۔ مولوی صاحب بعض فقہا مذہب کی تائید کیلئے حضرت علی کے فعل کی تصویب کرتے ہیں اور یہ خیال نہیں فرماتے کہ اس تصویب میں آنحضرت کا تخطیہ پایا جاتا ہے الحق یہ جرأت عادت اس تقلید کا اثر ہے جسکی علامت مولوی صاحب کے کلام منقولہ میں پائی جاتی ہے اہلحدیث میں اور اہل تقلید میں یہی فرق ہے ورنہ اصل اصول اتباع رسول مقبول دونو فریق کا ایک ہے اب ہم اکابر مجتہدین طبقہ اعلی سے اس قاعدہ کلیہ مولوی صاحب کا خطا اثبات کرتے ہیں اور انکے اقوال و افعال سے اس قاعدہ کی کلیت کو توڑتے ہیں۔

صحیح بخاری میں حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ حضرت عمر نے حجر اسود کو مخاطب کرکے

ان عمر ابن الخطاب قال للرکن اما واللہ انی لاعلم انک حجر لا تضر ولا تنفع ولولا انی رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم استلمک ما استلمتک ثم قال وما لنا وللرمل انما کنا راءینا المشرکین وقد اھلکھم اللہ ثم قال صنعہ رسول اللہ صلعم فلا نحب ان نترکہ

ص ۲۱۸ صحیح بخاری

وعن ابن عباس قال قدم رسول اللہ صلعم واصحابہ فقال المشرکون انہ یقدم علیکم وفد وھنتھم حمی یثرب فامرھم ان یرملوا الخ (بخاری ص ۲۱۸)

فرمایا واللہ مجھے علم ہے کہ تم نہ کچھ ضرر پہنچا سکتے ہو نہ نفع دیتے ہو اگر میں رسول اللہ صلعم کو نہ دیکھتا کہ آپ نے تجھ کو ہاتھ سے بوسہ دیا ہے تو میں بوسہ نہ دیتا پھر فرمایا اب ہمکو رمل (طواف میں اکڑ کر چلنے) سے کیا کام تھا (جبکہ نہیں) مشرکین کو اپنا زور دکھلانے کیلئے تو رمل کیا تھا سو خدا تعالی نے انکو ہلاک کر دیا۔ پھر فرمایا یہ فعل رسول اللہ صلعم ہے ہم اسکو چھوڑ دینا پسند نہیں کرتے مشرکون کو زور دکھانیکا حکم دوسری حدیث صحیح بخاری میں اسطرح آیا ہے کہ جب حضرت حج کیلئے مکہ میں پہنچے تو مشرک بولے مدینہ کے بخار کے ماری جماعت آتی ہے تو آنحضرت نے فرمایا طواف میں خوب اکڑ اکڑ کر زور دکھا کر چلنا۔ حضرت عمر کا قول صاف ناطق ہے کہ حکم رمل کی

علت گواب مفقود ہے مگر ہم اس حکم کو بخیال رفع علت چھوڑ نہین سکتے۔ جناب مولوی صاحب! فرمائے حضرت عمرؓ سے بڑھکر کونسا مجتہد ہے جو آنحضرتؐ کے حکم کو برفع علت اٹھا سکے اب اور سنئے

عن عمرة عن عائشة يقول لو ان رسول الله رای ما احدث النساء لمنعهن المسجد كما منعت نساء بني اسرائيل فقلت لعمرة النساء بني اسرائيل منعن المسجد قالت نعم (صحیح مسلم ص۱۸۳ جلد۱)

صحیح مسلم مین حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ فرماتین کہ اگر آنحضرت صلعم وہ باتین دیکھتے جو آپ عورتون نے نکالی ہین یعنے زینت کا لباس پہنکر اور خوشبو لگا کر نکلنا) تو آپ اونکو مسجدون مین جانے سے روک دیتے جیسے بنی اسرائیل کی عورتین مسجدون مین جانے سے روکی گئی تہین (راوی حدیث نے کہا) مینے عمرہ سے پوچھا کہ کیا بنی اسرائیل کی عورتین مسجدون مین جانے سے روکی گئی تہین وہ بولی ہان۔

یہ حدیث بہی صاف ناطق ہے کہ حضرت عائشہ نے آنحضرتؐ کے اس حکم کو کہ عورتون کو مسجدون مین جانے سے نہ روکو باوجودیکہ اس حکم کی علت (یعنی سادگی وضع مستورات زمانہ آنحضرتؐ) اٹھ چکی تہی نہ اٹھایا اور یہہ فرمایا کہ آنحضرت موجود ہوتے تو اس حکم کو اٹھا دیتے اور کسیکا منصب نہین کہ علت کو مرتفع دیکھکر حکم نبوی کو اٹھا دے اب ایک اور بہی سنئے

عن عبد الله بن عمر قال سمعت رسول الله صلعم يقول لا تمنعوا نسائكم المساجد اذا استاذنكم اليها فقال بلال بن عبد الله والله لنمنعهن فاقبل عليه عبد الله فسبه سبا سيئا ما سمعته سبه مثله قط وفي رواية قال ابن لعبد الله لا تدعهن يخرجن فيتخذنه دغلا وفي رواية فضرب في صدره۔ (صحیح مسلم ص۱۸۳)

حضرت عبداللہ بن عمرؓ نے حکم نبوی بیان کیا کہ اپنی عورتون کو مسجدون میں نہ روکو جب وہ اذن چاہین تو انکے بیٹے بلال نے (مولوی رشید احمد صاحب کے خیال کے مطابق) یہہ خیال کہا کہ آنحضرت کیوقت مین عورتون کی اچھی حالت تہی اسلئے آنحضرت نے یہہ حکم فرمایا تہا اب عورتون کی اچھی حالت نہین رہی اب وہ مسجدون مین جاکر فساد کرینگی اور اس خیال سے کہا کہ ہم تو اونکو مسجدون مین جانیسے منع کرین گے

جیسا اون کے والد ماجد مجتہد العصر حضرت عبداللہ نے انکو مارا اور ایسی بری گالیان دین کہ پہلے کبھی نہ دی تہین +

صاحب دراسات نے بصفحہ ۵۸ کتاب اس حدیث کو صحیح مسلم سے نقل کرکے امام احمد سے بروایت مجاہد تابعی یہ نقل کیا ہے کہ پھر حضرت عبداللہ نے اپنے بیٹے سے کلام کرنا ترک کردیا یہانتک کہ وہ فوت ہو گئے اور ان احادیث ثلثہ سے اس خوبی سے استدلال کیا ہے جو مولوی رشید احمد صاحب و دیگر شائقین کے ملاحظہ کے لایق ہے –

ایسی ہی مولوی رشید احمد صاحب کے رسالہ سبیل الرشاد مین چند امور اور لایق رای زنی ہین مگر اونکو کسی نمبر رسالہ مین آئندہ ظاہر کرینگے اگر مولوی صاحب موصوف نے ہماری اس کلام کو جو ہم کرچکے ہین خیر خواہی پر مبنی سمجھا اور انصاف و حق خیال کیا اور اسکے متعلق اپنی رائے زرین کا اظہار بذریعہ تحریر کیا۔ ایسے ہی مولوی ابو یحیی صاحب کے رسالہ **الارشاد** کے چند امور رای زنی کے لایق ہین

اول اس رسالہ مین مسایل ثمانیہ مذکورہ بالا متعلقہ تقلید پر عمدگی و لیاقت و متانت سے بحث کی گئی ہے اس باب مین جو رسایل و کتب اس رسالہ سے پہلے تالیف و شائع ہو چکے ہین ان سب کے کل نہین تو اکثر مسائل اسمین درج ہین جن کو وہ کتابین و رسایل نہین ملے وہ اس رسالہ کو دیکھکر ان کتب و رسائل کا کام اس سے لے سکتا ہے اور اس رسالہ مین انصاف و تہذیب کا پورا لحاظ کیا گیا ہے

ہمارے دوست اڈیٹر تالیف و اشاعت نے اپنی پرچہ مطبوعہ یکم اگست سنہ ۹۰ء مین اس رسالہ کی مطالب کی عمدہ پیرایہ مین تلخیص کی ہے اور اچھی داد دی ہے مگر اسکی تعریف مین انکی قلم سے جو یہہ فقرات نکل گئے ہین کہ ان باتون کے علاوہ اور بہی بہت سی مفید باتین اس کتاب مین مندرج ہین جنکا علم عوام کو کیا خواص تک کو بہی نہین مثلاً یہہ کہ خانہ کعبہ مین چار مصلّے کب قائم کی گئی اور کسنے قایم کئی – غرض اس بحث مین یہہ کتاب ایک مبسوط اور جامع تصنیف ہے اور یہہ بات بلا مبالغہ کہی جا سکتی ہے کہ اس بحث خاص مین اب تک جتنی کتابین اور رسالے شائع ہوئی ہین وہ سب انکے سامنے گرد ہین ۔ اسکو ہم صحیح نہین سمجھتا اور اپنے اس دوست

کی اور مولف رسالہ کی جنہون نے اس پر تو یہ تالیف و اشاعت کی تعریف کی اور مجہہ سے داد چاہی تہی غلطی
خیال رفع کرتے اور دوستانہ نصیحت بجالانے کی غرض سے نہ تترفع و اظہار کی نظر سے کہا جاتا ہی
کہ یہہ خیال و مقال صاحب تالیف و اشاعت کا صحیح نہین ہے۔ اسباب مین جو کتابین تالیف
ہوئی ہین صاحب تالیف و اشاعت نے بعض ان کتابون کا نام بہی نہ سنا ہوگا بعض کو آنکہہ سے
نہ دیکہا ہوگا اور جن کو دیکہا انکو پورا نہ پڑہا ہوگا۔
تقلید کی باب مین مستقل یا ضمنًا و تبعًا بحث کرنیوالے اس سے پہلے (رسالہ اشاعۃ السنۃ اور ضمیمہ
اشاعۃ السنۃ کے علاوہ) یہ کتب و رسایل شایع ہوئے ہین (۱) عقد الجید (۲) الانصاف
(۳) وحجۃ اللہ البالغہ حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی (۴) قول سدید ابن الملا فروخ المکی الحنفی
(۵) عقد الفرید شرنبلالی (۶) ایقاف علی سبب الاختلاف لملا حیات سندہی۔
(۷) ایقاظ ہمم اولی الابصار فلانی (۸) دراسات اللبیب علامہ معین الدین سندہی
(۹) اعلام الموقعین عن رب العالمین حافظ ابن القیم حنبلی (۱۰) القول المفید امام شوکانی
(۱۱) ناظور الحق[1] علامہ ہارون مرجانی حنفی (۱۲) الجنۃ فی الاسوۃ الحسنۃ بالسنۃ نواب صاحب
بہوپال (۱۳) معیار الحق جسکو خاکسار نے جمع و مرتب کیا اور حضرت شیخنا و شیخ الکل سید نذیر حسین
صاحب دہلوی نے میری درخواست پر اسمین اصلاح و کمی بیشی کرکے اپنے نام نامی کیطرف اسکو
منسوب کرکے اسکو عزت افتخار و اعتبار بخشا۔ (۱۴) ارشاد النقاد امیر یمانی اور ان کے علاوہ
بہت سی تالیفات ہین جنکا شمار دشوار ہے ان کتب و رسایل مین کئی ایسے ہونگے جن کا نام بہی
تالیف و اشاعت نے نہ سنا ہوگا اور اکثر ایسے ہونگے جن کو آنکہہ سے نہ دیکہا ہوگا اور کم ایسے ہونگے
جنکو پورا نہ پڑہا ہوگا۔ پہر ان کتب کو جو اس رسالہ سے پہلی شایع ہوئی ہین۔ اس رسالہ کے سامنے

[1] یہ رسالہ بلدہ قزان بلاد بلغار مین چہپا اور خاکسار نے اسکی نقل اپنی قلم سے لکہہ کر مکہ معظمہ سے لایا۔
خاکسار سے مولوی عبد الحی صاحب لکہنوی مرحوم نے طلب کی اور اس سے فائدہ اٹہایا جسکا ذکر انہون نے
اخیر رسالہ نافع کبیر کے صفحہ ۵ مین کیا یہہ رسالہ ہندوستان مین چہپ کر شایع نہین ہوا۔ واللہ اعلم۔ ایڈیٹر

گرد کہہ دینا چہوٹا منہ بڑی بات کا مصداق اور ایشیائی مبالغہ ہے جسکی صاحب تالیف اشاعت اپنی بیان میں نفی کرتے ہین — میرے دوست صاحب تالیف واشاعت اردو فارسی کی معمولی تالیفات اور ملکی اخبارات پر ریویو کرنیکے تو ان کا حق ہے انگریزی کتابون پر کچہہ لکہہ دین تو انکا منصب ہے دینی کتابون پر انکا ریویو لکہنا اور ادق مسایل مذہبی میں انکی رائے زنی کرنا استحقاق سے بڑہکر بولنا ہے بجائے اس مبالغہ آمیز تعریف کے اگر وہ یہہ کہتے جو ہمنے کہا ہے کہ اس باب مین جو کتب رسایل شائع ہوئے ہین ان سبکا خلاصہ یا اختصار وانتخاب اس رسالہ مین اچہی طرح کیا گیا ہے تو چندان محل اعتراض نہ ہوتا خیر گذشتہ را صلوٰۃ آیندہ احتیاط

دوم — مینے اس رسالہ کو سرسری نگاہ سے دیکہا ہے انہین مسایل ثانیہ تقلید کو اسی طرح پایا ہے جس طرح کہ اوپر بیان ہوئے ہین اور اگر مطاوی عبارات مین کہین ان مسایل کا خلاف بیان ہوا ہے تو اس سے خاکسار کا اتفاق نہین ہے

سیوم — اس رسالہ مین نعمانی صاحب کے رسالہ سیرۃ النعمان کے متعلق بہی جابجا گفتگو ہوئی ہے جسمین اسکے جواب حسن البیان کی رہی سہی کسر پوری کیگئی ہے ہمارے دوست نعمانی صاحب کو بغور پڑہین اور مولوی ابو یحیی صاحب کی خیرخواہی کا شکریہ ادا کرین اور اگر وہ اسمین کوئی بات خلاف تحقیق پائین تو اسکے جواب مین قلم اٹہاوین حسن البیان کے جواب سے سکوت اختیار کرنے کی مانند اس کے جواب سے سکوت نہ کرین ۰

چہارم — رسالہ مین باوجود ان خوبیون کے ایک یہ عیب ہے کہ اسکی ترتیب وتبویب بخوبی نہین ہوئی لہذا اس سے وہی شخص نفع اٹہا سکتا ہے جسکو کوئی دوسرا کام نہ ہو اور وہ رسالہ کو اول سے آخر تک پڑہ جائے ۔

معلوم ہوتا ہے کہ یہہ رسالہ مولوی ابو یحیی صاحب کے پہلے تالیف ہے وہ اس رسالہ کے ہر ایک مبحث کا کوئی عنوان یا سرخی مقرر کرتے اور بقلم جلی اسکو لکہتے تو قلیل الفرصت لوگ بہی اس سے فائدہ اٹہاتے اب اس نقصان کا جبر اور کمی کی تکمیل یون ہو سکتی ہے کہ مولوی صاحب مضامین رسالہ کی ایک فہرست ⁂

⁂ بعد تحریر کاپی رسالہ فہرست مطبوعہ مولوی صاحب نے ارسال کی ہے اس سے کسیقدر کاربرآری ہو سکتی ہے ۔

تکمیل الیقین کو بقیمت عصہ اور کتاب اصلاح رسوم کو بقیمت ۴ مولوی محمد یحیی صاحب مقیم گنگوہ ضلع سہارنپور لال مسجد سے خرید کریں اور اس پر یہ شعر پڑہیں ؎ جمادے چند دادم جان خریدم بحمد اللہ عجب ارزان خریدم -

یہ کہنا بھی ہمارا منصبی فرض ہے کہ ان کتابوں میں بعض علمی فقہی اور حدیثی غلطیاں بھی ہیں (جو بشری تصنیف کے لوازم سے ہیں) مثلاً اصلاح رسوم میں خضاب وسمہ کو اہی قطار میں شمار کرنا جسمیں ڈاڑہی منڈوانا اور مرغ لڑانا شمار کیا گیا ہے حالانکہ وسمہ و حنا کا خضاب خود آنحضرت صلعم اور اکابر اصحاب نبوی سے ثابت ونا قوربہ ایسا ہی انگریزی علوم کی ڈگریاں حاصل کرنیکو ناجایز لکہا ہے حالانکہ نفس ڈاڑہی منڈانے کو ناجائز لکہا ہی - اور کتاب تکمیل الیقین میں حدیث اسنکثروا من النعال کا ترجمہ یہ کیا ہے کہ جوتے کئی جوڑے رکہا کرو -

ہاں مولوی صاحب سے پہلے بعض صوفیا و فقہا نے (جو حدیث میں ماہر نہیں) بہی خضاب سیاہ کی نسبت تشدد کیا ہے ہر چند بعض احادیث صحیح میں خضاب سیاہ سے بچنے کا امر وارد ہے اور اس سیاہی کو کبوتر کی گردن سے تشبیہ دی گئی ہے مگر یہ تشبیہ خود بتاتی ہے کہ جو سیاہی ایسی نہ ہو وہ حکم ممانعت کا متعلق نہیں ہے بلکہ وہ جائز ہے کبوتر کی گردن جیسی سیاہی صرف وسمہ کے خضاب سے ہوتی ہے جو اکثر دیہاتی دہقانوں میں مشاہدہ میں آتی ہے اور اگر وسمہ میں مہندی ملا کر خضاب کیا جاوے تو بہی سیاہی پیدا نہیں ہوتی بلکہ قدرتی سیاہی بالوں کی نمایاں ہوتی ہے - خاکسار عرصہ تخمیناً بیس سال سے وسمہ حنا کا خضاب کرتا ہے میری بالوں کی سیاہی کو دیکہہ کر کسیکو نہیں جانا اور پہچانا کہ وہ خضاب کا رنگ ہے بعض احباب نے صرف میری عمر کی نظر سے پوچہا کہ کیا آپ خضاب کیا کرتے ہیں جب بتایا گیا تو انہوں نے تعجب سے کہا کہ یہہ کونسا خضاب ہے - یہ خضاب وسمہ و حنا کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اکابر صحابہ کے اقوال و افعال سے ثابت ہے آنحضرت کا قول ترمذی کی اس حدیث میں بیان ہوا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ بہترین اشیاء جن سے سفید بالوں کا رنگ بدلا جاوے وسمہ اور مہندی ہے -

عن ابی ذر عن النبی صلعم ان خیر ما غیر بہ الشیب الکتم والحناء - ھذا حدیث حسن صحیح (ترمذی ص ۲۲۲) وفی القاموس الکتم محرکۃ نبت یخلط بالحناء ویخضب بہ ھذا وھو النبت المعروف بالوسمۃ یعنی ورق النیل (نیل الاوطار ص ۱۱۵ ج ۱)

نیل الاوطار میں قاموس سے نقل کیا ہے کہ کتم وہ بوٹی ہے جسکو مہندی میں ملا کر اسکا خضاب کیا جاتا ہے پہر نیل میں کہا ہے کہ یہ وہ بوٹی ہے جسکو وسمہ کہا جاتا ہے یعنی نیل کے پتے -

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فعل اس حدیث میں بیان ہوا ہے جسکو امام احمد نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم مہندی اور وسمہ کا خضاب کیا کرتے تہے -

عن ابی رمثۃ قال کان النبی صلعم یصبغ بالحناء والکتم - رواہ احمد (نیل الاوطار ص ۱۱۷ جلد ۱)

وعن عثمان بن عبد اللہ قال دخلنا علی ام سلمۃ فاخرجت الینا من شعر النبی صلعم فاذا ھو مخضوب بالحناء والکتم - رواہ احمد (نیل ص ۱۱۵ ج ۱)

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ حضرت ام سلمہ کے پاس عثمان بن عبد اللہ حاضر ہوئے تو انہوں نے آنحضرت کا موئے مبارک نکالکر دکہایا جو مہندی اور وسمہ سے خضاب شدہ تہا ان روایات کو نیل الاوطار میں نقل کیا ہے -

اکابر صحابہ سے حضرت ابوبکر و حضرت عمر کا فعل اس حدیث متفق علیہ میں بیان ہوا ہے کہ جیسے حضرت انس نے آنحضرت کے

جوایک سخت اور ذلیل غلطی ہے۔ اور اس حدیث کے صحیح معنے یہ ہین کہ ننگے پاؤن پہرنے (جو اکثر عوام اور غربا عرب کا دستور تہا اور ایسا ہی ہر ایک ملک کے عوام مین رواج ہے) کی نسبت جوتا کثرت سے پہنا کرو وعلیٰ ہذا القیاس اور چند غلطیان ان کتابون مین ہین مگر چند اغلاط سے ساری کتابین بیکار و بے اعتبار نہین ہوجاتین اور عام فایدہ رسانی سے ساقط نہین ہوتین۔ ہم مؤلف کتب مذکور کو برادرانہ نصیحت کرتے ہین اور مشورہ دیتے ہین کہ دوسری دفعہ وہ ان کتابون کو چہپوا کر شایع کرین تو کسی عالم محدث کو وہ کتابین دکہا کر مسائل مندرجہ کتاب کی نسبت انکی رائے لیلین اس صورت مین وہ کتابین بلا مضرت روحانی دوا بن سکتی ہین +

سئل انس بن مالک عن خضاب رسول اللہ فقال ان رسول اللہ صلعم لم یکن شاب الا یسیرًا ولکن ابابکر وعمر بعدہ خضبا بالحناء والکتم۔ متفق علیہ وحدیث انس فی انکارہ لخضاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یعارضہ ما سیاتی من حدیث ابن عمر وما سبق وما فی الصحیحین وان کان ارجح مما کان خارجًا منہما لان عدم علم انس بوقوع الخضاب منہ لا یستلزم العدم۔ وروایۃ من اثبت اولی من روایۃ لان غایۃ ما فی روایتہ انہ لم یعلم وقد علم غیرہ وایضًا قد ثبت فی صحیح البخاری ما یدل علی اختضابہ صلعم علی انہ لو فرض عدم ثبوت اختضابہ لما کان قادحًا فی سنیۃ الخضاب لورود الارشاد الیہا قولًا فی الاحادیث الصحیحۃ (نیل الاوطار صفحہ ۱) وخضب جماعۃ بالسواد روی ذلک عن عثمان والحسن والحسین ابنی علی وعقبہ بن عامر وابن سیرین وابی بردۃ وقال القاضی الطبری الصواب ان الآثار المرویۃ عن النبی صلعم بتغیر الشیب والنہی عنہ کلہا صحیحۃ لا تناقض فیہا (شرح مسلم ۱۹۹ جلد ۲)

خضاب کرنیکا حال پوچہا تو اس نے کہا کہ آنحضرت کے سفید بال بہت کم تہے ولیکن حضرت ابوبکر و حضرت عمر نے آپکے بعد مہندی وسمہ کا خضاب کیا ہے نیل الاوطار مین اس حدیث کو نقل کرکے آنحضرت کے خضاب سے حضرت انس کے انکار کی نسبت فرمایا ہے کہ اس سے نہایت ہی ثابت ہوتا ہے کہ ان کو آنحضرت کے خضاب کا علم نہین ہوا جو ابن عمر وابی رمثہ کو ہوا تہا اور آنحضرت کا فعل خضاب نہ بہی ثابت ہو تو اس سے خضاب کا سنت ہونا نہین ٹوٹ سکتا۔ اسکی سنیت ہونیکی واسطے آپکا قولی ارشاد کافی ہے نیل الاوطار مین اور امام نووی کی شرح مسلم مین کہا ہے کہ خضاب سیاہ جماعت اصحاب وتابعین سے مروی ہے از انجملہ حضرت عثمان امام حسن امام حسین عقبہ عامر (صحابہ) اور ابن سیرین ابوبردہ (تابعی) ہین قاضی طبری نے کہا ہے کہ آنحضرت سے احادیث امر خضاب مخالفت خضاب جو مروی ہین وہ سب صحیح ہین انہین کوئی متعارض نہین ہے یعنی انہین تطبیق اور موافقت ہو سکتی ہے۔ خاکسار کہتا ہے ایک صورت تطبیق وہ ہے جو خاکسار نے بیان کی ہے کہ صرف وسمہ سے خضاب کا ادنیٰ ہے جس سے گردن کبوتر کی مانند رنگ پیدا ہوتا ہے نہ مہندی وسمہ ملا کر خضاب کرنا۔۔۔

مولوی صاحب نے صفحہ ۱۳ اصلاح الرسوم مین خضاب مہندی وسمہ

حاشیہ مین ممانعت خضاب سیاہ کے متعلق مولوی

کی برائی پر نقلی اور عقلی بحث بھی کی ہے اور حدیث خضاب وسمہ و مہندی کا جواب بھی دیا ہے ۔ لہذا اختتام
میں اسکا جواب دینا ضروری ہے ۔

نقلی بحث مین آپ نے یہہ حدیث ابن عباس نقل کی ہے کہ آخری زمانہ مین کچھہ لوگ ہونگے کہ سیاہ خضاب
کرینگے جیسے کبوتر کا سینہ ان لوگون کو جنت کی خوشبو بھی نصیب نہ ہوگی ؛؛

عقلی بحث مین آپنے فرمایا ہے کہ عقل بھی اس فعل بھی قبح کو مقتضی ہے کیونکہ سیاہ خضاب کرکے
اپنے بڑہاپے کو چھپاتا ہے اور دیکھنے والون کو دہوکہہ دیتا ہے اور فطرت الٰہی کو بدلتا ہے اور یہہ سب امور
قبیح ہین ۔ پہر آپنے سفید بالون کو نوچنے سے بڑہاپے کے نور کو بدلنے کی ممانعت اور بدن کو گودانے
اور دانت اور ابرو باریک کرنے جیسے تغیر خلق اللہ کی ممانعت کی احادیث نقل کرکے ان افعال پر سیاہ خضاب کا قیاس
واجبہا د کیا اور یہہ فرمایا ہے کہ یہہ دو نو باتین خضاب سیاہ مین بھی موجود ہین اسلئے عقلاً ممنوع ہوا ۔ پہر آپکو
حدیث خضاب مہندی و وسمہ آپنے فرمایا ہے بعض لوگ کہتے ہین کہ وسمہ کا خضاب سیاہ اس سے مستثنیٰ
ہے اسلئے کہ حدیث مین مہندی اور نیل کے خضاب کی اجازت ہے اور مہندی نیل سے سیاہ ہوجاتا ہے
مگر یہہ امر لازم نہین کیونکہ مہندی اور نیل کے ترکیبین مختلف ہوتی ہین ۔ بعض اہل تجربہ کا قول ہے کہ اگر
دونو کو مخلوط کرلین تو رنگ سیاہ ہوجاتا ہے اور اگر دونو کو الگ الگ لگادین تو سرخ ہوتا ہے بعض
سے سیاہی ہوتی ہے بعض سے نہین ہوتی ۔ جب حدیث مین سیاہ خضاب سے مطلقاً ممانعت آئی
ہے تو **حنا و نیل کا خضاب اس ترکیب سے جائز ہوگا کہ جسمین سیاہی نہ آئی**
جیسا کہ ظاہر ہے اور سیاہ خضاب کے ممنوع ہونیکی جو علت ہے (یعنی بڑہاپے کو چھپانا اور قدرتی وضع
کو بدلنا) وہ وسمہ وغیرہ وسمہ مین برابر ہے علت کی شراکت سے حکم کا اشتراک ضروری ہے ؛؛

خاکسار کہتا ہے کہ نقلی بحث کا جواب ہمارے مضمون مین بضمن حاشیہ
آچکا ہے کہ حدیث ممانعت خضاب سیاہ حدیث جواز خضاب حنا و وسمہ کے مخالف و معارض نہین

صاحب مولف اصلاح رسوم جاہلیت کے دلایل

اسمین اور یاسمین کئی وجہ سے تطبیق و توفیق ممکن ہے از انجملہ ایک وہ صورت ہے جو ہمنے بیان
کی ہے اور مولوی صاحب نے بھی ایک طرح سے مان لیا ہے چنانچہ فرمایا ہے کہ حنا اور نیل کا خضاب
اس ترکیب سے جایز ہوگا جسمین سیاہی نہ آئے (اسمین یہ بات کہنا مولوی صاحب بھول گئے
یا ذہول ہوگیا کہ سیاہی بھی ویسی جیسی کبوتر کے سینہ کی ہوتی ہے چنانچہ مولوی صاحب کی نقل
کردہ حدیث مین اسبات پر تصریح ہوچکی ہے) اور ہم بھی ایسی سیاہی کو جائز رکھتے ہین اور جایز
کہہ چکے ہین کہ وہ کبوتر کی گردن یا سینہ کیسی سیاہی نہ ہو اور اسمین ذرہ برابر شک نہین
(اور جسکو شک ہو وہ خود تجربہ کرکے دیکھ لے ۔ مولوی صاحب کی طرح دوسری اہل تجربہ کا
مقلد نہ رہے) کہ اگر وسمہ مین مہندی ملاکر لگائی جائے اور وسمہ کی نسبت مہندی کسیقدر
زیادہ ہو تو کبوتر کی گردن اور سینہ جیسی سیاہی (جو نیلگون ہوتی ہے اور اسمین اودی
سرخی کی چمک ہوتی ہے اور وہ نہایت بدنما دبھدی دکہائی دیتی ہے اور بعید نہین کہ یہی
بدنمائی اسکی ممانعت کی وجہ ہے) ہرگز ہرگز نہین ہوتی بلکہ وہ قدرتی رنگ بالون کی سی سیاہی
ہوتی ہے ۔

عقلی بحث کا جواب بھی اس مضمون مین آچکا ہے جسمین ثابت کیا گیا ہے کہ وسمہ
مہندی کا خضاب خود بدولت حضرت رسالت و حضرات خلفاء خلافت راشدہ سے ثابت
و مسلم ہے اور تغییر شیب (بڑہاپے کو بدلنے) کا تاکیدی حکم (جسکے خلاف پر یہودیت و نصرانیت
کا حکم لگ جانے کا خوف ہی) بھی خود سرکار عالی حضرت متعالی سے بخاری و مسلم کی حدیث مین اسطرح

ان الیہود والنصاری لایصبغون
فخالفوہم بخاری ص ۸۷۵ مسلم ص ۱۹۹ ج ۲ ۔
اتی بابی قحافۃ یوم فتح مکۃ ورا

ایک حدیث مین ارشاد ہوا کہ یہود و نصاری خضاب
نہین کرتے تم ان کا خلاف کرو یعنی خضاب کیا کرو
ایک حدیث مین آیا ہے کہ فتح مکہ کے دن حضرت ابوبکر

عقلیہ ونقلیہ نقل کرکے ان کا جواب دیا جاتا

ولحیۃ کالثغامۃ بیاضا فقال رسول اللہ صلعم غیروا ھذا بشیئ واجتنبوا السواد - مسلم صفحہ ۱۹۹ ج ۲ - نیل الاوطار از روایۃ امام احمد صفحہ ۱۱۵ ج ۱	کے والد ابوقحافہ کو جس کا سر اور ڈاڑھی کے بال ثغامہ بوٹی کی مانند سفید تھے) حضرت کے حضور میں لائے گئے آپ نے فرمایا کہ اس سفیدی کو بدل دو اور سیاہی سے بچو (یعنی وہی سیاہی کبوتر کی گردن کیسی)

پھر کس کی جرأت ومجال ہے کہ مطلق تغییر شیب کو ممنوع قرار دے اور سفید بال توچنے اور بدن گودنے اور روانت وابرو وبار یک کرنے کے تغیرات منہی عنہا پر حکم منصوص تغییر شیب خضاب مسنون مہندی وسمہ کا قیاس کرے مولوی صاحب یہ قیاس بمقابلہ نص کہلاتا ہے اور اسکا جو حکم اسلام مین آچکا ہے آپ جیسے محقق پر مخفی نہین ہے کہ ہم اس کے بیان مین خامہ فرسائی کرین - پھر تعجب ہی کہ آپ سے قیاس بمقابلہ نص کے جرأت کیونکر ہوئی - اور اگر آپ کے نزدیک ہر ایک تغییر خلق اللہ ممنوع ہے (کو احادیث صحیحہ مین وہ آچکا ہو) تو پھر اندیشہ ہے کہ آپ ختنہ کرانے مونچھین کتروانے - ناخن کٹوانے وغیرہ امور مسنونہ کو بھی تغییر خلق اللہ قرار دینگے اور انکو حدیث المغیرات لخلق اللہ بلکہ آیت فلیغیرن خلق اللہ کا مورد بنا دینگے - آپ جیسے محقق سے اس جملہ تغییر خلق اللہ کو منصوصات مین متعدی کرنا اور اپنے قیاس کی بناء اس علت پر قایم کرنا اس شعر کا مصداق ہم کرنے مین

شہسوار ہی میدان رزم مین گرے ۔ وہ طفل کیا کریگا جو گھٹنون کے بل چلے

حدیث خضاب مہندی وسمہ کی جواب مین جو کچھ مولوی صاحب نے کہا ہے اسکا جواب ہمارے مضمون میں آچکا ہے جس اہل تجربہ کا قول مولوی صاحب نے پیش کیا ہے وہ اگر دروغ گو نہین تو خطا کار ضرور ہے - مولوی صاحب اسکی تقلید چھوڑکر خود تجربہ کرینگے تو ہمارے بیان تجربہ کو صادق ولائق قبول واتباع پائینگے -

البتہ جواب مولوی صاحب کی اس عقلی دلیل کا کہ سیاہ خضاب مین بڑھاپے کو چھپانا اور رد گون کو

مین جواب کے ان صاحب مولوی دیکھئے ہے -

دہوکا دینا پایا جاتا ہے سو یہ ہے کہ دلیل بلا ریب اس صورت مین صحیح و لایق تسلیم ہے کہ کوئی شخص سیاہ خضاب کرکے عمداً کسی کو دہوکا دے اور نقصان پہنچائے اور اگر اسکی نیت اس فعل سے کسیکو دہوکا دینے اور نقصان پہنچانیکی نہو بلکہ نیکی کرنے اور نفع پہنچانے کی ہو تو اسکے حق مین آپ کی یہ دلیل ہرگز لایق تسلیم نہین ہے -

دہوکہ دینے اور نقصان پہنچانے کی ایک یہ صورت ہی کہ ایک شخص ضعیف العمر از کار رفتہ نے بحکم مرد چون پیر شود حرص جوان میگردد کسی جوان عورت سے جسکو ایک جوان قوی کی ضرورت ہو نکاح کرنا چاہا اور وسمہ سے بال سیاہ کرکے اسکو اپنا جوان ہونا بتایا اور اس عورت کو اپنے نکاح مین لیا پہر جب بالون کا لفافہ (خضاب کا سیاہ رنگ) کھلگیا اور آدمی سپیل ڈیوٹی (خاص حد مین) مین وہ فعل ہوگیا تو اس بیچاری مظلومہ پر مصیبت اور غم کا پہاڑ ٹوٹ پڑا - اس صورت مین بلا ریب اس مکار دہوکہ باز کا دہوکہ ثابت ہوگا اور اسکی منکوحہ کو فسخ نکاح کا اختیار ہوگا و علیٰ ہذا القیاس اور واضح رہی کہ یہ دہوکہ بازی وسمہ سے مخصوص نہین ہے اگر کوئی نماز یا وعظ کے ذریعہ دہوکہ بازی کرے وعظ مین خوش بیانی و خوش الحانی اس نیت سے کرے کہ اس ذریعہ سے وہ کسی عورت سامعہ کو اڑا لے چنانچہ بعض واعظین پنجاب سے یہ امر سنا گیا ہے تو ایسے شخص کا وعظ بہی دہوکہ بازی مین داخل ہے اور جس صورت مین وسمہ لگانے سے کوئی شخص کسیکو نقصان نہ پہنچائے گو لوگ اپنی غلط فہمی سے دہوکہ کہا جین ایک بڈہے کو جوان سمجہہ لین وہ صورت دہوکہ دہی نہین ہے اگر ہے تو دہوکہ خوردنی ہے جو دہوکہ کہا نیوالے کا قصور ہے نہ ایک فعل جائز یا قصد اصلاح اختیار کرنے والے کا - **نیکی اور نفع رسانی** کی نیت سے وسمہ لگانے کی ایک صورت تو آپنے خود بہی اصلاح الرسوم کے صفحہ ۹۲ مین بیان کی ہے کہ اعداء دین کے مقابلہ کے وقت اپنی ہیبت کے دکہانے کو وسمہ لگایا جاوے -

کیا فرماتے ہیں ۔

دوسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی ہم عمر اور قدیم بیوی کے خوش کرنے کیلئے وسمہ لگائے یا حسین بیوی سے نکاح جدید کرے اسکو اپنی عمر بتا کر اسکی خواہش سے وسمہ لگائے جیسا اسکی خاطر اپنے سر کے بالوں میں سیاہ خضاب کرے یا ہاتھوں میں مہندی لگا دی ایسی صورتوں میں ایسے اشخاص کیلئے وسمہ مہندی لگانا نہ صرف ادا سنت کے ثواب کا موجب ہوگا بلکہ بیوی کو خوش کرنیکا ثواب بھی اسکو حاصل ہوگا اور اس آیہ کریمہ کے عمل و امتثال کا ثواب بھی ہوگا اس کا ترجمہ

ولهن مثل الذي عليهن بالمعروف ۔	یہ ہے۔ عورتوں کا حق مردوں پر ویسا ہی ہے جیسا کہ مردوں کا حق عورتوں پر ہے حضرت ابن عباس سے مروی ہے چنانچہ فتح البیان میں آیا ہے کہ میں اپنی عورت کی خاطر اپنے بالوں میں کنگھی کرتا ہوں اور بن ٹھن کر رہتا ہوں
قال ابن عباس في الانساني لاحب ان اتزين للمرأة كما احب ان تتزين لي لان الله تعالى قال ولهن الخ فتح البيان صفحہ ۲۹۶	

جو لوگ خود خستہ حال رہتے ہیں اور اپنی عورتوں کا بناؤ سنگار چاہتے ہیں وہ اس آیہ اور اسکی تفسیر کو جو ابن عباس سے منقول ہوئی ہے غور سے پڑھیں اور جو لوگ اپنے گورے گورے چہروں پر ڈاڑھی نہیں رہنے دیتے مگر اپنی بیویوں کے سر منڈوانیکو پسند نہیں کرتے وہ بھی اس آیت اور اسکی تفسیر کو غور و انصاف سے ملاحظہ فرماویں ۔

مولوی صاحب نے اصلاح الرسوم کے صفحہ ۱۲ میں فرمایا ہے جس شخص کو خضاب سیاہ کے باب میں قوی دلیل ملے وہ اسکو بستہ نمبر رسالہ کے حاشیہ میں ثبت کرے خاکسار نے مولوی صاحب کی فرمایش کی تعمیل کردی ہے اگر وہ اس تعمیل کو کافی و وافی سمجھیں تو خود بھی اس رسالہ کی دوسری دفعہ کی اشاعت میں خاکسار کے مضمون کو درج متن یا حاشیہ رسالہ کریں اور اگر اس تعمیل میں نقص پاویں تو خاکسار کو بھی اطلاع دیں خاکسار خدا کا بندہ ہے اپنے نفس اور رسم مخالف نص کا بندہ نہیں انشاء اللہ تعالی انکی تحقیق حق کو مان لیگا

مدرسہ دار الحدیث شاہجہان پور کا مژدہ - اور افسوس

ناظرین عنوان مضمون کو پڑھ کر تعجب کرینگے کہ یہ مژدہ کیسا جسکے ساتھ افسوس لگا ہوا ہے
حضرت! مژدہ اس مدرسہ کے ابتدائی وجود کا ہے اور افسوس اسکے انتہائی حالت مخوفہ پر۔
ابتدائی حالت کا مژدہ اس مدرسہ کی سالانہ رپورٹ یا روداد مشتہرہ بانی مدرسہ مولوی حافظ حکیم ابو یحیی محمد صاحب شاہ جہان پوری کو دیکھ کر سنایا گیا ہے۔ مولوی صاحب اس رپورٹ مین فرماتے ہین۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ الحمد للہ وکفی وسلام علی عبادہ الذین اصطفی لاسیما سید ولد آدم محمد المجتبی وعلی آلہ وورثتہ علماء اعلام الہدی اس ذات پاک کا کیسے شکر ادا ہو سکے جس نے ہم ناچیز بندون کی دنیا و آخرت کی اصلاح کیلئے دین قائم کیا اور اسکی تبلیغ کے لئے انبیاء کو مبعوث فرمایا اور انکا ارث علم دین کو ٹھہرایا پس خوش نصیب ہین وہ لوگ جو علم کے وارث ہین اور جو کہ اسکے خادم اور حامی ہین کہ جو اپنے پیاری کمائی کو علم کی حمایت اور اسکی اشاعت مین صرف کر کے بڑے بڑے درجہ اللہ کے ہان حاصل کرتے اور اسکے انصار مین داخل ہوتے ہین اور ایسے حسنات کا حصہ لیتے ہین جن کے ثواب کا سلسلہ اُن کے مرنیکے بعد بھی ترقی کرتا رہے اور ختم نہ ہو۔ زہے نصیب ان لوگون کے بالخصوص وہ لوگ جو کسی خاص ضرورت کے موقعہ مین جہان مدد کی سخت ضرورت ہے اور کوئی خاص ذریعہ مدد کا نہین ہے (جسکی نظیر مدرسہ دار الحدیث شاہجہان پور ہے) مدد دیتے ہین وہ تھوڑے عمل کیساتھ اجر کثیر حاصل کرتے ہین۔
حضرات ناظرین موقعہ کو غنیمت جانین اور اس غریب مدرسہ کی جسکی اہمیت اور شخص سے پوشیدہ نہین ہے جو اس سے واقف ہے مدد فرما کر انصار اللہ مین داخل ہون اور تھوڑے عمل کے ساتھ خیر کثیر انشاء اللہ حاصل کرین۔ اگرچہ یہ کہنا صحیح نہ ہوگا کہ مدرسہ نے کوئی غیر معمولی کام کر دکھایا لیکن

شک نہین کہ بلحاظ اوسکے اغراض و مقاصد کے اس طرف کے وسیع خطہ ارض مین اسکا نظیر ملنا مشکل ہے اور آیندہ سے یہہ بہی قصد ہو کہ ایسا انتظام کیا جاوے کہ اس مدرسہ مین علاوہ دیگر کتب درسیہ تفسیر اصول و فقہ و منطق وغیرہ کے ہر سال صحاح ستہ کا دورہ ہوجایا کرے تاکہ اُن طلبہ کے سوا جو تحقیق و تدقیق سے پڑہتے ہین اور مستفید ہوتے ہین وہ طلبہ بہی اپنی مراد کو پہنچ سکین جو بسبب قلت فرصت کے جلد کتابون کو پورا کرنا چاہتے ہین۔ اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ اپنے فضل و کرم سے مدرسہ کی اس تمنا کو پورا کرے اور اپنے بندون کو توفیق دے کہ وہ اعانت فرماکر اس مدرسہ کو اس قابل بنادین واللہ ولی التوفیق "

اسکے بعد مولوی صاحب نے ان طلباء کی جو سال گزشتہ مین داخل مدرسہ ہوئے اور ان کتابون کی جو مدرسہ مین امسال پڑہائی گئی ہین فہرست دی ہے ہم طلبا کے نام بتانے کی ضرورت نہین دیکہتے ذکر فہرست کتب نوٹس لینے کے لائق ہو سو کیا جاتا ہے۔

سب سے پہلے کتاب قرآن مجید و فرقان حمید ہے جس کیساتہہ تفسیر جلالین پڑہائی گئی ہے

کتب حدیث سے مشکوٰۃ، بلوغ المرام، سنن ابی داؤد، سنن ابن ماجہ۔

کتب فقہ و اصول و فرائض سے ہدایہ، شرح وقایہ۔ نورالانوار، سراجیہ۔

کتب منطق سے قطبی ملاحسن۔ حمداللہ۔

کتب صرف نحو و ادب و تواریخ سے ابتدائی رسایل لغایت شرح ملا جامی اور نفحۃ الیمن

کتب طب سے۔ سدیدی، شرح اسباب۔ قانونچہ، طب اکبر۔

اسکے بعد مولوی صاحب نے چندہ کی فہرست دی ہے اور یہی ہمارے افسوس کا محل ہے اس فہرست مین مشہور شہرون و مواضع کلکتہ۔ ہوگلی۔ آسن سول۔ داناپور۔ مرزاپور۔ رمضان پور۔ لشکر نواان۔ مدہوپور۔ راج گاؤن راج گاؤن۔ شاہجہان پور۔ بنارس۔ پیلی بہیت۔ منٹگمری۔ سیتاپور کے بڑے بڑے امراء تجار و منیدار و مالگذارون اور غرباء کی جماعتون کا چندہ درج ہے جسمین بڑے سے بڑی بیس روپیہ کی رقم اور کم سے کم ایک آنہ ان مین بہی اکثر اشخاص کا جنمین سے ہماری علم و شناخت مین بڑے بڑے زمیندار و تجار مین چندہ سالانہ ایک

ایک اور دو دو روپیہ ہے ایک بڑے رئیس زمیندار کا بفضل خدا اہلحدیث بھی ہیں سالانہ ہے
اور کل چندہ سالتمام کی میزان مایلہ ہے کہ از ابتدا ماہ اپریل سفر خرچ محصلین چندہ و مدارت
چندہ دہندگان و تنخواہ مدرسین و امداد طلبا و کرایہ مکان و خرچ ڈاک و خرید کتب و جلد بندی ہے ۔ باقی
بدست مدرسہ ماہتہ اور بقایا سالگذشتہ ہے اس جمع و خرچ مدرسہ کو دیکھ کر نہایت افسوس ہوا اور
بلا اختیار یہہ کہنا پڑا ہے گر ہمین مکتب است و این ملا ۔ کار طفلان تمام خواہد شد ۔ آیندہ بھی چندہ کا یہی
حال رہا اور اہلحدیث معاونین مدرسہ کا ایسا ہی دل رہا تو آخر ایک دن بانی مدرسہ کا (جو اس وقت تک
بڑھیا خریدار یوسف علیہ السلام کے طرح اپنے گرانمایہ اوقات مدرسہ پر فدا کر رہے ہیں) حوصلہ ٹوٹ جائیگا ۔
(خدا وہ دن نہ لائے اور نہ دکھائے) متمول اہلحدیث معاونین مدرسہ آیۃ ولا تنس نصیبک من الدنیا کو نصب العین
کریں اور آیہ واحسن کما احسن اللہ الیک کو عمل میں لاویں اور اس مدرسہ کی اعانت اپنی حیثیت
و توفیق کے موافق کریں ۔

اس قلت چندہ کی علت ہمارے خیال میں (واللہ اعلم) یہی ہے کہ اس مدرسہ کی امداد کا اکثر حصہ اہلحدیث
ہی کا چندہ ہے اور اس مدرسہ کے بانی ساعی و حامی بھی زیادہ تر اہلحدیث ہی ہیں اور اس مدرسہ کا نام
بھی خاصکر دار الحدیث ہی رکھا گیا ہے حالانکہ اس مدرسہ میں فقہ و اصول وغیرہ علوم دین بھی پڑھائے جاتے
ہیں اور یہہ قاعدہ کلیہ ہے کہ جو کام خاص ایک فرقہ یا ایک شخص کے ذمہ اور سہارے پر چلائے جائیں
وہ کام مقابلہ اس کام کے جسکو مختلف فرقوں کے مختلف اشخاص ملکر چلانا چاہیں اسی قلت و کمی کا محل
ہوتے ہیں اسکی مسلم مثالیں اسوقت مدرسہ احمدیہ آرہ اور مدرسہ اہلحدیث امرتسر، مدرسہ نعمانیہ لاہور
و مدرسہ انجمن حنفیہ لاہور ہیں ۔ انکی جو حالت مقدوری سی ہے وہ ناظرین اخبارات و واقفین ملکی
حالات اور ان مدارس کی رپورٹیں ملاحظہ کرنیوالوں پر مخفی نہیں ہے ان کے مقابلہ میں علیگڈہ کالج
اور کالج انجمن حمایت اسلام لاہور کو ملاحظہ کرو کہ وہ کیسے روز افزوں ترقی پر ہیں کیا اسکی وجہ وہ خصوصیت
نہیں ہے علیگڈہ کالج اور کالج انجمن حمایت اسلام لاہور کو سب اسلامی فرقوں کے اعیان و اشخاص حنفی
اہلحدیث شیعہ سنی بلکہ غیر مذاہب کے اعیان عیسائی وغیرہ مدد دیتے ہیں اس لئے وہ دن بدن

ترقی کر رہے ہین - انجمن نعمانیہ لاہور بدون حنفی مذہب اشخاص کے کسی کو اپنا ممبر (یعنی رکن) نہین بناتی - انجمن حنفیہ لاہور سوائے حنفیون کے کسی کو اپنی مجلس مین شامل ہونے نہین دیتی - اور ارکان انجمن اشخاص مذاہب غیر حنفیہ کو اپنی مسجد شاہی لاہور مین نماز پڑھنے سے مانع ہوتے ہین اس لیئے ان انجمنون کے مدرسون کو وہ ترقی حاصل نہین ہے جو علیگڈہ کالج و اسلامیہ کالج لاہور کو حاصل ہے کیا یہ ممکن ہے کہ کوئی اہلحدیث یا اور کوئی غیر حنفی ان انجمنون کے اصول مذکورہ سے واقف ہوکر ان انجمنون کے جلسون مین شامل ہو یا دلی اخلاص سے ان کے مدارس کو چندہ دے -

---

⁂ نوٹ — انجمن نعمانیہ کے بعض اعاظم ارکان جو اس انجمن کے چلتے پرزے کہلاتے ہین حنفیون کے سوا اشخاص کو اپنی انجمن کا ممبر کیسے بنا سکتے ہین وہ تو انکو فرقہ سنت و جماعت سے خارج سمجھتے ہین جو لوگ اہلحدیث کہلاتے ہین (آجکل کے اہلحدیث کا ذکر نہین امام بخاری و امام مسلم جیسے ائمہ حدیث بھی ان حضرات کے زیر نظر عتاب ہین) ان کو وہ حضرات اہلسنت و جماعت سے خارج سمجھتے ہین اور انکو یہ کہتے ہوئے ہمنے اپنے کانون سے سنا ہے کہ بخاری مسلم وغیرہ اہلحدیث اہلسنت و جماعت سے نہ تھے اس پر خاکسار نے ان پر یہ امر ظاہر و ثابت کرنیکو کہ اشاعرہ ماتریدیہ حنابلہ اہلحدیث سب کے سب اہل سنت تھے بلکہ اہلحدیث ان سب سے بڑھکر اس تسمیہ کے مستحق ہین چند اصول بغرض تسلیم یا رد تحریر کرکے پیش کیے ان حضرات نے نہ ان اصول کو تسلیم کیا نہ رد کیا اور یہی تحریر کو واپس کر دیا یہہ کہہ کر کہ آپ ہمکو پھنسانا یا بدنام کرنا چاہتے ہین - اوس دن سے خاکسار اون سے مایوس ہوا اور میل جول کم کر دیا - اس انجمن کے گذشتہ سالانہ جلسہ مین ایک مولوی صاحب (جن کو جامع معقول و منقول و حاوی فروع و اصول سمجھا جاتا ہے) اثناے وعظ مین نئے فرقہ چکڑالوی کا جو اپنے آپ کو اہل قرآن کے لقب سے ملقب کرتا ہے اور اسلامی رسمی اصول اربعہ سے اصل و دوم سنت نبوی یا حدیث نبوی سے بڑا منکر ہے ذکر فرمایا تو اسی کے شمار و قطار مین اہلحدیث کو بھی شامل کر دیا اور یہ خیال ظاہر فرمایا کہ شروع زمانہ سے جسمین اسلامی عمارت کا بنیادی پتہر رکہا گیا تہا اس چودہوین صدی تک کسی فرقہ اسلامی نے خصوصیت کیساتھ اپنا لقب اہل القرآن مقرر نہین کیا اور لقب اہلحدیث تو پرانا ہے مگر فقہائے مذہب حنفی نے اس جماعت اہلسنت کیلئے جو حدیث کی خدمت کرتے چلے آئے اور بلا واسطہ تقلید مجتہدین حدیث پر عمل کرتے رہے ہین مسلم رکہا ہے اور اپنے مقابلہ مین ان کے حق مین یہ لقب نازل کیا ہے پہر ہم اس نئے فرقہ اہل قرآن کیساتھ ان کو کیون ملاتے ہین اور انکو اہلسنت کا مقابل کیون ٹھراتے ہین - مولوی صاحب پر ان فقہا کے اقوال مخفی نہ ہونگے ہم ان ناواقف ممبران انجمن نعمانیہ کی زحمت تکلیف

اگر یہ وجہ مسلّم ہو (اور امید ہے کہ ضرور مسلّم ہوگی) تو مولوی صاحب بانی مدرسہ شاہ جہان پور ہمارا مشورہ لیں اپنے مدرسہ کو اور اسکے حامیوں ساعیوں کو وسیع کرنے کی کوشش کریں۔ پہلے تو وہ مدرسہ کے نام کو بدل لیں اور وسیع کریں بجائے دار الحدیث اسکا نام دار الفقہ و حدیث کہیں جس میں کوئی نہ ہوگا نہیں بناوٹ نہیں بلکہ ایک امر واقعی کا اظہار ہے اور اس نام سے مدرسہ اسم باسمی بنتا ہے اور اس سے طالبان ترقی فقہ کا بھی اس مدرسہ کو اپنا مدرسہ تصور کرنا اور اسمیں کافی مدد دینا متوقع ہے پھر اعیان و رؤسا و عوام و دیگر مذاہب اہلسنت حنفی وغیرہ کو اپنا حامی اور معاون بناویں اور ان سے بھی مدد لیویں۔ اور اگر یہہ مدرسہ خاص کر اہلحدیث ہی کا رہا تو اس مدرسہ کی ترقی کا خیال سودائے محال ہے اسکی ایک وجہ یہہ بھی ہے کہ ہر کام کا قومی ہو

امثال بخاری و مسلم کو اہلسنت سے خارج سمجھتے ہیں) اگاہی کیلئے چند اقوال فقہا و اصولیین کتب فقہ و اصول حنفیہ سے نقل کرتے ہیں

فی شرح النقایہ معزیًا الی الغایۃ وان نزل بالمسلمین نازلۃ قنت الامام فی صلوۃ الجہر وھو قول الثوری واحمد وقال جمہور اھل الحدیث القنوت عند النوازل مشروع فی الصلوۃ کلھا (البحر الرائق ومثلہ فی الطحطاوی)

شرح نقایہ میں بحوالہ غایہ کہا ہے کہ مسلمانوں پر کوئی حادثہ آپڑے تو امام جہری نمازوں میں دعاء قنوت پڑھے یہی قول ہے امام ثوری و امام احمد کا۔ جمہور اہل حدیث کہتے ہیں حوادث کے وقت سبھی نمازوں میں دعاء قنوت مشروع ہے (بحر الرائق و طحطاوی)

فی فتح القدیر ان مشروعیۃ القنوت للنازلۃ مستمر ولم تنسخ وبہ قال جماعۃ من اھل الحدیث (الاشباہ والنظائر)

فتح القدیر میں ہے دعاء قنوت کا مشروع ہونا برابر جاری ہے اور چلا آیا منسوخ نہیں ہوا اسی کے قایل جماعت اہل حدیث ہیں (اشباہ و النظائر)

قال جمہور اھل الحدیث القنوت عند النوازل مشروع فی الصلوۃ کلھا (شرح نقایہ شمنی)

جمہور اہلحدیث کہتے ہیں کہ حوادث کے وقت سب ہی نمازوں میں قنوت مشروع ہے۔ (شمنی شرح نقایہ)

ویحمل علی قنوت النوازل کما اختارہ بعض اھل الحدیث انہ علیہ الصلوۃ والسلام لم یزل یقنت فی النوازل (المستملی)

دعاء قنوت حوادث کی حالت پر محمول ہے جیسا کہ بعض اہلحدیث قائل ہیں کہ آنحضرت صلعم ہمیشہ حوادث میں دعاء قنوت پڑھا کرتے (مستملی)

والعاشر الاشارۃ بالسبابۃ کاھل الحدیث (خلاصہ کیدانی)

دسویں بات نماز میں اشارہ ہے جیسا کہ اہلحدیث کرتے ہیں

خواہ شخصی وجود یا قیام دو ہی علت سے ممکن ہے یا یون کہو کہ دو ہی سبب سے ہو سکتا ہے اول اخلاص (خالص نیت ثواب آخرت سے کرنا) دوم ریا و نمائش (لوگون کے دکہانے اور نام آوری حاصل کرنیکے لئے کرنا) اخلاص تو مدت سے دنیا مین کم ہے گویا وہ عنقا صفت ہے اب رہا ریا سو مخلصین اہلحدیث

(تنبیہ) قولہ الحنفی الخ وان جماعۃ من اہل الحدیث منہم ابو الفضل محمد بن طاہر المقدسی یفرقون بینہما بزیادۃ یاء فی النسبۃ للمذہب ویقولون حنیفی وانتقال ابن الصلاح لم اجد ذلک من احد من النحویین الا من ابی بکر الانباری (رد المحتار حاشیہ)

اہلحدیث کی ایک جماعت کہ انا نجملہ حافظ ابو الفضل مقدسی ہین یہ فرق بیان کرتے ہین کہ لفظ حنفی مذہب کی طرف منسوب ہو تو اس مین حرف (ی) بڑھا کر حنیفی کہا جاوے۔

رد المحتار حاشیہ در المختار

قولہ وقیل فی الکل قد علمت ان ہذا لم یقل بہ الا الشافعی وعزاہ فی البحر الی جمہور اہل الحدیث فکان ینبغی عزوہ الیہم لئلا یوہم انہ قول فی المذہب (رد المختار)

حوادث کے وقت کل نمازون مین دعاء قنوت پڑہنا صرف شافعی کا قول ہے اور بحر الرائق مین اسکو جمہور اہلحدیث کیطرف منسوب کیا ہی لہذا اسکو انہین کی طرف منسوب کرنا مناسب ہے تاکہ یہ نہ سمجہا جاوے کہ وہ حنفی مذہب کا ہی قول ہے (رد المحتار)

حکی ان رجلا من اصحاب ابی حنیفۃ خطب الی رجل من اصحاب الحدیث ابنتہ فی عہد الشیخ الجوزجانی فابی الرجل ان یزوجہ الا ان یترک مذہبہ بمذہب اصحاب الحدیث فقال الشیخ بعد ما سئل عنہ النکاح جایز ولکن اخاف علیہ ان یذہب ایمانہ وقت النزع لانہ استخف بمذہب الذی ہو حق عندہ لاجل جیفۃ منتنۃ (رد المحتار)

حکایت ہے کہ ایک حنفی المذہب نے ایک اہلحدیث سے اسکی بیٹی کا نکاح چاہا تو اہلحدیث نے یہہ شرط کی کہ وہ حنفی مذہب ترک کرکے اہلحدیث ہو جاوے جس پر امام جوزجانی نے فتوی دیا کہ نکاح تو ہو گیا مگر یہ خوف ہے کہ اس شخص کا خاتمہ اچہا نہ ہو کیونکہ اس نے ایک مذہب کو جسکو حق جانتا تہا صرف ایک بدبو والی چیز کی خاطر ترک کر دیا

(مسلم الثبوت) اما الخلاف المنقول عن اہل السنۃ ان الاصل فی الاحکام الاباحۃ کما ہو مختار اکثر الحنفیۃ والشافعیۃ او الحظر کما ذہب الیہ غیرہم منہم ابو المنصور [illegible]

مسلم الثبوت کے حاشیہ میں ہے کہ احکام مین اباحت یا حرمت کے اصل ہونے مین اہلسنت کا باہمی اختلاف ذکر کر کے اہلحدیث کا مذہب حرمت بیان کیا اور تلویح مین صفحہ ۳۵۴

نے اٹھا دیا - اب کوئی قومی کام اونکی ذاتی و شخصی طاقت سے چلے تو کیونکر چلے - یہ چند کلمات اہلحدیث وحنفیہ کے خدمات مین بطور نصیحت عرض کیے گئے ہین ہمارے اخوان دین اہلحدیث و حنفیہ ان کو قبول کرین خواہ رد کرین ہمکو اسکی پروا نہین کرنی چاہیئے ؎

حافظا وظیفۂ تو دعا کردن است و بس در بند آن مباش کہ نشنید یا شنید

اجماع کے متعلق اہلحدیث کا مذہب اور حاشیہ نور الانوار مین بصفحہ ۱۵۰ خبر واحد کے متعلق مذہب اہلحدیث کو ذکر کیا بخوف طوالت اصل عبارات نقل نہین ہوتین

شیخ عبدالحق نے شرح سفر السعادت مین کہا ہے "کسے از امام احمد پرسید و گفت بعض از اہلحدیث روایت میکنند باسناد کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم در نماز ملاحظہ میکرد - امام احمد بجہت عدم صحت این اسناد بروے انکار عظیم میکرد"

طحطاوی نے حاشیہ درمختار مین اہلسنت کا ناجی ہونا اہلحدیث کی شہادت سے ثابت کیا ہے الغرض اس قسم کی عبارات و اقوال فقہاء حنفیہ اور بہت ہین جن کا نقل کرنا موجب تطویل ہو -

اب ہم اون ممبران انجمن نعمانیہ سے ان اقوال و عبارات کی نسبت چار سوال کرتے ہین **اول** یہ کہ یہ اقوال آپ کے مقتدایان فقہاء مذہب کے آپکے مسلمہ کتب فقہ و اصول مین منقول ہین یا نہین — **دوم** اگر ہین تو اون کے مصداق کون لوگ ہین **سوم** اگر یہی لوگ ہین جن کو اہلحدیث کہا جاتا ہے زمانہ سلف کے یا زمانہ حال کے تو پھر یہ فرقہ نیا کیونکر ہوا **چہارم** یہ لوگ اہلسنت سے خارج ہین تو ان کے خلاف کو اقوال اپنی علماء مذہب اہلسنت کیساتھ کیون ذکر کیا گیا - ان سوالات کا جواب وہ حضرات انجمن کے رسالہ مین یا کسی اسلامی اخبار مین شایع کردین اگر ہمارے مضمون کو پڑھکر اپنے خیال سابق مین جمے نہین

بعض حضرات نے ان ارکان انجمن نعمانیہ سے امام بخاری وغیرہ اہلحدیث سلف پہ مہربانی فرما کر یہ کہا ہے کہ وہ مقلد امام شافعی ہین اسلئے وہ اہلسنت تھے اور کہا کہ جو شخص ایک مذہب کا مقلد نہ ہو وہ اہلسنت نہین ہو سکتا اور اپنے قول کے ثبوت مین مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا حوالہ دیا ہے خوا کتنا ہی مولوی احمد رضا خان صاحب کے علم و کمال سے واقف ہی اور وہ اخبار رسالہ دیکھنے مین آیا ہے مگر یہ بات ہر بد بختی متفہم ہو خود علے امام بخاری وغیرہ محدثین سلف کے حق مین بلا دھڑک اور بڑے زور سے کہتا ہے کہ جو شخص امام بخاری محدثین ائمہ کو امام شافعی کا مقلد کہتا ہے وہ علم حدیث سے اور معنی اجتہاد و تقلید سے نابلد اور بالکل بے بہرہ ہے

تتمہ مضمون اہلحدیث اور انکا مذہب الخ

یہ مضمون نمبر۶ جلد ہذا مین بصفحہ ۱۶۰ وغیرہ درج ہوکر چھپ گیا تو اس کی ایک ایک کاپی قبل از اشاعتِ عام پرائیویٹ طور پر عزیز امرتسری اور اس کے تین حامیون کے پاس بھیجی گئی۔ عزیز امرتسری کے پاس یہ مضمون قلمی بھی بھیجا گیا تھا اور اسی کے مطبع مین اسی کے اہتمام سے چھپا تھا۔ اس نے اس مضمون کو پڑھکر یہ سوال کیا کہ جو اس مضمون مین اہلحدیث ہونے کا اصول و معیار مقرر کیا گیا ہے اس پر دلیل کیا ہے۔ اور اس وجہ سے اس نے اس مضمون سے اتفاق نہین کیا۔ شاید یہی خیال اس کے حامیون کو ہو جن کے پاس یہ مضمون تقریبًا عرصہ تین چار ماہ سے بھیجا گیا ہے۔ اور مکرر سہ کرر ان سے مضمون کی نسبت اظہار رائے کا تقاضا کیا گیا۔ مگر وہ اپنی لبون پر اور اپنی قلمون پر مُہر سکوت لگاکر خاموش ہو رہے ہیں جو ان پر شرعًا واجب تھا (رسالہ ادب مفرد امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جو ان ہی حضرات کے زمرۂ احباب کے اہتمام سے ترجمہ ہوکر چھپ چکا ہے۔ ملاحظہ ہو) اور کسی اور ذریعہ سے اس مضمون کو غلط یا صحیح بتاتے ہین۔ ایسے سناٹے کے عالم مین ہین۔ گویا شہر خموشان مین چل بسے ہین۔

ہم تو اس اصول کو بمنزلہ اصول موضوعہ یا علوم متعارفہ سمجھ بیٹھے تھے اور یہ گمان

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ۔ اور امام بخاری علیہ الرحمۃ کی کتاب جامع صحیح سے محض نابلد ہے جو شخص اس بات کو مشکر چونک پڑے وہ صحیح بخاری کے صفحات ۲۹ و ۴۳ و ۵۰ و ۷۶ و ۹۹ و ۱۹۴ و ۲۰۳ و ۲۴۸ وغیرہ وغیرہ ملاحظہ کرے جنمین امام بخاری نے مذہب امام شافعی کا خلاف کیا ہے اور اگر زیادہ حوصلہ ہو تو اشاعۃ السنۃ جلد ۴ کا نمبر ۱۱ ملاحظہ کرے جو مولوی احمد رضا خانصاحب اشاعۃ السنہ کا نمبر ۱ جلد ۸ اور وہ نمبر جنمین تقلید و اجتہاد کی بحث ہے ملاحظہ کرنا چاہین تو انکی خدمت مین وہ نمبر بلاقیمت روانہ کیے جاوین۔ وہ بھی براہ مہربانی اپنا رسالہ جسمین انہون نے غیر مقلد کو اہلسنت و جماعت سے خارج کیا ہے بطور عاریت یا قیمتًا ارسال کرین تو اسپر مناسب اور منصفانہ ریویو کیا جائے۔

وہ وہم تک نہ رکھتے تھے کہ کوئی عالم اہلحدیث اس اصول پر دلیل کا مطالبہ کرے گا اور بحکم ؎ آفتاب آمد دلیلِ آفتاب ۔ خود اس اصول کو ہی اس کی دلیل سمجھے ہوئے تھے اب جو اس پر دلیل کا مطالبہ ہوا ہے۔ تو دلیل کا بیان کرنا ضروری ہو گیا۔ اور مجبوراً ایک بدیہی مقدمہ کو نظری فرض کیا گیا ہے۔

اے عزیز امرتسری !! اور اے اس کے حامیو میرے پیارے اور پرانے دوستو (جن میں دو صاحب عالم و محدث ہونے کے ساتھ حافظ قرآن بھی ہیں) قرآن مجید ہاتھ میں لو۔ اور اس میں اس آیت کو غور اور توجہ سے پڑھو۔ جس میں ارشاد ہے۔

یا اھل الکتاب لستم علی شئ حتی تقیموا التورٰیۃ والانجیل وما انزل الیکم من ربکم ۔ مائدہ ع۔

لستم علی شئ من الدین ولا فی ایدیکم شئ من الحق والصّواب ۔ تفسیر کبیر ج ۴ ص ۲۴۳

علی شئ دین ۔ ویصح ان یسمّی شیئا لانہ باطل ۔ من ربکم ومن اقامتھا الایمان بمحمد صلی اللہ علیہ وسلم (بیضاوی ص ۲۴۴ جلد ۱)

اے اہل کتاب تم کسی دین (لائق اعتبار و شمار) پر نہیں ہو جب تک کہ تم (جملہ احکام و عقائد و اخبار وغیرہ) تورٰیت اور انجیل کو اور جو کچھ تمہاری طرف تمہارے رب کی طرف سے اترا ہے قائم نہ رکھو (ان سب پر ایمان نہ لاؤ۔ کہ از انجملہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانا بھی ہے) تفسیر کبیر اور تفسیر بیضاوی میں اس آیت کی ایسی ہی تفسیر ہوئی ہے۔

روی عن ابن عباس انہ جاء جماعۃ من الیھود وقالوا یا محمد انت تقران التورٰیۃ حق من اللہ تعالٰی قال بلی قالوا فانا نؤمن بھا ولا نؤمن بغیرھا فنزلت تفسیر کبیر ج ۳ ص ۴۲۳

یہ آیت یہودیوں کے اس قول کے جواب میں نازل ہوئی تھی جو انھوں نے کہا تھا کہ اے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ اقراری ہیں کہ تورٰیت حق ہے سو ہم اس کتاب کو مانتے ہیں اس کے سوا اور کتاب (قرآن) کو نہیں مانتے۔ ایسا ہی تفسیر کبیر میں حضرت ابن عباس سے منقول ہے

اس مضمون کی ایک اور آیت [illegible] کے غور و توجہ کے لائق ہے [illegible]

یاایہا الذین اٰمنوا ادخلوا فی السلم کآفۃ ولا تتبعوا خطوات الشیطان انہ لکم عدو مبین۔
(سورہ بقرہ ع ٢٥)

نزلت فی عبداللہ بن سلام واصحابہ لما عظموا السبت وکرھوا الابل بعد الاسلام۔
(جلالین ومثلہ فی التفسیر الکبیر ص٢٤٦ ج٢ والبیضاوی ص١٢٤)

اے ایمان والو [illegible] اسلام میں [illegible] داخل ہو جاؤ (اسلام کے ہر ایک حکم کو مانو اور اس کی بجگہ غیر اسلامی احکام کا اعتقاد نہ رکھو) اور شیطان کے قدموں کی (غیر اسلامی احکام کو بجائے احکام اسلام ماننے سے) پیروی نہ کرو۔ یہ آیت ان مؤمنین اہل کتاب کے حق میں نازل ہوئی تھی جنھوں نے اسلام قبول کرنے کے بعد بعض احکام اسلام (اونٹ کو حلال جاننے) سے پرہیز کی اور اس کے مقابلہ میں غیر اسلامی حکم (اونٹ کو مکروہ ماننے) پر عمل کرنے کا ارادہ کیا۔ ایسا ہی جلالین بیضاوی و تفسیر کبیر میں کہا ہے۔

ان آیتوں میں انکو ڈرایا اور فرمایا گیا ہے۔ کہ اگر تم ایسا کرو گے تو پورے مسلمان نہ ہو گے۔

ان دو آیتوں نے قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ جو شخص احکام یا اخبار یا عقائد اسلام میں سے کسی ایک حکم یا عقیدہ یا خبر کی تسلیم سے انکار کریگا۔ اور ان کے مقابلہ میں غیر اسلامی احکام۔ اخبار و عقائد کو پسند کریگا۔ وہ مسلمان نہ ہوگا۔

ان ہی آیات کے مطابق احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کا فیصلہ ہے۔ بہت سی احادیث صحیحہ میں قرار داد اسلام سے نفرت و انکار اور غیر اسلامی طریق و قرارداد کے ارتکاب پر لیس منا یعنے وہ شخص ہم میں سے نہیں فرمایا گیا ہے۔ از انجملہ اس مقام میں صرف تین حدیثوں کے بیان پر اکتفا کیا جاتا ہے۔

اوّل آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص میری سنت (طریق سلوک فی الدین و حکم اعتقاد) سے نفرت کرے گا وہ مجھ سے نہ ہوگا۔

فمن رغب عن سنتی فلیس منی متفق علیہ۔ (مشکوٰۃ ص١٩)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا یؤمن احدکم حتی یکون ھواہ تبعا لما جئت بہ رواہ فی شرح السنۃ والاربعین (مشکوۃ ص۳۰)

دوم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ تم میں سے کوئی شخص مومن نہ ہوگا جب تک کہ اسکی خواہشیں اور رائیں ان (احکام واخبار وعقائد وغیرہ) کے تابع نہ ہوں جو میں لیکر آیا ہوں۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابغض الناس الی اللہ ثلثۃ ملحد فی الحرم ومبتغ فی الاسلام سنۃ الجاہلیۃ ومطلب دم امرء مسلم بغیر حق لیھریقہ رواہ البخاری (مشکوۃ ص۱۹)

سوم۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا ہے سب لوگوں سے ناخوشتر اللہ کے نزدیک تین شخص ہیں۔ حرم میں رہکر الحاد کرنے والا۔ مسلمان ہوکر غیر اسلامی طریق تلاش کرنے والا۔ مسلمان کی ناحق خونریزی چاہنے والا۔

ان ہی احادیث کے فیصلہ کے مطابق فقہائے اسلام میں یہ مسئلہ مسلّمہ چلا آتا ہے کہ جو شخص تمام انبیاء کو مانتا ہے۔ مگر ایک نبی کو نہیں مانتا یا وہ تمام احکام اسلام کو مانتا ہے مگر ایک حکم اسلامی (مثلاً نماز یا زکوۃ) کو یا ایک خبر شارع متعلق واقعات گزشتہ یا آئندہ حشر نشر جنت وغیرہ کو نہیں مانتا وہ مسلمان نہیں ہے بلکہ کافر ومکذب ہے۔

اسی فیصلہ کتاب وسنت واتفاقیہ مسئلہ مسلمہ علمائے ملت کے مطابق حضرت صدیق اکبر کا یہ عمل کتب سنت میں ثابت ہوچکا ہے۔ کہ آپ نے بنی یربوع وغیرہ کو صرف ایک حکم زکوۃ سے انکار کرنے کی وجہ سے کافر ومرتد قرار دیا اور ایک اسلامی انتظام میں خلل انداز قرار دیکر تہ تیغ کیا۔

اسی فیصلہ اور اتفاقیہ مسئلہ وعمل طبقہ اولیٰ صحابہ سے وہ اصول استنباط کیا گیا ہے جس پر دلیل کا مطالبہ ہوا ہے۔ پس اگر ان دلائل کتاب وسنت وقرارداد وعمل کبرا وفقہائے ملت میں عزیز امرتسری اور اس کے حامیوں کو کوئی عذر ہو تو اس کو پیش کریں۔ اور اگر یہ دلائل لائق تسلیم ہیں تو ان دلائل کے دست آویز سے وہ اصول واجب التسلیم ہے۔

* دیکھو صحیح مسلم ص۳۸ جلد اول ملاحظہ ہو۔

وبناءً علیہ خاکسار کہہ سکتا ہے (جیسا کہ پہلے خدا تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ پھر اس کے رسول مقبول نے پھر علمائے فحول نے ارشاد کیا ہے) کہ جو شخص اہلحدیث کہلاتا ہو اور وہ عام احادیث صحیحہ کو واجب العمل سمجھتا اور مانتا ہو مگر کسی ایک حدیث نبوی کو جس کی صحت اس کے نزدیک مسلم[1] ہو اور اس کے مقابلے میں کوئی حدیث یا نص قرآنی دست آویز ہو اور وہ حدیث ہو بھی ایسی جو بنص نبوی قرآن مجید کی کسی آیت کی تفسیر کرتی ہو اور اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی امر متعلق اعتقاد کا قول شارح بیان فرمایا ہو (جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث متعلق تفسیر آیت کوثر ہے) صرف اس وجہ سے کہ اس کے زعم فاسد اور فہم کاسد میں وہ حدیث لغوی معنی سے زیادتی کرتی ہے یعنی عام معنی لغت عرب سے ایک خاص معنی لغوی کو خاص کرتی ہے نہیں مانتا اور اس حدیث کو تفسیر آیت کوثر[2] قرار دینا پسند نہیں کرتا۔ یا اس کو جائز نہیں سمجھتا،

[1] اس میں یہ اشارہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی حدیث کی صحت میں متردد ہو یا اس حدیث کے مقابلہ میں کوئی اور حدیث دست آویز رکھتا ہو اور اس حدیث کی نظر سے وہ اس حدیث میں کوئی تاویل کرتا ہو۔ وہ اس حدیث کے انکار سے منکر حدیث نہیں ہو سکتا۔ بلکہ اس حدیث کا مأول اور دوسری حدیث کا متمسک کہلاتا ہے (جیسا کہ بعض فقہا و محدثین کا حال ہے)

[2] لفظ کوثر لغت عرب میں بہت سے معانی میں مستعمل ہوا ہے۔ قاموس میں ہے کوثر ہر چیز کا کثرت

الکوثر الکثیر من کل شیٔ والکثیر الملتف من الغبار والاسلام والنبوۃ وقریۃ بالطائف والرجل الخیر والنہر ونہر فی الجنۃ یتفجر منہ جمیع الانہار (قاموس)۔

ذہب اکثر المفسرین کما حکاہ الواحدی الی ان الکوثر نہر فی الجنۃ وقیل ہو حوض النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی الموقف۔

سے ہو لیتے ہیں۔ غبار پیچیدہ۔ اسلام نبوت طائف میں ایک بستی۔ آدمی مخیر نہر بہشت کی نہر جس سے بہشتی نہریں پہنچتی ہیں۔ سب کو ثر یہ میں اسی وجہ سے صحابہ تابعین وغیرہم خلف آیت کی تفسیر میں کئی معنے مراد ٹھہرائے ہیں۔ جمہور مفسرین نے کہا ہے۔ کہ اس سے نہر جنت مراد ہے عطا کا قول ہے کہ حوض میدان محشر مراد ہے

اور اس کو تربیت کے برخلاف جانا ہے وہ اہلحدیث نہین ہے اس انکار تفسیر حدیث اور نیز تفسیر تمام معنے لغوی سے وہ گویا اپنے آپ کو عربی زبان دانی بلکہ عربی افصح العرب بتا رہا ہے۔ اور اس کا اس حدیث نبوی کے مفسر قرآن ہونے سے انکار کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

وقال عكرمة الكوثر النبوة وقال الحسن هو القرآن وقال حسن بن فضل هو تفسير القرآن وتخفيف الشرائع وقال ابوبكر بن عياش هو كثرة الاصحاب والامة وقال ابن كيسان هو الايثار وقيل الاسلام وقيل رفعة الذكر وقيل نور القلب وقيل الشفاعة وقيل المعجزات وقيل التفقه في الدين وقيل الصلوٰت الخمس في سياتي ما هو الحق (تفسير فتح البيان صفحہ ٣٢٩)

عکرمہ کا قول ہے کہ کوثر سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت مراد ہے۔ حسن بصری کا قول ہے کہ اس کو قرآن مراد ہے۔ حسن بن فضل کا قول ہے کہ اس سے تفسیر قرآن مراد ہے۔ ابوبکر عیاش کا قول ہے کہ آنحضرت صلعم کی امت واصحاب کی کثرت مراد ہے (اس قول کو عزیز امرتسری نے چرایا اور تفسیر عربی مین بیان کیا ہے۔ کیونکہ کسی کا حوالہ نہین دیا اور ایجاد بندہ قرار دیا ہے) اسی قسم کے

اور معانی اسلام شفاعت معجزات نماز پنجگانہ وغیرہ وغیرہ بیان ہوئے ہین جو تفسیر فتح البیان وغیرہ مین منقول ہین۔

اب ہم عزیز امرتسری کی ہدایت اور اس کے حامیون کی (جو ایک مدت سے اس کی حمایت مین مداہنت کر رہے ہین اور اس کی اس غلطی پر جو تفسیر کوثر مین اس سے ہوئی ہے اور ہم متعدد خطوط کے ذریعہ اس غلطی پر ان حضرات کو آگاہ کر چکے ہین متنبہ نہین کرتے) نصیحت کی نظر سے تفسیر فتح البیان سے احادیث صحیح بخاری و مسلم نقل کرتے ہین۔ لعلهم يتقون او يحدث لهم ذكرا۔

عن انس رض قال اغفى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم اغفاءة فرفع راسه متبسما فقال انزل علي انفا سورة فقرأ بسم الله الرحمن الرحيم انا اعطيناك الكوثر حتى ختمها۔ قال هل تدرون

حضرت انس رض سے روایت ہے کہ ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیٹھے بیٹھے اونگھ گئے پھر آپ نے تبسم کرتے ہوئے سر مبارک اوٹھایا۔ تو فرمایا۔ کہ اس وقت مجھ پر ایک سورت نازل ہوئی ہے۔ پھر

کی عالی جناب مین اس گستاخی کرنے اور یہ کہنے کے برابر ہو کہ حضور کی اور احادیث توضیح ولائق

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

ما الکوثر قالوا الله ورسوله اعلم قال
ھو نھر اعطانیہ فی الجنۃ علیہ خیر کثیر
ترد علیہ امتی یوم القیامۃ آنیتہ لعدد
الکواکب یختلج العبد منھم فاقول یارب
انہ من امتی فیقال انک لا تدری ما
احدث بعدک اخرجہ احمد وابوداؤد
والنسائی وابن جریر وابن المنذر و
ابن مردویہ والبیہقی فی سننہ وحسنہ
واخرجہ ایضًا مسلم فی صحیحہ۔
وعن انس قال قال رسول الله صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم دخلت الجنۃ فاذا انا
بنھر حافتاہ خیام اللؤلؤ فضربت بیدی
الی ما یجری فیہ الماء فاذا مسک اذفر
فقلت ما ھذا یا جبرئیل قال ھذا الکوثر
الذی اعطاکہ اللہ اخرجہ البخاری و
مسلم مرفوعًا وقد روی عن انس رض
عن طرق کلھا مصرحۃ بان الکوثر
ھو النھر الذی فی الجنۃ وعن عائشۃ رض
ھو نھر اعطیہ نبیکم فی بطنان الجنۃ
وعن ابن عباس انہ نھر فی الجنۃ وعن

انا اعطیناک الکوثر پڑھکر اس کو ختم کیا۔
پھر اپنے اصحاب کو فرمایا۔ کہ کیا تم جانتے ہو یہ کوثر
کیا ہے۔ انہون نے بجواب وقت سننے وجوابہ
عرض کیا کہ اللہ اور اسکا رسول خوب جانتے
ہین (صحابہ کرام اور انکے بعد تابعین عظام قدر
علم لغت عرب اور اپنی عربی زباندانی سے تفسیر
قرآن کی جرأت نہ کرتے بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کی تفسیر و بیان کی منتظر و متلاشی رہتے
اور جس مقام قرآن مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
سے کچھ سنتے یا مروی پاتے اس مقام مین اپنی
زباندانی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کی تفسیر کو مقدم سمجھتے اور اس پر ایمان رکھتے
اور کہتے اللہ ورسولہ اعلم اور جس مقام
مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کچھ
مسموع ومروی نہ پاتے وہان اپنی عربی دانی
سے قرآن مجید کو منزل بلسان عربی مبین سمجھکر کام
لیتے۔ ایسا ہی تفسیر اتقان مین ہے جس کو
عزیز امرتسری نے اپنی تفسیر کی تصحیح کے لیے سپر بنایا
بنا ہوا ہے۔ ہمارے عزیز امرتسری عربک سکالر
(عربی کے فاضل) اس وقت ہوتے اور یہی جرأت

تسلیم ہیں۔ مگر یہ تفسیر آپ کی غلط اور بالکل غلط ہے۔ کیونکہ محاورات عرب ولغت عرب سے ناواقفی

(حاشیہ صفحہ گذشتہ)

حذیفه انه نهر فی الجنة حسن السیوطی
اسناده وعن اسامة مرفوعًا انه قیل
لرسول الله صلی الله علیه وآله وسلم انك
اعطیت نهرًا فی الجنة یدعی الکوثر فقال
اجل رضه یاقوت ومرجان وزبرجد
ولؤلؤ اخرجه ابن جریر وابن مردویه
وعن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده
ان رجلًا قال یارسول الله ما الکوثر قال
هو نهر من انهار الجنة اعطانیه الله فهذه
الاحادیث تدل علی ان الکوثر هو النهر
الذی فی الجنة فتعین المصیر الیها وعدم
التعویل علی غیرها وان کان معنی الکوثر
هو الخیر الکثیر فی لغة العرب فمن فسره
بما هو اعم مما ثبت من النبی صلی الله علیه
وآله وسلم فهو تفسیر ناظر الی المعنی اللغوی
کما اخرج احمد والترمذی وصححه عن
ابن عباس انه قال هو الخیر الکثیر ***
واخرج البخاری وغیره عن ابن عباس
انه قال فی الکوثر هو الخیر الکثیر الذی

جو اسوقت ان کے دل مین سمائی ہوئی ہے
رکھتے۔ تو جھٹ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے جواب مین بول اُٹھتے اور فرماتے کہ ہان
حضرت ہم کوثر کے معنے بخوبی جانتے ہین۔
دیوان حماسہ مین پڑھ چکے ہین اور وہ شعر
حماسہ کا جو آپ کی تفسیر سے نقل کیا گیا ہے
پڑھ سناتے) پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
اس لفظ کوثر کی خود ہی تفسیر کی اور یہ قول
شارح فرمایا کہ وہ بہشت مین ایک نہر ہے جسکا
خدا تعالی نے اس آیت مین مجھ سے وعدہ کیا ہے
اس حدیث کو مسلم وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ دوسری
حدیث انس مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ
ارشاد بایت بنیاد مروی ہے۔ کہ بہشت مین
مین داخل ہوا۔ تو ناگاہ ہمین دونو کنارون پر موتیون
کے خیمے ہین اور انکا پانی کستوری کا سا نہایت
خوشبو ہے۔ مین نے جبریل علیہ السلام سے پوچھا
کہ یہ کونسی نہر ہے۔ انہون نے فرمایا کہ یہ نہر کوثر
ہے۔ جو خدا تعالی نے آپ کو عطا کی ہے۔ اس
حدیث کو بخاری وغیرہ نے نقل کیا ہے۔ ایسا ہی

پر مبنی ہے اور کوثر کے صحیح معنے وہ ہیں جو میں نے عربی دانی سے بیان کئے ہیں۔ نعوذ

اعطاہ اياه قال ابو بشر قلت لسعيد ابن جبير ان ناسا يزعمون انه نهر فى الجنة قال النهر الذى فى الجنة من الخير الكثير الذى اعطاه الله اياه وهذا التفسير من حبر الامة ناظر الى المعنى اللغوى كما عرفناك ولكن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قد فسره فيما صح انه النهر الذى فى الجنة واذا جاء نهر الله بطل نهر معقل قال القرطبى اصح الاقوال انه النهر او الحوض لانه ثابت عن النبى نصا فى الكوثر قال القاضى عياض احاديث الحوض صحيحة والايمان به فرض۔ وذهب صاحب القوت الى ان حوض النبى انما هو بعد الصراط۔ والصحيح ان له صلى الله عليه وسلم حوضين وكلاهما يسمى كوثرا

(فتح البيان صفحہ ۴۲۵ جز ۱۰ ومثلہ فى عامۃ التفاسير)

حضرت انس رضی اللہ عنہ بہت سی سندوں سے اور حضرت عائشہ و ابن عباس و حذیفہ و اسامہ و عمرو بن شعیب سے مروی ہوئی ہیں یہ احادیث سب کی سب فیصلہ کرتی ہیں کہ کوثر سے مراد اس آیت میں نہر جنت ہے۔ لہذا تفسیر آیت میں اسی کی طرف رجوع کرنا اور اس کے سوا کسی اور معنے پر بھروسہ کرنا عیب ہوگیا اگرچہ لغت عرب میں کوثر کے معنے خیر کثیر بھی آگئے ہیں۔ پس جس نے اس لفظ کے معنے خیر کثیر کئے ہیں اس نے صرف لغت عرب کی نظر سے معنے کئے ہیں لیکن جو تفسیر لفظ کوثر کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے وہ بحکم عربی مثل مشہور (جس کا ترجمہ یہ ہے کہ جب خدا کی نہر چل پڑتی ہے تو معقل کی نہر کا نام و نشان باقی نہیں رہتا) سب معنوں اور سب تفسیروں سے مقدم ہوگی۔ امام قرطبی نے کہا ہے کہ صحیح ترین اقوال تفسیر کوثر میں یہی ہے کہ اس سے نہر جنت یا حوض کوثر میدان محشر مراد ہو۔ قاضی عیاض نے کہا ہے کہ حوض کوثر کی احادیث صحیح ہیں اور ان پر ایمان لانا واجب ہے۔ صاحب قوت القلوب (ابو طالب مکی) نے کہا ہے کہ حوض کوثر پل صراط کے بعد ہوگا اور صحیح یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو حوض ہیں نہر جنت و حوض کوثر میدان حشر دونوں کو کوثر کہا گیا۔

یہ فتح البیان کا خلاصہ ترجمہ مع الشرح ہے جس کے آخری فیصلے کی بنا اس اصول پر ہے کہ الفاظ قرآن کے معانی خواہ لغت عرب کی شہادت سے کوئی اور کتنے ہی ہو سکتے ہوں مگر جو معنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

بالله من هذه الكلمة السوداء الفحشاء كبرت كلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا۔

کرشن قادیان اور مسلمانان

قادیان کے کرشن (مرزا غلام احمد) مہاراج نے پہلے وکیل و مناظر مجیر اقوام منجانب اسلام کا روپ بھرا تھا۔ اور قرآن و اسلام کی حقانیت پر تین سو دلائل قرآن ہی سے نکالنے کا وعدہ دیکر (حسب اعتراف خود) دس ہزار روپیہ مسلمانوں کا بٹورا اور اس کا انکار ان تین سو دلائل کا وجود کتاب براہین میں ترکیب ہوتا اس کے دماغ میں بھی نہ تھا۔ لہذا اس کتاب کے تیسرے حصے (یا جلد) سے ایک اور روپ دلی اور نبی

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ

سے بسند صحیح ثابت ہوں وہ سب معانی لغویہ سے مقدم ہیں یہ ایک ایسا صحیح اور مسلمہ اصول ہے کہ اس کو عزیز امرتسری نے بھی مان لیا تھا۔ امرتسر میں دو تین جلسوں میں ہمنے اس کو منوایا اور پہلی مجلس میں اس سے یہ اصول منوالیا اور اسکے قلم سے لکھوالیا تھا اور اس کی تفسیر آیت کوثر کی غلطی کو اس پر ظاہر و مدلل کردیا۔ مگر افسوس صد افسوس اس عزیز نے اپنے اس مسلمہ اصول کا آخری مجلس میں خلاف کیا اور آخر وہ ضد اور ہٹ دھرمی پر آگیا اور ان مجالس میں جو ہماری اور اسکی تحریری گفتگو ہوئی ہے۔ اسکے برخلاف رسالہ آیات متشابہات شائع کردیا اور اس میں اس اصول مسلمہ کا خلاف کیا۔

تہیدستان قسمت را چہ سود از رہبر کامل ٭ کہ خضر از آب حیوان تشنہ لب آرد سکندر را

ان مجالس کی تحریری گفتگو کو ہم کسی موقعہ پر (اگر ہمارے عزیز اور اسکے حامیوں نے ہمارے اس مضمون کو پڑھکر راہ راست اختیار نہ کیا) چھاپ دینگے اور پبلک پر ظاہر کردینگے کہ یہ عزیز کیسا شوخ دلیر اور خیرہ سر ہٹ دھرم ہو کر اکیلا عقل و نقل دونوں سے لڑتا ہے۔ بلکہ اپنا مقابلہ خود ہی کرتا ہے۔ ضد میں آکر اپنے مسلمات تحریری کو خود ہی رد کردیتا ہے۔

بننے کا جمایا اور وحی والہام (جو انبیاء و اولیاء کا خاصہ ہے) کا دعویٰ کرکے پیری مریدی کا
جال پھیلایا۔ اون الہامون مین کبھی آپنے آدم علیہ السلام کا روپ پھر کبھی حضرت عیسیٰ و آنحضرت
و دیگر انبیاء علیہم السلام کا اوتار لیا اور اس ذریعے بہت سے عقل کے اندھون اور گانٹھ کے پورون
کو اپنے دام مین پھنسایا۔ ان مختلف روپ بھرنے سے مالدار آپکے مرید بن گئے اور کافی سے زیادہ
روپے آپنے جمع کرلیئے۔ حتیٰ کہ سرکار انگریزی کو بھی انکی آمدنی دیکھکر انکم ٹیکس وصول کرنے کا موقعہ مل گیا
اور آپ پر ٹیکس لگایا گیا اور پھر وہ ایک مسلمان افسر تحقیقات کی مہربانی سے اور کرشن مہاراج
کی حکمت عملی و غلط عذرداری و غلط بیانی سے اٹھ بھی گیا۔ مگر بحکم حدیث نبوی کہ اگر ابن آدم (حریص
دنیا) کے پاس دو جنگل سونے کے ہون تب بھی وہ تیسرا جنگل تلاش کرتا ہے۔ اور اسکے پیٹ کو
مٹی ہی پُر کرتی ہے ؎ تنگ چشم ہائے دنیا دار را۔ یا قناعت پر کند یا خاک گور۔

جون جون مہاراج کی دولت بڑھتی گئی حرص مال زیادہ ہوتی گئی۔ لہٰذا آپنے ایک اور روپ
(سکھون کے گرو نانک صاحب کے) بھرنے کی ٹھہرائی۔ اور اس کے واسطے پہلی پٹڑی یہ جمائی کہ گرو نانک صاحب
آپکے ہم مذہب تھے۔ تاکہ سکھ پارٹی سے جو اس وقت مال و دولت مین بڑھی ہوئی ہے۔ اور ان مین
کئی ریاستون کے والی راجہ مہاراجہ ہین۔ کچھ روپیہ آوے۔ اور زیورات اور قوت بازو کے یا تو تیون کے
کام مین صرف ہو۔ سکھون مین کوئی انکا قائل و مائل ہو جاتا تو ایک نہ ایک دن انکو ضرور باوا نانک
صاحب بن جانا تھا۔ مگر چونکہ سکھ پارٹی کے لیڈر تعلیم یافتہ تھے وہ آپکی چال تاڑ گئے اور انکے
قابو مین نہ آئے۔ اور انہون نے بجائے (ویلکم) لبیک کہنے کے تبرّے سنائے۔

(۱) اب آپکو یہ سوجھی ہو کہ ہندو پارٹی مین گو تعلیم یافتہ لوگ بھی ہین۔ مگر ان پڑھ زیادہ ہین۔ اور
زود اعتقادی انکا خاصہ اور قدیمی شیوہ ہے۔ اور مال و دولت مین بھی وہ سکھون سے کم نہین
تو اب آپنے کرشن جی کا اوتار لیا ہے۔ اور اپنی نسبت تازہ اور گرما گرم یہ الہام گھڑکر شائع کردیا ہے
جو آپکے لکچر سیالکوٹ مین اور "ریویو آف ریلیجنس" مین مشتہر ہوا ہے "ہے کرشن رودر گوپال
تیری مہما گیتا مین لکھی گئی ہے"۔ یہ روپ اور یہ اوتار لینا آپکے روز افزون تبدلات و انتقالات کا

بحکم اس بیت کے جس کو ہمنے زیب عنوان کیا ہے۔ عین لازمہ و نتیجہ تھا اور ان انہا خاات کی نظر سے اسکا پہلے ہی یقین تھا۔ اور آیندہ بھی یہ یقین کیا جاسکتا ہے۔ کہ ایک نہ ایک دن آپ مہتروں (بھنگیوں) کے پیشوا لال بیگ کا روپ بھی بھرینگے۔ کیونکہ بھنگیوں میں تعلیم برائے نام بھی نہیں۔ اور ان کی آمدنی (جب سے اروڑی (میلے اور کھاد) کی قیمت بڑھتی جاتی ہے) دن بدن ترقی پر ہے۔

کرشن قادیانی کا بھائی مرزا امام الدین نامرحوم جلد بازی کر کے لال بیگ کا خلیفہ بنا تھا اسلئے وہ اسمین ناکام رہا۔ اور اسکے مرجانے سے وہ عہدہ پھر خالی ہوگیا۔ اور چونکہ کرشن قادیانی گہری پالیسی کا پالٹیشن ہے۔ اور دنیا کمانے کی مصلحت اور دور اندیشی مین وہ اپنی نظیر آپ ہی ہے۔ لہذا امید واثق اور یقین کامل ہے کہ وہ حکمت و مصلحت سے پہلے عہدۂ خلافت لال بیگ اپنے لئے تجویز کریگا۔ اور پھر بتدریج خود ہی لعل بیگ بن بیٹھے گا۔ اور اسمین کامیاب ہوگا۔ اس کے بعد وہ پارسیون کے پیغمبر زردشت کا اوتار بنیگا۔ اور ان پر ہاتھ پھیریگا وعلیٰ ہذا القیاس۔

اس مضمون مین جو بات ہم مسلمانون کے متعلق کہنی چاہتے ہین وہ صرف یہ ہے کہ اب مسلمان کرشن قادیانی سے بحث و مباحثہ چھوڑ دین۔ اور انکو اور ان کے ہندو بھائیون کو (جنکو وہ اپنے رسالہ ریویو آف ریلیجنس مین جابجا بھائی کہتے ہین) بھگت لینے دین۔ اگر وہ ان مین کرشن مانے گئے اور ہندو اوسکو دھن مہاراج دھن مہاراج بول اٹھے۔ تو وہ شوق سے انکی حلوا پوریان کھائین۔ مسلمانون کا اسمین کیا حرج ہے۔ اور انکو حسد و بخل سے کیا حاصل۔ ہم تو انکو جی مین کرکا پرشاد (حلوا) کیلئے خود گورنمنٹ سے مضمون طاعون مین بصفحہ (۱۰۳) سفارش کرچکے ہین اور مسلمان بھی ہماری موافقت کرین۔ اور اسکو ہندون کا حلوا پوری کھانے دین اور اگر ہندون کی ان سے ان بن ہوگی تو کچھ دنون مسلمانون کو ان کی خدمت گذاری سے فرصت و فراغت ہوسکیگی اور آیت کفی اللہ المؤمنین القتال صادق آسکے گی۔

ھا ۵

ہان بحث مباحثہ کے بغیر تزویرات کشن قادیان پر نا واقف مسلمانون کو واقف کرنا اور مسلمانون کو اسکے دام تزویر سے بچانا (جیسا کہ اس مضمون مین ہوا ہے) مضائقہ نہین رکھتا اس کو ہم مسلمانون کو نہین روکتے کیونکہ نصیحت ہے اور نصیحت ہر مسلمان پر ہمیشہ کے لیے فرض ہے الدین النصیحۃ للہ ولرسولہ ولائمۃ المسلمین ولعامتہم۔

اپیل مدرسہ شملہ اہل تبت

بخدمت رؤسا و اعیان اہل سنت۔

تبت کے ملک مین مدت مدید سے دو مذہب کے لوگ چلے آتے تھے۔ ایک مذہب شیعہ دوسرا نوربخش شیعہ مذہب کے اصول و فروع سے ناظرین واقف ہی ہین۔ مذہب نوربخش ایک ایسا مذہب ہے جو شیعہ سنی دونوں مذہب سے مرکب ہے۔ فروعات مین تو اس مذہب کے لوگ اکثر مسائل مذہب حنفی پر عمل کرتے ہین اور بعض مسائل مذہب شیعہ بھی لے لیتے ہین۔ (جیسا وضو مین بجائے پاؤن دہونے کے پاؤن کا مسح کرنا) عقائد مین یہ اکثر مسائل مذہب شیعہ کا اتباع کرتے ہین۔ بدعات محرم ماتم وغیرہ ان مین ویسا ہی مروج ہے۔ جیسا شیعون مین۔ اور ان کے دیکھا دیکھی ہندوستان کے جہلا سنیون مین۔

اس مذہب کا بانی کوئی شخص شیعہ معلوم ہوتا ہے جس نے اس ملک کے لوگون مین جو غالباً سنی حنفی المذہب ہونگے شیعہ مذہب کے مسائل پھیلائے۔ اور ایک کتاب فقہ احوط تصنیف کرکے اسکو ایک بزرگ نوربخش کیطرف (جو ان لوگون مین مشہور و مقبول تھے) منسوب کرکے انکے لیے دستور العمل بنا دیے۔

عرصہ تخمیناً ۲۰ سال سے ہمارے ایک دوست مولوی احمد شاہ نامی سرکار انگریزی کی ملازمت کے ذریعہ اس ملک مین پہنچے۔ تو انہون نے اس ملک کے علماء و طلباء کے پاس اس خاکسار کا ذکر کیا۔ اور انکو قرآن و حدیث پڑھنے کا شوق دلایا۔ ان کی ترغیب سے وہان کے ایک نوجوان طالب علم عبد الرحیم نامی

لاہور پہنچے۔ اور ایک مدت متفرق اوقات خاکسار کے پاس رہ کر قرآن و حدیث و تفسیر وغیرہ پڑھکر ہندوستان دہلی وغیرہ علماء کی خدمت مین پہنچے۔ اور ان سے کتب درسیہ مین صدرا و شمس بازغہ تک عبور کیا۔ مگر افسوس صد افسوس ہزار افسوس مولوی عبد الرحیم نے اُس محنت و دو سالہ کا نفع نہ اُٹھایا اور جو پڑھا وہ کسی کو نہ پڑھایا۔ اُن کا علم اُن کے دماغ ہی مین بند رہا۔ جب وہ فارغ ہو کر تبت پہونچے تو اہل تبت شیعان و نور بخشی کی تکلیف دہی و ایذا رسانی کی برداشت نہ کر کے وہان سے چلے آئے۔ انکو خاکسار بذات خود شملہ مین لیکر پہنچا اور جوڈیشل ممبر و سکرٹری کونسل سے ان کو حفظ و امن کا پروانہ دلوایا اور [illegible] کرا دیا۔ مگر پھر بھی وہ وطن واپس نہ گئے۔ اب تک دہلی وغیرہ مین طالب علمی کرتے جاتے ہین کیا وہ صدرا و شمس بازغہ قبر کے فرشتون کو پڑھائینگے۔ یا سوال منکر نکیر کے جواب مین اپنی منطق سے کام لینگے (جیسے کسی نادان منطقی سے منقول ہے (واللہ اعلم غلط ہے یا صحیح ہے) کہ اسکو منکر نکیر نے پوچھا من ربک وما دینک تو اُس نے جواب مین کہا کہ پہلے تم تو بتاؤ کہ یہ ما کیا ہے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ۔ نعوذ باللہ من علم لا ینفع ومن قلب لا یخشع۔

مولوی عبد الرحیم کو دیکھکر تبت کے اور طلباء بھی پنجاب و ہندوستان مین پہنچے۔ (جیسے انکے بھائی مولوی عبد الحلیم اور مولوی ابو الحسن و مولوی محمد حسین وغیرہ) اور خاکسار سے و دیگر علماء ہندوستان سے کتب درسیہ و قرآن و حدیث و فقہ وغیرہ پڑھکر یکے بعد دیگرے تبت مین پہنچے اور وہان خالص مذہب اہلسنت والجماعت کی اشاعت کی۔ پھر تو وہان صدہا لوگ اہل سنت ہو گئے۔ باشندگان تبت اہل تشیع و نور بخشیون نے ان کی بہت مخالفت کی اور طرح طرح سے انکو ایذا ئین پہنچائین۔ مگر خدا کے فضل و کرم سے مذہب خالص اہل سنت نے وہان قدم جما ہی لیا اور عرصہ بیس سال مین وہان صدہا مسلمان سنی المذہب ہو گئے۔ اور علماء اہل سنت کے وہان وعظ و درس ہونے لگے۔ ان کی رفع تکلیف کے لیے خاکسار خادم اسلام و خدام سنت نے اپنی مہربان گورنمنٹ سے مدد لیکر سعی کی اور وہ تکالیف رفع ہو گئین۔ ان کی مساجد بلا مزاحمت اور ان کے عیدگاہ جدا گانہ مقرر ہوئے۔ ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا کا وعدہ الٰہی پورا

اس مقام مین بحکم من لا یشکر الناس لا یشکر اللہ ہم مسٹر ڈین صاحب سابق سکرٹری گورنمنٹ پنجاب حال فارن سکرٹری گورنمنٹ ہند اور مسٹر ڈبلی صاحب سابق ڈپیوٹی سکرٹری گورنمنٹ ہند اور سر ٹالبٹ سابق ریذیڈنٹ کشمیر کا شکریہ ادا کرنے کے بغیر نہین رہ سکتے جنکی چٹھیات کے ذریعے سے ہم جمون کے والی مہاراج اور انکی کونسل کے ممبران سے ملنے اور رفع تکالیف اہالی تبت مین کامیاب ہو گئے۔ والی جمون اور انکی کونسل کے میرون کا شکریہ بھی ہم پر واجب ہے۔ جنہون نے ہماری گذارشات کو مہربانی اور توجہ سے سنا اور ان تکالیف کا ازالہ فرمایا۔

تبت کے لوگ اکثر غربا اہل حرفہ ہین انمین سے صدہا لوگ مزدوری کرنے کو شملہ مین آتے اور وہان رہتے ہین۔ انمین سے اکثر اپنے ہاتھ سے پہاڑ کو کاٹتے کھودتے اور پتھرون سے دیوارین بنانے کا کام کرتے ہین۔ بعض ٹھیکہ دار ہین جو دوسرون سے کام کراتے ہین اور خود افسری و نگرانی کرتے ہین ان لوگون کی شملہ کے علاقہ سنجولی مین دو مسجدین تیار ہو کر آباد ہین۔ ایک مسجد تو اہل سنت اور نوربخشیون مین مشترک ہے۔ بلکہ اس مین بعض شیعہ بھی نماز پڑھتے ہین۔ دوسری مسجد خالص خاص اہل سنت کی ہے۔ جس کو میان غلام محمد مرحوم ٹھیکہ دار نے خاص اپنے زر سے تعمیر کیا تھا اور اس مسجد کے متعلق ایک مدرسہ بھی بنایا جسمین اہل تبت کو قرآن و حدیث و فقہ وغیرہ علوم پڑھائے جاتے تھے۔ اس مسجد و مدرسہ کا خرچ ماہوار تیس روپیہ سے زیادہ تھا جو اس ٹھیکہ دار غلام محمد مرحوم کی توجہ سے بخوبی چلتا تھا۔

عرصہ چار پانچ سال سے مرحوم ٹھیکہ دار انتقال کر گیا ہے (انا للہ وانا الیہ راجعون) اور اسکا بھائی میان مراد نامی اسکا قائم مقام ہوا ہے۔ مگر وہ دنیادار ہے اور اس کے پاس لیسا ٹھیکہ کا کام رہتا ہے۔ لہذا اس مدرسہ اور مسجد کی آبادی اور طلبا کی تعلیم مین قصور و فتور آ گیا لہذا جو لوگ صاحب وسعت ہین اور وہ مذہب اہل سنت کی اشاعت کو تبت کی نیم وحشی اقوام مین خواہان ہین اور علم و سنت کے احیاء کی قدر کرتے ہین اور اس کے اجر و ثواب سے واقف ہین۔ ان کی خدمت مین اس مدرسہ اور مسجد کیطرف سے اپیل کیا جاتا ہے۔ کہ وہ جہان ہو۔ اور

اہل سنت وجماعت کی جس گروہ وفرقہ سے ہون اس مدرسہ اور مسجد کی اعانت کرنا اپنا فرض سمجھین اور جو کچھ کسی سے بن پڑے اس مدرسہ مین دین۔ ہر چند ہندوستان مین کئی مدرسے علوم دین مستحق اعانت مین اور اتفاق کا عمدہ دمو بروان عمل رہین۔ مگر جس غریب مدرسہ سو لوگ تعلیم پا کر از فیضیاب ہو کر ایک جاہل ملک ہین اور نیم وحشی اقوام مین جن مین تشیع ونور بخشی مذاہب کی بدعات پھیلی ہوئی ہین۔ پہنچین اور ان مین مذہب اہل سنت والجماعت کی تبلیغ کرین اس مدرسہ کی اعانت ہندوستان کے مالدار اور ذی وسعت مدارس سے زیادہ اجر وثواب کی امید رکھتی ہے۔

جو لوگ اس مدرسہ مین کچھ بھیجنا چاہین۔ وہ زر اعانت بمقام سنجولی علاقہ شملہ بنام میان مراد بیدار میان غلام محمد ٹھیکہ دار مرحوم بھیجین۔ اور ایک کارڈ پر خاکسار کو بھی اطلاع دین تاکہ خاکسار اس روپے کے مصارف کا نگران رہے اور روپیہ دینے والون کو حساب بتاتا رہے کہ ان کا روپیہ کن مصارف پر صرف ہوا۔ اور اس روپیہ سے کیا نتیجہ خیز نکلا۔

اسلامی اخبار اور کفریات کا اشتہار

نمبر اوّل

(چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی)

آبرو وپیسہ اخبار دہلی (لاہوری)۔ وکیل۔ ضیاء الاسلام امرتسری وغیرہ اخبارون مین اس قسم کے مضامین شائع ہوتے ہین جن کو پڑھ کر اور سنکر ناواقف وبے علم مسلمان اسلام سے مرتد ہو جائین اور کم سے کم بعض اتفاقی احکام (نماز روزہ وغیرہ) کو تو ضروری اسلام کر بیٹھین۔

ایک مدت تک پردہ سسٹم (اسلامی انتظام پردہ نسوان) پر پیسہ اخبار وغیرہ مین بحث جاری رہی اور مدت سے جواز سود قرض پر وکیل وطن وغیرہ مین بحثین ہو رہی ہین۔ اور صرف جواز سود پر بس نہین

سود لینے کے ضروری ہونے و ترک معاملات سود کے گناہ ہونے پر زور دیا جا رہا ہے۔ کسی زمانے میں اسلام کے احکام متعلق نکاح و طلاق و استرقاق (غلام بنانے) پر بحث ہو چکی ہے۔ آجکل ان مسائل پر بحث کی نوبت پہنچ گئی ہے۔ جس سے ہمارے اس قول کی جو ہم بصفحہ ۲۴ نمبر ۵ جلد ہذا کہہ چکے ہیں۔ کہ اس وقت اکثر مسلمان مسلمان نہیں۔ ہندو و ہندو نہیں الخ جلدی تصدیق ہو گئی ہے۔ (۱) نماز پانچ وقت ادا کرنا (۲) اور اس کو عربی زبان میں پڑھنا۔ (۳) روزہ رمضان رکھنا۔ (۴) قربانی دینا کیا ضرورت رکھتا ہے (۵) قانون شریعت متعلق وراثت قابل تنسیخ و ترمیم ہے۔ (۶) احادیث نبوی کی کوئی ضرورت نہیں۔ (۷) قرآن مجید کی تفسیر اور احکام قرآن میں تبدیلی موافق ضرورت وقت کرنی چاہیئے (۸) قرآن مجید کی وہ سورتیں جو مدینہ میں نازل ہوئی ہیں ترمیم و تبدیلی کے لائق ہیں وعلیٰ ہذا القیاس۔

آخر الذکر اخبار (ضیاء الاسلام) میں قرآن مجید اور توریت کی خبر و بیان پیدائش عالم پر دو سوال مشتہر ہوئے ہیں:

(۱) زمین اور ما فیہا کی پیدائش چار دن میں ہوئی ہے۔ تو سورج کی پیدائش کے لیئے جو زمین سے لاکھا گنا ہے اور دیگر سیاروں اور ثوابت کی پیدائش کے لیئے بے شمار دن چاہئیں۔ پھر ان سب کو دو دن میں اور کل مخلوقات کو چھ دن میں پیدا کرنے کے کیا معنے

(۲) جبکہ ابھی سورج پیدا نہیں ہوا تھا۔ اسلیئے دن رات کا وجود ہی نہ تھا۔ تو اس جہان کو چھ دن میں پیدا کرنے کے کیا معنے۔

واز آنجا کہ رسالہ اشاعۃ السنہ اسلام کا دیرینہ خادم اور مسلم ایڈوکیٹ (وکیل) ہے لہٰذا اس کا خصوصیت کے ساتھ فرض منصبی ہے۔ کہ وہ ان ابحاث و سوالات کے متعلق کچھ کہے اور جو کچھ کہہ چکا ہے۔ اس سے بے خبروں غافلوں کو آگاہ کرے۔

اسلامی احکام متعلقہ نکاح و طلاق و حرمت سود و قرض پر وہ جلد ۱۲-۱۸-۱۹- وغیرہ میں نہایت مفصل و مدلل بحث کر چکا ہے اور معترضین کو ایسا دندان شکن جواب دے چکا ہے

کہ پھر کسی معترض نے اب تک بھی تو نہیں ہلایا۔ اور اس جواب کی نسبت چون و چرا نہیں کیا اگر
آیندہ بھی انشاءاللہ تعالیٰ ان مسائل خصوصًا مسئلہ سود پر آخری بحث کر گیا اور باقیماندہ مسائل
مذکورہ کو بھی یکے بعد دیگرے اس مضمون کے باقی نمبرون پر معرض بحث مین لاویگا۔

اس نمبر اول مضمون ہذا مین وہ صرف ان مسائل کو اخبارون (یا لیڈرون) کہو کہ جنکی اکھاڑون
مین شائع و مشتہر کرنے والے ایڈیٹرون کو مخاطب کرتا ہے۔ اور بحکم الدین النصیحۃ ان حضرات
کی نصیحت عمل مین لاتا ہے۔

میرے بھائیو! میرے دوستو! اور میرے عزیزو![1] آپ لوگون کو اسلام کا دعویٰ اور
اعلےٰ درجہ ریفارمیشن (تہذیب و اصلاح) لیڈر (رہنمائی) اور بہی خواہی قوم کا جس مین مذہب
بھی داخل اور جزءِ غیر منفک ہے ادعا ہے۔ آپ اس دعا کو پیش نظر رکھکر میرے چند سوالات کا
دین اور اپنے اخبار مین اسکو مشتہر کرین یا بذریعہ خطوط پرائیویٹ قلم مین لاوین۔

سوال اول۔ کیا ملکی اخبار جن مین بہت سی لغویات مضحکات۔ مذاق۔ مزاح و اکاذیب
امثال تجارتی اشتہارات (جنمین راستی اور سچائی کی بو نہین ہوتی اور اگر ہوتی ہے تو ایسی جیسے آٹے
مین نمک) اور ان اخبارات کے ناظرین اہل علم بہت کم اور جاہل و مسائل دین سے ناواقف زیادہ
ہوتے ہین اور ان جاہلون مین سے ایسے کم ہوتے ہین جو کوئی مسئلہ مخالف اسلام سنکر علما سے اسکا
جواب لین۔ اور ایسے بہت ہوتے ہین جو خود ہی من بھاتا ججمنٹ (فیصلہ) کرکے اس مسئلہ کو
کہدیتے ہین ایسے فتنہ خیز و شبہ انگیز مسائل کا درج کرنا جائز ہے؟ اور یہ اخبار مسائل دین کی
بحث کا موضوع و محل مناسب ہیں؟

اس کے جواب مین اگر وہ کہین کہ تمدنی معاملات پر بحث کرنا ہمارا فرض منصبی ہے
بعض مسائل اسلام ایسے ہین کہ وہ ہمارے نزدیک درحقیقت اسلام کے مسائل نہین ہین۔
از خود اسلام مین ملا دیئے ہین (جیسے مسئلہ ممانعت سود ہے) اور وہ ملکی و تمدنی ترقی کے

[1] یہ ایڈیٹر آیزر ور کیطرف خطاب ہے جو اس خاکسار کے بھائی کا حقیقی نواسہ اور میرا بھتیجی فرزند ہے

ہین۔ لہٰذا ان مسائل کا مذہب اسلام سے خارج کرنا اور تمدنی وملکی ترقی کی چلتی گاڑی کے آگے سے روڑا اٹھانا ہمارا عین فرض ہے۔ اسی نظر سے ہمارے پریذیڈنٹ سر سید نے ان مسائل پر بحث کا پارٹ لیا اور ان کے چھانٹنے کے لیے اخبار تہذیب الاخلاق جاری کیا تھا۔ اور اس مین وہ کامیاب بھی ہوئے۔ ہم بھی چونکہ ان کے منصب پر ان کے قائم مقام ہین۔ لہٰذا ان مسائل پر بحث کرنا ہمارا بھی منصبی فرض ہے۔

تو پھر ان حضرات ایڈیٹرون سے یہ **دوسرا سوال** ہے۔ کہ کیا آپ صاحبون مین کوئی ایک بھی ایسا ہے جو سر سید کا سا دماغ انکی سی جرأت ان جیسی لیاقت رکھتا ہو۔ انہون نے جو کچھ کہا۔ ان کے دماغ کا نتیجہ تھا۔ آپ جو کہتے ہین سر سید کی تقلید سے کہتے ہین یا بے علم نامہ نگارون کی کورانہ تقلید سے۔ انکی جرأت کا یہ حال تھا۔ کہ جو کچھ خیال مین آیا۔ اسکو بیدھڑک وبلا خوف وخطر زید وعمر ظاہر کردیا اور کسی کے خلاف یا وفاق کی پروا نہ کی۔ ان پر علمائے وقت نے اتفاق کرکے فتوے کفر کے لگائے۔ وہ مرتے دم تک اپنے خیال پر قائم رہے اور کسی سے نہ دبے انہین کے حق مین یہ شعر کہا گیا تھا ؎

کب کسیکی وہ بات مانتے ہین ٭ بھائی سید تو بس سیانے ہین

آپ لوگ شتی کی آڑ مین (مجاہیل نامہ نگارون کی اوٹ مین) شکار کھیلتے ہین اور دیندار خریداران کی ناراضی کے خوف سے کسی مسئلہ مخالف اسلام کے خود مدعی صحت نہین بنتے۔ آپ لوگون پر اگر وہ فتوے لگائے جائین جو سر سید پر لگائے گئے تھے تو آپ لوگ فوراً اپنے دعوے سے رجوع کرین اور اگر آپ لوگون مین کوئی چھپا رستم ہے۔ کہ ان مسائل مین سے جن کو اخبارون مین شائع کرچکا ہو کسی مسئلے کا خود مدعی بن سکتا ہے تو اپنی جرأت دکھائے اور پھر جب قوم کی طرف سے اسکی آؤبھگت ہو تو اپنی ثابت قدمی ظاہر کرے۔

سر سید کی لیاقت ہرچند ایسی نہ تھی جو علما وفقہا مین ہوتی ہے اور علوم عربیہ دینیہ حدیث وفقہ واصول وغیرہ مین انکا وہ پایہ نہ تھا۔ جو ان کے مخالف علمائے وقت کا تھا۔ تب ہی انہون نے

تفسیر قرآن میں ٹھوکریں کھائیں اور اعتراضات علماء کے وقت کے آماجگاہ بنے۔ تاہم وہ ایسے
بھی نہ تھے۔ کہ فاعل کو مفعول سے اور منصوب کو مجرور سے تمیز نہ کر سکیں اور آپ لوگوں میں سے۔ تو کسی کو
کوئی ایسا ثابت نہیں ہوا۔ کہ منصوب و مجرور کے اعراب کی صورتوں کو پہچان سکے۔ آپ صاحبوں
میں سے ایک صاحب نے جو مولوی کہلاتے ہیں ۲۸ دسمبر ۱۹۱۶ء کو اس خاکسار کے سامنے آیت
اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم پڑھی تو اولی الامر کی ے کو زیر سے پڑھا۔ خیال
کیا ہوگا۔ کہ اولی الامر کے پہلے الفاظ اللہ اور الرسول زبر سے پڑھے جاتے ہیں تو اس لفظ اولی الامر
میں بھی زبر ہی چاہیئے۔ جب میں نے ٹوکا کہ لفظ الامر لفظ اولی کا مضاف الیہ ہے۔ اسکو زیر سے
پڑھنا چاہیئے۔ تو آپ نے اس کو تسلیم کر لیا۔۔۔ دوسرے دن میں نے خلوت میں آپ سے پوچھا۔ کہ
لفظ اولی الامر کے پہلے الفاظ اللہ اور الرسول کو زبر سے پڑھا جاتا ہے۔ تو اس لفظ کو جو ان
الفاظ پر معطوف ہے کیوں زبر سے نہیں پڑھا جاتا۔ تو آپ بولے۔ کہ اولی کی ی جو گر گئی ہے
یعنی ی کا گر جانا ہی زبر ہے۔ ان کو اتنا معلوم نہیں جو بچوں نحو کی پہلی کتاب نحو میر کے پڑھنے
والوں کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ جمع مذکر سالم اور الوا و عشرون واخواتہا کا اعراب نصب تابع جر ہوتا ہے
اور وہ نصب و جر ی سے آتی ہے۔ نہ ی کے گر جانے سے۔ ی کا گر جانا تو اجتماع ساکنین سے
ہوا ہے۔ پس کیا آپ لوگ اس دماغ کے ساتھ اور اس جرأت و لیاقت سے سرسید کی گدی پر
بیٹھنا اور مسائل اسلام کو چھانٹنا اور اس میں چھان بین کرنا چاہتے ہو۔

اسکے بعد آنحضرت پر تیسرا سوال ہے۔ کہ سرسید کو ان مسائل کے چھانٹنے
اور اسلام سے نکالنے میں کامیابی ہوئی تو کیا ہوئی (جسکی آپ بھی امید رکھتے ہیں) کیا یہی
کہ ان کے خالص مخلص دوستوں نے اور ان کے کالج کی کمیٹی نے ان مسائل میں ان سے اتفاق
نہ کیا اور ان کی زندگی میں کمیٹی کالج کا حکم نافذ ہو گیا تھا۔ کہ ان کے تہذیب الاخلاق اور ان کی
تفسیر وغیرہ دینی کتابیں علیگڈھ کالج کے ریڈنگ روم میں (اس کمرہ میں جہاں اخبارات اور دیگر مفید
کی چیزیں رکھی جاتی ہیں) داخل نہ ہونے پاویں۔ اور ان کے دوستوں اور احباب میں (جو انکی

دنیاوی ترقی اہل اسلام کے اسباب بہم پہنچانے کے لئے کالج قائم کرنے اور قوم کی حمایت و حمیت میں
سینہ سپر ہو جانے اور اپنے اوقات بیا روزی کو تمام پر وقف اور فدا کرکے فنا فی القوم ہو جانے
کی وجہ سے انکو عاشق زار تھے) بہت ہی کم ان مسائل میں ان سے متفق ہوئے۔ انکو ہم شمار کرنا
چاہیں تو ہر شہر پٹنہ۔ کلکتہ۔ علیگڑھ۔ بنارس۔ دہلی۔ لاہور۔ امرتسر وغیرہ بلاد ہندوستان و
پنجاب سو ایک ہاتھ کی انگلیوں پر شمار کرسکتے ہیں۔ اور ان کے مقابلہ میں تمام ہندوستان میں
انکو کافر و کرسٹان سمجھنے والے اور ان پر کفر کے فتوے لگانے والے اسقدر ہوگئے ہیں جن کو
ہم شمار میں نہیں لا سکتے۔ یہی قلت تابعین مسائل مخترعہ سرسید اور کثرت مخالفین باعث و
موجب ہے۔ کہ اسوقت تک سود قرض کے جائز و مباح ہونے پر ایجارٹی (جمہوریت) اہل اسلام
کا اتفاق نہیں ہوا۔ اور آپ لوگوں کی سر توڑ (مگر مخفی) کوشش کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا۔ آپ
لوگ سودی بنک اسلامی جاری کرنا چاہتے ہیں۔ وہ جاری نہیں ہوسکتا۔ جو بنک آپ لوگوں
نے کہہ سنکر جاری کرلیا تھا۔ وہ اسی قلت مشارکین کی وجہ سے ٹوٹ گیا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ
ہمیشہ ٹوٹتا رہیگا۔ یہ سوال ان حضرات پر بھی ہے جو مردہ تہذیب الاخلاق کو زندہ کرنا چاہتے ہیں اگر وہ
مسیح ثانی یا اسرائیلی سامری بنکر اس مردہ گوسالہ میں حرکت یا آواز پیدا کرکے اسکو عجل جسد لہ خوار
کا مصداق بنا بھی دینگے تو کیا اس کامیابی میں سرسید سے بڑھ جائینگے۔ حاشا وکلا۔

آج کل سرسید کے جانشین ایک صاحب ہوئے ہیں جو اپنے آپکو نعمانی یعنی امام الائمہ ابوحنیفہ
نعمان بن ثابت کوفی کا پیرو بتاتے ہیں اور درحقیقت وہ مذہب امام ابوحنیفہ سے کوسوں دور چلے گئے ہیں۔

انہوں نے اسلام کو خیالات جدیدہ سے مطابق کرنے کے لئے نیا علم کلام تالیف کیا ہے
جسکا دوسرا حصہ الکلام* ہماری نظر سے بھی گذرا۔ اس میں انہوں نے مسائل اتفاقیہ
اسلام کو خیرباد کہکر اصول فلاسفہ قدیم و جدید کو اپنا مذہب بنایا ہے۔ اور ایک گل کھلایا ہے
کہ عالم (دنیا وما فیہا) قدیم سے خدا تعالیٰ کے ساتھ چلا آتا ہے حادث بالزمان نہیں ہے
کہ کسی وقت میں خدا تعالیٰ ہو اور عالم اسکے ساتھ نہو جس سے آپنے اس کلمہ نبویہ مسلمہ امت
محمدیہ کان اللہ ولم یکن معہ شیٔ کو رد کردیا ہے۔

* پہلا حصہ علم الکلام کے نام سے مشہور ہے وہ ہمنے نہیں دیکھا۔ مگر اسکا ریویو اخبار وطن ۱۰۔ اگست سنہ [illegible]ء میں دیکھا ہے۔ اس ریویو کے دیکھنے سے اور علماء وقت کے اسکی نسبت سکوت اختیار کرنے سے بشہادت شعر صائب و خیر میشد قدر شعر را۔ تحسین ناشناس و سکوت قدر شناس۔ معلوم ہوگیا کہ وہ حصہ بھی حصہ دوم کا ہم رنگ و ہمسنگ ہوگا۔

دوسرا یہ کل کہ خدا تعالے سے عالم کا صدور بالایجاب ہوا ہے نہ خدا تعالی کے اختیار سے۔
تیسرا یہ کل کہ معجزات انبیا و کرامات اولیا خوارق عادت نہیں ہوتے۔ وعلی ہذا القیاس
ان احوال مین سے بعض ایسے اصول ہین کہ سرسید بھی ان کے قائل نہین ہوئے۔ امام
ابو حنیفہ و دیگر ائمہ سلف توکجا۔ انکی اس تجدید پر یہ مثل صادق آتی ہے فر من المطر وقام
تحت المیزاب یعنے مینہ سے بھاگا اور پرنالہ کے نیچے کھڑا ہوا۔

ایسے ہی لوگ مردہ تہذیب الاخلاق زندہ کرینگے تو بھولے بسرے سرسید کو پھر یاد
دلائینگے۔ اور ان کو مسلمانون سے صلواتین (گالیان) سنوا کر انکی روح کو ایذا پہنچائین گے۔
سرسید کے معتقدو! تہذیب الاخلاق کے زندہ کرنے کے خواہشمندو! اگر اصول و
مسائل اسلام کو قائم و برقرار رکھنے کی غرض سے تہذیب الاخلاق کو زندہ کرنا چاہتے ہو تو
مثل مشہور۔ حلوا خوردن را روے باید۔ اور ایک استاد مسلم کل کے شعر۔ کلاہ خسروی
وتاج شاہی بہر کل کے رسد حاشا وکلا کو پیش نظر رکھکر پہلے علما سے جامع معقول منقول
کا انتخاب کرو۔ پھر احیاء تہذیب الاخلاق کا نام لو۔ اور اگر اصول و مسائل اتفاقیہ اسلام کی کچھ
پروا نہین رکھتے اور سرسید کو گالیان دلوانا اور انکی روح کو ایذا پہنچانا چاہتے ہو تو۔ جو چاہو
کرو۔ مگر پھر بھی یہ سوچ لو کہ یہ کام آگے سرسید کے جانشین کر رہے ہین۔ آپ لوگون کو اس
تحصیل حاصل سے کیا حاصل۔

یہ (تہذیب الاخلاق کے زندہ کرنے والون سے خطاب) جملہ معترضہ ہے۔ اب ہم پھر
ایڈیٹر بھائیون سے مخاطب ہوتے ہین۔

اسکے بعد **چوتھا سوال** ہے۔ کہ جن مسائل کو آپ لوگون نے اپنے اخبارون مین
مشتہر کیا ہے۔ ان مین سے کونسا مسئلہ تمدنی ترقی کا سدّ راہ ہے۔ اگر مسئلہ حرمت سود کو آپ لوگ
سدّ راہ ترقی سمجھتے ہین۔ تو اس کے دلائل بیان کرین ہم اسکا جواب دینے کو اور اس امر کے ثابت
کرنے کو تیار ہین کہ حرمت سود قرضی ہرگز ہرگز سدّ راہ ترقی تمدنی نہین ہے اور اگر پردہ سسٹم (شرعی

(انتظام پردہ) کو سد راہ ترقی سمجھتے ہیں سو اسکے دلائل بیان کریں اور اسکا جواب لیں اور اگر عربی زبان میں نماز پڑھنے اور نماز پنجوقت ادا کرنے کو مانع ترقی سمجھتے ہیں تو اُن کے وجوہات بیان کریں اور جواب لیں۔ وعلیٰ ہذا القیاس۔ مگر ہمکو امید نہیں کہ آپ لوگوں میں سے کوئی مرد میدان بنے اور اسلامی ایڈوکیٹ (وکیل) اشاعۃ السنۃ کے مقابلہ میں کھڑا ہو کر ان سوالات کا جواب دے لہذا ہم بطور مثال سر دست دو مسئلہ (نماز و پردہ) پر اس مقام میں خود ہی بحث کرتے ہیں اور نامعقول کو ثابت کر دکھاتے ہیں کہ اگر کسیکا خیال ہے کہ یہ مسائل تمدنی ترقی کے سد راہ ہیں تو وہ خیال سودائے محال ہے۔

پس واضح ہو کہ نماز میں محل اعتراض ان لوگوں کے تین امور ہیں اوّل پنج وقت نماز ادا کرنا دوسری ہیئت توحید جماعت و مکانی زبان میں ادا کرنا تیسری عربی زبان میں ادا کرنا۔ ان تینوں میں سے ایک امر بھی ایسا نہیں جو تمدنی ترقی کا سد راہ ہو۔ پنجوقت نماز پڑھنا مسلمانوں کو پنکچوالٹی (ضبط اوقات) سکھاتا ہے۔ جو شخص التزام کے ساتھ پانچوں وقت نماز پڑھنے کا عادی ہوگا۔ وہ بقول ایک مسلم پالٹیشین (منتظم) اور مقنن (حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ) اپنے تمام دین و دنیا کے کاموں کا پابند رہے گا اور جو ایسی آسان چیز کو جو پانچ نہایت دس منٹ میں ادا ہو سکتی ہے اور ایسی مفید چیز کو جسکے مفید ہونے کا ہر مسلمان حتےٰ کہ معترضین کو بھی اعتراف ہے۔ وہ مشکل چیزوں کو باوجود مفید سمجھنے کے ضائع کرے گا۔

> عن عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ انہ کتب الی عمالہ ان اہم امورکم عندی الصلوٰۃ فمن حفظہا وحافظ علیہا حفظ دینہ ومن ضیعہا فہو لما سواہا اضیع۔ (رواہ مالک مشکوٰۃ ص)

پانچ وقتوں کی تقیید و تخصیص رحمت اور سہولت پر مبنی ہے۔ خدا کے بے شمار احسانوں اور نعمتوں کا پورا شکریہ تو تب بھی ادا نہیں ہو سکتا کہ انسان ہر وقت نماز میں لگا رہے اور سر بسجود رکھے سے ہر نفس کہ فرو میرود ممد حیات است و چون برمے آید مفرح ذات پس در ہر نفسے

وہ نعمت و تندرستی ہر نعمت شکر سے واجب ہے مگر خدا تعالےٰ رحیم و غفور نے تمام دن رات
میں سر بسجود رہنے کو معاف کرکے بجائے چوبیس گھنٹے شبا روزی کے صرف ۴۰ منٹ لغایت ایک
گھنٹہ متفرق پانچ وقتوں (صبح - بعد زوال - قبل غروب - بعد غروب - بوقت خواب) میں شکریہ ادا
کرنے کا حکم دیا ہے، اور رحمۃً تو تخفیفاً اسی کو کافی ٹھہرایا ہے - صبح کا وقت وہ وقت ہے جس
میں عام انسان غالب احوال میں تمام شب خدا کے فضل احسانات (صحت استراحت و نیند آرام
وغیرہ) کا مورد رہکر بیدار ہوتے ہیں اس وقت تمام رات کے احسانات الٰہیہ کا شکریہ ادا کرنا اور نماز
فجر کی دو رکعت پڑھ لینا اسے واجب کیا گیا ہے - وہ وقت ہی سکون اور اطمینان اور برکت کا ہوتا ہے
جو کام اس وقت کیا جائے جمعیت خاطر سے ہوتا ہے -

معترضین سے جو ایڈیٹران اخبارات یا وکیل عدالت ہیں وہ ذرا سوچیں اور انصاف
سے کہیں کہ جو اطمینان خاطر انکو اسوقت حاصل ہوتا ہے - اور جو مضامین اسوقت ان کو سوجھتے
ہیں - کیا وہ عام دن کے شور و شغب اور اشتغال و افکار میں سوجھتے ہیں - ہمیں نہیں ہرگز
نہیں - اسی وجہ سے قرآن مجید اور حدیث نبوی میں اسوقت کو نزول ملائکہ کا وقت بتایا اور
نماز فجر کی نسبت فرمایا ہے وقرآن الفجر ان قرآن الفجر کان مشھودا -

صبح سویرے اٹھنا ہی اور صرف دل اور زبان یا قلم سے کوئی دنیاوی و جسمانی کام کرنا ہی بہ
برکت رکھتا ہے - تو جو دینی و روحانی کام دل و زبان اور تمام جوارح جسم سے کیا جائے (جیسے کہ
نماز پڑھنا ہے) کیونکر موجب برکت نہ ہوگا - ایک آپ ہی کے بعض مہذب کا مجرب قول ہے -
کہ تمام حیوانات میں سے صرف کتا صبح کے وقت سوتا ہے اس لیے باوجودیکہ اسکی پیدائش
اس کثرت سے ہوتی ہے - کہ ایک ایک کتیا ایک ایک جھول میں پندرہ پندرہ بیس بیس
بچے جنتی ہے - اور وہ کسی کے کھانے میں بھی نہیں آتے اور ذبح نہیں کیے جاتے پھر بھی
وہ دنیا میں اس کثرت سے موجود نہیں رہتے جس کثرت سے بکری وغیرہ حیوانات یا مرغا
وغیرہ جانور جو صبح بیدار ہوتے ہیں دنیا میں موجود رہتے ہیں باوجودیکہ وہ کثرت سے

ذبح کیئے جاتے اور کھانے مین آتے ہین۔ اُن مین یہ برکت بوقت صبح بیدار ہونے کی ہے۔ اور کتون مین بے برکتی بوقت صبح سوتے رہنے کی۔

بعد نماز صبح اکثر انسان دنیاوی کاروبار مین لگ جاتے ہین اور خدا کے احسانات کے شکریہ سے غافل ہوجاتے ہین۔ تو نصف حصہ باقی دن کے شروع مین پھر اس کو پانچ یا دس منٹ کے واسطے شکریہ احسانات ادا کرنے اور نماز ظہر کی چار رکعت پڑھنے کا حکم ہوتا ہے۔ اس کے بعد اکثر اشخاص پھر دنیاوی کاروبار کسب و تجارت حرفت و ملازمت مین مصروف ہوکر یاد خدا سے غافل ہوجاتے ہین تو اس نصف کے نصف یعنے ربع اخیر کے شروع مین شکریہ احسانات خداوندی کے لئے پانچ یا دس منٹ کے واسطے پھر بلایا جاتا۔ اور نماز عصر کی چار رکعت کا حکم ہوتا ہے۔

ان دونو نمازون کے وقت مین چونکہ کسیقدر اشتراک ہے (جسکا ذکر عنقریب آتا ہے) اسلیے ان دونو کے واسطے ایک ہی آیت شریفہ مین ایک ہی لفظ اقم الصلوٰة لدلوك الشمس کے ساتھ بلایا گیا ہے۔

اس ربع اخیر مین چونکہ کاروبار دنیاوی کا نچوڑ ہوتا ہے اور اکثر لوگون کو تجارت وغیرہ اشغال مین زیادہ استغراق و اشتغال ہوجاتا ہے۔ جس سے اکثر لوگ خدا کی یاد سے غافل ہوجاتے ہین۔ اس لیئے اس غفلت کے دور کرنے اور اس حصہ کے انعامات و احسانات الٰہیہ کا شکریہ ادا کرنے کے لئے وہ نماز مغرب کے لئے مامور ہوتے ہین۔ پھر اکثر لوگ بقیہ و تتمہ کاروبار روزانہ دنیاوی مین بعد مغرب ثلث یا اس سے کم و زیادہ حصہ رات تک مصروف رہتے ہین اور اس سے پھر اُن پر غفلت آجاتی ہے۔ اس غفلت کا کفارہ اور تمام رات کے احسانات و انعامات الٰہیہ کے پیشگی شکریہ ادا کرنے کے لیئے ثلث رات نہایت نصف رات کے گذرنے پر نماز عشا کی چار رکعت کا حکم ہوتا ہے۔ ان دونو وقت مین فی الجملہ اشتراک ہے (جسکا بیان عنقریب آتا ہے) لہذا ان دونو کے واسطے بھی ایک ہی لفظ الی غسق اللیل فرمایا گیا ہے۔

بعض لوگ بعض مجبوری کی حالتون میں ان چار نماز دن ظہر و عصر و مغرب و عشا کو ان کے چار

اوقات مین جدا جدا نہیں پڑھ سکتے۔ پڑھین تو انکا کمال حرج و نقصان ہوتا ہے۔ جس کے وہ متحمل

نہیں ہو سکتے۔ **مثلاً** کوئی شخص بیمار ہے۔ ظہر کے وقت اسکو **بخار** چڑھا ہوا ہے۔ نہ وہ وضو کر سکتا ہے نہ

نماز کسی حالت قعود یا اشارہ مین پڑھ سکتا ہے۔ یا وہ سفر مین ہے جسمین اگر نماز ظہر کے لئے کسی جگہ

ٹھہرتا ہے تو اسکا بڑا حرج ہوتا ہے۔ چلتی ریل سے رہ جاتا ہے۔ اور چلتی ریل مین نماز نہین پڑھ سکتا۔ یا

کسی دینی یا دنیاوی ایسے کام مین مصروف ہے کہ اگر نماز ظہر و عصر و مغرب و عشاء کو جدا جدا وقت

مین پڑھے تو وہ کام فوت ہوتا ہے (مثلاً حج مین عرفہ کے دن وقوف عرفات یا شب مزدلفہ مین

وصول و قیام مزدلفہ جنمین باتفاق مذاہب اربعہ نماز ظہر نماز عصر کے ساتھ جمع کی جاتی ہے۔ اور

نماز مغرب بوقت نماز عشاء اکٹھی پڑھی جاتی ہے) یا ایک بیرسٹر مسلمان یا ایک ملزم مسلمان

حاکم سیشن جج کی پیشی مین کھڑا ہے۔ اور وہ نماز ظہر کے لئے کچہری سے نکل نہین سکتا۔ تو ایسے لوگون

کے لیئے ان حالتون مین نماز ظہر نماز عصر سے ملاکر اور نماز مغرب نماز عشاء سے ملا کر پڑھنا جائز رکھا

گیا ہے۔ اور اسلام کے بڑے گروہ شافعی حنبلی۔ مالکی و اہلحدیث اس جواز کے قائل ہین۔

ان حالتون اور مجبوریون کے سوا اگر پانچون نماز دن کو ایک ہی وقت مین پڑھ لینے کا حکم

ہوتا تو ایک تو اکثر لوگون کی طبیعت پر بوجھ پڑتا اور وہ اکتا جاتی۔ دوسرا زمانہ غفلت کو متمادی ہوجاتا

اور روحانی صلاح جو وقتاً فوقتاً یاد خدا سے ہوتی رہتی ہے فوت ہوجاتی۔*

خدا تعالیٰ کو پانچوقت یاد کرنے والون اور پنجوقتہ التزام و حضور قلب کے ساتھ نماز

پڑھنے والون کا مقابلہ اُن لوگون سے جن کے مذہب مین خدا کی یاد کا دو وقت صبح و

شام حکم ہے یا ہفتہ مین دن صرف اتوار کو حکم ہے مقابلہ کرو اور انصاف سے کہو۔ کہ خدا کی یاد کو

کون غافل ہے اور دنیاوی لذات۔ اور اخلاقی گناہون مین کون منہمک۔

اسوجہ سے ہادی اسلام علیہ التحیۃ والسلام نے فرمایا کہ نماز کو (پانچوقت)

وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْهٰى عَنِ	قائم رکھ نماز بے حیائیون اور گناہ کی باتون

* ڈی کاسٹری اپنی کتاب الاسلام مین لکھتا ہے کہ اسلام نے آبادی دنیا کے حصہ کثیر کو اپنی طرف کھینچ لیا ہے کیونکہ اسلام مین روح کو ذات احد کا تصور ایسی صفات سے جو صفات بشریہ سے برتر ہین دلاکر بہتری و نیکی بخشنے کا مادہ موجود ہے اور اس مادہ کو ایک دن مین پانچ وقت کی نماز حرکت مین لاتی ہین (وطن مورخہ ۱۰ مارچ ۱۹۰۸ء نمبر ۹ جلد ۵) افسوس اقوام غیر کے زندہ دل اس سر پنجوقتی نماز کو سمجھتے ہین مگر مدعیان اسلام اس سر سے ناواقف محروم ہین کہ پانچوقتی نماز پڑھنے کو فضول سمجھتے ہین۔ چمن زنگ و بلال از حبش صہیب از روم ز خاک مکہ ابوجہل این چہ بوالعجبیست۔

الفحشاء والمنکر ولذکر اللہ اکبر واللہ یعلم ما تصنعون (العنکبوت ع ۵) ۔

سے روکنے والی ہے۔ اور خدا کی یاد تمام نعمتوں سے بڑی نعمت ہے اور خدا جانتا ہے جو تم کارروائیاں کرتے ہو۔

اور اس کے مقابلہ مین خدا کی یاد سے غافلون کے حق مین کہا ہے کہ وہ ظاہری حیات

یعلمون ظاہرا من الحیوۃ الدنیا وھم عن الآخرۃ غافلون (سورۃ الروم ۱۶)

دنیا کو جانتے ہین (اور رات دن اسیکی فکر مین لگے رہتے ہین) اور آخرت کی طرف سے (جہین اس دنیا کے اعمال کا پھل پائینگے) غافل ہین۔

اب اگر یہ **سوال** ہو کہ گھڑی گھڑی دنیاوی کام (سینا۔ لکھنا۔ ہل چلانا۔ بُننا) چھوڑ کر نماز کے واسطے اٹھنا اور گھڑی گھڑی وضو کرنا دنیاوی کامون مین ہرج واقعہ ہونے کا موجب ہوتا ہے۔ لہذا مناسب حال تمدنی ضروریات یہی تھا۔ کہ ایک ہی وقت مین پانچون نمازین پڑھ لینے کا حکم ہوتا۔ تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ صبح سے شام تک کسی دنیاوی کام مین لگے رہنا بھی طبیعت کو اکتا دیتا ہے اور وہ کام تھکا کر آخر کو ناکام بنا دیتا ہے۔ اسی **اصول** پر لوگ معمولی کار دنیاوی چھوڑ کر حقہ پینے لگ جاتے ہین۔ یا گپین ہانکنے اور ادھر ادھر ٹہلنے لگ جاتے ہین۔ اگر اس حقہ نوشی اور گپ زنی اور چہل قدمی کی جگہہ یاد خدا سے کام لین اور بحکم الا بذکر اللہ تطمئن القلوب خدا کا نام لے کر اپنی جان کو آرام دین تو کاروبار دنیاوی بھی پورے ہون اور ان کامون مین آسمانی برکت بھی نازل ہو جس کا وعدہ قرآن

وما خلقت الجن والانس الا لیعبدون ما ارید منھم من رزق وما ارید ان یطعمون ان اللہ ھو الرزاق ذو القوۃ المتین (الذاریات ۶ ۳) وأمر اھلک بالصلوۃ واصطبر علیھا لا نسئلک رزقا نحن نرزقک (طہ ع ۸) ومن یتوکل علی اللہ فھو حسبہ (الطلاق ع ۱)

مجید مین دیا گیا ہے اور یہ **ارشاد** ہوا ہے۔ کہ مین نے جن و انسان کو محض عبادت (یاد الٰہی) کے واسطے پیدا کیا ہے۔ مین نہین چاہتا کہ وہ (عبادت چھوڑ کر) اپنے لیے رزق پیدا کرین یا مجھے رزق دین رزق دینے والا خدا تعالیٰ ہی ہے۔ تو نماز کا حکم اپنے عیال و اطفال کو دے اور خود بھی اسپر جما رہ۔ ہم تجھسے

اس کی وروکرنے کا موقعہ ملتا ہے۔ ہر ہفتہ ایک دفعہ جمعہ کی جماعت تمام اہل شہر کے لیئے کانفرنس ہوتی ہے۔ ہر سال مین دو دفعہ عیدین کی دو جماعتین شہر اور اسکے مضافات و متعلقات وغیرہ کے مسلمانون کیلیئے کانفرنس ہوتی ہے۔ تمام عمر مین کم سے کم ایک دفعہ مکہ معظمہ مین حج کے واسطے جمع ہونا تمام دنیا کے مسلمانون کیلیئے قومی کانفرنس ہوتی ہے۔ اس مقام مین ہم اخبار وطن کا ایک مضمون کوٹ (نقل) کرنا موجب ہدایت ناظرین سمجھتے ہین۔ جو وطن مورخہ ۲۷ر جنوری ۱۹۱۰ء مین درج ہے۔ "تو ہو ہوا

حج کی فضیلت کا اعتراف

دینی فوائد اور ادائے فرض کے ثواب کے علاوہ جو بیشقدر دنیوی منافع مسلمان اس فریضہ کی عاقلانہ تعمیل سے حاصل کر سکتے ہین۔ اوسکا کچھہ شمہ خاکسار ایڈیٹر وطن نے پورے نو سال ہوئے ہمعصر وکیل مین بیان کیا تھا۔ اس کے متعلق ایک نہایت ضروری تجویز بھی پیش کی گئی تھی جسپر کسی مسلمان نے تو اتبک کوئی رائے نہین دی۔ مگر ایک امریکن عالم مسٹر کرون تقریباً اُن ہی الفاظ مین آج مسلمانان عالم کو توجہ دلاتا ہے۔ کہ وہ اس نہایت موثر اور آسان ذریعہ سے کیون اپنی فلاح کے متعلق کام نہین لیتے۔ مسٹر کرون چالیس سال تک اسلامی کتب کا مطالعہ کرنے کے بعد پچھلے دنون اکثر اسلامی ممالک کی سیر بھی کر چکے ہین۔ جسکے بعد آپ نے محولہ بالا رائے امریکن اخبار "لائف" مین شائع کی۔ آپ لکھتے ہین "اس دین کے تمام اصول نہایت اچھے ہین۔ مسلمان ترقی کر کے محض اسلیئے گرے کہ نشہ دولت و خمار ثروت نے ان کو کاہل اور اپنے پاکیزہ دین کے احکام کی تعمیل سے غافل کر دیا۔ وہ صرف نام کے مسلمان رہ گئے۔ مسلمانون کے سے عمل اُن مین مفقود ہو گئے۔ اسلام وطن۔ قوم اور ملک کے حقوق کی نگہداشت کا کمال عمدگی سے سبق پڑھاتا ہے۔ مسلمان اس تعلیم پر عمل کرنے سے پھر تمام اقوام عالم پر سبقت لیجا سکتے ہین۔ اسوقت جو اُن کے لیڈر ہین وہ عموماً عملی ذریعہ سے کام نہین لیتے۔ صرف زبانی نصیحتین کرتے ہین جنکا طبعاً بہت کم اثر ہوتا ہے۔ اگر عملی صورتون کو مدنظر رکھا جائے تو مسلمانون کا ترقی کر جانا کچھہ مشکل نہین۔ مسلمانون کو کسی سوسائیٹی یا کانفرنس کی ضرورت نہین۔ عالمگیر کانفرنس حج کی شکل مین ادن کے لیئے موجود ہے مختلف

افرأیتم ما تمنون ءانتم تخلقونه ام نحن الخالقون افرأیتم ما تحرثون ءانتم تزرعونه ام نحن الزارعون (سورہ واقعہ ع ۲)۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اللہ تبارک وتعالیٰ۔ انہ قال یا ابن آدم ارکع الی اربع رکعات من اول النہار اکفک آخرہ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ص۱۰۰)

تیری روزی نہیں مانگتے ہم خود رزق دینے والے ہیں"۔ جو شخص خدا پر بھروسہ کرتا ہے خدا اس کے واسطے کافی ہو جاتا ہے"۔

بتاؤ جو تم عورتوں سے ہم بستری کرتے ہو اس سے اولاد تم پیدا کرتے ہو یا ہم"۔ بتاؤ جو تم ہل چلاتے ہو۔ اس سے زراعت تم پیدا کرتے ہو یا ہم"۔ ایک حدیث قدسی میں خدا تعالیٰ کا یہ ارشاد مروی ہے کہ اے آدم کے بیٹے میرے لیئے دن کے شروع میں چار رکعت پڑھ لے میں آخر دن تک تیرے کام کو کافی ہونگا (سنبھال لوں گا)۔

ان ارشادات خداوندی میں صاف پایا جاتا ہے کہ کسب تجارت۔ حرفت یہ عبادت الٰہی بندوں کا ایک فرض ہے۔ یہ نہیں کہ جو نتائج اس سے ظاہر ہوتے ہیں انکا پیدا ہونا تمہارے افعال کا لازمی نتیجہ ہے۔ وہ نتائج خدا تعالیٰ ہی کی برکت ہے۔ اور اس کے اختیار میں ہیں۔

نماز کا باجماعت اور مساجد میں ادا کرنے کا حکم بھی پنکچوالیٹی سکھاتا ہے۔ جس شخص کو نوکری میں یہ اختیار دیا جائے کہ وہ جہاں چاہے اور جب چاہے ادا کرے۔ اس کو کبھی نہ کبھی ترک نوکری رہجاتی ہے۔ اور جس پر چھ گھنٹے تک خاص کچہری میں حاضر ہونے کی قید لگائی گئی ہو وہ بلا عذر کبھی غیر حاضر نہیں ہوتا اور اپنے کام کو پورا کر لیتا ہے۔ جماعت و جمع میں وہ بات بھی پائی جاتی ہے جو قومی کانفرنسوں میں (جس کے ممبر ہونے اور پریسیڈنٹ بننے کے معزز منصب کے بڑے شائق و دلدادہ ہیں) پائی جاتی ہے۔ پانچ وقت کی نماز اہل محلہ اور اس کے قرب و جوار کے لئے کانفرنس ہے۔ مسجد میں مسلمان آتے ہیں تو باہم میل جول ہوتا ہے۔ قومی اور مذہبی بلکہ ملکی معاملات میں بات چیت کر سکتے ہیں۔ جو شخص نہ آئے اس کی بابت پوچھتے ہیں۔ وہ بیمار ہو تو اس کی عیادت کرنے کا موقعہ مل جاتا ہے۔ وہ کسی مصیبت میں مبتلا ہو۔ تو اس مصیبت میں

ممالک کے مسلمان معززین اور علما وہان جمع ہوتے ہین۔ کسر ہے تو یہ کہ انکو قومی معاملات کیطرف توجہ نہین ہوتی۔ خلیفۃ المسلمین کو اس موقعہ سے فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ اگر ان لوگون کو قوم کیضروریات سے آگاہ کیا جاوے اور تعلیم و تجارت کی ترقی کا شوق دلایا جائے تو دنون مین کل اسلامی دنیا مین ایک نئی موج ترقی کی لہرین مارتی دیکھی جائے گی"

اس کے ساتھ ہی بطور تائید مزید اڈیٹر وطن کی محولہ بالا تحریر کا آخری حصہ ذیل مین درج کیا جاتا ہے۔ پہلے حصہ مین مسلمان سلاطین کو تمام قطاع عالم اور خاصکر ایک دوسرے کے ملک مین بکثرت قونصل۔ ایجنٹ اور وکیل مقرر کرنے کا مشورہ دیا گیا تھا۔ آخری حصہ یہ ہے:-

"رہین مسلمان قومین۔ انکو چاہیے کہ تبادل خیالات۔ اشاعت و ترویج اخبارات۔ قیام تعلقات تجارتی اور ممالک اسلامی مین سفر و سیاحت کرنے سے باقی ماندہ کمی کو پورا کرین اور عام مسلمانون مین سلسلہ مودت و یگانگت کے مستحکم کرنے کی کوشش کرین۔ قاعدہ ہے کہ جس قوم پر نحوست اور تباہی چھا گئی ہو وہ اپنے موجودہ وسائل سے بھی کام لینے کے قابل نہین رہجاتی۔ یہی حالت مسلمانون کی ہے اُنہون نے دیگر قومون کی دیکھا دیکھی کانفرنسین اور سوسائٹیان بنانی شروع کردی ہین۔ مگر یہ نہین دیکھتے کہ جس قسم کی عالمگیر کانفرنس ان کو میسر ہے وہ کسی دوسرے مذہب والون کو نصیب نہین ہوئی اور نہ ہو سکتی ہے جو کانفرنس ان کے لئے قادر مطلق اور اُنکے ہادی برحق نے قائم کردی ہے اُسکے ذریعہ سے وہ اپنی ہر قسم کی دینی و دُنیوی ترقی حاصل کرنیکی کوشش کر سکتے ہین۔ ہر سال ماہ ذی الحجہ مین میدان عرفات کل دُنیا کے مسلمانون کا کانفرنس گاہ بن جاتا ہے۔ چینی۔ ملائی۔ مغربی۔ زنجباری۔ افغانی۔ ترکستانی۔ عجمی۔ سب ملکون کے مسلمان وہان موجود ہوتے ہین۔ اور لاکھون کی تعداد مین ہوتے ہین۔ تمام دنیا کے مختلف ممالک کے مسلمانون مین محبت و الفت پیدا کرنے کے لئے جو کچھ وہ اس موقعہ پر کر سکتے ہین کسی اور طرح سے ممکن نہین اور فی الواقع حج کا مدعا بھی یہی سربہان اور راز پنہان تھا کہ تا قیامت کل دُنیا کے مسلمانون کو ایک دوسرے سے ملاقات کرنے اور اپنی موجودالوقت مذہبی۔ سوشل اور پولیٹکل حالت پر بحث اور غور کرنے کا نہ صرف موقعہ ہی دیا

بلکہ ان کو اس سے متمتع ہونے پر لحاظ استطاعت مجبور کیا جائے۔ مگر افسوس خلف الرشید ہونہار نسلون نے نہ صرف اپنے سرور عالی مقام کی تو تعون کو پس پشت پھینکدیا۔ بلکہ اگر کہنا کفر[1] نہ ہو تو خود باری تعالیٰ کو اسکی اسپاکٹیشنز مین ڈس اپائنٹ کر دیا۔ حج فرض تو ہوا تھا بیاد تہ اغراض مندرجہ بالا کے لئے اور ہمنے اُسے محض سابقہ گناہون کے بخشوانے کا ذریعہ سمجھ لیا ہے۔ اُدہر ہمارے معززین قوم ہین کہ نہ صرف اس کی فرضیت ہی سے منکر ہین۔ بلکہ میدان عرفات مین جانے سے لنڈن اور پیرس کے سیر کو ترجیح دے رہے ہین۔ اب مسلمان مسلمان نہین تو کیونکر اور وہ اپنے بزرگون کا جاہ وجلال حاصل کرین۔ کسطرح۔ جاہلانہ خودغرضی نے ہم کو ایسا مفتون بنا لیا ہے کہ باوجود اس بے نظیر اولوالعزم پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہونے کے جو تادم واپسین امتی امتی پکارتے رہے۔ اس دس بارہ لاکھ کے مجمع مین جو ہر سال مکہ معظمہ مین جمع ہوتا ہے بمشکل کسی مسلمان کو یہ خیال گذرتا ہوگا۔ کہ اس مبارک مقام پر جہان کی دعا کو دیگر مقامات کی ادعیہ سے لاکھ گنا فضیلت ہو اور جو منزل استجابت سے بہت نزدیک ہو جاتی ہے۔ مین اپنی درماندہ قوم کے لئے اگر ظاہری کوشش نہین کر سکتا۔ تو بارگاہ رب العالمین مین ہی عجز و نیاز سے کچھ عرض کرون۔ قصہ مختصر مسلمانون کو اپنی دینی عظمت وجلال کے پھر دوبارہ حاصل کرنے کے لئے اسی حبل متین کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیئے جس سے ان کے بزرگ ترقی کے معراج پر پہونچے۔ ورنہ زمانہ کی موجودہ گھوڑ دوڑ مین جسمین دیگر قومین اپنے سمند یادرفتار سرپٹ دوڑائے چلی جارہی ہین۔ اور جسمین انہون نے ابھی رنگنا شروع کیا ہے۔ اگر وہ اسی حالت مین رہے تو ترقی کجا خود ان کے وجود کا قیام محال ہے۔ وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغُ الْمُبِين ؎

---

[1] کفر کیون نہین۔ یہ تو صریح اور صاف کفر ہے۔ اس کے معنے یہ ہین جو خود ایڈیٹر وطن نے حاشیہ مین لکھے ہین۔ کہ باریتعالی کو جو امیدین تھین انہین انکو مایوس کر دیا۔ اور یہ کہنا خدا تعالے کی نسبت اس کا جاہل اور کمزور ہونا ثابت کرتا ہے جو صریح کفر ہے۔ خدا تعالے کبھی کسی سے کوئی امید نہین کرتا اور نہ وہ کبھی امید سے مایوس ہو سکتا ہے۔ قرآن مین جہان کہین لعل فعل جو لغت عرب مین رجا کے معنے مین مستعمل ہوتا ہے جیسے لعلکم تتقون لعلکم تذکرون وغیرہ۔ وہ بندون کی نسبت اور اگر حقیقی ہے۔ خدا تعالی ترجی سے پاک ہے ایسا ہی بیضاوی اور اسکے حواشی مین ہے۔ (ایڈیٹر رسالہ)

ہم اپنے پیارے دوست ایڈیٹر وطن کا اس مضمون کی اشاعت پر اپنی دلی مسرت سے
شکریہ ادا کرتے ہین۔ اور اسکے ساتھ یہ برادرانہ نصیحت کرتے ہین کہ جو فضائل اور فوائد انہون نے
اسلامی جنرل میٹنگ و عالمگیر کانفرنس (حج) کے بیان کیے ہین۔ اسی قسم کے فضائل و فوائد لوکل
کانفرنسون (جماعت نماز پنجگانہ و جمعہ و عیدین) مین موجود ہین۔ انکو وہ اونسے فکر و توجہ سے
تسلیم کرینگے۔ وہ فوائد انکے خیال مین آوین تو انکو اخبار مین بیان اور مشتہر کرین تا کہ انکو مسلمان
بھائی جنھین معترضین بھی داخل ہین۔ ان کو سمجھکر لوکل کانفرنسون مین داخل و شامل ہونے کے علاوہ
ہون۔ اور آخر وہ اس جنرل میٹنگ اور عالمگیر کانفرنس مین شامل ہونے کی عزت حاصل کرین
اگر تھوڑی توجہ و غور سے دیکھا جاوے۔ تو پنجوقتہ جماعت پہلا زینہ یا پلیٹ فارم تمدنی ترقی
کے وسائل سوچنے کا ہے۔ جمعہ کی جماعت۔ دوسرا زینہ یا پلیٹ فارم عیدین کی جماعت۔ تیسرا حج
کا مجمع چوتھا اور آخری پلیٹ فارم۔ پس جو لوگ پہلے پلیٹ فارم مین قدم نہ رکھینگے۔ وہ آخری درجہ
کے پلیٹ فارم پر کیونکر پہنچ سکین گے۔

اسکی تائید و شہادت مین آپکو اسلام کے ایک پالیٹیشن (ملکی منتظم) و گورنر جنرل حضرت عمرؓ
فاروق کا وہ قول یاد دلاتا ہون۔ جو صفحہ (۲۳۹) مین منقول ہوا ہے۔ اور اپنے تمام دینی بھائیون
اور اسلامی دوستون حضرات ایڈیٹرون سے جو مسلمانون کے لیڈر (رہنما) اور ریفارمر (مصلح)
کہلاتے ہین۔ التجا کرتا ہون کہ پہلے وہ خود اس پہلے پلیٹ فارم (جماعت نماز پنجگانہ مین) قدم
رکھین۔ اور جسطرح وہ ہر سال صدہا روپیہ خرچ کرکے اور سفر کی مصیبتین و صعوبتین گوارا
کرکے محمڈن ایجوکیشنل کانفرنس مین (جسکا آجتک کوئی نتیجہ و اثر ظاہر نہین ہوا
جسکا بانی کانفرنس کے بعض معتقدون اور دوستون نے اپنے اخبارات مین اعتراف کیا ہے)
علیگڈھ۔ لکھنو۔ دہلی وغیرہ مین جاتے ہین اسیطرح لوکل کانفرنسون (اپنے محلہ کی مساجد
کی جماعتون مین جایا کرین۔ اور اس ذریعہ قومی و تمدنی ترقی کے رزولیوشنس (تجاویز و تدابیر)
پیش کیا کرین جس سے وہ عالمگیر کانفرنس مین شامل ہونے کے شائق اور لائق ہو جاوین۔

جو اقوام غیر اپنے آپ کو دنیا ہی کے واسطے پیدا شدہ سمجھتے ہیں۔ اور وہ آیات و احادیث

یعلمون ظاهرا من الحیوٰة الدنیا وهم عن الاٰخرة هم غٰفلون (سورۂ روم ع ۱) اذهبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا واستمتعتم بها (حم ع ۲) اما الکافر فیطعم بحسناته ما عمل فی الدنیا (مشکوٰۃ ص ۴۳) - اذا رایت الله یعطی العبد من الدنیا علی معاصیه فانما هو استدراج (ص ۴۳۵ ایضاً)۔

منقولہ حاشیہ کے مصداق ہیں۔ اور اسو جہ سے وہ اپنے اعمال حسنہ کا بدلہ دنیا میں پالیتے ہیں اور گناہوں کی سزا آخرت میں پائینگے دنیا میں خدا انکو سزا میں مہلت دیتا ہے وہ خواہ مذہب اور ہدایات مذہب کو چھوڑ کر کتنا ہی عروج و ترقی دنیاوی حاصل کریں مگر مسلمانوں کو جو صرف خدا کے معبود برحق ہونے کو ماننے اور اسپر ایمان کے مدعی ہیں۔ اور خدا کے محب کھلاتے ہیں۔ انکو کبھی قومی عروج قومی ترقی نصیب نہ ہوگی جب تک وہ اپنے دعوئی محبت و ایمان کے مطابق عمل کرکے نہ دکھادیں اور اپنے ہادی برحق کی ہدایتوں پر کاربند نہ ہوں۔ کہ ازاں جملہ اہم لوکل کانفرنسوں میں حاضر ہونا ہے مسلمانوں پر جسقدر نکبت ذلت و ادبار آیا ہے۔ وہ ان ہی ہدایتوں کو پس پشت ڈالنے سے آیا ہے۔ اسلام کی پہلی صدی کے عروج کی ہسٹری (تاریخ) پڑھو۔ اور پھر شروع زمانۂ تنزل کی تاریخ پڑھو۔ زیادہ نہیں۔ تو سر سید ہی کی مشتہر کی ہوئی اور سراہی ہوئی تاریخ مولفہ سید خیرالدین وزیر ٹونس کی اقوم المسالک کا صفحہ ۹۰-۹۱-۲۵۲ وا ۵ ہی کا مطالعہ کرو۔ جن کو وہ تاریخ نہ ملے۔ وہ رسالہ اشاعۃ السنۃ نمبر چہارم و پنجم جلد چہارم بابت ۱۲۹۸ھ و صفحہ ۱۰۱ لغایت صفحہ ۱۴۴۔ ملاحظہ کریں۔

آپ انصاف سے کہو۔ کہ یہ پابندیاں تمدنی ترقی کی موجبات سے ہیں۔ یا تمدن ترقی کی سدراہ آپ لوگ جانتے اور مانتے ہونگے۔ کہ اگر ایک شخص مسلمان ہو کر یا بیرسٹرایٹ لا (اعلیٰ وکیل) یا آنرایبل ممبر کونسل بن گیا ہو۔ اور جملہ احکام اسلام (نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ وغیرہ سے منکر و

* اس کتاب کی تعریف میں سر سید نے تہذیب الاخلاق نمبر ۴ جلد ۲ مطبوعہ ۱۲۸۸ھ میں ایک مستقل مضمون شائع کیا ہے۔

دست بردار ہو کر عیسائی ہو گیا ہو۔ یا اتھیسٹ (لامذہب دہریہ) یا میٹریلسٹ (مادہ کو خالق عالم سمجھنے والا) ہو گیا ہو۔ تو اس عروج و ترقی کو قومی ترقی ہرگز نہیں کہا جائے گا۔ بلکہ عیسائی مذہب کی ترقی یا اتھیسٹ یا میٹریلسٹ مذاہب کی ترقی کہا جائے گا۔ اگر یہ بات مسلم ہے۔ تو پھر ضروری اور نہایت ضروری ہے۔ کہ مسلمانوں میں عربی رہے۔ اور اس کے باقی رہنے کی بجز اسکے اور کوئی صورت نہیں۔ کہ اسکو مسلمانوں کی عبادت و تلاوت و اذکار میں کمپلسری (لازمی) نہ اوپشنل (اختیاری) ٹھہرایا جائے۔

اسی اصول نے مسلمانوں میں نماز کو عربی میں پڑھنا اور قرآن مجید وغیرہ اذکار کو عربی میں باقی رکھنا لازم ٹھہرایا ہے۔ یہاں اگر **سوال** ہو کہ طوطے کی طرح عربی میں نماز یا قرآن پڑھ لینے کا فائدہ ہی کیا ہے؟ تو اسکا **جواب** یہ ہے۔ کہ اس فائدہ کی نظر سے مسلمانوں کو نماز اور قرآن کے معنے سیکھنے کی ترغیب دلانا چاہیئے۔ نہ عربی کو اڑا کر عیسائیوں کی طرح عجمی (ہندی وغیرہ) زبان میں نماز قرآن پڑھانا۔ مسلمانوں میں الفاظ نماز و قرآن باقی و قائم رہینگے۔ تو ترغیب و تشویق سے وہ ان کے معنے بھی سیکھ سکینگے اور ان سے معنوی فائدہ اوٹھائینگے۔ اور اگر اصل الفاظ عربی ہی نہ رہے اور بالکل اٹھ گئے اور صرف تراجم باقی رہ گئے (جیسا کہ ان عیسائیوں میں جو عبرانی سریانی نہیں جانتے تورٰیت انجیل کے تراجم رہ گئے ہیں) تو اصل دین اسلام اوٹھ جائے گا۔ (جیسا کہ ان عیسائیوں سے اصل مذہب عیسائی اٹھ گیا ہے) کیونکہ تراجم میں غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔ اسیواسطے اناجیل کے تراجم میں ہمیشہ ترمیم ہوتی رہتی ہیں۔ اصل زبان قائم نہ رہی تو پھر تصحیح بھی ممکن نہیں۔

یہ بات بھی مسلم کل ہے۔ کہ کسی زبان کے ہر ایک لفظ کا پورا پورا ترجمہ دوسری زبان میں ہو ہی نہیں سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ کسی علم انگریزی یا عبرانی یا سنسکرت میں پوری واقفیت و مہارت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ان زبانوں کے تراجم پر اکتفا نہیں کرتے۔ اصل زبانوں کا علم حاصل کرتے ہیں۔ پنجاب یونیورسٹی کے بیگل (باضابطہ) اور پاس ہونے کے وقت جن لوگوں نے اردو

زبان میں مغربی علوم کے تعلیم ہونے پر زور دیا تھا۔ وہ کامیاب نہ ہوئے۔ انگریزی کو لازمی ٹھہرانے والے جیت گئے۔ معترضین میں سے انگریزی مغربی علوم کو معراج ترقی سمجھنے والے انگریزی علوم سیکھنے کے لئے یورپین استادوں سے پڑھنا اور یورپ میں جاکر انگریزی علوم سیکھنا لازم جانتے ہیں۔ پھر کیا عربی علوم دین جاننے کے واسطے اصل زبان عربی کو لازمی ٹھہرانا ضروری نہیں ہے؟۔

عربی زبان میں اور خاص ان الفاظ میں جو خدا و رسولؐ نے فرمائے ہیں۔ نماز پڑھنے کی ضرورت پر ایک دلیل یہ بھی ہے۔ کہ جو برکت اور تاثیر خدا تعالیٰ و رسولؐ کے فرمودہ الفاظ میں ہے۔ وہ کسی دوسرے کی الفاظ میں (گو عربی زبان میں ہی کیوں نہ ہوں) نہیں ہوتی۔ کیونکہ کسی نسخہ طب جسمانی میں ایک جز و اعظم دوا کی جگہ اسکا بدل پورا فائدہ نہیں دیتا۔ تو پھر طب روحانی کے اجزا سے اسکا بدل کیونکر پورا فائدہ دے سکتا ہے۔) اسی واسطے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو ایک دعا سکھائی جسمیں امنت بکتابک الذی انزلت و بنبیک الذی ارسلت فرمایا تو اس شخص نے لفظ بنبیک کی جگہ لفظ رسولک پڑھا۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکو بدل دیا اور اپنا وہی لفظ نبیک تعلیم فرمایا۔

اس بات کو سرسید سمجھ گئے تھے (آخر کہن سال اور پرانے بزرگان دین کی صحبت یافتہ تھے۔ نیو فیشن اختیار کرنے پر بھی پرانی صحبت کا کچھ اثر انہیں باقی تھا۔ اور رنگون کے ایک شخص محمد حسین نامی کسی نے جسنے عربی چھوڑ کر ترجمہ میں نماز پڑھنا تجویز کیا تھا۔ اور اس باب میں ایک رسالہ بہر سلام تصنیف کرکے شائع کیا تھا) رد میں صاف بول اٹھے کہ عربی میں نماز پڑھنا ضروری ہے۔ اور ترجمہ ہندی وغیرہ میں نماز پڑھنا جائز نہیں۔ آن کی اصل تحریر اسوقت ہمارے پاس نہیں۔ ورنہ اسکی عبارت نقل کیجاتی۔ ایک اور پرچہ تہذیب الاخلاق یکم شعبان ۱۳۱۴ ہجری میں اسوقت موجود ہے۔ اسکی عبارت نقل کیجاتی ہے:۔

انہیں وہ تحریر کرتے ہیں "اور جب نماز میں قرآن ترتیل اور خوش آوازی سے
پڑھا جاتا ہے۔ تو ہر مقتدی کے دل پر خواہ وہ قرآن کے معنے سمجھتا ہو۔ یا نہ سمجھتا ہو بے انتہا
اثر ہوتا ہے" خاکسار کہتا ہے میرا اپنا بھی تجربہ ہے۔ بعض اوقات بعض لوگ قرآن
پڑھتے ہیں۔ اور سامعین زار زار روتے ہیں ہمارے جنٹلمین مخاطب ہماری اور سید
کی نہ مانیں۔ تو ایک **عجیب مثال** مطابق اپنے مذاق وخیال کے سن لیں۔ انگریزی باجہ ماتمی
بجتا ہے۔ تو سامعین سے جو انگریزی نہیں جانتے وہ بھی رو پڑتے ہیں۔ کیا ان کے اعتقاد
میں قرآن مجید انگریزی باجہ سے بھی گیا گذرا ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سید کے خلیفہ و فرزند روحانی مہاراج کرشن "قادیانی"* نے بھی اس بات
کو مسلم رکھا ہے۔ اور مسلمانوں کے لئے عربی میں نماز پڑھنے کو ضروری تسلیم کیا ہے
اس کی تصدیق میں عنقریب انکی ارگن (ریویو اف ریلیجنز) کی عبارت نقل کی
جائیگی انشاء اللہ۔ اور جب آپ لوگوں کے پیر و مرشد اور انکے خلیفہ ارشد عربی میں نماز
پڑھنے کو ضروری جانتے اور مانتے ہیں۔ تو آپ لوگ انکے کیسے خلف ارشد ہیں۔ کہ آپ
عربی میں نماز پڑھنے کو جائز نہیں رکھتے۔ پنجابی میں مثل مشہور ہے۔ مغلوں گورا
سو کوہڑا۔ یعنے جو شخص گوری رنگت کے لوگوں سے (جیسا کہ ترک یا مغل یا انگریز ہیں)
زیادہ گورا ہوگا۔ وہ مرض برص یا جذام میں مبتلا ہوگا۔ اور اردو میں مثل مشہور ہے
وہ بیٹے سے سیانا سو دیوانہ۔ سر سید نے اسلام میں بہتیری چھانٹ کی۔ پھر ان کے خلیفہ نے
رہی سہی کسر نکالدی۔ آپ لوگ اس پر زیادتی کریں گے۔ تو پھر کون کہلائینگے۔ آپ ہی
جواب دیں۔ ہم کچھ نہیں کہتے۔

---

* کرشن قادیانی نے بجز دعوی الہام وکرامات جو کچھ کہا ہے۔ وہ سر سید سے اخذ کیا ہے۔
دیکھو جلد ۱۴ نمبر ۵۔ اشاعۃ السنۃ۔ اس لئے وہ درحقیقت اسکے شاگرد ہیں۔ گو وہ نہیں
مانتے۔ اور شاگرد ہو کر استادی کا دم بھرتے ہیں۔

معترضین میں سے ایک صاحب ولایت سے ہو آئے ہیں۔ اور وہ عربی سے بہت ناخوش ہیں۔ ایک دفعہ اُنہوں نے فرمایا تھا۔ کہ ہمکو عربی زبان پڑھنے یا مولویوں کی باتیں سننے کی کوئی ضرورت نہیں۔ ہمنے انگریزی زبان میں پانچہزار کتابیں دیکھی ہیں جس میں اسلامی مسائل بیان ہوئے ہیں۔ اُن کی خدمت میں ادب سے گذارش ہے۔ کہ ان پانچہزار میں سے ایک بھی ایسی نہوگی جسمیں اصول و مسائل اسلام صحیح طور پر بیان کیئے گئے ہوں یہ مسائل اسلام کو حاملان قرآن اور خادمان اسلام ہی خوب جانتے ہیں۔ اور عربی مثل صاحب البیت ادریٰ بما فیہ یعنے گھروالا اپنے گھر کی چیزوں کو ایسا خوب جانتا ہے۔ کہ ایسا دوسرا نہیں جانتا۔

اسکی تائید و تصدیق میں ہم ایک ہندو انگریزی و عربی کے فاضل کا قول نقل کرتے ہیں۔ جو اخبار امرتا بازار پتر کا سے انجمن حمایت کے رسالہ میں اور اس سے اخبار وطن ۸ جنوری ۱۹۰۶ء میں منقول ہے۔ اس فاضل نے قرآن کے تراجم جو بزبان لاطینی سنہ ۱۱۴۳ء میں اور اُس ترجمہ کا ترجمہ بزبان اطالیہ ۱۵۴۷ء میں اور بزبان جرمن ۱۶۱۶ء میں۔ اور بزبان ڈچ ۱۶۴۱ء میں۔ اور بزبان فرانسیسی ۱۶۴۷ء میں۔ اور بزبان انگریزی ۱۷۳۴ء میں ہوئی ہیں ذکر کرکے کہا ہے۔ کہ انگریزی ترجمہ جو نہایت مشہور ہے۔ وہ جارج سیل ہے۔ یہ پہلے پہل ۱۷۳۴ء میں شائع ہوا تھا۔ اور اب تک بیشمار مرتبہ چھپ چکا ہے۔ بنگالی زبان میں بھی ترجمے ہو چکے ہیں۔ اور مصری اور ترکی میں بھی کیئے گئے ہیں۔ تراجم موجودہ میں جارج سیل کا ترجمہ معہ اسلامی تفسیروں اور احادیث کی تحقیق سے بیشک ایک بڑی محنت سے تیار شدہ کتاب ہے۔ لیکن ساتھ ساتھ اس کے یہ ایک بے تعصب کتاب نہیں ہے۔ اور بعض مقامات میں ترجمہ صحیح اور واضح نہیں ایک اور قابل غور انگریزی ترجمہ پادری ویری صاحب کا ہے۔ جو پنجاب کے ایک شہر لودھیانہ کے مشنری تھے۔ مگر جارج سیل اور ویری صاحب کے فاضل ہونے کے باوجود ان کے تراجم ناگوار پیچیدہ ناموزون اور غیر معتبر ہیں۔ اس لیئے ابھی کافی موقعہ ہے کہ

کو۔ فاضل مسلمان قرآن مجید کا انگریزی میں ترجمہ کرے۔ ایسا شخص انگریزی اور عربی دونو زبانوں کا عالم ہونا چاہیئے۔ ہندوستان میں ایسے بکثرت فراخ دل مسلمان موجود ہیں۔ جو انگریزی و عربی کے فاضل ہیں۔ اور میں اس امر کا اظہار مسرت سے کرتا ہوں۔ کہ اسوقت ہندوؤں میں قریبًا ۲۰ عربی کے ممتاز عالم موجود ہیں۔ جو اسلام اور قرآن کو تعصب کی نگاہ سے نہیں دیکھتے"

ہندو فاضل کی اس عبارت کو میں نے دو دفعہ پڑھا۔ اور دونو دفعہ میں چشم پر آب ہوگیا۔ اور مجھے اس حسرتناک خیال نے پُرآب چشم کیا۔ کہ ہندو تو قرآن اور عربی زبان کو اس عزت کی نگاہ سے دیکھتے اور ہمارے مسلمان ایسے پیدا ہوگئے ہیں جو دین کے شاہ بادشاہ کہلاتے ہیں۔ اور عربی سے یہ نفرت کہ اس کو نماز سے الغط کرنا چاہتے ہیں۔ آور نیز اس خیال نے کہ بنگال کے ہندو انگریزی خواں عربی کے ۲۷ عالم ہیں اور پنجاب کے مسلمان انگریزی خوانوں میں بجائے ۲۷ کے ۳ بھی ایسے نہ نکلینگے جو عربی کے عالم و فاضل کہلاتے ہوں ~ بہ بیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا ٭

پری نہفتہ رخ و دیو در کرشمہ و ناز ٭ بسوخت عقل ز حیرت کہ ایں چہ بوالعجبیست

انگریزی مصنفوں کے مسائل دین سے کماحقہ واقف نہونے اور ان پانچہزار انہیں مصنف ہیں (جن کو ہماری عربی سے ناخوش دوست نے ملاحظہ کیا ہے) اصول و مسائل اسلام کو صحیح طور پہ بیان نکرنے پر ہم اس ہندو فاضل کے بیان و شہادت کی تقلید نہیں کرتے اور صرف اسی پر مطمئن نہیں ہو بیٹھے۔ بلکہ اس سے پیشتر اپنی تحقیق سے بھی کام لیا ہوا ہے۔ اور ہم خود ترجمہ سیل صاحب کا اکزیمنیشن (امتحان) کر چکے ہیں۔ وہ ترجمہ بہت غلط ہے۔ جس کی تمثیل میں ہم اس مقام پر اس کی ایک غلطی کو پیش کرتے ہیں۔

ایک جگہ آپنے یہ دعویٰ کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم شاعر تھے اور اس کے ثبوت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا یہ ایک موزون مقولہ جو اتفاقیہ ادبی ساختہ

آپ کی زبان مبارک سے ایک جنگ میں آپؐ کی انگلی پر زخم لگ جانے کے وقت نکلا تھا نقل کیا ہے۔ —

ان انت الا اصبع دمیت ٭ وفی سبیل اللہ ما لقیت

جس کا ترجمہ صحیح ترجمہ یہ ہے کہ اے انگلی تو خدا کی مخلوقات اور اسکی مملوکات سے صرف ایک انگلی ہے۔ جو زخم تجھ پہنچا ہے۔ وہ خدا کی راہ میں ہے۔ یعنی یہ کوئی غم و افسوس و تعجب کا محل نہیں ہے۔

اب سنو مسٹر سیل اس کا ترجمہ کیا کرتے ہیں اور وہ لفظ اصبع کو کیا سمجھے ہیں۔ اور اُس کا ترجمہ کیا کرتے ہیں وہ اصبع کو (جو صاد سے ہے) اصبع سین سے سمجھے ہیں اور اسکو بے قاعدہ اور بلا دلیل لفظ سبع سے (جو عربی میں درندہ کو کہتے ہیں) ماخوذ قرار دیکر اسکا ترجمہ درندہ کیا کرتے ہیں۔ اور اپنی مستعار فضیلت عربی کی مدد سے یہ نہ سمجھ سکے کہ اصبع کا اشتقاق سبع سے کیونکر ہو سکتا ہے۔ اور یہہ کیا صیغہ بنتا ہے۔ اور یہاں درندہ کے معنے کہاں لگتے ہیں۔ اور اس مقولہ کے کوئی معنے بھی ہو سکتے ہیں۔ یا مطلبش در بطن قائل (جارج سیل) ریزرو ہو کر رہینگے۔

یہ ہے غیر زبان و غیر اقوام کی عربی دانی اور اسپر ہمارے دین کے شاہوں کی یہ حکمرانی ہے۔ کہ ہم کو عربی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

میرے دوستو! بے فوج شاہی کرنے والو! آپ بھی سمجھو اور عربی سے نفرت دل سے نکال پھینکو۔ عربی وہ معززہ و ہر دل عزیز زبان ہے کہ اقوام غیر عیسائی اور ہندو اسمیں کمال پیدا کرکے اہل کمال کہلاتے ہیں۔ آپ لوگ اسکو ایسا عیب موجب زوال سمجھتے ہیں کہ اس کو اپنے مذہبی عبادات و اذکار میں سے نکال پھینکنا چاہتے ہیں۔ ڈاکٹر لیٹنر اور مسٹر بارکر کے رجسٹراری کے عہد میں خاکسار پنجاب یونیورسٹی کا ممتحن عربی رہا۔ تو میں نے کئی ہندوؤں کو دیکھا کہ انہوں نے سیکنڈ لینگوج (دوسری تیاری کی زبان) عربی کو اختیار کیا۔ آپ کیسے مسلمان ہیں۔ اور کیوں مسلمان کہلاتے ہیں۔ جبکہ عربی میں نماز

پڑھنے کو سدِّ راہ ترقی تمدّن سمجھتے ہیں۔ دوستو! مسلمانی تب ہی تک ہے کہ مسلمانوں میں عربی قائم ہے۔ عربی نہ رہی تو پھر مسلمانی بھی نہ رہیگی ہم اس بات پر ایک مستقل مضمون آیندہ انشاء اللہ تعالیٰ لکھینگے۔ جس کا عنوان یہ ہوگا۔

"عربی نہیں تو مسلمانی نہیں"

ہمارے اس بیان سے امید ہے کہ ہمارے مخالفین کو معلوم ہو جائیگا کہ عربی میں نماز سدِّ راہ ترقی تمدنی نہیں ہے۔ عربی زبان میں نماز پڑھنے اور جماعت سے اسکو ادا کرنے میں اور بھی فضائل ہیں۔ مگر خوف طوالت مضمون سب کے بیان کی اجازت نہیں دیتا ؎

اندیشہ کہ باتو بگفتم بدل شہیم ٭ کہ دل اندرہ شوی نہ سخن بسیار

پردہ مستورات

پردہ مستورات کو سدِّ راہ ترقی تمدنی سمجھنا نہایت ہی حیرت انگیز وتعجب خیز کوشش (سوال) ہے عورتوں سے جس قدر تمدنی ضرورتوں کے واسطے کام لیا جا سکتا ہے اور جائز طور پر مختلف اقوام میں لیا جاتا ہے۔ اسلام کے حکم پردہ نے انکو اس کام سے نہیں روکا۔

صدر اول اسلام میں بانی اسلام کی اجازت وتقریر سے شریف عورتوں نے اپنی کھیتی باڑیوں کے کام کئے۔ مال ومویشی کو سنبھالا۔ اپنے سروں پر بوجھ اٹھا کر لائیں۔ اپنے گھوڑوں کی سائیسی کی۔ اپنے مہمانوں کے آگے خود کھانا رکھا۔ لڑائیوں میں شامل ہو کر زخمیوں کا معالجہ کیا۔ اپنی پیٹھوں پر پانی کی مشکیں اٹھا کر لائیں لڑنے والوں اور زخمیوں کے منہ میں پانی ڈالا۔ زخمیوں اور مقتولوں کی لاشوں کو

عن اسماء بنت ابی بکر قالت تزوجنی الزبیر وماله فی الارض من مال ولا مملوک ولا شئ غیر ناضح وغیر فرسه وکنت اعلف فرسه واسقی الماء واخرز غربه وکنت انقل النوی من ارض الزبیر التی اقطعه رسول الله صلی الله علیه وسلم علی راسی وهی منی علی ثلثی فرسخ الی آخر الحدیث الذی رواه البخاری (ص ...)

عن سهل لما عرس ابو اسيد الساعدي دعا النبي صلى الله عليه وسلم واصحابه فما صنع لهم طعامًا ولا قربه اليهم الا امرأته (رواه البخاري ص...)

وعن انس رضي الله عنه في حديث غزوة احد لقد رأيت عائشة بنت ابي بكر وام سليم وانهما لمشمرتان ارى خدم سوقهما تنقزان القرب على متونهما تفرغانه في افواه القوم ثم ترجعان فتملآنها ثم تجيئان فتفرغانه في افواه القوم بخاري ص...

عن الربيع بنت مسعود قالت كنا نغزو مع رسول الله صلى الله عليه وسلم فنسقي القوم ونخدمهم ونرد الجرحى والقتلى الى المدينة (بخاري صفحہ ۴۰۳)

اٹھایا۔ اور مدینے پہنچایا۔ عام شریف عورتوں کا تو کیا ذکر ہے۔ یہ کام خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج مطہرات اور آپکے کنبہ کی مستورات نے اور صحابہ کبار کی ازواج نے کئے۔ چنانچہ بخاری وغیرہ میں اس مضمون کی احادیث مروی ہیں جو حاشیہ میں منقول ہیں۔ انمیں پانی کی مشکیں اٹھا کر لانا اور قوم کو پلانا حضرت عائشہ صدیقہ حرم محترم نبوی سے اور اپنے گھوڑے کی سائیسی کرنا اور سر پہ بوجھ اٹھا کر لانا آنحضرت کی سالی اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی بیٹی اسماء سے اور زخمیوں و مقتولوں کو اٹھا کر لانا ابو اسید کی نئی دلہن ربیع بنت مسعود سے منقول ہے۔ ایسے مردانہ کام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ازواج نے اور آپ کے اہلبیت نے کیئے ہیں۔ تو اس سے صاف اجازت ملتی ہے کہ شریف بیبیاں کھیتی باڑی کا کام خود کریں بازار سے سودا سلف خرید لائیں۔ تجارت وغیرہ تمدنی ضروریات کے واسطے سفر کریں و علی ہذا القیاس۔

اسلام نے مسلمان بیبیوں کو ان کاموں اور انکی مثل تمام کاموں سے نہیں روکا ہے۔ تو صرف بے حیائی سے روکا ہے۔ اور اس حالت و ہیئت اور وسائل سے بچنے کا حکم دیا ہے۔ جس حالت و ہیئت و وسائل سے ان کے حیا اور اخلاق اور پاکدامنی کو نقصان پہنچنے کا خوف و اندیشہ ہو۔ اور دنیاوی کاموں کی اجازت کے ساتھ اگر ایسی

قیود لگا دی ہیں۔ جن سے اُن کی حیا و عصمت و اخلاق میں خلل واقع ہونے کی روک ہو۔
وہ قیود تین ہیں۔ اوّل یہ کہ وہ اپنے چہرے اور زینت سنگار اجنبی مردوں سے چھپاویں
جب وہ گھر میں رہیں۔ تو اجنبیوں کو نگاہ کرنے اور خلوت میں آنے کا موقع نہ دیں۔ اور جب گھر
سے باہر کھیت یا بازار میں نکلیں تو اپنے چہروں پہ نقاب ڈالکر اور اپنی زینتوں و سنگار کو
چادروں یا برقعہ سے چھپا کر اور اپنے زیورات (خلخال یا زیب وغیرہ) کی آوازوں اور چھنچھن کو
روک کر نکلیں اور خوشبو لگا کر باہر اور غیروں کے گھروں اور مجلسوں میں نہ جاویں۔
دوم جب تجارت وغیرہ تمدنی اغراض کیلئے سفر کریں۔ تو اپنے ذی رحم محرم یا شوہر کو اپنے ساتھ لیں
تنہا سفر نہ کریں۔ سوم جب وہ کسی اجنبی مرد سے بات کریں تو سادے اور سیدھے طور پر بات
کریں۔ ناز و ادا۔ لچک اور پیار سے (جس سے گناہ کی بیماری سے بیمار دلوں میں بُرا خیال
پیدا ہو) بات نہ کریں۔

اُن تینوں قیود کا پہلے ہم ان مسلمانوں کے لیئے جو قرآن و حدیث پر اپنا یقین و ایمان
رکھتے ہیں۔ قرآن و حدیث سے ثبوت پیش کرتے ہیں پھر (اُن لوگوں کے لیئے جو قرآن و حدیث
کو چھوڑ کر عقل کو اپنا رہنما سمجھتے ہیں عقلی دلائل سے یہ ثابت کر دکھائینگے کہ تینوں قیود دختر و بیبیوں
بیبیوں کی عصمت قائم رکھنے کے لیئے تامہ علل اور کامل وسائل ہیں اور منجملہ ترقی تمدن
کی سدِ راہ نہیں ہیں۔

قرآن و حدیث سے قیود مذکورہ کا ثبوت

ایک آیت قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ (اے نبی) مومنوں کو کہدے کہ وہ اپنی نگاہیں

قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم و یحفظوا فروجهم ذلك ازكى لهم ان الله خبير بما يصنعون ۰ وقل	(اجنبی عورتوں کے چہرے و جمال زینت و سنگار دیکھنے سے) بند رکھیں اور اپنی شرمگاہوں کو (غیر محل سے) بچاویں یہ (امر)

للمؤمنٰت یغضضن من ابصارهن ویحفظن
فروجهن ولا یبدین زینتهن الا ما ظهر
منها ولیضربن بخمرهن علٰی جیوبهن
ولا یبدین زینتهن الا لبعولتهن او
اٰبائهن او اٰباء بعولتهن او ابنائهن او
ابناء بعولتهن او اخوانهن او بنی اخوانهن
او بنی اخواتهن او نسائهن او ما ملکت
ایمانهن او التابعین غیر اولی الاربة
من الرجال او الطفل الذین لم یظهروا علٰی
عورات النساء ولا یضربن بارجلهن
لیعلم ما یخفین من زینتهن وتوبوا الی
الله جمیعا ایها المؤمنون لعلکم
تفلحون ۝ (نور ع ۴)

یا نساء النبی لستن کاحد من النساء
ان اتقیتن فلا تخضعن بالقول
فیطمع الذی فی قلبه مرض وقلن قولا
معروفا۔ وقرن فی بیوتکن ولا تبرجن
تبرج الجاهلیة الاولٰی (احزاب ع ۴)
یا ایها النبی قل لازواجک وبناتک
ونساء المؤمنین یدنین علیهن من جلابیبهن
(احزاب ع ۸)

اُن کے لیے ستھرا ہے خدا تعالیٰ کو خبر ہے
جو وہ کرتے ہیں۔ اور مومن عورتوں کو کہدے
کہ وہ اپنی نگاہوں کو (اجنبی مردوں کی صورت
وجمال دیکھنے سے) بند رکھیں اور اپنی شرمگاہوں
کو (بےمحل) سے بچاویں اور اپنے (بدن) زینت
(کے محل) کو کھلنے نہ دیں بجز اُس محل کے جس کو ہر
وقت چھپا نہ سکیں (جیسے ہاتھ پاؤں اور
آنکھ جنکو ہر وقت چھپا کر وہ دنیاوی کام نہیں
کر سکتیں) اور اپنے گریبانوں پر اپنی اوڑھنیاں
ڈال لیں۔ (زمانۂ جاہلیت کے مطابق اوڑھنیاں
پیچھے لٹکا کر چھاتیاں کھلی نہ رکھیں) اور اپنی
زینت وسنگار کسیکو نہ دکھاویں بجز اپنے شوہروں
کے (جن کے واسطے وہ ریزرو (محفوظ کیگئی)
ہیں) یا اپنے باپوں کے یا شوہروں کے باپوں
کے۔ یا اپنے بیٹوں کے یا اپنے خاوندوں کے
بیٹوں یا اپنے بھائیوں کے بیٹوں کے
یا بہنوں کے بیٹوں کے یا اپنی ہم مذہب
عورتوں کے یا اپنے زرخرید ویر دیروہ غلاموں
کے (جنکو انکی صورت وسنگار دیکھکر کبھی
بُرا خیال پیدا نہیں ہوتا۔ اور قدرتی تعلق
انکو برے خیال سے روک لیتا ہے) یا اُن

گھر کے خادموں کے جن کو پیدائشی اور طبعی طور پر عورتوں کی حاجت نہیں ہوتی (صرف کھانے پینے کی طلب ہوتی ہے) یا ان (اجنبی) لڑکوں کے جنکو عورتوں کے مواضع ستر پر اطلاع نہیں ہوتی (اور کہدے) کہ وہ پاؤں ٹھوک کر نہ چلیں جس سے ان کے پاؤں کے زیور خلخال پازیب وغیرہ (کی آواز) اجنبی مردوں کو سنائی دے اور تم اے مومنو! خدا تعالیٰ کیطرف رجوع کرو۔ اس امید سے کہ نجات پاؤ۔

اور ایک آیت میں ارشاد ہے۔ اے نبیؐ کی بیبیاں تم عام (جاہل) عورتوں کیسی نہیں ہو تم خدا سے ڈرتی ہو تو اجنبی مردوں سے بات لچک و پیار سے (جس سے بیمار دلوں میں برا خیال پیدا ہو) نکرو اور سیدھے سادے طور پر بات کرو اور اپنے گھروں میں ٹھہری رہو (بلا ضرورت نہ پھرتی رہو) اگر ضرورت کے لیے نکلو تو پرانے جاہلیت کے دستور کے موافق زینت دکھاتی نہ نکلو

اور ایک آیت میں ارشاد ہے۔ اے نبیؐ تو اپنی بیبیوں اور بیٹیوں کو اور تمام مسلمانوں کی بیبیوں کو کہدے کہ (جب وہ ضرورت و حاجت کے لیے باہر نکلیں تو) اپنی چادریں (یا برقعے) انکے اوپر لٹکالیں (جس سے انکا بدن اور لباس زینت ڈھک جائے اور صرف ہاتھ پاؤں جن کے ساتھ وہ دنیاوی کام کر سکیں اور چل سکیں اور آنکھ جس سے وہ راستہ اور کام کی چیزیں دیکھ سکیں کھلے رہیں)۔

ان آیات کا جو ترجمہ ہمنے کیا ہے۔ اور بریکٹ (خطوط وحدانی) میں تفسیر کی ہے۔ یہی تمام اہل تحقیق کی تفسیر و ترجمہ ہے۔ اس ترجمہ و تفسیر میں زیادہ تر لائق بیان و محل بحث صرف ایک امر ہے۔ کہ آیا عورت کا چہرہ محل ستر ہے یا نہیں اور جو استثناء اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا آیت سورۂ نور میں واقع ہوئی ہے۔ یہ چہرے کو شامل ہے یا نہیں۔

جو لوگ علوم دینی سے بے علم ہیں اور وہ صرف انگریزی پڑھکر دینی مسائل کو حل کرنے لگ گئے اور جاہل ہوکر مجتہد بن بیٹھے ہیں۔ یا وہ لوگ جو کسیقدر علم رکھتے ہیں مگر اس ادھورے علم سے وہ اس عربی بیت کے مصداق بن رہے ہیں ؎

ان کنت لا تدری فتلک مصیبۃ * وان کنت تدری فالمصیبۃ اعظم

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ اگر تو کچھ نہیں جانتا اور محض جاہل ہے۔ تو یہ ایک مصیبت ہے۔ اور اگر تو کچھ (ادھورا) جانتا ہے اور پورا علم نہیں رکھتا تو یہ اور بڑھکر مصیبت ہے۔ وہ لوگ بعض روایات میں استثناء الا ما ظھر منھا کی تفسیر میں الا الوجہ والکفین دیکھکر یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ عورت کا چہرہ محل ستر از اغیار نہیں ہے۔ عورت کھلے منہ بیشک پھرے اور مجلس میں بیٹھکر ہوا خوری کرے۔ مگر انکی یہ سمجھ غلط یہ اجتہاد غلط۔ یہ تفسیر غلط۔ یہ ججمنٹ (فیصلہ) غلط۔ خود غلط انشا غلط۔ املا غلط یعنی غلط۔ اور مبصرین ناقدین اہل تحقیق کے نزدیک اول تو وہ روایت صحیح نہیں جس میں استثناء الا الوجہ والکفین وارد ہے اور بفرض تسلیم صحت وہ استثناء حکم دائمی ستر خصوصاً بحالت نماز کے متعلق ہے۔ نہ حکم نظر اغیار کے متعلق جو لوگ اسکو حکم نظر اغیار کے متعلق سمجھتے ہیں۔ وہ یہ بھی شرط لگاتے ہیں کہ جب فتنہ کا خوف نہو تب حکم نظر سے یہ استثناء ہے۔ اور بصورت خوف فتنہ یہ استثناء نہیں ہے۔

پہلے روایت الا الوجہ والکفین کا صحیح نہونا بیان کیا جاتا ہے۔ پھر اس معنے استثناء کے متعلق کلام محققین نقل کیا جائیگا۔

پس واضح ہو کہ ابو داؤد نے بسند سعید بن بشیر اپنی کتاب کے صفحہ ۲۱۱ جلد ۲ میں

عن سعید بن بشیر عن قتادۃ عن خالد بن دریک عن عائشۃ ان اسماء بنت ابی بکر دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعلیھا ثیاب رقاق فاعرض عنھا وقال یا اسماء ان المرأۃ اذا بلغت المحیض لم یصلح لھا ان یری منھا الا ھذا واشار الی وجھہ وکفیہ قال ابو داؤد

روایت کیا ہے کہ اسماء بنت ابی بکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئیں اور ان کے پارچات باریک تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی طرف سے منہ پھیر کر کہا۔ کہ اے اسماء جب عورت حیض (حد بلوغت) کو پہنچ جائے تو پھر لائق نہیں ہے کہ اس کے بدن سے بجز ہاتھ اور پاؤں کے کچھ نظر آوے۔ پھر ابو داؤد نے

هٰذا مرسل خالد بن دریك لم یدرك عائشة (ابوداؤد صفحہ ۲۱۲)
هٰكذا فی منتقی الاخبار وفیہ لم یسمع عن عائشة حدیث عائشة فی اسناده سعید ابن بشیر ابو عبد الرحمٰن النصری نزیل دمشق مولی بنی نصر وقد تکلم فیہ غیر واحد وذکر الحافظ احمد الجرجانی هٰذا الحدیث وقال لا اعلم رواه عن قتادة غیر سعید بن بشیر وقال مرة فیہ عن خالد بن دریك عن ام سلمة بدل عائشة (نیل الاوطار صـ۳ ج ۲ ونحوه فی فتح البیان صـ۲۶۱ ج ۳)

کہا ہے۔ کہ یہ حدیث مرسل ہے (یعنے صحیح نہیں ہے) کیونکہ اس کے راوی شریک بن دریک نے حضرت عائشہ رض کو نہیں پایا۔
منتقی الاخبار میں کہا ہے کہ اس نے ان سے کچھ نہیں سنا۔ اور اس کی شرح نیل الاوطار میں ہے کہ اس حدیث کی سند میں سعید بن بشیر ابو عبد الرحمٰن نصری بنی نصر کا غلام جو دمشق کا ہے۔ والا راوی ہے۔ اس میں بہت سے اہل تنقید کو کلام ہے۔ حافظ ابو احمد جرجانی نے کہا ہے۔ میں نہیں جانتا کہ اس حدیث کو بجز سعید بن بشیر کے اور کسی نے روایت کیا ہو اس میں کبھی وہ حضرت عائشہ کی جگہ ام سلمہ کہہ دیتا ہے

اِس استثناء کے متعلق تفسیر بیضاوی میں ہے کہ الا ما ظهر منها میں مستثنے منہ اور

المستثنٰی هو الوجه والکفان لانها لیست بعورة والاظهران هٰذا فی الصّلوٰة لا فی النظر لان کل بدن الحرة عورة لا یحل لغیر الزوج والمحرم النظر الی شیٔ منها الا لضرورة کالمعالجة وتحمل الشهادة۔ (بیضاوی صـ۹۶ ج ۲)
الا ما ظهر منها وهو الوجه والکفان فیجوز نظره لاجنبی ان لم یخف فتنة

دونو ہاتھ ہیں۔ کیونکہ یہ محل دائمی ستر نہیں ہیں اور ظاہر یہ ہے کہ یہ استثناء حالت نماز میں ہے (یعنے نماز میں ہاتھوں اور منہ کا چھپانا فرض نہیں ہے) نہ حکم نظر سے استثناء ہے کیونکہ حرہ (شریف و اصیل) عورت کا تمام بدن محل ستر ہے بجز شوہر یا محرم کسی شخص کو اس کے بدن کے کسی حصے کی طرف دیکھنا جائز نہیں ہے بجز حالت ضرورت کے جیسے علاج کے واسطہ

فی احد الوجهین والثانی یحرم لانه مظنة الفتنة ورجح حسماً للباب (جلالین لکھنوی ص۲۹۳)

یدنین علیهن من جلابیبهن جمع جلباب وهی الملحفة التی تشتمل بها المرأة ای یرخین بعضها علی الوجوه اذا خرجن لحاجة الا عیناً واحداً۔ (جلالین لکھنوی ص۳۵۴)

دیکھنا یا کسی عورت کے معالجہ میں گواہینے کے واسطے نظر کرنا۔ اور جلالین میں ہے

الا ما ظهر منها سے منہ اور دونو ہاتھ مراد ہیں۔ لہذا اُنکا دیکھنا اجنبی کو جائز ہے۔ بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو۔ ایک توجیہ اور معنے آیت کے یہ ہیں۔ دوسری یہ کہ منہ کا دیکھنا اجنبی کو حرام ہے۔ کیونکہ اس سے فتنہ کا ظن واندیشہ ہے اور اسی کو ترجیح دی گئی ہے فتنہ وفساد کو توڑنے اور روکنے کے لئے اور جو ارشاد ہوا ہے۔ کہ مومنوں کی عورتوں کو کہدے کہ وہ اپنی چادریں لٹکالیں۔ اس سے وہ چادریں مراد ہیں جن کو عورتیں کپڑوں کے اوپر لپیٹ لیا کرتی ہیں۔ اور اس آیت میں یہ حکم ہوا ہے کہ جب عورتیں اپنی ضرورت وحاجت کے لیئے نکلیں تو ان چادروں کا کچھہ حصہ منہ پر لٹکالیں (یعنے نقاب یا گھونگٹ ڈال لیں) صرف ایک آنکھہ اُنکی کھل رہے (جس سے راستہ نظر آوے)۔

اور تفسیر معالم میں ہے۔ زینت ظاہری میں جس کو خداوند تعالیٰ نے مستثنےٰ کیا ہے

الا ما ظهر منها۔ اختلف اهل العلم فی الزینة الظاهرة التی استثناها الله تعالیٰ قال سعید بن جبیر والضحاک والاوزاعی هو الوجه والکفان وقال ابن مسعود هو الثیاب وقال ابن عباس هو الکحل والخضاب فی الکف فما کان من الزینة الظاهرة جاز للرجل الاجنبی النظر الیها

اہل علم کا اختلاف ہے۔ سعید بن جبیر وغیرہ نے کہا ہے اس سے چہرہ اور دونو ہاتھ مراد ہیں۔ ابن مسعود نے کہا ہے کہ پارچات زینت مراد ہیں۔ ابن عباس نے کہا ہے اس سے سرمہ خضاب حنا مراد ہے۔ پس جو چیز زینت ظاہر سے ہو اس کی طرف اجنبی مرد کو نظر کرنا اس شرط سے جائز ہے کہ اسکو فتنہ وشہوت کا

اذا لم يخف شهوة فان خاف شيئا منها غض البصر وانما رخص في هذا القدر ان تبدي المرأة من بدنها لانه ليس بعورة وتؤمر بكشفها في الصلوة وسائر بدنها عورة يلزمها سترة. وليضربن بخمرهن اي يلقين بمقانعهن على جيوبهن وصدورهن ليسترن بذلك شعورهن وصدورهن واعناقهن وقرطهن ولا يبدين زينتهن اي الزينة الخفية التي لم يبح لهن كشفها في الصلوة ولا للاجانب وهو ما عدا الوجه والكفين جلابيبهن جمع الجلباب وهي الملاءة التي تشتمل بها المرأة فوق الدرع والخمار قال ابن عباس وابو عبيدة امر نساء المؤمنين ان يغطين رؤسهن بالجلابيب الا عينا واحدا۔ (معالم ص ۲۴۲)

خوف نہ ہو اور اگر کچھ بھی خوف ہو تو آنکھ کو بند رکھے اور نگاہ نہ کرے۔ چہرہ اور ہاتھ کھلے رکھنے کی اسلئے اجازت ہوئی ہے کہ یہ حصہ ہر وقت اور ہر حال محل ستر نہیں ہے۔ نماز میں اسکو کھلا رکھنے کا حکم ہے اس حصہ کے سوا باقی تمام بدن عورت کا واجب الستر ہے۔ اور جو ارشاد ہوا ہے کہ وہ اپنی اوڑھنیاں گریبانوں پر لٹکالیں اس سے یہ مراد ہے کہ وہ اپنے سینے بال گردنیں بالیاں چھپائیں اور جو فرمایا ہے کہ وہ اپنی زینتیں بجز خاوندوں یا محرموں کسی پر ظاہر نہ کریں اس سے وہ زینت مخفی مراد ہے جسکو نماز میں کھولنا جائز نہیں اور نہ اجنبیوں کے سامنے کھولنا یعنے منہ اور ہاتھوں کے سوا اور جو ارشاد ہوا ہے کہ چادریں لٹکالیں ان سے مراد وہ چادریں ہیں جو کپڑوں کے اوپر عورتیں لپیٹ لیتی ہیں۔ ابن عباس اور ابو عبیدہ نے کہا ہے کہ مومنوں کی عورتوں کو حکم ہوا ہے کہ وہ تمام سروں اور چہروں کو چادروں سے ڈھانک لیں صرف ایک آنکھ کھلی رہنے دیں۔

تفسیر کبیر میں ہے۔ اجنبی عورت کے منہ کی طرف نگاہ کرنا بلا غرض (ضرورت)

اعلم انه لا يجوز ان يتعمد النظر الى وجه الاجنبية بغير غرض وان وقع بصره عليها بغتة يغض بصره لقوله تعالى قل للمؤمنين يغضوا من ابصارهم

جائز نہیں۔ اور اگر کسی کی ناگہاں نظر جا پڑے تو آنکھ کو بند کرلے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ارشاد ہوا ہے۔ کہ مومنوں کو کہہ دے کہ وہ اپنی آنکھیں

وقیل یجوز مرۃً واحدۃ اذا لم یکن محل فتنۃ وبہ قال ابو حنیفۃ رح ولا یجوز ان یکرر النظر الیہا لقولہ تعالیٰ ان السمع والبصر والفواد کل اولئک کان عنہ مسئولا ولقولہ علیہ السلام یا علی لا تتبع النظرۃ النظرۃ۔ (تفسیر کبیر صفحہ ۳۷۵ جلد ۶۔)

(ترجمہ) ۔ بعض علما کا قول ہے کہ ایک دفعہ نظر جائز ہے۔ بشرطیکہ فتنہ کا خوف نہ ہو یہی امام ابو حنیفہ رح کا قول ہے۔ اسپر دلیل ہے یہ قول خداوندی کہ کان آنکھ اور دل سبھی سے سوال ہوگا۔ اور وہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کہ اے علی ایک نظر پڑ جائے تو دوسری نظر قصدًا نہ کرنا۔

پھر غرض و ضرورت کی تفصیل و تمثیل میں معالجہ کے لیئے اور شہادت کے لئے نظر کرنا بیان کیا ہے۔ یہ ان قیود کے متعلق ہدایات و ارشادات قرآنی اور انکی شرح و تفسیر ہے۔ اب ارشادات نبوی ان قیود کے متعلق سنو جو انہی ارشادات قرآنی کی تفسیر ہیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اے علی ایک نظر کے پیچھے دوسری نظر نہ کرنا پہلی نظر تمہاری ہو چکی دوسری نظر کرنی تمہارا حق نہیں ہے۔

عن بریدۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعلی یا علی لا تتبع النظرۃ النظرۃ فان لک الاولی ولیست لک الاخرۃ۔ رواہ احمد (مشکوۃ ص ۲۶۹)۔

ایک حدیث میں آیا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی فضل بن عباس آنحضرت کے ردیف سوار تھے۔ پس ایک عورت قبیلہ خثعم سے آئی تو فضل اس کی طرف دیکھنے لگے اور وہ فضل کی طرف پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے منہ کو پکڑ کر عورت کی طرف سے دوسری جانب پھیرنے لگ گئے۔ یہ بخاری وغیرہ کی روایت ہے۔

عن ابن عباس کان الفضل بن عباس ردیف النبی صلی اللہ علیہ وسلم فجاءت امراۃ من خثعم فجعل الفضل ینظر الیہا وتنظر الیہ فجعل النبی یصرف وجہ الفضل الی الشق الاخر بخاری ص ۲۰۸ رواہ الترمذی عن حدیث علی نحوہ وزاد ولوی عنق الفضل فقال العباس یا رسول اللہ لم لویت عنق ابن عمک فقال رایت شابا

وشابة فلم آمن الشیطان علیھما قال ابو عیسیٰ حدیث علی حدیث حسن صحیح (ترمذی ص۱۱۵ ج ۱)

ترمذی کی روایت میں ہے جس کو انہوں نے صحیح کہا ہے۔ کہ اس پر حضرت عباسؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا۔ کہ آپ نے کیوں اپنے چچا زاد بھائی کی گردن کو پھیر دیا۔ تو آپ نے ارشاد کیا۔ کہ میں نے جوان مرد اور جوان عورت کو (ایک دوسرے کی طرف نظر کرتے) دیکھا۔ تو مجھے شیطان سے خوف پیدا ہوا۔

ایک حدیث میں ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم سرا میں ایک دفعہ (ایک

عن نبھان مولی ام سلمہ۔ انھا کانت عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ومیمونۃ قالت فبینما نحن عندہ اقبل ابن مکتوم فدخل علیہ وذالک بعد ما امرنا بالحجاب فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احتجبا منہ قلت یارسول اللہ الیس ھو اعمی لایبصرنا ولا یعرفنا قال افعمیاوان انتما الستما تبصرانہ هذا حدیث حسن صحیح۔ (ترمذی صفحہ ۱۴۴)

نابینا) ابن مکتوم آیا۔ تو حضرت ام سلمہ اور میمونہ ازواج مطہرات نے ان سے پردہ نہ کیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پردہ کرنے کا حکم دیا تو انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ یہ تو اندھا ہے آپ نے فرمایا تم اندھیاں نہیں ہو۔ کیا تم اس کو دیکھتی نہیں ہو۔ یہ حدیث ترمذی نے روایت کی ہے اور کہا ہے کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے۔

یہ اہلبیت نبوت کا ذکر و حکم و خطاب ہے۔ تو آج کل کے عام لوگ کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ ہماری نگاہیں پاک ہیں۔ اور ہمکو اور ہماری بیبیوں کو شیطان سے کوئی خوف نہیں ہمکو جائز ہے کہ ہم اجنبی عورتوں کے چہرے دیکھیں اور اپنی بیویوں کے چہرے اپنے دوستوں کو دکھا دینے اور انکو باغوں کی سیر کو ساتھ لیجا دیں اور فٹنوں میں بٹھا کر ہوا خوری کے لیے سیر و گشت کرا دیں۔

ایک حدیث میں آیا ہے۔ آنکھیں بھی زنا کرتی ہیں۔ انکا زنا (اجنبی عورت کیطرف بری

العینین النظر وزنا اللسان المنطق متفق علیہ۔ وفی روایۃ لمسلم العینان زناھما النظر والاذنان زناھما الاستماع واللسان زناھا الکلام والید زناھا البطش والرجل زناھا

نیت سے) نظر کرنا ہے زبان کا زنا (اجنبی عورت سے) بولنا۔ کانوں کا زنا (اجنبی عورت کی آواز) سننا۔ ہاتھوں کا زنا (اسکو) پکڑنا۔ پاؤں کا زنا (اسکی طرف) چلنا اور دل کا زنا کی خواہش کرنا ہے

الخطی والقلب یھوی و یتمنی و یصدق ذلک الفرج و یکذبہ (مشکوٰۃ ص۱۲)

(یعنی اسکا بھی زنا ہے) اور (آخر) شرمگاہ اگر اس سے زنا وقوع میں آجاوے ان سب زناؤں کو سچا کر دکھاتا ہے۔ یا (اگر وہ زنا سے رک جائے اور تائب ہو) سب کو جھوٹا کر دیتا ہے۔

یہ حدیث صاف ناطق ہے کہ اجنبی عورت کی طرف بری نیت سے دیکھنا اور بری نیت سے اس سے بات کرنا اور اسکی بات سننا بھی ایک قسم کا زنا ہے۔ اور چونکہ اکثر لوگ جو دین کے پابند نہیں ہوتے اور ان احکام سے واقف نہیں اس خوف کے محل میں ان ہی کے حق میں ایک شاعر کا یہ کلام ہے ؎

نہ تنہا عشق از دیدار خیزد ٭ بسا کیں ذلت* از گفتار خیزد
درآید جلوۂ حسن از رہ گوش ٭ ز جاں آرام بر باید ز دل ہوش

لہذا عورتوں کو اپنا چہرہ و زینت اجنبی مردوں سے چھپانا اور مردوں کو اجنبی عورتوں سے نگاہ کو روک کر دین اور آبرو کو بچانا ہے۔

حج میں احرام کے بعد عورتوں کو چہرہ کھلا رکھنے اور چہرے پر نقاب (برقعہ) نہ ڈالنے کا حکم صاف

عن عائشۃ انھا قالت لا تلثم ولا تبرقع (بخاری ص۲۱۹) وعن عائشۃ قالت وکان الرکبان یمرون بنا ونحن محرمات مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا حاذوا بنا سدلت احدنا جلبابھا علی وجھھا واذا جاوزونا کشفنا (ابوداؤد ص۲۵۳)

آچکا ہے۔ مگر جب اجنبی مرد سامنے آجاویں تو اس حالت میں انکو چہروں پر نقاب ڈال لینا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تقریر و اجازت سے ثابت ہے چہرہ کھلا رکھنے اور برقعہ ڈالنے کی ممانعت حضرت عائشہؓ سے صحیح بخاری میں مروی ہے۔ اور انہی حضرتؓ سے اجنبی مردوں کے سامنے ہو جانے کے وقت چہرہ پر نقاب ڈالنے کی حدیث ابوداؤد میں مروی ہے۔

ایک حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہوا ہے۔ کہ کوئی عورت بلا ہمراہی محرم سفر

عن ابن عباس قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا تسافر المرأۃ الا مع ذی محرم ولا

نہ کرے اور کوئی شخص کسی عورت کے پاس بجز اس حالت کے کہ اس کے ساتھ عورت کا محرم ہو نہ جاوے

*شاعر نے لفظ دولت کہا ہے ہمنے اسکو لفظ ذلت سے بدلنا مناسب سمجھا۔

يدخل عليها رجل الا ومعها محرم (رواه البخاری صفحہ ۲۵)

عن عقبة بن عامر قال قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایاکم والدخول على النساء فقال الرجل یا رسول اللہ ارایت الحمو قال الحمو الموت - بخاری ص ۲۵

وعن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم لا یخلون رجل بامراة الا وكان ثالثهما الشیطان۔
(رواہ الترمذی)

وعن جابر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا تلجوا على المغیبات فان الشیطان یجری من احدکم مجری الدم رواہ الترمذی (مشکوٰۃ ص ۲۶)

وعن زینب قالت قال لنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا شهدت احداكن المسجد فلا تمس طيبا رواه مسلم

وعن ابی موسیٰ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم كل عين زانية والمرأة اذا استعطرت فمرت بالمجلس فهي كذا وكذا يعني زانية رواه الترمذی (مشکوٰۃ ص ۲۶)

ایک حدیث میں ارشاد ہے کہ اجنبی عورتوں کے پاس خلوتوں میں جانے سے بچو کسی نے عرض کیا یا رسول اللہ دیور کی نسبت آپ کیا فرماتے ہیں آپ نے فرمایا دیور تو موت ہے (یعنی اس سے زیادہ ہلاکت اور بدکاری کا اندیشہ ہوتا ہے)

ایک حدیث میں آیا ہے کوئی آدمی کسی اجنبی عورت سے کبھی خلوت نہیں کرتا مگر ان میں تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

ایک حدیث میں آیا ہے جن عورتوں کے خاوند (گھر سے) غایب ہوں انکے پاس نہ جاؤ کیونکہ شیطان انسان میں ایسا پھرتا ہے جیسے بدن میں خون

اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابن مسعود کی عورت زینب کو فرمایا تم میں سے کوئی عورت مسجد میں آنا چاہے تو خوشبو نہ لگائے۔ اور ایک حدیث میں ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہر ایک آنکھ زانی ہو سکتی ہے (یعنے جو اجنبی کے جمال کو قصداً و بلا ضرورت دیکھے) اور فرمایا کہ جب کوئی عورت عطر لگا کر کسی (اجنبی) مجلس میں گذرے تو وہ بھی زانی کہلاتی ہے۔

ان آیات واحادیث واقوال علمائے ملت سے مسلمانوں کو (جو قرآن وحدیث واقوال سلف) پر ایمان ویقین رکھتے ہیں یقیناً ثابت ہوگا کہ جو قیود ثلثہ عورتوں پر دنیاوی کاموں کے لیے نکلنے اور پھرنے اور گھروں میں رہنے پر لگائی گئی ہیں۔ وہ اصل اور خالص اسلام کی مجوزہ قیود ہیں اور قرآن وحدیث سے ثابت ہیں وہ شریف اور دولتمند مسلمانوں نے اپنی طرف سے نہیں لگا لیں جیسا کہ بعض بے علموں کا خیال ہے۔

اب ہم معترضین کیطرف مخاطب ہوتے ہیں اور شہادت عقلی سے ثابت کر دکھاتے ہیں کہ یہ تینوں قیدیں عورتوں کے لیئے دنیاوی کاموں اور تمدنی ترقی سے مانع نہیں ہیں۔

پہلی قید (چہرہ و دیگر محل زینت اور لباس زینت کو اجنبی مردوں سے چھپانا) کا مانع تمدنی ضروریات نہونا ظاہر ہے۔ ہم وضیع سے شریف عورتوں تک برملا دیکھتے ہیں کہ وہ اپنے دنیاوی کام ادنے سے اعلے تک پردہ میں کر رہی ہیں۔ ۱۸۹۵ء میں ہمکو ضیاء الملتہ والدین امیر المومنین امیر عبد الرحمن مرحوم والی کابل کی یاد فرمائی سے افغانستان میں جانے کا اتفاق ہوا۔ راستہ میں اور خاص شہر کابل ہمنے کسی ایک جوان عورت کا چہرہ نہ دیکھا جس کو دیکھا نقاب یا برقعہ میں دیکھا۔ حالانکہ وہ سب کار و بار دنیاوی متعلق کاشت وغیرہ بذات خود کرتی تھیں۔

ناظرین یہ سنکر تعجب کرینگے۔ کہ ہمنے دریاے کابل میں عورتوں کو غسل کرتے دیکھا۔ جو از سر تا پا سیاہ لباس کے ساتھ غسل کرتی تہیں۔ خاص مکہ معظمہ میں ہمکو چھ مہینے رہنے کا اتفاق ہوا۔ بازاروں میں عورتوں کو سودا سلف کی خرید و فروخت کرتے ہمنے دیکھا۔ سب کے چہروں پر برقعہ یا نقاب نظر آیا۔ ہمارے پنجاب کے شہر دہلی اور دیہات میں غریب کاشتکاروں کی عورتیں خود کاشت کے متعلق کام کرتی ہیں اور گلی کوچوں میں سبزی ترکاری فروخت کرتی ہیں۔ انمیں اگرچہ اکثر عورتیں خصوصًا بوڑھیاں کھلے چہرہ کام کرتی ہیں۔ مگر بعض عورتیں خصوصًا نئی دلہنیں کسیقدر نقاب چہرہ پر ڈالکر کام کرتی ہیں وہ بہی ان کاموں میں کھلے چہرے والیوں سے کم نہیں ہیں۔

یہ ادنے کاموں اور وضیع اقوام کا حال ہے۔ **اب** ہم اعلے کاموں اور اعلے درجہ کی رئیس عورتوں کا حال بیان کرتے ہیں۔ معمولی کاموں کا کیا ذکر ہے۔ بعض شریف بیبیاں پردہ میں حکمرانی کرتی ہیں۔ اور ان کا پردہ ان کے انتظام سلطنت اور ترقی تمدنی کا مانع نہیں ہوا۔ اسکی ایک نظیر ہم آنجہانی نواب شاہجہان بیگم بالقابہا والیہ ریاست بھوپال کو پیش کرتے ہیں جن کے حضور میں ہم کو بھی حاضر ہونے کی عزت حاصل ہوئی تھی۔ وہ اسی قید پردہ شرعی کے ساتھ گورنری درباروں میں حاضر ہوتی تھیں۔ اور اسی قید کے ساتھ ارکین ریاست ان کے حضور میں حاضر

ہوتے تھے۔ دوسری نظیر انکی دختر نیک اختر نواب سلطان جہان بیگم صاحبہ بالقابہا ہیں جو عفت و عصمت دیانت۔ ولیاقت انتظام امور سلطنت میں اپنے تمام شاہی خاندان کی بیبیوں سے بڑھکر ہیں۔ کارونیشن دربار دہلی میں یہ خاکسار بھی حاضر تھا۔ ہز اکسیلنسی وائیسرائے کے حضور میں سلام کے واسطے پیش ہوئیں۔ تو انکی پردۂ شرعی سے اور برقعہ میں پیش ہوئیں۔ اس دربار میں ان کے پردہ شرعی نے وہی کام دیا جو تمام راجہ مہاراجوں والیان ریاست کے کھلے چہروں نے کام دیا۔

ان واقعات و مشاہدات کے مقابلہ میں کوئی صاحب عقل و اہل انصاف یہ کب کہہ سکتا ہے کہ پردہ شرعی کسی کام دنیاوی کا ان نے ہو خواہ اعلیٰ مانع و سدراہ ترقی ہے۔ کیا ننگے سر اور کھلے چہروں اور چھاتیوں کے نیچے کمانیاں چڑھا کر یا تنگ انگیا کس کر چھاتیاں ابھار کر اجنبی مردوں کے سامنے پھرنا اور ان سے بغلگیری اور بوسہ بازی کرنا اور خلوتوں میں اجنبی مردوں سے رات اور دن کو رہنا اور ناچوں میں اپنے خاوندوں کو چھوڑ کر دوسرے خوبصورت جوانوں سے ہم آغوش ہو کر ناچنا عورتوں کو ان کے ان کاموں میں جو وہ جائز طور پر کر سکتی ہیں زیادہ مدد دے سکتا ہے؟ اور اس آزادی سے عورتوں کے علم و کمالات میں زیادہ ترقی ہو سکتی ہے۔

نہیں نہیں۔ ہرگز نہیں۔ پردہ ترک کرنے اور اجنبیوں سے عورتوں کو میل جول رکھنے کی آزادی دینے سے اگر فائدہ اور ترقی ہے۔ تو زنا اور بیحیائی کو ہے۔ جو یورپ وغیرہ بلاد مغربی میں ہو رہی ہے۔ اور جس سے اسوقت یورپ کے دوراندیش بھی تنگ آگئے ہیں۔ مگر وہ اسکا انسداد چاہتے ہیں اور کر نہیں سکتے۔

اسی آزادی دینے کا یہ فائدہ او نتیجہ ہے کہ بعض بلاد یورپ میں شام کے بعد نوجوان مرد بازاروں۔ گلیوں میں چل نہیں سکتے۔ ناکوں اور موڑوں پر نوجوان بے شوہر عورتوں کا جمگھٹا رہتا ہے۔ جو اجنبی نوجوانوں کو پکڑ لیتی ہیں۔ اور انکو زنا پر باعث ہوتی ہیں۔ اسی آزادی دینے کا یہ فائدہ ہے کہ وہاں ناجائز مولود کثرت سے رستوں پر پھینکے جاتے ہیں۔ جن کو اٹھا کر پرورش کیا جاتا ہے اور فوجوں میں بھرتی کیا جاتا ہے۔

یورپ نہ جاؤ۔ اسی ملک میں اس آزادی کے فوائد سن لو۔ لاہور میں ایک لاہور کے رہنے والے جنٹلمین نے (جو برہمو سماج کے ممبر تھے) اپنے عیال کو یہ آزادی دی۔ تو انکی کنواری بیٹی کو ایک دوست کا حمل ہو گیا۔ انہوں نے اپنی لڑکی کو آگرہ میں بھیجدیا۔ اور وہاں وضع حمل ہوا۔ پنجاب کے مشن میں ایک نو عیسائی کا ایک نوجوان لڑکی کا مقدمہ زنا مشن میں پیش ہوا۔ تو وہ یہ کہکر چھوٹ گیا کہ مجھ سے زنا ہوا۔ تو کیا ہوا۔ مسیح کے کفارہ ہونے پر میرا ایمان لانا کس کام آئے گا۔

۱۳ فروری ۱۹۰۵ء کے سراج الاخبار میں ایک ڈاکٹر پادری صاحب کا حال لکھا ہے۔ کہ اس پادری نے لڑکیوں کے ساتھ بدفعلی کی تھی۔ پادری مذکور ایک مشنری یتیم خانہ کے پرنسپل تھے۔ ۱۴ اگست کی رات کو ان کے کمرے میں ایک لڑکی پائی گئی۔ جواب نہ دے سکے۔ مستعفی ہو کر ولایت چلے گئے۔ جانے پر معلوم ہوا کہ ۷ لڑکیوں سے بدفعلیاں کیں۔ اظہار پولیس میں اور بھی گل کھلا۔ معلوم ہوا۔ ناجائز عمل جراحی بھی کیا تھا۔ وارنٹ نکلا۔ ولایت میں گرفتار ہیں۔ ہندوستان پہنچنے پر مقدمہ ہائی کورٹ بمبئی کے اجلاس سیشن میں ہوگا۔"

کیا یہ بدفعلیاں اس آزادی اور اجنبیوں سے میل جول کا نتیجہ نہیں ہیں۔ اور کیا ہمارے شیر بہادر ولاور مدعیان اسلام اپنی قوم۔ اپنی برادری اور اپنے ملک کو بھی فوائد پہنچانا چاہتے ہیں۔ اور انہی بیہا فوائد کے حاصل کرنے کے لئے اخباروں میں پردہ سسٹم کے متعلق مضمون چھاپتے اور چھپواتے ہیں ؎ فلیبک علی الاسلام من کان باکیا۔

دوسری قید (شوہر یا کسی محرم کو ساتھ لیکر تجارت وغیرہ اغراض دنیاوی کے لئے سفر کرنا تنہا اور اجنبیوں کے ساتھ سفر نکرنا) کا سدّ راہ ترقی ہونا بھی ظاہر ہے۔ جو جائز کام تجارت وغیرہ کوئی عورت غیر محرم کے ساتھ کر سکتی ہے۔ وہی کام اپنے شوہر یا اپنے باپ یا بھائی کو ساتھ لیکر کر سکتی ہے۔ پھر ہمراہی محرم کی قید کیوں مانع تمدنی ضرورت سمجھی گئی ہے۔

ثان غیر محرم کے ساتھ عورت کا سفر کرنا یہ نیا فائدہ دیتا ہے کہ غیر محرم کی ہمراہی میں اس سے فعل بد واقع ہونے کا اندیشہ ہے۔ گو وہ پہلے سے وہ نیک و محفوظ کیوں نہو۔ دونو کی خلوت میں تیسرا

شیطان ساتھ ہوتا ہے۔ اس نظر سے ایک دانا پولیٹیشن کا قول ہے

مشو بر زن ایمن کہ زن پارساست
کہ خربستہ بہ گرچہ دزد آشناست

ایک صاحب بہادر کی لیڈی کا حال ایک معتبر ذریعہ سے سنا گیا ہے۔ کہ سفر میں انکا نوکر ساتھ تھا راستہ میں لیڈی کا دل للچایا تو اس نے نوکر سے مطالبہ فعل نا جائز کا کیا۔ اس بیچارہ نے انکار کیا کہا کہ میں نے صاحب بہادر کا نمک کھایا ہے۔ مجھ سے یہ جرأت و نمکحرامی ہرگز نہ ہوگی۔ لیڈی صاحبہ اپنی جگہ پر پہنچکر صاحب بہادر سے یہ ذکر کیا تو انہوں نے اس نوکر کو موقوف کر دیا۔ اور کہا کہ اگر لیڈی صاحب بیمار ہو جائیں تو پھر کیا جاتا۔

اور اگر عورت عفیفہ اور پارسا بھی ہے۔ تو اجنبی کی ہمراہی سے زنا یا جبر کا اندیشہ تو کہیں نہیں گیا ایسے واقعات بہت ہوئے اور سُنے گئے ہیں۔ جنسے معترضین انکار نہیں کر سکتے۔ کیا اسی کو حاصل کرنے کے لئے اور اسی غرض سے ہمارے دلاور شیر بہادر اس قید دوم سے عورتوں کو آزادی دینا چاہتے ہیں۔ اور اپنی قوم کی شریف بیبیوں کو ان یورو پین لیڈیوں کی کلاس فیلو بنانے کی خواہش رکھتے ہیں۔

تیسری قید (غیروں سے ناز و ادا کے ساتھ بات نکرنا) بھی عورتوں کو دُنیاوی جائز کاموں تمدنی ضرورتوں سے مانع نہیں ہے۔ ادنیٰ غور و توجہ سے معترضین سمجھ سکتے ہیں کہ نا کا نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ اور اس کا محل مناسب کون شخص ہے۔ شوہر یا اجنبی شخص اگر عورت اجنبی سے دلکش لہجہ اور پیرایہ میں گفتگو کرے جس لہجے اور پیرائے میں شوہر کے ساتھ کرتی ہے۔ تو بشہادت فیطمع الذی فی قلبہ مرض یہی سمجھیگا۔ کہ اس عورت کی طبیعت کا میلان میری طرف لہٰذا بحکم عقل بھی یہی مناسب ہے۔ کہ جب کوئی شریف عورت کسی تمدنی ضرورت کے لئے اجنبی سے بات چیت کرے تو سیدھے اور سادے طور پر کرے جس سے اسکے دلمیں خیال بد پیدا نہ ہو۔ بعض عورتوں کی قدرتی طور پر باریک اور رسیلی آواز ہوتی ہے وہ تمدنی ضرورتکے

اجنبی مرد سے بات کریں تو تکلف کے ساتھ اپنی آواز کو بدل کر موٹی آواز نکالیں اور ساتھ ہی بات کریں۔
بعض مرد بھی قدرتی طور پر خوش الحان ہوتے ہیں۔ اگر وہ تکلف کر کے خوش الحانی کریں
تو انکی آواز زیادہ دلفریب ہو جاتی ہے۔ انکو بھی لازم ہے کہ وہ اجنبی عورتوں سے بات کریں
تو اپنی خوش الحان سے کام نہ لیں۔ اور ان عورتوں کو فتنہ میں نہ ڈالیں اس خوش الحانی کا فتنہ
ہم نے بچشم خود دیکھا اور بہت معتبر ذرائع سے سن لیا ہے۔ اس مقام پر ہم چشم دید حالات بیان کرتے ہیں جن کو معتبر
بیدہ چشم عبرت پکڑیں۔ بسا اوقات مسلمین شیاطین واعظ جو اپنے گھروں میں خوش الحانی سے وعظ کرتے ہیں انکو سنکر
بعض واعظ اجنبی عورتوں کی حاضری میں خوش الحان سے وعظ کرتے ہیں۔ تو بعض عورتیں انکی
آواز پر لوٹ پوٹ اور دلدادہ ہو جاتی ہیں۔ اور کئی مقامات میں کئی عورتوں کا ان حضرات واعظین
سے ناجائز تعلق ہو گیا اور آخر وہ طشت از بام کا مصداق بن گیا اور ان حضرات کو اس
بیت کا مصداق بنا دیا ؎

واعظاں کاں جلوہ بر محراب و منبر مے شوند
چوں بخلوت مے روند آں کار دیگر مے کنند

ایک دلکش آواز والے واعظ نے اپنی بابرکت و پر اثر وعظ سے ایک نئی شادی شدہ
اجنبی عورت کو اڑا لیا اور اسکو ہمارے گھر میں جبکہ لاہور میں ہمارا قیام تھا لے آیا۔ اور کہا کہ
یہ میری منکوحہ ہے اسکو آپ چند روز گھر میں رکھیں۔ ایک بزرگ کی زیارت کے واسطے جاتا ہوں
وہاں سے واپس آکر میں اسکو اپنے وطن لیجاؤنگا۔ میری کانشنس (دلی شہادت) نے اس امر کی اجازت نہ دی
تو وہ عورت ایک اور شخص صوفی منش کے گھر میں ٹھہرائی گئی اور واعظ صاحب کہیں دوسرے شکار کے
لئے رفوچکر ہو گئے۔ اس کے بعد تھوڑے ہی دن گزرے تھے کہ اس مفقودہ مظلومہ کے وارث شوہر
وغیرہ آ پہنچے اور وہ متظہر ہوئے کہ یہ ہماری عورت ہے۔ اسکو فلاں واعظ صاحب بہکا کر لے آئے ہیں
اور وہ اس لڑکی کو لے گئے۔ اس واقعہ سے لاہور کے کئی اشخاص واقف اور جس صوفی کے گھر میں
وہ چند روز ٹھہرائی گئی تھی۔ وہ بھی زندہ موجود ہے۔

ہم نے اس واقعہ کو برہمو سماج لاہوری اور نو عیسائی مشنری اور جنٹلمین کی لیڈی اور ڈاکٹر پادری کے واقعات کی قطار میں اس غرض سے شمار کر دیا ہے۔ کہ اس بے پردہ کے مخالف و مستحسنین عبرت پکڑیں اور بگوش عبرت سنیں کہ اس بے پردگی نے ہندو و مسلمان اور عیسائیوں کے مقدس اشخاص تک بھی اس فتنہ سے بچنے نہیں دیا۔

دوسری غرض یہ ہے کہ سادہ لوح مسلمان جو دین کے شوق میں خوش آواز واعظوں کو اپنی مستورات میں لیجا کر انکا وعظ سنواتے ہیں۔ وہ بھی اس سے عبرت حاصل کریں۔ اور اپنی آبرو اور اپنے گھر والوں کو بچائیں اور جو علمائے وقت ایسے واعظوں کے حالات مذکورہ سے واقف ہو کر انکو اپنے منبروں پر اس غرض سے کہ وہ انکی تعریف منبروں پر کریں اور انکی امامت و بزرگی کا خیال و سکہ لوگوں کے دلوں میں جا دیں بٹھا دیتے ہیں۔ اور مصرعہ من ترا حاجی بگویم تو مرا حاجی بگو پر عمل کر رہے ہیں۔ وہ بھی کچھ خدا کا خوف کریں اور اس بات کو خیال میں لاویں۔ کہ جو ضرر ان کی دلکش آوازوں اور اغوا خیز وعظوں کا ضعیف القلب و ناواقف مستورات میں پھیلتا ہے کے جواب دِہ وُہ حضرات کیوں نہ ہونگے۔

ع مانا کہ ان مستورات کو ان واعظوں نے اپنی خوش الحانی سے جاہلوں میں امام بنا دیا۔ مگر ان کی خوش آوازی سے جو گناہ [illegible] ہونگے۔ اسکا وبال کس پر پڑے گا۔

اس بیان سے کسی خاص شخص پر ذاتی حملہ [illegible] مقصود ہوتا تو اسکا صاف طور پر یہاں نام لیا جاتا اور پورا پتہ و نشان بتایا جاتا۔

دلفریب اور دلکش آواز کے لائق پردہ ہونے پر ایک تو وہ آیت سورۂ احزاب دلیل ہے جو اوپر مذکور ہوئی۔ اب ایک حدیث بھی جو صحیح بخاری میں مروی ہے کہ آنحضرت صلعم کا ایک غلام انجشہ نام اونٹ ہانک رہا تھا جسپر مستورات سوار تھیں اور وہ خوش آوازی سے ساربانی اشعار گا

عن ابی قلابة عن انس ان النبی صلی الله علیه وسلم کان فی سفر وکان له غلام یحدو بهن یقال له انجشة فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم رویدك یا انجشة سوقك بالقواریر۔

وفی روایۃ کان للنبی صلی اللہ علیہ وسلم حاد یقال
له انجشة فقال له النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا انجشة
لا تکسر القواریر (بخاری صفحہ ۹۱۰-۹۰۹ وغیرہ)
انه کان حسن الصوت یحرك من نفوسهن بسبب
ضعف عزائمهن وسرعة تاثیر الصوت فیهن (کرمانی)
ای لا تحسن صوتك فربما یقع فی قلوبهن
فکفه من ذلك (قسطلانی صـ۱۰۱ جلد ۹)

رہا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسکو فرمایا
اے انجشہ چھوڑ شیشوں کو نہ توڑ۔
شارحین بخاری کرمانی قسطلانی وغیرہ نے کہا
ہے کہ شیشوں سے عورتیں مراد ہیں۔ آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو فرمایا کہ خوش آوازی
سے عورتوں کے دلوں کو خراب نہ کر۔ ان کے
دل میں خوش آوازی جلد تاثیر کرتی ہے۔

ہمارے اس بیان سے امید ہے۔ ناظرین باانصاف کو متیقن ہو جائیگا کہ موجودہ انتظام متعلق پردہ کسی دنیاوی کام اور تمدنی ترقی کا مانع نہیں۔ بلکہ تمدنی ضرورتوں کو پورا اور کامل کرنیوالا ہے اور مستورنشینوں کا پردہ شرعی کو تہذیب یا ترقی تمدن کا مانع سمجھنا ایک سخت غلطی در ڈبل غلطی ہے۔ جیسا کہ عربی میں اور جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنے کو اس کا مانع ترقی و تمدنی ضرورت سمجھنا غلطی ہے پردہ کی بحث میں جو ہمنے کہا ہے کہ موجودہ آزادی یورپ سے دور اندیش اہل یورپ بھی تنگ آگئے ہیں اور اس سے پہلے جو نماز کی بحث میں کہا ہے۔ کہ عربی میں نماز کے ضروری ہونے کو سرسید کے خلیفہ کرشن قادیان نے بھی ضروری مانا ہے۔ اسکی تصدیق و تائید کے لئے ہم کرشن جی کے آرگن (ریویو آف ریلیجنس) کی عبارت حسب وعدہ نقل کرتے ہیں۔ اس آرگن کے نمبر۱۲ جلد ۳ کے صفحہ ۴۴۵ میں نئی پارٹی کے خیالات نقل کرکے کہا ہے:۔

"اس نئی تجویز کے مطابق تقریباً کل کی کل اسلامی شریعت کو جواب ملتا ہے۔ یہ سب ابھی تک فرداً فرداً تجاویز ہو رہی ہیں۔ اور اسمیں شک نہیں کہ عام مسلمانوں کے نزدیک یہ سب تجاویز مکروہ و قابل نفرت ہیں۔ ان ہی میں سے بعض اصول کی بنا پر ایک نیا فرقہ بنانے کی تجویز بھی خالی ایک ہی آدمی کی تجویز ہے۔ اور جہاں تک ہمیں علم ہے اس صدا کا کسی طرف سے اس میں جواب نہیں ملا۔ انہیں سے سب سے پہلی تجویز یہ ہے کہ نماز اس زبان میں ادا کی جائے جس سے نماز پڑھنے والا واقف ہو

اور اس کو مہذب سوسائٹی کے لیئے نہایت ضروری اصول قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن سوال یہ ہے کہ آیا اس اصول پر عمل بھی ہوتا ہے آیا وہ لوگ جو اس اصول کو پیش کرتے ہیں نماز سے سچی محبت رکھتے ہیں۔ کیا مہذب پارٹی کے ممبر واقعی نمازیں پڑھتے ہیں عربی میں نہ سہی۔ انگریزی یا اردو ہی میں سہی حقیقت یہ ہے (اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہماری مہذب پارٹی اسکے بیان کرنے میں ہمیں مجبور سمجھینگے) کہ ان کو کسی زبان سے نفرت نہیں جس میں نماز ادا کی جائے بلکہ خود نماز ہی سے نفرت ہے۔ کیونکہ ہمیں یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ جو لوگ اعلیٰ تعلیم کے ایسے پرجوش حامی ہوں۔ وہ یہ پسند کریں کہ مسلمان بالخصوص عربی زبان سے ناواقف رکھے جاویں۔ جس طرح انگریزی ان کے واسطے لازمی سمجھی جاتی ہے۔ اسی طرح عربی بھی لازمی سمجھی جاتی ہے۔ اگر انگریزی زبان میں علوم کے خزانے ہیں تو اس سے بھی زیادہ وسیع خزانے عربی زبان میں موجود ہیں۔ جن کو دریافت کرنا اور جن سے فائدہ اٹھانا ہمارا فرض ہے ٭ ٭ ٭ اسیطرح پردہ کے دور کرنے کے لئے بہت شور ڈالا گیا ہے۔ لیکن کیا کوئی ایسا بہادر بھی ہے جس نے اس پر عمل کر کے دکھا دیا ہو۔ ہم یقین کرتے ہیں کہ پردہ کے دور کرنے سے مسلمانوں کو سخت نقصان پہنچیگا۔ جیسا کہ آجکل کی تہذیب کے معراج پر پہنچی ہوئی ایک قوم کو اس سے نقصان پہنچ رہا ہے۔ اگر یہ سمجھا جاوے کہ ہماری رائے اس معاملہ میں متعصبانہ ہے یا واقعات پر مبنی نہیں۔ تو کسی عیسائی مصنف کو دیکھ لیا جائے۔ وہ اس بیان کی تائید کریگا۔ کہ اگر پاکدامنی کے معاملہ میں یورپ کی سوسائٹی سب سے نیچی نہیں تو کم از کم وہ اوپر ضرور نہیں بومالفنٹ نے چند سال ہوئے لنسری میں لیکچر عیسائی مذہب پہ دیا تھا جس میں اس نے اس حقیقت کو جس کا سوا اندھے متعصبوں کے کوئی انکار نہیں کر سکتا اس پیرائے میں بیان کیا ہے کہ میں پرہیزگاری اور پاکدامنی کے معاملے کو اسوقت نہیں لیتا کیونکہ ان لوگوں میں جو عیسائیت کے منکر ہیں کوئی ایسی قوم ہے جو ان دونو معاملوں میں ہم سے بھی بری ہو تو وہ درحقیقت بہت ہی بری قوم ہونی چاہیئے"۔ اسیطرح عیسائی مذہب کا ایک بہت بڑا عہدہ دار٭ جیسا کہ کنٹربری کا لاٹ پادری جو درحقیقت سب سے بڑا عہدہ دار ہے اقرار

٭ عرصہ قریبًا ایکسال کا ہوا ہے کہ سر فریزر صاحب لفٹنٹ گورنر بنگال نے اپنی تقریر میں فرمایا تھا کہ عورتیں پردہ میں تعلیم پاویں۔ جو لوگ پردہ کو اٹھانا چاہتے ہیں غلطی پر ہیں"۔ تقریبًا چند ماہ کا عرصہ گذرا ہے کہ مسٹر [illegible] صاحب سابق پرنسپل علیگڈھ کالج کی میم نے ایک جلسہ میں جس میں مسلمان اور انگریز شامل تھے اور مسٹر امیر علی بھی موجود تھے۔ زور سے کہا تھا کہ موجودہ حالت میں ہندوستان میں پردہ محفوظ رکھنا چاہیئے۔ اس مضمون کے اقوال دانشمندان عاقبت اندیش یورپ کے اور بہت ہیں۔ وہ پھر کبھی نقل ہونگے۔ ہنگی مہذب پارٹی سے [illegible]

کرتا ہے کہ لندن کے بازار نوجوانوں ناتجربہ کاروں کے ٹھوکر کھانے کے لیے کھلا سامان پیش کرتے ہیں۔ کیا یہ سچ نہیں کہ جو نوجوانوں کی ابتری اور ان کے ٹھوکر کھانے کا موجب ہو رہے ہیں مردوں عورتوں کے باہمی میل جول کے سبب سے ہی ہو رہے ہیں۔ وہ کیوں پردہ کی منسوخیت کے حامی اپنے عمل عقیدہ کے مطابق نہیں کرتے اور کیوں اتنی جرأت نہیں کہ جو کچھ وہ کہتے ہیں وہ کر بھی دکھلا دیں۔ کیا اس کا سبب یہی نہیں کہ ان تجاویز کو وہ خود بھی اپنے دلوں میں ملک اور قوم کے لیے مفید نہیں سمجھتے۔ چند سال کا عرصہ ہوا کہ ایک نوجوان بیرسٹر جو نئے نئے ولایت سے واپس آئے ہیں پردہ کی منسوخی کے حامی بنے اور ایک نوجوانوں کی مجلس میں طرح طرح کے میل جول ہوتے رہتے ہیں۔ یہ امر بھی انہوں نے بحث کے لئے پیش کیا اور نہایت پرجوش الفاظ میں بیان کیا کہ پردہ کی قید کو توڑ کر عورتوں کو آزادی دینی چاہیئے۔ جس کا جواب نہایت متین اور سنجیدہ الفاظ میں یہ دیا گیا۔ کہ آپ پہلے خود اس پر عمل کر کے دکھلا دیں۔ اور اپنی عورتوں کو آزادی دیں۔ پھر اس مسئلہ پر بحث کا وقت آئیگا۔ بیرسٹر صاحب نے اس کے جواب میں خاموشی اختیار کی اور وہ انکی خاموشی اب تک چلی آتی ہے "

پھر نمبر۱ جلد۴۔ آرگن (ریویو آف ریلیجنس) میں خود مہاراج کرشن قادیان کا فتویٰ نقل کیا ہے۔ جو پیروان سر سید کی ہدایت و فہمائش کے واسطے نقل کیا جاتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں "شرعی پردہ یہ ہے کہ چادر کو حلقہ کے طور پر کر کے اپنے سر کے بالوں کو کچھ حصّہ پیشانی اور زنخدان کے ساتھ بالکل ڈھانک لیں اور ہر ایک زینت کا مقام ڈھانک لیں۔ مثلاً منہ کے اردگرد چادر ہو (اس جگہ انسان کے چہرے کی شکل دکھا کر جن مقامات پر پردہ نہیں ہے انکو کھلا رکھکر باقی پردہ کے نیچے دکھایا گیا ہے) اس قسم کے پردہ کو انگلستان کی عورتیں آسانی سے برداشت کر سکتی ہیں اور اس طرح پرہیز کرنے میں کچھ حرج نہیں آنکھیں کھلی رہتی ہیں "

ناظرین! مسلمانوں کے مذہب میں چہرہ کی تصویر بنانا جائز نہیں ہے۔ اس لیے ہم

تصویر میں صورت مجوزہ کرشن جی دکھا نہیں سکتے۔ ان کے لفظی بیان سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ ابروؤں سے لبوں تک چہرہ کے حصہ کو انہوں نے پردہ سے مستثنیٰ کیا ہے۔ اور باقی چہرے کو واجب الستر ٹھہرایا ہے۔ اس استثنار میں انہوں نے یورپ کی آزاد لیڈیوں کی رعایت کی ہے۔ کہ وہ اس سے زیادہ پردہ کی متحمل نہیں ہوسکینگی اور یہ خیال نہ فرمایا۔ کہ ابرو وہ کمانیں ہیں اور مژگاں چشم وہ تیر بے کمان ہیں جو بیمار دکھ درد دلوں کو اپنے زخموں سے گھائل کرتے ہیں اور غنچہ دہن سے لعل لبوں کے کھلنے سے مفتون مجنون ہو جاتے ہیں۔

موجودہ وائسرائے سے پہلے ایک وائسرائے نے اپنے دربار میں لیڈیوں کو مخاطب کیا تو انکے حسن و جمال و چہروں کی ان ہی الفاظ سے تعریف کی۔ ایشیائی شاعروں نے ابروؤں۔ مژگانوں اور لبوں کی تعریفوں اور تلازموں میں اشعار لکھ مارے ہیں۔ بطور تمثیل ایک دو شعر پیش کئے جاتے ہیں۔ ایک ہندی شاعر نے ابروؤں کی تعریف میں کہا ہے

کیا کمان ابرو نے اک تیر نظارہ مارا ٭ جس کے لگنے سے میرا دل ہوا پارہ پارہ

ایک اور لبوں کی تعریف میں بولا ہے

شیریں لبوں سے ترش سخن ہے سکنجبین ٭ صفرا کے حق میں اور کوئی ایسی دوا نہیں

ایک مسلم روزگار شاعر نے لبوں اور اس کے الفاظ کی تعریف میں کہا ہے

بدم گفتی و خرسندم عفاک اللہ نکو گفتی
جواب تلخ مے زیبد لب لعل شکر خارا

پھر ایسے محل فتنہ حصہ چہرہ کو حکم پردہ سے مستثنیٰ کرنا کیونکر جائز اور قرین مصلحت ہو سکتا ہے۔
کرشن مہاراج نے چہرہ کے اس حصہ کو مستثنیٰ کیا تو ان کے ایک چیلے (ایڈیٹر رسالہ ریویو) نے بحکم

بہ نیم بیضہ کہ سلطاں ستم روا دارد ٭ زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ

تمام منہ کو حکم پردہ سے مستثنیٰ قرار دیا اور اسپر اس آیت سے جس میں مردوں کو نظر بند کر لینے کا

حکم ہے۔ یہ اجتہاد سراپا فساد کیا۔ کہ اگر عورتوں کو چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت نہ ہوتی۔ تو مردوں کو کس چیز سے آنکھ بند رکھنے کا حکم ہوتا۔ کیا سفید کپڑوں یا اَور اشیاء کی طرف دیکھنے سے۔

اس اجتہاد کا جواب اور اس کے فساد کا انسداد اس ایک فقرہ سے ہو سکتا ہے کہ اجازت تو تھی مگر عام اوقات اور خاص وقت نماز میں نہ اجنبی مردوں کی نظروں کے سامنے اور انکی نگاہوں کے وقت عبارات تفسیر بیضاوی و معالم منقولہ صفحہ ۲۶۲ و صفحہ ۲۶۳) ملاحظہ ہوں۔ بنائً علیہ مردوں کو حکم ہوا۔ اگر تمہاری نگاہ اتفاقاً عورتوں کے کھلے چہروں پر (جن کے کھلے رکھنے کی انکو عام اوقات میں اجازت ہے) جا پڑے تو تم آنکھ بند کر لو اور عورتوں کو حکم ہوا کہ جب کوئی مرد تمہارے سامنے آجائے تو تم اپنے چہروں پر نقاب ڈال لو۔ اور مردوں کے چہرے دیکھنے سے آنکھیں بند کر لو۔ ولہذا مردوں کے آنکھ بند رکھنے کے حکم سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عورتیں اجنبی مردوں کے سامنے چہرے کھلے رکھیں۔

ہمارے اس ریمارک کو پڑھکر مہاراج کرشن اور ان کے چیلے (ایڈیٹر ریویو) اپنے فتوی و اجتہاد کو واپس نہ لیں تو سر سید کرشن مہاراج کے پیرو مرشد کے پیرو اس فتویٰ میں کرشن جی کی پیروی نکریں۔ بلکہ ان کے مرشد کے عملی فتوے کو پیش نظر رکھکر اسلامی حکم پردہ کے پابند بنیں۔ سر سید نے باوجودیکہ ایک ضرورت اور مجبوری کی وجہ سے (جس کو پالیٹیشن اشخاص خوب جانتے و پہچانتے ہیں) اپنا لباس بدلا تھا۔ جبّہ و شرعی پاجامہ اتار کر کوٹ۔ پتلون کو زیب تن کیا۔ مگر اپنے حرام سرا سے شرعی رسم پردہ کو نہ اٹھایا اور نہ انکے فرزند ارجمند نے بھی (جو تہذیب یوروپ کی تقلید میں کسی پولیٹیکل مصلحت سے بلکہ دلی شوق و دلچسپی سے منہمک تھے) اس رسم کو موقوف کیا۔

کرشن جی کے چیلے بھی اگر اپنے دادا مرشد سر سید کی پیروی کریں اور حکم پردہ سے چہرے کے استثنا کو (جس نے ان کے تمام مضمون کی خوبی کو چھپا دیا اور اس پر ایک نازیبا دھبہ لگا دیا ہے) واپس لے لیں تو انکے لئے بھی مناسب ہے۔

اس مقام خطاب حضرات ایڈیٹران اخبارات میں نماز اور پردہ کے متعلق جو کچھ لکھا گیا ہے۔ وہ کافی سے زیادہ ہے۔ اس سے زیادہ کچھ لکھنا پڑے گا تو اصل معترضین کے خطاب وجواب میں لکھا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

اس مقام میں جو کہا گیا ہے اس سے بخوبی ثابت ہوگیا۔ کہ نماز یا حکم پردہ سد راہ ترقی تمدنی نہیں ہے۔ جس سے ان حضرات کے اس عذر کا۔ کہ یہ مسائل سد راہ ترقی تمدنی ہیں اس لئے ہمنے ان مسائل سے ملکی اخبارات میں بحث کی ہے کافی ووافی جواب ادا ہوا۔

شاید کوئی صاحب ان حضرات میں سے یہ عذر کریں اور کہیں کہ ہم مسائل مذکورہ کو مانع ترقی تمدنی نہیں سمجھتے۔ اور ان مسائل کو بلا کم وکاست اسی طرح مانتے ہیں جس طرح اولڈ فیشن (قدیم طریق) کے مسلمان مانتے چلے آئے ہیں۔ اور ان مسائل کو ہمارا درج اخبار کرنا صرف اس غرض سے ہوا ہے۔ کہ علماء وفضلاے اسلام ان مسائل کے متعلق اعتراض معترضین کا جواب دیں اور اس جواب دہی سے حمایت اسلام عمل میں لا دیں۔ ان حضرات کے جواب میں اور اس عذر کے دفعیہ میں کہا جاتا ہے کہ یہ عذر "عذر بدتر از گناہ کا" مصداق بن جاتا ہے۔ اور اس غرض اور نیت سے بھی انکو ان مسائل کا بلا رد وجواب اخباروں میں درج کرنا جائز ومناسب نہ تھا۔ یہ امر انکو ہمارے سوالات ذیل کے جوابات دینے سے ظاہر ومنکشف ہو جائے گا۔ جن حضرات نے واقعی اس غرض ونیت سے ان مسائل کو اخبارات میں درج کیا ہے وہ ہمکو سوالات ذیل کا جواب دیں۔ ان جوابات کو اپنے اخبارات میں درج کریں یا قلمی جوابات براہ راست دفتر اشاعۃ السنۃ میں بمقام لاہور خواہ بٹالہ ارسال کریں اور جلد ارسال کریں۔

سوال اوّل۔ آپکے اخبار کے خریدار یا جن کے پاس آپ اخبار بلا قیمت بھیجتے ہیں اکثر علماء وفضلاء اہل فہم ہیں یا زیادہ تر علوم دین سے بے خبر وجاہل۔ اس سوال کا جواب اگر وہ باختیار شق اول دیں تو پھر ان سے سوال دوم ہے۔ کہ آپ براہ مہربانی وبنظر ثواب وتنفع رسانی ان علماء وفضلا کی فہرست شائع کریں۔ پھر یہ سوال سوم ہے۔ کہ کیا

ان مسائل کو خارج از اخبار چھاپکر پرائیویٹ طور پر خاص ان علماء وفضلا میں (کہ جو سر کلسٹ مشتداول) کرنا اور بعد حصول جوابات ان مسائل کو مع جوابات اخبارات میں شائع کرنا موجب نہ ہر ت کافہ انام وحمایت اسلام تھا۔ یا صرف سوالات کو بلا جواب شائع کرکے ناواقف مسلمانوں کو مذبذب ومتردد کرنا۔ پھر یہ سوال چہارم ہے کہ اگر غلطی سے یہ فروگذاشت ہوئی تھی۔ تو حصول جوابات کے بعد ان جوابات کو بھی حضرات نے جنہوں نے سوالات کو مشتہر کیا تھا کیوں درج اخبارات نہ کیا۔ اور اگر سوال اوّل کا جواب باختیار شق دوم ہیں (جیسا کہ غالب گمان ہے) تو پھر ان سے یہ سوال پنجم ہے۔ کہ کیا اس صورت میں ان مسائل کی اخباروں میں اشاعت ان جہلا و بے علموں کی گمراہی کا موجب نہیں ہے۔ کیا ان مسائل کو پڑھکر یا سنکر ناواقف مسلمان اسلام کو خیر باد نہ کہینگے اور کم از کم ان مسائل اسلامیہ کے منکر نہ ہو جائیں گے۔ پھر یہ سوال ششم ہے۔ کہ اگر آپ لوگوں سے یہ غلطی وکوتاہی ہوگئی تھی تو اس کا کفارہ اس طرح کیوں نہ کیا۔ کہ ان اخبارات کو بغرض حل مسائل اُن علماے وقت کے پاس جو خریدار اخبار نہیں اور وہ ان مسائل کو حل کرسکتے ہیں بھیجدیتے اور ان سے جواب حاصل کرکے درج اخبارات کرتے۔ اس جواب میں اگر وہ کہیں کہ ہمنے فلاں فلاں عالم کے پاس اخبارات بغرض حل مسائل بھیجدیے تھے۔ تو پھر ان پر یہ سوال ہفتم ہے۔ کہ انہوں نے ان علماء کی فہرست اور ان کے جوابات کو اخبارات میں کیوں شائع نہ کیا۔ آگے اُن سے یہ نہیں ہوسکا۔ تو اب ہی انکی اشاعت کردی۔

ہمارا گمان تو یہ ہے۔ کہ وہ اخبارات کبھی ان علماء اہل افتا کے پاس جو خریدار اخبار نہیں اور ان سے ٹکٹ وصول ہونے کی امید نہیں بھیجے نہیں گئے۔ اور اس پر ایک اقناعی دلیل یہ ہے کہ منجملہ اخبارات ورسائل موقت الشیوع رسالہ اشاعۃ السنۃ ایک مسلم خادم دین ہے۔ اور اس کی اسلامی خدمات کا اعتراف اخباروں میں ہو چکا ہے۔ اور حل مسائل دینی خصوصیت کے ساتھ اسکا منصبی فرض ہے جسکو وہ عرصہ میں پچیس سال سے ادا کر رہا ہے

٭ بیس سال بحساب اجلاء مشتہرہ رسالہ پچیس سے زیادہ بحساب سنین عمر رسالہ۔

اور منجملہ اخبارات مذکورہ پیسہ اخبار لاہور کے تبادلہ میں ہمیشہ جب کبھی شائع ہوتا ہے بھیجا جاتا ہے اور اس کے ایڈیٹر اور منیجر کو پہلے بذریعہ متعدد وسائل پھر بذات خود مکرر تاکید کیا گیا ہے کہ اس کے تبادلہ میں پیسہ اخبار کا ہر پرچہ نہیں تو خاص وہ پرچہ جس میں مذہبی مسائل سے بحث ہو بھیجا کریں۔ اور انہوں نے بارہا زبانی وعدہ ارسال بھی کیا ہے۔ اور اخبار وکیل امرتسر کو بواسطہ بعض احباب امرتسری ایک سال کے پورے پرچے بھیجے گئے اور مبادلہ کے واسطے کہلا بھیجا۔ مگر یہ دونو اخبار ہم تک نہیں پہنچتے۔ وکیل کا تو کبھی کوئی پرچہ نہیں آیا۔ اور پیسہ اخبار پہلے آتا تھا۔ مگر ایک مدت سے (جب سے کہ مسائل مذکورہ بالا اس میں درج ہونے شروع ہوئے ہیں) بند کیا گیا ہے۔ وکیل کی شکایت ایک دفعہ رسالہ میں درج ہو کر مشتہر ہوئی تب بھی ایڈیٹر صاحب کی توجہ نہ ہوئی۔ پھر وہ شکایت اخبار وطن نمبر ۱۹ جلد ۱۸ مورخہ ۸ مئی ۱۹۰۰ء میں مشتہر ہوئی۔ اس پر بھی آپ کی بدن غیرت مجسم پر جوں نہ سرکی۔ اس اخبار میں عام اہل اخبار کی اس عادت کی جس کو کاتب اخبار نے از خود بلفظ حماقت مبتلا بیانات تشبیہ دی تو اس پر بھی انکی رگ حمیت و غیرت جوش میں نہ آئی۔ ایسے بے پروا (کچھ اور کہوں تو وہ حضرات خفا ہو جائیں گے) حضرات سے کب امید ہو سکتی ہے کہ وہ مفت و بلا بدل کسی غیر خریدار اہل علم کے پاس اخبار بغرض حل مسائل بھیجتے ہونگے۔ گزشتہ را صلوات آیندہ ہی وہ حضرات توجہ کریں اور اس ضرر رسانی بحق اسلام و مسلمان کا کفارہ اسطرح ادا کریں کہ اشاعۃ السنۃ کے یہ مضامین جو شائع ہو چکے ہیں۔ اور جو آیندہ شائع ہوں کسی اہل علم سے مدد لے کر من اولہٖ الی آخرہ لفظ بلفظ ملاحظہ میں لا دیں اگر انکو صحیح پا دیں تو بلا کم و کاست یا انکا پورا خلاصہ مطالب یکبارگی نہ سہی بدفعات اپنے اخباروں یا ان کے ضمیمجات میں درج کریں اور اگر وہ انمیں غلطی محسوس کریں (مگر اس امر کے واسطے معمولی معلومات اخباری کافی نہیں) ہر حلوائے خوردن روئے باید!! مثل کو پیش نظر رکھکر کسی عالم دین سے مدد لیکر اسکی غلطی نکالیں) تو اس سے خاکسار کو بذریعہ اخبارات یا پرائیویٹ تحریرات مطلع کریں

اور جن حضرات کے پاس یہ رسالہ بغرض مبادلہ پہنچتا ہے یا آئندہ پہنچے۔ وہ تو ضرور ہی اپنا پرچہ متضمن مسائل اسکے مبادلہ میں بھیجدیا کریں۔

ان سوالات پر حسب منشا نہ ہمارے بھائی ہماری تحریر پر غور کرینگے۔ تو ان کو صاف یقین ہوگا کہ ملکی اخبارات میں ان مسائل کو بلا حل و جوابات شائع کرنا نیک نیتی کے ساتھ بھی جائز اور امر مستحسن نہیں ہوسکتا۔

بعض ائمہ سلف سے منقول ہے کہ انہوں نے اپنے ہم عصر علماء کو اہل بدعت و ہوا کے اقوال کی بذریعہ تالیف و تصنیف رد کرنے سے روکا۔ اور یہ فرمایا۔ کہ پہلے آپ انکی بدعت و قول باطل کو لوگوں میں شائع کرتے ہیں۔ پھر ان کے رد کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ ممکن ہے کہ قول باطل و مبتدع کسیکے دل میں مؤثر ہو جائے اور اس کا رد اسکی سمجھ میں نہ آوے۔

مگر اس زمانہ کے لوگوں خصوصاً انگریزی دانوں سے اس نصیحت کو قبول کرنے کی امید نہیں۔ لہٰذا ان سے ہم یہی بات قبول کرنا غنیمت جانتے ہیں کہ وہ کسی مسئلہ کو بغیر حل و جواب شائع نہ کیا کریں۔ جس سے ناواقف مسلمانوں میں گمراہی پھیلنے کا اندیشہ ہو اور ان کا اس گمراہی کا معاون و مددگار ہونا لازم آتا ہے۔ قال اللہ تعالیٰ وتعاونوا علی البر والتقویٰ و لا تعاونوا علی الاثم والعدوان یعنے نیکی اور پرہیزگاری کے مددگار بنو اور برائی اور زیادتی کے مددگار نہ بنو۔

ہمارے اس فتویٰ میں کسیکو شک ہو تو علمائے وقت سے جس عالم کے وہ معتقد ہوں۔ اس سے اس باب میں استفتا کریں اور اگر وہ ہمکو اجازت دیں۔ تو ہم اس باب میں ایک مضمون تفصیل سے مدلل کرکے اس پر علمائے وقت کی مواہیر ثبت کرا کے رسالہ میں شائع و مشتہر کر دیں۔

اس نمبر اوّل مضمون ہذا میں ہم اسی نصیحت پر اکتفا کرتے ہیں آئندہ نمبروں میں مضمون کے باقی ماندہ مسائل مشتہرہ ان حضرات پر بحث کرینگے۔ اور آفتاب نیمروز کی

ثابت کر دکھائیں گے کہ وہ مسائل اسلام سراسر حق اور انسانی عقل اور تمدنی ضرورت کے بھی موافق و مطابق ہیں اور ان مسائل پر اعتراض کرنا معترضین کی سخافت عقل پر مبنی ہیں۔ کما قیل ؎

وکم من عائب قولاً صحیحاً + وآفته من الفهم السقیم

زلزلے کا روحانی سبب اور اس کا علاج

وما نرسل بالآیات الا تخویفا۔ وما اصابکم من مصیبة فبما کسبت ایدیکم ویعفو عن کثیر۔ وما انتم بمعجزین فی الارض وما لکم من دون الله من ولی ولا نصیر۔

جو زلزلہ ۴۔ اپریل کو پنجاب میں اور اس سے کچھ پہلے مدراس میں اور اس سے پیشتر کشمیر و پشاور میں آیا اور دو یا تین سال کا عرصہ ہوا ہے نیویارک میں اور ایک مدت پہلے ترین دار الخلافہ بنگال میں اور اس سے بہت پیشتر اٹلی کے دو شہروں میں اور ہر کولیم میں واقع ہوا ہے عام دنیا اور خاصکر اخباری اور علمی دنیا کو معلوم ہے۔ اور اس زلزلے کے جو طبعی یا نیچرل اسباب بیان کئے جاتے ہیں کہ وہ بخارات زمین کا زور سے نکلنا یا آتش فشان پہاڑوں کی آتشین مادہ کی حرکت کرنا ہے۔ وہ بھی نیچرل فلاسفی یا سائنس طبعی کے جاننے والوں پر مخفی نہیں ہے۔ مذہب نے ان اسباب کا نہ تو اثبات کیا ہے اور نہ نفی۔ اور کسی آسمانی یا روحانی مذہب کا یہ فرض منصبی بھی نہیں کہ کائنات و حوادث عالم کون و فساد کے اسباب و انیات سے بحث کرے۔ اسکا فرض منصبی تہذیب الاخلاق و تعلیم توحید و خلاص عبادات و صلاح معاملات ہے۔ اور اس مدعا کے لیے کائنات و حوادث عالم کے اغراض و فوائد دلمیات کا بیان کرنا کافی و وافی ہے۔ سو اسلام نے ایسا بیان کر دیا ہے کہ نہ تو کسی اور مذہب آسمانی نے بیان کیا ہے اور نہ وہ انسانی طاقت سے بیان ہو سکتا ہے۔ تمام (دنیا) کی ہر ایک چیز ذرہ ہو خواہ آفتاب چیونٹی ہو یا پہاڑ، اشجار ہیں یا احجار ہر ایک آیت یعنی نشانی قدرت و دلیل وحدت و خالقیت خالق ہے اور اس دنیا کو اسی سبب سے عالم کہا جاتا ہے کہ وہ ذات و صفات باری تعالیٰ پر ایک علامت ہے۔ ؎ برگ درختان سبز در نظر ہوشیار + ہر ورقے دفتریست معرفت کردگار ۔ انہی آیات سے زلزلہ بھی ایک آیت ہے جس کو دنیا میں ظاہر کرنے سے غرض آیت نمبر اول میں بیان ہوتی ہے جسکو ہم نے زیب عنوان کیا ہے اور اسکا

وما نرسل بالآیات الا تخویفا (انبیاء ۶ ع)	مضمون ہے کہ ہم آیات اسلیے بھیجتے ہیں کہ دنیا انکو دیکھکر ڈر جاوے اور خدا کی عظمت و جبروت کو پیش نظر رکھکر اسکے گناہوں سے بچے۔

دوسری آیت زیب عنوان مضمون میں فرمایا ہے۔ کہ لوگو جو مصیبت تم کو

وما اصابکم من مصیبۃ فبما کسبت ایدیکم الخ	پہنچتی ہے وہ تمہارے اعمال کی شامت ہے۔ اور ہنوز بہت سے تمہارے اعمال

بد سے خدا درگذر ہی کرتا ہے۔ تم ان مصیبتوں سے بچنے کے لیئے زمین میں بھاگو تو بھاگ نہ سکوگے اور بجز خدا تمہارا کوئی مددگار نہ ہوگا۔ یعنے ان مصیبتوں سے بچنا ہو تو خدا تعالی ہی کیطرف رجوع کرو اور گناہوں سے تائب ہو۔ خدا تعالے تم پر رحم کریگا۔ اور ان بلاؤں کو ٹلا دیگا۔

ایک اور آیت میں فرمایا ہے۔ کہ اگر خدا لوگوں کو آنکے اعمال بد پر پورا مواخذہ کرے تو

ولو یؤاخذ اللہ الناس بما کسبوا ما ترک علے ظہرھا من دابۃ (فاطر ع ۶)	پشت زمین پر ایک چلنے والے کو نہ چھوڑے۔

ان آیات سے بخوبی معلوم ہوا۔ کہ زلزلے کا روحانی سبب بندوں کے گناہ اور اعمال بد ہیں اور اس سے بچنے کا ذریعہ اور علاج بجز انابت الی اللہ اور توبہ اور کچھ نہیں ہے جو زلزلے کے وقت عام و خواص کے منہ سے نکل رہی تھی۔ وہ توبہ دل سے ہو۔ اور بندوں کے اعمال اسکے مطابق ہو جاویں۔ تو خدا وند رحیم و کریم سے امید ہے کہ وہ آیندہ ایسی بلاؤں کو ٹلا دیگا۔

جو لوگ مذہب کو دل سے مانتے ہیں (گو عمل میں قاصر ہیں) اور وہ ان آیات پر یقین رکھتے ہیں۔ شاید وہ یہ سوال کریں۔ کہ وہ کونسے گناہ ہیں۔ جنکی سزا میں یہ مصیبتیں نازل ہوتی ہیں۔ ان کے ہدایت کے لیے اس سوال کا بھی جواب دیا جاتا ہے۔ یہ سوال طالبو کا جواب بصفحہ ۱۴۸ و ۱۵۵ وغیرہ جلد ہذا دیا گیا ہے۔ کہ اسوقت اور اس سے پیشتر اسوقت سے کہ نئی روشنی یا (بنظر حقیقت یوں کہو) گہری سیاہی زمین پر چھا گئی ہے۔ مذہب دنیا سے اٹھا جاتا ہے۔ اکثر ہندو ہندو نہیں رہے۔ عیسائی عیسائی نہیں۔ اور مسلمان مسلمان نہیں۔ مذہب اور احکام مذہب کو ہنسی میں اڑایا جاتا ہے۔ جس شخص کو

جس مذہب کا ادعا ہے۔ وہ اسی مذہب کا عملی طور پر دشمن و مخالف ہو رہا ہے۔ اس کے احکام و ہدایات کو اپنی خواہش نفس کے تابع کر رہا ہے۔ اور جو حکم اسکی خواہش کے تابع و موافق نہ ہو سکے اسکو صاف طور پر اور برملا مذہب سے نکالکر پھینک دیتا ہے۔ جو شخص جھوٹ اور بے ایمانی سے زبانی نفرت ظاہر کرتا ہے وہی سب سے زیادہ جھوٹ اور بے ایمانی کو دل سے پیار کرتا ہے۔ اور عملاً اس سے الفت و محبت کا قطعی ثبوت دیو رہا ہے۔

ہم غیر مذاہب والوں کی شکایت کیا کریں بر طبق ؎

ہر کس از دستِ غیر نالہ کند   سعدی از دستِ خویشتن فریاد

بجائے اسکے اپنے ہی مذہب کے مدعیوں کی حکایت کیوں نہ کریں۔

"جو لوگ کلمہ گو اور مسلمان کہلاتے ہیں اور دین اسلام کے زبان سے مدعی ہیں اور اس کی حمایت و حمیت کا دم بھرتے ہیں۔ وہ کھلے بند احکام و عقائد اسلام و قرآن سے انکار کر رہے ہیں۔ اور احادیث صحیحہ نبویہ کو جو اسلام کا رکن ثانی ہے۔ صاف طور پر رد کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں زلزلوں یا اور بلاؤں کا نازل ہونا کونسا تعجب کا محل ہے۔ محل تعجب تو یہ ہے کہ لوگوں کا یہ حال ہے اور پھر وہ زمین پر چلتے پھرتے ہیں۔ ان لوگوں میں سے سب سے زیادہ قابل ذکر و لائق تعریف مہاراج کرشن قادیان ہیں جو اپنے آپکو فدائے اسلام قرار دیتے ہیں اور اسلام کی حمایت و حمیت میں تمام دنیا کے اہل مذاہب کے مقابلے کے لیئے کھڑے ہیں۔ وہ سالہا سال سے باوجودیکہ زبان سے جھوٹ کو بہت برا کہتے ہیں اور اسکو نجاست قرار دیتے ہیں۔ مگر دل سے اور عملی طور پر اس پر ایسے مفتون ہیں کہ گویا اسکے دلدادہ اور عاشق زار ہیں۔ آپ نے دین خدا پر اس قسم کے افترا کرتے ہیں کہ خدا تعالےٰ نے مجھے نبی کیا۔ مجھے مسیح موعود و مہدی مسعود بنا دیا ہے۔ مجھپر فلاں فلاں پاک وحی ہوئی ہے اور میں نے خدا سے الہام پاکر ہزارہا پیشین گویاں کی ہیں۔ جو سبکی سب سچی نکلی ہیں۔

ابھی ۴- اپریل ۱۹۰۵ء کو ایک شدید زلزلہ نے تمہارے دلوں کو ہلا دیا اور عام نقصان پہنچا دیا اور لوگوں کو دیوانہ سا کر دیا کبھی پہلے بھی تمنے یا تمہارے بزرگوں نے اس ملک میں دیکھا تھا اور یاد رکھو کہ یہہ تمام واقعات صرف تکلّف اور بناوٹ سے پیش گوئیاں قرار نہیں دی گئے بلکہ سالہا سال اسکے وجود سے پہلے براہین احمدیہ میں خبر دی گئی تھی اور ایسا ہی دوسری کتابوں میں جو میری تالیف ہیں یہ خبریں شائع ہو چکی ہیں۔ لہذا یہ تو پرانی باتیں ہیں ممکن ہے کہ اکثر لوگوں کو بھول گئی ہونگی۔ کیونکہ غفلت اور عداوت اور بدظنی یہ تینوں جس جگہ اکٹھی ہو جائیں وہاں حافظہ کب درست رہ سکتا ہے۔ خدا کے وعدہ بھی ایمانداری سے ہی یاد رہتے ہیں۔ ورنہ جس شخص کا دل ایمان سے خالی ہو وہ ہزار نشانوں کو بھی آنکھوں سے دیکھکر اپنے دل سے اتار دیتا ہے۔ جیسا کہ ایک تنکا توڑ کر پھینکدیا جائے۔ غرض میں اسوقت پرانی پیشگوئیوں پر اکتفا نہیں کرتا۔ بلکہ میں ان پیشین گوئیوں کو پیش کرتا ہوں جن کے شائع کیئے جانے پر قریباً ایک مہینہ گذرا ہے۔ دیکھو میرا اشتہار "الوصیت" جس کو میں نے ۲۷- فروری ۱۹۰۵ء کو شائع کیا تھا یہی اشتہار الحکم نمبر ۷ جلد ۹ کے صفحہ ۱۱ پر ۲۸- فروری ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا۔ اور پھر دوبارہ الحکم مورخہ ۲۴ مارچ ۱۹۰۵ء کے صفحہ ۲ کالم ۲ میں وہی الہام شائع ہوا ہے۔

ان پیشگوئیوں میں سے ایک خبر کے الفاظ یہہ ہیں کہ ۲۶ رفروری ۱۹۰۵ء کی رات کو جس کی صبح کو ۲۷ رفروری ۱۹۰۵ء تھی۔ میں نے بطور کشف دیکھا کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے۔ میرے منہ پر یہ الہام الٰہی تھا کہ موتا موتی لگ رہی ہے اور مجھے دکھایا گیا کہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانے کو ہے۔ "مستقل سکونت امن کی جگہ رہیگی" "عارضی سکونت مقاموں پر اور عارضی سکونت گاہوں پر آفت آئیگی" اور پھر مارچ کے مہینہ میں خدا تعالےٰ نے اپنی پاک وحی سے میرے پر ظاہر کیا کہ مکذّبین کو ایک نشان دکھایا جائے گا۔ اور یہ پیشگوئی بھی اس الحکم ۲۴ مارچ میں شائع ہو چکی ہے۔

کا مصداق بنا کر دکھا دیتے ہیں۔

اس اشتہار "الدعوت" میں کرشن جی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ "میں نے اشتہار "الوصیت" میں جو مستقل طور پر اور فلاں فلاں اخبار میں اور ریویو آف ریلیجنز میں شائع ہوا ہے۔ اس زلزلے کی خبر دیدی تھی۔ یہ میرا وہی نشان ہے جس کی خدا نے شب ۲۷ فروری کو مجھے خبر دی تھی۔ اور میں نے وہ خبر ۲۷ فروری کو اشتہار "الوصیت" میں اور اس سے پچیس برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع کر دی تھی۔"

واہ صاحب واہ کیا کہنا ہے۔ الہامی خبر تو ۲۷ فروری ۱۹۰۵ء کو ملے اور اسکی اشاعت پچیس برس پہلے براہین احمدیہ میں ہوجاوے۔ یہ بھی وہی بات ہوئی ؎

چہ خوش گفت ست سعدی در زلیخا
الا یا ایہا الساقی ادر کاسا وناولہا

حضرت ناظرین "اشتہار الوصیت" اسوقت ہمارے سامنے ہے اور ریویو آف ریلیجنز ہمارے ہاتھ میں ہے اور براہین احمدیہ ہماری میز پر ہے "اشتہار الوصیت" اور براہین احمدیہ اس زلزلہ کا نام و نشان نہیں ہے۔

عبارت "الوصیت" و براہین کو ہم ذیل میں بقلم جلی نقل کرتے ہیں۔ اور کرشن جی کی دروغگوئی کی ناظرین سے تصدیق چاہتے ہیں۔

الوصیت

قال اللہ عز وجل قل ما یعبؤا بکم ربی لولا دعاءکم۔ یعنے انکو کہدے کہ میرا خدا تمہاری پروا کیا رکھتا ہے اگر تم بندگی نکرو اور دعا میں مشغول نہ رہو۔

دوستو! خدا تعالےٰ آپ لوگوں کے حال پر رحم کرے۔ آپ صاحبوں کو معلوم ہوگا کہ یعنے آج سے قریباً نو ماہ پہلے الحکم اور البدر میں جو قادیان سے اخبار یں نکلتی ہیں۔ خدائے تعالےٰ کی طرف سے اطلاع پاکر

وحی الٰہی شائع کرائی تھی۔ کہ عفّت الدّیار محلّھا و مقامھا یعنے یہ ملک عذاب الٰہی سے مٹ جانے کو ہے۔ نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہیگی اور نہ عارضی سکونت امن جگہ یعنے طاعون کی وبا، ہر جگہ عام طور پر پڑیگی اور سخت پڑے گی۔ دیکھو اخبار الحکم مورّخہ ۳۰ مئی ۱۹۰۴ء نمبر ۱۸ جلد ۸ کالم ۳۔ اور اخبار البدر نمبر ۲۰ و ۲۱۔ مورّخہ ۲۴ مئی و یکم جون ۱۹۰۴ء صفحہ ۱۵ کالم ۲۔ اب میں دیکھتا ہوں کہ وہ وقت بہت قریب آگیا ہے۔ یعنے اس وقت جو آدھی رات کے بعد چار بج چکے تھے۔ بطور کشف دیکھا ہے۔ کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے۔ میرے مُونھہ پر الہام الٰہی تھا۔ کہ موتا موتی لگ رہی ہے۔ کہ میں بیدار ہو گیا۔ اور اُسی وقت جو ابھی کچھ حصّہ رات کا باقی ہے۔ یعنے یہ اشتہار لکھنا شروع کیا۔ دوستو! اُٹھو اور ہوشیار ہو جاؤ کہ اس زمانے کی نسل کے لیئے نہایت مصیبت کا وقت آگیا ہے۔ اب اس دریا سے پار ہونے کے لیئے بجز تقوٰی کے اور کوئی کشتی نہیں مومن خوف کے وقت خدا کی طرف جھکتا ہے۔ کہ بغیر اس کے کوئی امن نہیں آپ دُکھ اٹھاکر اور سوز و گداز اختیار کر کے اپنا کفارہ آپ دو۔"

اس کے بعد آپنے لوگوں کو توبہ و استغفار اور صدقہ و خیرات کی رغبت دلائی ہے (جس سے اصل مطلب بطبق مصرع انہمہ از پے آنست کہ زر میطلبی۔ فلوس طلبی ہے۔ تاکہ مطبخ گرم رہے۔ اور دوائی خانہ قوت یار ہیں یا تونیاں تیار ہوں)۔ اس کے بعد آپنے فرمایا ہے خدا نے آج سے پچیس برس پہلے طاعون کی خبر دی تھی اور براھین احمدیہ میں یہ شائع ہو چکی ہے۔ اور اس الہام کی اصل عبارت ایک اور اشتہار میں جو بعنوان الانذار آپنے شائع کیا ہے یہ نقل کی ہے۔ واصنع الفلک باعیننا و وحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون

اور اس کا ترجمہ رسالہ دافع البلا کے حاشیہ صفحہ ۶ میں ان الفاظ سے کیا ہے یعنے ایک کشتی میرے حکم سے اور آنکھوں کے روبرو بنا جو انکو مرنے سے بچا لیگی۔ جو ظلم اور سرکشی اور بدکاری میں اور نافرمانی سے باز نہیں آتے۔ میرے آگے انکی سفارش نہ کر۔ وہ غرق کئے جاینگے اور متن رسالہ دافع البلا کے صفحہ ۶ سطر ۳ میں اس پیشگوئی کو متعلق طاعون قرار دیا ہے۔ اور یہ کہا ہے کہ بلکہ طاعون کی خبر آج سے بائیس برس پہلے براہین احمدیہ میں دی گئی ہے۔ پھر اسکے حوالہ میں حاشیہ منقولہ بالا تحریر کیا ہے۔

اسی رسالہ دافع البلا کے بعد آپنے رسالہ کشتی نوح بنایا۔ تو اسمیں بھی یہی جتایا ہے کہ جو کشتی بنانے کا حکم ہے وہ اسی طاعون سے بچنے کے لیئے ہے۔

اب کرشن جی کا یہ بچن (قول) کہ میں نے براہین احمدیہ اور الوصیت میں زلزلہ کی خبر دی تھی۔ دروغ بے فروغ نہیں تو اور کیا ہے۔ حضرات ناظرین! اشتہار الوصیت میں اور الہام مذکور براہین احمدیہ میں زلزلہ کا ذکر یا اشارہ تک بھی نہیں ہے۔ اور کرشن جی کا اشتہار الوصیت میں یہ کہنا کہ کیا زلزلہ جو ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کی صبح کو ظاہر ہوا وہی نشان نہیں ہے جس کی خدا نے پہلے سے خبر دی تھی۔ ایسا سفید جھوٹ ہے کہ دنیا میں اس سے بڑھکر سفید یا سیاہ جھوٹ نہ ہوگا۔

اس دروغ گوئی پر آپکی اس دلیری و دلاوری کو جو مصرع

چہ دلاور ست دزدیکہ بکف چراغ دارد

کا مصداق ہے ناظرین ملاحظہ فرمائیں کہ جو معنی الہام موتا موتی اور عفت الدیار محلہا ومقامہا کے اشتہار الوصیت میں کرشن جی نے خود بیان کئے ہیں کہ اس سے طاعون مراد ہے۔ اسکو بعد وقوع زلزلہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء خود ہی غلط قرار دیتے ہیں اور اسپر طرفہ یہ ہے کہ پھر اس غلطی کا اعتراف نہیں فرماتے۔ اور یہ نہیں کہتے کہ

پہلے ہم یا ہمارا ملہم بھول گئے تھے اور غلطی سے اسکے معنے طاعون بیان کیئے۔
بلکہ ان معنوں سے آنکھ بند کرکے اور اپنے مریدوں کی آنکھوں میں خاک ڈال کر
اشتہار الانذار میں فرماتے ہیں۔ وہ پہلی پیشگوئی جو میں نے الحکم اور البدر میں حادثہ
سے پانچ ماہ پہلے ملک میں شائع کرکے خبر دی تھی۔ کہ ملک میں بڑی تباہی پیدا ہوگی
اور شور قیامت برپا ہوگا۔ اور یکدفعہ موتا موتی ظہور میں آجائے گی۔ دیکھو وہ نشان
کیسا پورا ہوا اور جیسا کہ میں نے ابھی لکھا ہے یہ پیشگوئی مذکورہ اخبار الحکم اور البدر
میں اس زلزلے سے قریباً پانچ ماہ پہلے شائع کردی گئی تھی۔ اور پیشگوئی مذکور یہ ہے
عفت الدیار محلہا ومقامہا یعنے بہت سے مخلوق کو مٹا دینے والی تباہی آئیگی
جس سے مکانات بے نشان ہوجائیں گے اور ان مکانوں اور گھروں کا پتہ نہ ملیگا
کہ کہاں تھے۔ دیکھو کیسی صفائی سے یہ خدا کی باتیں پوری ہوگئیں۔ اگر تم عربی دان
نہیں ہو تو عربی دانوں سے پوچھ لو کہ اس وحی الٰہی کے کیا معنے ہیں۔ کہ عفت
الدیار محلہا ومقامہا۔ اے عزیزو اسکے یہی معنے ہیں۔ کہ محلوں اور مقاموں
کا نام ونشان نہیں رہے گا۔ طاعون تو صرف صاحبِ خانہ کو لیتی ہے۔ مگر جس
حادثہ کی اس وحی الٰہی میں خبر دی گئی تھی۔ اس کے تو یہ معنے ہیں کہ نہ خانہ رہیگا
اور نہ صاحبِ خانہ۔ سو خدا تعالےٰ کا فرمودہ جس طور سے اور جس صفائی سے پورا
ہوگیا۔ آپ صاحبوں کو معلوم ہے۔ اسکی نسبت اشتہار الوصیّت میں یہی خبر
دی گئی تھی"۔ اس عبارت کو پڑھکر اور تنقیح یا تغلیط معنی منصرح و مبینہ اشتہار
الوصیّت کو دیکھکر یہ مثل یاد آتی ہے کہ مشتیکہ بعد از جنگ یاد آید برکلّہ خود باید زد
اور بے ساختہ اور بے تحاشا یہ کہنا پڑتا ہے کہ اگر الہام موتا موتی اور عفت
الدیار محلہا ومقامہا۔ آپ کے ملہم کی مراد یہی زلزلہ تھا تو پانچ مہینے سے بلکہ
زمانہ تالیف رسالہ دفع البلاء سے بلکہ زمانہ تالیف براہین احمدیہ چبیس برس سے آپکو

ملہم نے آپکو جہالت میں کیوں رکھا۔ اور اشتہار "الوصیت" میں آپکی تفسیر طاعون کی غلطی کو کیوں ظاہر نہ کیا۔

معلوم ہوتا ہے۔ آپکا ملہم (جو یقیناً معلم الملکوت ہے) پرلے سرے کا احمق ہے۔ یا مسخرہ بیجو سالہا سال اپنے الہاموں کے معنے در بطن خود رکھتا ہے۔ آپکو ان معنوں سے اطلاع نہیں دیتا۔ اسیواسطے آپ ہمیشہ گرگٹ کی طرح رنگ بدلتے رہتے ہیں۔ اور جیسے واقعات پیش آتے ہیں۔ ویسے معنے آپ بنا لیتے ہیں۔ اسکی اور تمثیل و تفصیل ناظرین اشاعۃ السنہ نمبر۱ جلد ۱۲ کے صفحہ ۲۴ و ۲۵ میں ملاحظ فرمائیں۔

اس اشتہار "الوصیت" میں جو عربی فقرہ عفت الدیار محلها و مقامها الہام قرار دیا ہے یہ ایک شعر جاہلیت* سے چرایا ہوا مصرع ہے۔ عربی دان بھی اس فقرہ کے وہ معنے سمجھ نہیں سکتے جو کرشن مہاراج نے معلم الملکوت سے الہام پاکر خود ہی بیان کیے ہیں۔ کہ نہ مستقل سکونت امن کی جگہ رہیگی۔ اور نہ عارضی سکونت امن کی جگہ۔ عرب کے عربی جاننے والے اس فقرہ میں ایسا کوئی لفظ نہیں پاتے جس کے معنے سکونت کے ہوں اور نہ وہ کوئی فاعل سکونت اس فقرہ میں دیکھتے ہیں۔ لفظ محلها و مقامها میں جو ضمیر مجرور (ها) ہے اسکا مرجع۔ تو اس فقرے میں لفظ "دیار" کے سوا کوئی نظر نہیں آتا۔ اور دیار ایسی اشیا ہیں جو محل سکونت ہیں۔ نہ فاعل سکونت۔ فاعل سکونت تو ساکنین ہیں۔ جنکا اس فقرے میں نام و نشان نہیں ہے۔ ہے تو بطن قائل (کرشن یا اسکے ملہم) ہی میں ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ آپنے یہ مصرع چرا تو لیا مگر پھر آپکو سوجھا کہ جملہ عفت الدیار کے بعد محلها و مقامها کہنا بے معنے اور فضول تک بندی ہے۔ اور اگر محلها کو دیار سے بدل ٹھہرا کر اس کے معنے کچھ بن جائیں کہ گھروں کا محل ہی نظر نہ آئیگا۔ کہ وہ کہاں تھے تو مقامها کا کوئی مطلب نہ نکلیگا کیونکہ گھر اپنے محل چھوڑ کر دوسرے مقام عارضی میں نہیں

* لبید شاعر جاہلیت کا وہ شعر ہے جو دیوان حماسہ میں منقول ہے۔

جایا کرتے۔ توآپنے ساکنین کی جاے سکونت عارضی کا لفظ اسکے معنوں میں داخل کردیا اور یہ نہ سمجھا کہ سکونت وساکنین کا لفظ اس معنے کی تصحیح کے لئے کہاں سے آئے گا۔ سچ ہے "عیب کرنے کو بھی ہنر چاہیے"

وہ لوگ کہاں ہیں جو کرشن جی کی عربی کو سمجھ جانتے ہیں۔ وہ تشریف لائیں اور وہ اس عربی کا ان معنی میں صحیح ہونا ہی ثابت کر دکھائیں۔ سمجھ ہونا تو بالاتر ہے۔

بعض بے علم اور عربی سے ناواقف کہا کرتے ہیں کہ کرشن جی کی عربی کا مقابلہ کوئی مسلمان نہیں کرتا۔ اسکا جواب اشاعۃ السنۃ میں بارہا دیا گیا ہے۔ جسکا خلاصہ یہ ہے کہ کوئی عالم عربیت اسکی عربی کو عربی نہیں جانتا اور اس کو مخاطب صحیح خیال نہیں کرتا۔ انکو عار و ننگ ہے کہ اسکی عربی کو عربی سمجھکر اسکے مقابلے میں قلم اٹھا دیں۔ اور اس جاہل از عربیت کو اپنا مخاطب بنائیں۔

کرشن جی کو ۸۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے اشتہار الانذار میں ایک پیشگوئی یا یوں کہو دروغگوئی اور بھی ہوئی ہے۔ جس کے صورت و الفاظ یہ ہیں:۔

الانذار

{غور سے پڑھو کہ یہ خدا تعالےٰ کی وحی ہے}

آج رات تین بجے کے قریب خدا تعالیٰ کی پاک وحی مجھپر نازل ہوئی جو ذیل میں لکھی جاتی ہے۔ تازہ نشان کا دھکا زلزلۃ الساعۃ۔ قوا انفسکم ان اللہ مع الابرار۔ دنیٰ منک الفضل۔ جاء الحق و زھق الباطل۔ ترجمہ مع شرح۔ یعنے خدا ایک تازہ نشان دکھائیگا۔ مخلوق کو اس نشان کا ایک دھکا لگے گا۔ وہ قیامت کا زلزلہ ہوگا (مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے۔ جو دنیا پر آئیگی جسکو قیامت کہ سکینگے۔ اور مجھے علم نہیں دیا گیا کہ ایسا حادثہ [illegible]

*جن معنے میں جاہل شاعر نے یہ لفظ استعمال کیا ہے وہ صحیح ہیں۔ مگر یہ مقام اس کی تفصیل کا محل نہیں

کب آئیگا۔ اور مجھے علم نہیں کہ وہ چند دن یا چند ہفتوں تک ظاہر ہوگا۔ یا خدا تعالٰے اسکو چند مہینوں یا چند سال کے بعد ظاہر فرمائے گا۔ بہرحال وہ حادثہ زلزلہ ہو۔ یا کچھ اور ہو۔ قریب ہو۔ یا بعید ہو۔ پہلے سے ثابت خطرناک ہے۔ سخت خطرناک ہے اگر ہمدردی مخلوق مجھے مجبور نہ کرتی تو میں بیان نہ کرتا"

حضرات ناظرین اس پیشگوئی کا لفظ زلزلۃ الساعۃ تو قرآن میں سے چورایا گیا ہے۔ قرآن کی پوری آیت یہ ہے۔ یاایھا الناس اتقوا ربکم ان زلزلۃ الساعۃ شئ عظیم ۝ یوم ترونھا تذھل کل مرضعۃ عما ارضعت وتضع کل ذات حمل حملھا وتری الناس سکرٰی وما ھم بسکرٰی ولکن عذاب اللہ شدید ۝ اور اسکا ترجمہ یہ ہے۔ لوگو خدا سے ڈرو قیامت کا زلزلہ بڑی (بھاری) چیز ہے۔ جسدن تم اس زلزلہ کو اس حالت پر پاؤگے کہ دودھ پلانے والی اپنے بچہ کو بھول جائے اور حاملہ حمل گرادے اور لوگ نشہ کی سی حالت میں ہوں اور درحقیقت وہ نشہ میں نہ ہونگے ویکن خدا تعالٰی کا عذاب سخت ہوگا۔ جس کے ہول سے۔ وہ سراسیمہ ہونگے۔

مسلمان اس آیت کے مضمون پر پہلے ہی ایمان ویقین رکھتے ہیں اور زلزلہ قیامت سے ڈرتے ہیں۔ کرشن جی نے اس آیت کے ایک لفظ کو چرا کر اپنا الہام بنالیا اور خدا پر افترا کیا اور اپنے دام افتادہ احمقوں کو ڈرا دھمکا کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہا اور اس ذریعے سے ان سے ٹکے بٹورنے کا ایک ڈھنگ نکالا ہے۔ مگر چواس کے اخیر میں یہ فقرہ لگا دیا گیا ہے کہ مجھے اس بات کا علم نہیں دیا گیا۔ کہ زلزلہ سے زلزلہ مراد ہے۔ یا کوئی اور حادثہ اور وہ چند دنوں میں آئے گا۔ یا چند ہفتوں یا مہینوں یا سالوں میں اس نے اس منتر کو بے اثر کردیا ہے۔ اس پیشگوئی کو کرکری بنا دیا۔ عام لوگ اسپر ہنسی اڑا رہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ ایسی پیشگوئی تو ہر شخص کرسکتا۔ اور کہہ سکتا ہے

کہ دنیا پر کوئی حادثہ آنے والا ہے جسکی نوعیت اور وقت کو مقرر نہیں کیا جا سکتا اور پھر وہ انہیں جھوٹا نہیں ہو سکتا کیونکہ دنیا حوادث سے خالی نہیں رہی اور نہ آیندہ رہیگی۔ یہاں تک کہ قیامت برپا ہوگی اور ایسی پیشگوئی کرنے والا ملہم کہلانے اور مرید سے فلوس کمانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔

اس فقرے کے لگانے سے بھی آپ چوکڑی بھول گئے اور باوجود شہسوار ہونے میدان بات بنانے کو منہ کے بل گرے۔ سچ کہا گیا ہے ؎

گرتے ہیں شہسوار ہی میدان رزم میں ؂
وہ طفل کیا کرے گا جو گھٹنوں کے بل چلے؛

اس قسم کی دروغگوئیاں اشتہار الانذار ۱ میں اور بھی ہیں۔ مگر اس مقام تمثیل جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔ کافی سے زیادہ ہے۔

اب ہم پھر مسلمانان اہل ایمان سے مخاطب ہوتے ہیں اور انکی خدمات میں ناصحانہ التماس کرتے ہیں کہ وہ معصیت خدا سے تائب ہوکر خدا کی طرف انابت فرمایا کریں اور اس قسم کے گناہوں سے بچیں اور اپنے متعلقین کو بچائیں۔ تاکہ انپر رحم ہو اور نئے دین کے عذابوں اور بلاؤں سے انکو نجات ہو۔

اس مقام میں اگر کسی کے دل میں یہ شبہ پیدا ہو کہ بعض مقامات میں بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو اس قسم کے گناہ نہیں کرتے۔ جن کی سزا اس قسم کے عذاب ہیں خصوصًا نابالغ بچے اور عورتیں اور ایسے سیدھے سادے لوگ ہیں جنسے اس قسم کے گناہ سرزد نہیں ہوتے۔ پھر ان مقامات میں زلزلہ کیوں آیا۔ جس سے انکی جانوں کو نقصان پہنچا۔ اسکا جواب یہ ہے کہ یہ پروردگار کی عادت قدیم ہے کہ جس قوم کے اکثر لوگ سرکش ہو جائیں۔ اور انمیں گناہ کی خباثت کثرت سے پھیل جاوے اور وہ قوم لائق عذاب ٹھہر چکے۔ تو اس قوم کے عام لوگوں پر عذاب نازل ہوتا ہے۔

اس عذاب سے اسی شخص کو خدا بچا لیتا ہے جو اس قوم سے نکل جائے۔ اور اس جگہ سے مہاجرت اختیار کرے۔ جیسے حضرت لوط مع اپنے صالح عیال کے اپنی بستیوں سے جنپر عذاب آیا تھا۔ نکل گئے تھے۔ یا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مکہ سے نکل گئے تھے۔ جب انپر قحط مسلط ہوا تھا۔ اور جو صالحین یا بے گناہ اشخاص اپنی قوم لائق عذاب میں شامل رہیں۔ وہ عذاب عام دنیا میں شامل رکھے جاتے ہیں۔ اور وہ عذاب اُن کے لئے گو صورۃً عذاب ہوتا ہے۔ مگر حقیقۃً رحمت اور انکی شہادت کا موجب ہوتا ہے۔ چنانچہ ان کے حق میں اس مضمون کی احادیث بصفحہ ۲۳۶ و ۲۳۷ نمبر ۵ جلد ہذا گذر چکی ہیں جن میں سے ایک یہ حدیث ہے۔ کہ جو شخص دیوار یا چھت کے نیچے دبکر یا پانی میں ڈوبکر مرجائے وہ شہید ہوتا ہے۔ اور دوسری یہ حدیث کہ ناگہانی مرگ کافر کے لئے غصہ کی پکڑ ہے اور مومنوں کے لیئے رحمت۔

علاوہ براں ایک اور حدیث میں ذکر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

وعن ابن عمر قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم اذا انزل الله بقوم عذابا اصاب العذاب من كان فيهم ثم بعثوا على اعمالهم متفق عليه۔

جس وقت کسی قوم پر عذاب نازل ہوتا ہے وہ سبھی افرادِ قوم پر نازل ہوتا ہے۔ پھر وہ اپنی نیت پر اٹھائے جاتے ہیں۔ یعنے جو صالح ہوتا ہے وہ آخرت میں اجر اور ثواب پاتا ہے۔ اور جو بدعمل ہو وہ عذاب پاتا ہے

وعن جابر قال قال رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم يبعث كل عبد على ما مات عليه رواه مسلم (مشکوۃ ص ۴۴۹)

ایک اور حدیث میں کہ یاجوج ماجوج کے ہاتھوں سے لوگوں کے ہلاک ہونے کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذکر فرمایا۔ تو حضرت زینب نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کیا ہم سب ہلاک ہو جائیں گے۔ حالانکہ ہم میں صالحین بھی ہونگے۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں اگر خباثت میں کثرت ہو جائیگی۔ مشکوۃ ص ۴۶۴

وعن ابی هریرة انه سمع رجلا یقول ان الظالم لا یضر الا نفسه فقال ابوهریرة بلی واللہ حتی الحباری لتموت فی وکرها هزلا لظلم الظالم رواه البیهقی فی شعب الایمان (مشکوة ص ۴۳۵)

واتقوا فتنة لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصة واعلموا ان اللہ شدید العقاب۔ (انفال ع ۳)

ایک اور حدیث میں ذکر ہے کہ حضرت ابوہریرہ رض نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ ظالم بجز اپنی جان کے کسی کو ضرر نہیں پہنچاتا۔ حضرت ابوہریرہ رض بولے کہ یہ بات نہیں۔ بخدا ظالم کے سبب چرز (جانور) اپنے گھونسلے میں بھوک سے دبلا ہو کر مرجاتا ہے۔ یعنے اسکی شامت ظلم سے اسکو بھی کھانے کو نہیں ملتا۔ اس قول حضرت ابوہریرہ رض کی تصدیق اس قول خداوندی سے ہوتی ہے کہ مومنو! اس عذاب سے بچو جو خاص کر ظلم کرنے والوں کو ہی نہیں پہنچتا اور واقعات دنیا بھی اسپر شاہد ہیں دنیا میں عام عذاب نازل ہو رہے ہیں کہیں طاعون ہے کہیں خشکسالی ہے۔ کہیں زلزلے ہیں اور کہیں وبائے ہیضہ ہے۔ کہیں بارش کی کثرت اور برف باری سے ہزاروں جانیں تلف ہوتی نظر آرہی ہیں۔ یہ سبھی آفات ظالموں کی شامت اعمال کا نتیجہ ہیں۔ آجکل اور اس سے کئی سال پیشتر جو کرشن قادیان سے ظلم (کذب وافترا علے اللہ) سرزد ہو رہا ہے۔ اسمیں بہت لوگ مستوجب سزا ہیں۔ جو لوگ اسکو عقائد اور اقوال واعمالِ بد کے حامی ہیں انکا مستوجب سزا ہونا تو ظاہر ہی ہے اور جو لوگ ان عقائد وافعال کے مخالف ہیں وہ اسوجہ سے مستوجب سزا ہیں کہ وہ ان عقائد واقوالِ ظالمانہ پر واقف اور مطلع ہو کر اپنی غیرت نہیں کرتے اور قطعی قدرت سمجھنے ورہے ان اقوال وعقائد ظالمانہ کے رد میں اہل غیرت کو مدد نہیں دیتے۔

عن جابر رض قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اوحی اللہ عز وجل

ایک حدیث میں آیا ہے کہ ایک قوم کی نسبت خدا تعالے کا جبرئیل کو حکم ہوا

الی جبرئیل علیہ السلام ان اقلب مدینۃ کذا وکذا باھلھا فقال یا ربّ ان فیھم عبدک فلانا لم یعصیک طرفۃ عین فقال اقلبھا علیہ وعلیھم فان وجھہ لم یتمعر فی ساعۃ۔ رواہ البیھقی فی شعب الایمان (مشکوۃ)

کہ انکی بستیوں کو ساکنین سمیت پلٹ دے۔ جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی کہ اسمیں ایک شخص ایسا نیک ہے کہ اس نے کبھی ایک لمحہ گناہ نہیں کیا۔ خدا تعالے نے حکم دیا کہ اسپر اور ان سب پر الٹا دے کیونکہ وہ میرے دین کی غیرت میں ایک ساعت چیں بجبیں نہیں ہوا تھا۔

گورنمنٹ بھی خدا کے (جو تمام دنیا کا شاہان شاہ ہے) نزدیک کرشن جی کے مظالم کی جوابدہ اور قصوروار ہے کہ باوجود قدرت تام واختیار عام اس ظلم پر اس کو مہلت دی جاتی ہے۔ اور اسپر مواخذہ نہیں کرتی اسی قصور کا یہ بدلہ ہے جو اس زلزلے کے سبب گورنمنٹ کو ضلع کانگڑہ وہرم سال میں نقصان پہنچا اور بہت سارہ پیسہ ضائع ہوا اور بہت سے جوڈیشل اور ملٹری افسروں اور ملازموں کی جانیں تلف ہوئیں گورنمنٹ اب بھی خدا سے ڈرے اور اس کے مفتریانہ دعوؤں کو جس سے ہزاروں بندگان خدا کا نقصان ہو رہا ہے۔ روکے بعضے ناوان جو کہ تہ توستہ الثدا ورایام اللہ سے واقف ہیں اور نہ واقعات دنیا سے خبر رکھتے ہیں۔ انکا یہ خیال ہے کہ خدا تعالے گورنمنٹ پر ہمیشہ نظر عنایت اور مہربانی رکھتا ہے۔

اسیواسطے کوئی انگریز مبتلائے بلا رطاعون وغیرہ نہیں ہوا۔ انکو واضح ہو کہ اس زلزلہ ۴؍ اپریل سے بڑے بڑے انگریز بھی ہلاک ہوگئے ہیں۔ اور طاعون مدت ہوئی انگریزوں کے ملک میں اپنا ہاتھ دکھا چکی ہے۔ چنانچہ ۱۳۶۵ء میں ایک خوفناک طاعون جس کو بلیک ڈیتھ کہتے ہیں براعظم سے انگلستان میں آئی اور شہروں کے بھربھر کوچوں اور ملک کی چھوٹی چھوٹی جھونپڑیوں میں لوگ اسقدر جلدی مرگئے کہ

انکو دفن کرنا مشکل تھا۔ آخر کار انگلستان کی آبادی کی ایک تہائی سے زیادہ لوگ تباہ ہوئے اور ابھی انمیں وہ لوگ جو لڑائی میں مرے تھے۔ نہیں شمار کیئے گئے۔
(تاریخ انگلستان تصنیف اربیلا بی بکلے صفحہ ۹۵)

۱۶۶۵ء میں ایک سخت سزا نے لنڈن کو چہرہ دکھایا اس زمانے کے بھر پور شہروں میں طاعون ایک معمولی بات تھی۔ اور لنڈن کے تنگ کوچوں میں جہاں گھروں کی اوپر کی منزلیں آپس میں تقریباً چھوتی تھیں اور مٹی کے فرش پرالی۔ خوراک اور غلاظت سے ڈھکے ہوئے تھے۔ موسم گرما ہمیشہ تھوڑی بہت وبا لایا۔

۱۶۶۵ء کا موسم گرما تمام پچھلے مشاہدہ سے گرم تھا۔ ماہ مئی میں پلیگ جو براعظم پر بڑے زور شور میں تھی۔ لنڈن میں نمودار ہوئی اور تمام موسم گرما میں بڑھتی گئی یہاں تک ماہ ستمبر میں صرف ایکدن میں پندرہ سو آدمی مرگئے۔ اور تین ہفتوں میں چوبیس ہزار دروازہ بدروازہ سرخ کراس جیسے نشان (×) گھر کے اندر پلیگ ظاہر کرنے کی غرض سے نمودار ہوا اور مردوں والی گاڑی بمعہ بجتے ہوئے گھنٹے کے رات کو گذرتی تھی۔ اور یہ صدا آتی تھی کہ اپنا مردہ باہر لاؤ۔ بادشاہ درباری۔ پارلیمنٹ کے ممبر اور ڈاکٹر اور پادری شہر سے بھاگ گئے۔ موسم سرما کے آتے ہی طاعون دفع ہوگئی۔ اور ایک لاکھ آدمی مرگئے اور ۱۶۶۶ء میں لنڈن میں آگ لگ گئی اور تین دن تک برابر جلتی رہی۔ ۱۳۲۰۰ گھر ۸۹ گرجے اور بہت سے کمپنی کے ہال اور تھیئٹر گرائے گئے اور بڑی کوشش سے آگ مکانوں کے بیچ میں فاصلے کر کے بجھائی گئی۔ اسکی وجہ سے بہت نقصان ہوا۔
(تاریخ انگلستان تصنیف اربیلا بی بکلے صفحہ ۲۱۹ و ۲۲۰)

چند سال کا عرصہ گذرا ہے کہ یوروپ کے بڑے بڑے شہروں کے بڑے بڑے اراکین کو انفلوئنزا بیماری نے خاک میں ملا دیا تھا۔ جس کی تفصیل اخباروں میں آچکی تھی۔ الغرض یہ خیال خام اور نادانی کا خیال ہے۔ کہ خداوند تعالیٰ بادشاہوں کا بادشاہ

یورو پین گورنمنٹوں پر ہمیشہ نظر عنایت رکھتا ہے۔ اِسوجہ سے انپر کسی گناہ کے عوض کوئی بلا نہیں آتی۔ یہ بیت ہر ایک ملک ہر ایک قوم ہر ایک کلاس اقوام کے لیئے نصب العین کر رکھنا واجب ہے ؎

تو مشو مغرور بر حلم خدا ٭
دیر گیرد سخت گیرد مر ترا ٭

جو لوگ خدا تعالے اور اسکو کلام کو نہیں مانتے اور وہ نیچر لسٹ (یعنے نیچر خدا ماننے والے) یا میٹیریلسٹ (یعنے مادہ کو خدا ماننے والے ہیں) وہ ہمارے اس بیان کو ایک بازیچہ سمجھینگے ؎

اگر صد باب حکمت پیش ناداں
بخوانی آیدش بازیچہ در گوش

اور وہ ہماری قوم تمام تقریر کے (بجواب سوال اہل ایمان تحریر میں آئی ہے) جواب میں یہ کہدینگے کہ زلزلہ جن طبعی اسباب بخارات زمین یا مادہ آتشین سے پیدا ہوتا ہے۔ وہ خواہ مخواہ اپنے وقت پر ظہور کرتا ہے اور وہ کبھی ٹل نہیں سکتا گو ہندو و مسلمان و عیسائی و اور تمام مذاہب دنیا کے لوگ رو رو کر خدا کو پکاریں اور دعا و زاری کریں اور صدقہ و خیرات نکالیں۔

ان لوگوں کا پورا اور عملی جواب تو خدا تعالے ہی کی قدرت میں ہے وہ انپر آسمان سے کوئی بلا نازل کرے۔ طاعون بھیجے یا زلزلہ سے انپر کسی مکان کی چھت یا پہاڑ لوٹ پڑے تو اسوقت وہ بے اختیار خدا خدا پکارا ٹھیں انکی پکار اور توبہ استغفار سے وہ بلا ٹلے تب وہ مانیں کہ خدا تعالی کا نافذ و کارساز (مسبب الاسباب)۔ وہ ان اسباب میں جو چاہے تبدیل و تصرف کر سکتا ہے۔ بہت سے ملحدوں اور دہریوں کا حال دیکھا اور سنا گیا ہے۔ کہ جب انکی جان پر آپڑتی ہے اور کسی سبب اور علاج سے

جانبر نہیں ہو سکتے۔ تو آخر وہ خدا خدا یا گاڈ او مائی گاڈ پکارتے ہیں اور خدا کی طرف التجا کرتے ہیں۔

علمی جواب ہم اس مقام ترغیب و ترہیب اہل ایمان میں اسقدر دی سکتے ہیں۔ کہ طبیعت یا مادہ اور جو اس کے اندر خواص و اسباب پائے جاتے ہیں اور وہ وقتاً فوقتاً صورت پذیر ہوتے ہیں۔ وہ سب کے سب ممکن الوجود ہیں نہ واجب الوجود اور تجدد و حدوث ان کے لئے لازم و مشاہدہ ہے۔ یہ امکان و حدوث تجدد مقتضی ہے اور قطعی فیصلہ کرتا ہے کہ جو کچھ ان سے ظہور میں آتا ہے۔ وہ صرف انکی ذات سے سرزد نہیں ہوتا بلکہ انسے خارج ایک ذات سے ہوتا ہے۔ وہ ذات خارج تب ہی انکی اس احتیاج کو رفع کرسکتی ہے اور انکی حالت ممکنۃ الوجود کو فعلیت میں لاسکتی ہے۔ جبکہ وہ انمیں کلی تصرف کا اختیار رکھتی ہو یفعل ما یشاء ویحکم ما یرید کا مصداق ہو۔ وہ ذات ایسی نہ ہوتی تو عالم (یا مادہ و مادیات) بوجود ہی میں نہ آتا۔ عالم وجود میں آگیا ہے۔ تو اس سے صاف اور قطعاً و یقیناً ثابت ہے کہ وہ ذات ایسی ہی ہے۔ وہ ایسی ہی ہے تو وہ عالم کو جسطرح چاہے بدل سکتی ہے چاہے تو ایک آن میں آگ کو ہوا کردے۔ ہوا کو آگ بنا دے۔ زمین کے بخارات اور پہاڑوں کے مادہ آتشیں کو چشمے پانی کی طرح بہادے جیسا کہ جزیرہ ہوائی میں کالیج پہاڑ کی بھٹی کی جھیل میں ہو رہا ہے۔[*]

[*] جزائر ہوائین میں کلایوہ کوہ آتشفشاں کی بھٹی میں ایک جھیل تین میل چوڑی ہے جسمیں ہمیشہ پگھلا ہوا مادہ یعنی لاوا رہتا ہے اور بعض دفعہ زیادہ گرمی کی وجہ سے وہ جھیل بھٹی کی دیواروں پر سے بہہ جاتی ہے۔ لیکن ابلتا ہوا آتشی تودہ کبھی منجمد نہیں ہوتا۔ یہ جھیل جو تقریباً تین میل چوڑی ہے۔ آتشی لہروں میں بہتی ہے۔

(منیویل آف جغرفی صفحہ ۱۷ و ۲۷)۔

یا لطیف ہوا کر کے مسامات زمین لکا لکر اڑا دے۔ اس اجمال کی تفصیل ہم ریویو رسالہ نعمانی کے "الکلام" میں کرینگے جو عنقریب شائع ہوگا بتوفیق اللہ تعالیٰ۔

النداء من وحی السماء

اس نام و عنوان کا تیسرا اشتہار کرشن جی کا مضمون سابق کے کاپی ہوجانے کے بعد ہمارے پاس پہنچا۔ اس عنوان کی شرح و تفسیر کرشن مہاراج نے ان الفاظ سے کی ہے یعنے ایک زلزلہ عظیمہ کی نسبت پیشگوئی بار دوم وحی الٰہی سے۔ اس تفسیر کو دیکھکر ہم نے یہ سمجھا تھا کہ شاید اسمیں زلزلہ کی نسبت صاف الفاظ میں پیشگوئی ہو اور اس اشتہار کو اول سے آخر تک پڑھا ختم کیا تو اسمیں بھی بجز پرانی لاف زنی۔ بیہودہ گوئی جعلسازی۔ افترا پردازی۔ دھوکہ دہی اور روباہ بازی کچھ نہ پایا۔ ہمارے مضمون سابق کو پڑھکر اس اشتہار کی افترا پردازیوں کو ناظرین خود بخود سمجھ جائینگے۔ تاہم بنظر مزید تائید اس اشتہار کی چند دھوکہ دہی و افترا پردازیوں کو تین نمبروں میں بیان کیا جاتا ہے۔

نمبر اول۔ اس اشتہار میں مہاراج کرشن جی نے کہا ہے۔ اتبک ایک فرد بھی ہماری جماعت میں سے طاعون سے نہیں مرا جسنے علمی حالت کو محبت کاملہ اور قوت ایمان اور پورے صدق و صفا اور دین کو مقدم رکھنے کے ساتھ جمع کیا ہو اور جس کو میں نے ان علامات کے ساتھ شناخت کر لیا ہو۔ یا جسکو اسکے مرتبہ کی خبر دی گئی ہو۔ × × × × اصل الہام جس سے میں نے یہ نتیجہ نکالا تھا کہ خدا تعالیٰ ہر ایک کامل الایمان اور کامل العمل کو جو ہماری جماعت میں سے ہوگا۔ طاعون کی موت سے بچالے گا

یہ ہے۔ الذین اٰمنوا ولم یلبسوا ایمانھم بظلم اولٰئک لھم الامن وھم مھتدون × × × میں ایسے لوگوں کو بھی جانتا ہوں جو پہلے اسی جماعت میں داخل ہوئے اور پھر وہ مرتد ہو گئے۔

ناظرین اس قول میں جو کرشن جی نے افترا پردازی اور دھوکہ بازی کی ہے وہ آپکو جلد ہذا کے رسالہ نمبر ۱ صفحہ ۱۸ سے اور نمبر ۲ کے صفحہ ۴۹ سے بخوبی معلوم ہو سکتی ہے۔ اس مقام میں اس کے متعلق دو سوال کرشن جی سے کیئے جاتے ہیں۔ انکا جو جواب آپ دینگے۔ اس سے آپکی دھوکہ بازی و افترا پردازی اور بھی وضاحت سے ثابت ہوگی

سوالِ اوّل۔ یہ الہام جس سے آپنے طاعون سے بچنے کے لیئے کامل الایمان و العمل ہونے کی قید لگائی ہے۔ آپکو کب ہوا اور اسکو کب شائع کیا۔ اشتہار ۶ فروری ۹۸ء کے ساتھ یا اسکے چار سال بعد ۱۹۰۲ء میں جب قادیاں میں طاعون کا وقوع ہو گیا اور اپنے رسالہ دافع البلاء و کشتی نوح کو شایع کیا۔ اس کا جواب اگر آپ باختیار شق اوّل دیں تو اس الہام کے محل بیان کی نشان دہی کریں۔ اور اگر جواب باختیار شقِ ثانی دیں تو اس سے صاف ثابت ہوگا جو ہم نے نمبر اول و دوئم کے صفحات مذکورہ بالا میں کہا ہے۔ کہ آپکا ملہم بڑا عیار یا مسخرہ ہے جو آپکو واقعات اور مواقع دیکھکر الہامات کے معنے گھڑ لینا سکھاتا ہے۔

دوسرا سوال یہ کہ منجملہ بہت سے سیدکانِ مہاراج کرشن (یعنی مریدان خاص) کے جنکی فہرست شایع ہو چکی ہے۔ مولوی جمال الدین صاحب ساکن سیدوالہ ضلع منٹگمری جو کہ کرشن مہاراج کے بڑے بھاری چیلے تھے۔ اور ضلع منٹگمری میں انہوں نے آپکے بہت سیوک (مرید) بنا دیئے۔ جو انکے مرجانے کے بعد بھی مہاراج کے درشن کرنے کو قادیان میں آئے اور اس خاکسار سے بھی ملے تھے۔ اور مسٹر محمد افضل اڈیٹر البدر جو آپ کی نصرت وحمایت و اشاعت الہامات میں بڑے سرگرم تھے۔ یہ ——

دونو مومنِ کامل الایمان والعمل تھے یا منافق تھے۔ اور مرتد ہو کر مرے۔ اس سوال کا جواب اگر آپ باختیار شق اوّل دیں تو پھر آپ پھر یہ سوال ہے کہ یہ دونو طاعون سے کیوں مرے اور انکی موت سے آپ کے اس دعوے کا کہ میری جماعت کا ایک شخص بھی طاعون سے نہیں مرا۔ کذب ظاہر ہوا۔ یا کچھ کسر رہی ہے۔ اور اگر اس سوال کا جواب

باختیار خود حق ثانی دیں تو براہ مہربانی اس جواب کو شائع و مشتہر کر دیں۔ اس جواب سے لوگ آپ ہی نتیجہ نکال لینگے۔ کہ آپ کون ہیں اور کیسے راستباز ہیں۔ اور مولوی جمال الدین کے پھنسائے ہوئے سیوک (مریدیا) آپ کے سیوک رہنے چاہیئے یا آخر وہ بھی آپ سے مرتد ہونے کا خطاب پائیں یا وہ مسلمان رہنے کے لیئے آپکی اندوت چھوڑ دیں۔

نمبر دوم۔ اس اشتہار میں کرشن جی نے دعویٰ تو یہ کیا ہے کہ ۹۔ اپریل کو خدا تعالیٰ نے مجھے ایک سخت زلزلہ کی خبر دی ہے۔ اور اسکے ثبوت میں آپنے حاشیہ صفحہ ۲ میں سورۃ النازعات کی آیت ترجف الراجفۃ تتبعھا الرادفۃ کو دلیل ٹھہرایا ہے۔ اور پھر متن صفحہ ۱ میں لکھا ہے۔ اس بارے میں جو عربی میں مجھے وحی الٰہی ہوئی ہے اسکو اسجگہ مع ترجمہ لکھکر اشتہار کو ختم کرتا ہوں۔ اور وہ یہ ہے۔

بخور آنچہ ترا بخورانم۔ لك درجة في السماء و
الذين هم يبصرون نزلت لك لك نري
آيات وهدم ما يعمرون ۔ قل عندي
شهادة من الله فهل انتم مؤمنون كففت
عن بني اسرائيل ان فرعون وهامان وجنو
دهما كانوا خاطئين انى مع الافواج آتيك بغتة

یعنے جو کچھ میں تجھے کھلاتا ہوں وہ کھا۔* تیرا آسمان پر ایک درجہ ہے۔ اور نیز انمیں ایک درجہ ہے جو آنکھیں رکھتے ہیں اور دیکھتے ہیں اور میں تیرے لیئے زمین پر اتر ونگا۔ تا اپنے نشان دکھلاؤں۔ ہم تیرے لیئے زلزلہ کا نشان دکھلائینگے اور

* شاید اس تفسیر و معنے یہ ہوں کہ قوت باہ کی یا قوتیاں اور بادام روغن میں پکا ہوا پلاؤ۔ جو آپ کے دائمی استعمال میں آتے ہیں۔

وہ عمارتیں جن کو غافل انسان بناتے ہیں۔ یا آیندہ بنائیں گے۔ گرادینگے: اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک زلزلہ نہیں بلکہ کئی زلزلے ہونگے جو عمارتوں کو وقتاً فوقتاً گرائینگے۔ اور پھر فرمایا کہ میں تیری جماعت کے لوگوں کو جو مخلص ہیں اور بیٹیوں کا حکم رکھتے ہیں بچاؤنگا۔ اس وحی میں خدا تعالیٰ نے مجھے اسرائیل قرار دیا۔ اور مخلص لوگوں کو میرے بیٹے۔ اسطرح پر وہ بنی اسرائیل ٹھہرے۔ اور پھر فرمایا کہ میں آخر کو ظاہر کرونگا۔ کہ فرعون یعنے وہ لوگ جو فرعون کی خصلت پر ہیں اور ہامان یعنے وہ لوگ جو ہامان کی خصلت پر ہیں۔ اور ان کے ساتھ کے لوگ جو انکا لشکر ہیں۔ یہ سب خطا پر تھے اور پھر فرمایا کہ میں اپنی تمام فوجوں کے ساتھ یعنے فرشتوں کے ساتھ نشانوں کے دکھلانے کے لیئے ناگہانی طور پر تیرے پاس آؤنگا۔ یعنے اسوقت جب اکثر لوگ یاد نہیں کریں گے اور ٹھٹھے اور ہنسی میں مشغول ہونگے اور بالکل میرے کام سے بے خبر ہوں گے۔ تب میں اس نشان کو ظاہر کرونگا۔ کہ جس سے زمین کانپ اٹھیگی۔ تب وہ روز دنیا کے لیئے ایک ماتم کا دن ہوگا۔ مبارک وہ جو ڈریں اور قبل اس کے جو خدا کے غضب کا دن آوے۔ توبہ سے اسکو راضی کر لیں۔ کیونکہ وہ حلیم اور کریم اور غفور اور تواب ہے۔ جیسا کہ وہ شدید العقاب بھی ہے۔

ناظرین اس قول میں کرشن جی نے عجیب روباہ بازی اور دھوکہ دہی کی ہے۔ پہلے ناواقف مسلمانوں کے سامنے آیت قرآن جسمیں زلزلہ زمین یا نفخہ فنا کا ذکر ہے اور مسلمانوں کو اسپر یقین و اعتقاد ہے۔ پیش کی اور وقوع زلزلہ سے ڈرایا پھر اسکے ساتھ اپنا من گھڑت الہام ملا دیا۔ تاکہ قرآن مجید کی خبر سے خوف زدہ دل اسی خوف سے اسکے الہام سے بھی ڈر جائیں۔ اور اس کے الہام کو موافق قرآن سمجھکر مان لیں۔ پھر اس الہام کا نام تو عربی الہام رکھا ہے۔ مگر اسمیں ایک فقرہ فارسی بھی جوڑ دیا۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کرشن جی کا ملہم عربی میں کچا اور نو آموز ہے

جیسے ہند یا فارس کے نوآموز عربی دان عربی بولتے بولتے ہندی یا فارسی بھی کلمہ جڑ دیتے ہیں۔ اور پھر وہ عربی بھی ایسی بنائی ہے۔ کہ جس کے معنے عرب کے عربی دان کچھ نہیں سمجھ سکتے جب تک کہ آپکے ترجمہ یا تفسیر کو سامنے نہ رکھ لیں۔

اور اس طرفہ برطرہ یہ کہ جو مطلب اس الہام کا بنایا گیا ہے۔ وہ اس کے فارسی و عربی الفاظ سے نہیں نکلتا۔ اور زلزلہ عظیمہ پر جسکے واسطے دوبارہ پیشگوئی (یا یوں کہیں کہ دروغ گوئی) کی ہے۔ تصریح نہیں پائی جاتی۔ اسمیں صرف ایک ہدم عمارات کا لفظ ہے۔ جس کا مضمون کم وبیش ہر زمانہ میں ہر ملک میں وقوع میں آتا رہتا ہے۔ اور اس کو کوئی عاقل و با انصاف و با حیا انسان پیشگوئی قرار نہیں دیسکتا۔ پھر اس ہدم عمارات سے عنوان اشتہار میں ایک زلزلہ عظیمہ مراد ٹھہرایا ہے اور ترجمہ اور تفسیر الہام میں ایک زلزلہ نہیں بلکہ کئی زلزلے مراد لیئے ہیں۔ یہ ایک دوسری رو باہ بازی یا شتر مرغی ہے۔ پھر اسکے عربی الفاظ دیکھو تو یہ الہام ایک مجنون کی بڑ معلوم ہوتی ہے جملہ لک نری آیت کے بعد لفظ و بھدم یا یعمرون کوئی محل ترکیب و اعراب نہیں رکھتا۔ نہ واو کا محل عطف پیدا ہوتا ہے۔ نہ ب کا محل تعلق۔ ایسی نامعقول کلام کو الہام الٰہی کہنا خدا تعالیٰ پر بہتان باندھنا ہے۔

نمبر سوم اس اشتہار میں آپکا یہ دعویٰ ہے کہ اس سے ایک سال پہلے (جبکو اشتہار الدعوت والانذار میں غلطی سے پانچ مہینے لکھا گیا ہے) الہام عفت الدیار محلہا و مقامہا اور الہام زلزلہ کا دھکہ شائع ہو چکا ہے۔ اور کتاب براہین احمدیہ میں ۲۵ برس پہلے ان دونوں زلزلوں کا ذکر ہو چکا ہے۔ اس کے صفحہ ۵۱۶ میں پہلی پیشگوئی موجود ہے جسکی عبارت یہ ہے فبراہ اللّٰہ ممّا قالوا وکان عند اللّٰہ وجیھا الیس اللّٰہ بکاف عبدہ فلمّا تجلّٰی ربّہ للجبل جعلہ دکا واللّٰہ موھن کید الکافرین یعنے اپنے اس بندے کو تہمتوں اور بہتانوں سے بری کریگا۔ جو اسپر

لگائے جائینگے وہ خود اپنے بندے کے لئے کافی ہے۔ پس جب خدا پہاڑ پر تجلّی کریگا۔ تو اسکو پارہ پارہ کر دیگا۔ اور جو کچھ مخالف لوگ ناحق کے الزاموں میں مبتلا کرنا چاہینگے۔ ان کے سب مکر سُست کردیگا۔ اور اسکے صفحہ ۷۵ میں دوسری پیشگوئی زلزلہ کے بارے میں یہ ہے۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا اپنی قدرت نمائی سے تجھکو اٹھاؤنگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ الفتنة ههنا فاصبر كما صبر اولوالعزم فلما تجلّى ربه للجبل جعله دكًّا قوة الرحمٰن لعبيدالله الصّمد۔ عربی کا ترجمہ یہ ہے کہ خدا فرماتا ہے۔ کہ ان دنوں میں تیرے پر ایک فتنہ برپا کیا جاویگا۔ پس خدا تجھے بری کرنے کے لئے ایک نشان دکھائیگا۔ اور وہ یہ کہ پہاڑ پر اس کی تجلّی ہوگی اور وہ پہاڑ کو پارہ پارہ کر دیگا۔ یہ خدا کی قوت سے ہوگا۔ تا وہ اپنے بندے کے لئے نشان دکھاوے۔

ناظرین اس نمبر میں جو کرشن جی نے دروغ گوئی اور دہوکہ دہی کی ہے اسکا بیان ہمارے سابق کلام میں ہو چکا ہے۔ کہ نہ تو الہام عفت الدّیار الخ میں زلزلہ کا صریح بیان ہے اور نہ لفظ زلزلہ یا دھکہ سے زلزلہ ہی یقیناً مراد ہو سکتا ہے اس امر کا اور کوئی کب یقین کر سکتا ہے جبکہ خود کرشن جی مہاراج کو اسکا یقین نہیں ہوا۔ چنانچہ اشتہار الانذار میں وہ فرما چکے ہیں کہ مجھے علم نہیں دیا گیا کہ زلزلہ سے مراد زلزلہ ہے یا کوئی اور شدید آفت ہے۔ اس مقام میں صرف کرشن جی کی اس افتراپردازی کا جواب دینا ضروری ہے کہ انبیا علیہم السلام بھی اپنی پیشگوئیوں میں ایسی غلط معنے بیان کرتے تھے۔ جو آپ کر رہے ہیں۔ کبرت کلمة تخرج من افواههم ان يقولون الا كذبا۔ سو جواب یہ ہے کہ انبیا علیہم السّلام کی نسبت ایسا کہنا کفر ہے۔ اور اپنے خبیث دل سے بلا دلیل انبیا کے

ایک دل و دماغ کا قیاس کرتا ہے

1986 1

کار پاکاں را قیاس از خود مگیر
گرچہ آید در نوشتن شیر شیر

حضرات انبیاء علیہم السلام نے کبھی کوئی پیشگوئی ایسی نہیں کی جسکے معنے سالہا سال تک انپر مخفی رہے ہوں۔ اور اسوجہ سے انہوں نے جیسا موقع دیکھا ویسے معنے کر لیئے ہوں۔ جو شخص انبیا کی نسبت اس امر کو تجویز کرتا ہے۔ وہ انبیا کو اپنی طرح جھوٹا جانتا ہے۔ ہے کرشن مہاراج اگر آپ بحوالہ کتاب و سنت کوئی ایک پیشگوئی ایسی بتا دیں تو ہم سے ہماری حیثیت کے موافق جو چاہیں۔ انعام یا تاوان لیں۔ مگر یہ یاد رکھیں کہ اگر حدیث ذھب فھلے پیش کریں گے تو منہ کی کھائینگے۔ جیسا کہ مناظرہ لودہانہ میں کھا چکے ہیں۔ اور نمبر ۹ جلد ۱۲ میں ملاحظہ کر چکے ہیں۔ اور اگر بجائے قرآن و حدیث کوئی پیشگوئی تورات یا انجیل پیش کریں گے تو یہودی یا عیسائی کہلائینگے جو مثال پیش کریں آپ یہ دو امر ملحوظ رکھیں۔

کرشن جی کے اس اشتہار سوم اور اس سے پہلے اشتہار الدعوت والانذار میں یہ دعویٰ کہ لوگوں نے میری رسالت اور مسیحائیت اور مہدویت سے انکار کیا تو یہ زلزلہ آیا اور کانگڑہ۔ بھاگسو۔ پالم پور۔ سوجانپور۔ کلو۔ ریلو وغیرہ تیرہ مقامات کی مخلوقات کو تباہ کیا۔ اس سوال کا بہی محل ہے کہ ان سب مقامات میں اور ان سب لوگوں کو جو انمیں تباہ ہوئے۔ آپ کی دعوت نبوت و رسالت و مسیحائیت و مہدویت پہنچ چکی تھی یا نہیں۔ اگر آپ اسکا جواب بشق اثبات دیں تو اس کی دلیل اس تفصیل سے بتا دیں کہ فلاں فلاں مقامات میں اور فلاں فلاں اشخاص کو جو ہلاک ہوئے۔ فلاں فلاں رسولوں یا خلیفوں کے ذریعہ میری دعوت پہنچ چکی تھی۔ اور انہوں نے میری دعوت قبول کرنے سے انکار کیا تھا۔ آپ یہ تفصیل

بتاویں تو اسامی وار فہرست پیش کرنا آپ پر لازم ہوگا۔ اور اگر جواب بشق نفی دیں تو پھر آپ ہی خود سوچیں کہ جس قوم یا بستی میں کسی نبی و مامور کی دعوت نہیں پہنچتی اور اس قوم یا بستی سے انکار قبولیت و دعوت نہیں پایا جاتا۔ وہ قوم یا بستی عذاب الٰہی سے کب ہلاک کیجاتی ہے اور آیت وما کنا معذبین حتےٰ نبعث رسولاً اور اس مضمون کی چند آیتیں جن کے معنے یہ ہیں۔ کہ ہم کسی قوم یا بستی کو عذاب سے ہلاک نہیں کرتے جب تک انہیں رسول نہ بھیجیں اور آپ بھی ان آیات کو مان چکے ہیں اس امر کو کب جائز رکھتی ہیں۔ کیا خداوند تعالےٰ رحیم اور عادل کا انصاف اس امر کی اجازت دیتا ہے کہ کرشن جی کی دعوت سے انکار تو لاہور۔ امرتسر۔ بٹالہ وغیرہ کے لوگ کریں۔ اور پھر بھی وہ ان بلاؤں سے مامون و مصئون رہیں اور اس انکار کے بدلے عذاب الٰہی کلو اور ریلو میں نازل ہو اور اس سے وہ لوگ ہلاک ہو جائیں جنہوں نے کرشن قادیاں کی دعوت تو کجا نام بھی نہ سنا ہو۔ کیا اس سزا دہی پر وہ اردو مثل صادق نہ آئے گی کرے مونچھوں والا اور پکڑا جاوے داڑھی والا۔ یا وہ پنجابی مثل کہ نانی خصم کرے دھوتے (نواسے) لن کو اچیتی۔

کرشن جی تو گپیوں کے دھن میں سرشار ہیں اور ان سے لہو و لعب میں مشغول۔ وہ ان سوالوں کو کب سنتے ہیں۔ اور انکا جواب کب دیتے ہیں۔ جو لوگ خداتعالےٰ کا کچھ خوف رکھتے ہیں اور وہ دھوکہ میں آ کر کرشن جی کے چیلوں اور سیوکوں میں آپھنسے ہیں وہ خدا کے لیئے داد و انصاف دیکر ان سوالات کو سوچیں اور انصاف سے ان سب کے جوابات میں غور کریں۔ کہ زلزلہ یا طاعون وغیرہ آسمانی بلاؤں کا روحانی سبب کرشن جی کی دعوت سے انکار ہے۔ یا وہ سبب ہے جو ہم نے بیان کیا ہے۔ جس کو کسی مذہب سے کوئی خصوصیت

نہیں ہے۔ اور اسمیں پارٹی فیلنگز کا (اپنی قوم یا جماعت کے خیالات) کچھ
دخل نہیں ہے کہ ہر ایک مذہب کے اکثر افراد نے اپنے مذہب کی ہدایات و
اعتقادات واحکام کو پس دپشت ڈال دیا ہے۔ اکثر ہندو ہندو نہیں رہے
اور مسلمان مسلمان نہیں۔ عیسائی عیسائی نہیں رہے

ہندو نیئے نیئے ہیں مسلمان نئے نئے

اور اس جرم سے نکلو کے ہلاک شدہ لوگ بری نہیں اور نہ ریلویا اور مقامات
کے جہاں کسی بھی مذہب کی دعوت پہنچ چکی ہے اور پھر وہ اس مذہب سے
سرکش ہیں اور گناہوں میں مبتلا ہیں۔

اس روحانی علاج کا خلاف
اور اسپر عذاب کا خوف

مضامین سابقہ میں جو زلزلے اور طاعون کا روحانی علاج بتایا گیا ہے
اکثر لوگوں سے اسکے خلاف ہو رہا ہے اور وہ ان گناہوں پر جو ان عذابوں کے
اسباب ہیں۔ ویسے ہی مصر ہیں جیسے پہلے تھے۔ بلکہ پہلے سے ہی بڑھکر۔ ان
سب پیشقدم و تیز رفتار مہاراج کرشن قادیاں ہیں۔ جو لوگوں کو عذاب سے
ڈراتے اور جھوٹ وغیرہ گناہوں سے توبہ کی رغبت دلاتے ہیں۔ مگر خود جھوٹ اور
افترا علی اللہ سے توبہ نہیں کرتے۔ ۲۹ اپریل ۱۹۰۵ء کو انہوں نے ایک اور
اشتہار بعنوان "زلزلے کی خبر بار سوم" اس مضمون کا شائع کیا ہے۔ کہ یہ
زلزلہ مجھے ستانے اور نہ پہچاننے کے سبب سے آیا ہے۔ اور آئندہ بھی آئیگا۔ جسکا وقت
غالباً صبح کا وقت ہوگا۔ یا اس سے قریب۔ اس میں یہ بھی کہا ہے کہ "اگر لوگ بڑی

مکانوں سے جو دو منزلے۔ سہ منزلے ہوتے ہیں۔ اجتناب کریں تو آمیں رعایت
ظاہر ہے" اور خود بھی مہاراج نے اسی علاج پر عمل کیا ہے اپنے پختہ مکان اور
چار دیواری دار الامان کو چھوڑ کر باغ کے میدان میں خیمہ لگایا ہے۔ اور ایسا ہی آپکے
مخلص حواریوں اور سیوکوں اور پوجاریوں نے عمل اختیار کیا ہے۔

آسکا پہلے تو اپنے اشتہاروں میں صرف روحانی علاج توبہ و استغفار کیطرف
لوگوں کو توجہ دلانا اور پھر خود اس جسمانی علاج کیطرف رجوع کرنا اور لوگوں سے
رجوع کرانا صاف اور قطعی دلیل ہے کہ جو کچھ وہ پیشگوئی زلزلہ کے متعلق کہتا
یا کرتا ہے۔ اسمیں ان انگریزوں کی جنہوں نے علم طبعی و طبقات الارض و نجوم وغیرہ
علوم پر اعتماد کرکے یہ پیشگوئی کی تھی۔ تقلید و تصدیق کر رہا ہے اور احمقوں کو دام
میں لانے اور ٹکے کمانے کے لیے اسکو الہامی پیشگوئی بناکر خدا پر افترا کا مرتکب ہوا ہے
اور اگر وہ الہام الٰہی سے یہ پیشگوئی کرتا۔ اور اس عذاب کا موجب گناہوں کو اور
اس سے بچنے کا سبب صرف توبہ کو جانتا۔ تو ہرگز خود اس جسمانی علاج کیطرف رجوع
نہ کرتا۔ اور یقین رکھتا۔ کہ خدا کے عذاب کو توبہ ہی ہٹا سکتی ہے۔ (اگر نزول عذاب سے
پہلے عمل میں آوے) دنیاوی و جسمانی علاج و تدبیر اس کو ہرگز نہیں روک سکتی۔

ہم اس سے سوال کرتے ہیں کہ کیا دو منزلہ سہ منزلہ مکانات گرانے سے خدا تعالیٰ گنہگاروں
کو ہلاک کر سکتا ہے۔ اور اگر وہ خیموں یا میدانوں میں جا چھپیں تو انپر آسمان سے آگ نہیں
برسا سکتا۔ اور زمین کو شق کرکے اسمیں انکو نہیں دھنسا سکتا۔ جیسا کہ یہ دونوں امر
نیو یارک وغیرہ میں وقوع میں آچکے ہیں۔

اے نادان کرشن قادیاں اور اسکے ناعاقبت اندیش مقلدان و سیوکان خیمے
اکھاڑ کر اپنے دار الامان کی چار دیواری میں آبسو۔ اور اگر خدا کی رحمت اور اس کے عذاب
سے نجات چاہتے ہو تو اپنے گھروں میں رہ کر دعویٰ الہام و مسیحائیت و مہدیت سے

دست بردار ہو کر اور ان ہرروز کی افترا پردازیوں سے سچی توبہ اختیار کرو۔ خدا
قادر مطلق عالم السر مدبر الامر مقلب و متصرف الدہر تمہاری سچی توبہ دیکھیگا۔ تو ا
کو اور اس گاؤں کو جہاں تم ہو گے۔ زلزلے سے بچالے گا۔

ہے مہاراج کرشن بزبانِ خود رودّر گوپال آپ اپنا وہ بچن ا
بھی بھول گئے (اور کیوں نہ بھولتے۔ دروغ گورا حافظہ نباشد کی کہاوت
پر کبھی ہوئی مثل ہے) جو رسالہ دافع البلاء کے صفحہ ۵ و ۶ و ۷ و ۱۰ میں آپنے آ
ہے کہ خدا تعالیٰ اس بلائے طاعون کو ہرگز دور نہیں کریگا جبتک لوگ خدا کے
رسول کو نہ مان لیں۔ اور قادر خدا قادیاں کو طاعون کی تباہی سے محفوظ رکھ
سمجھو قادیاں اسی لیئے محفوظ رکھی گئی ہے کہ وہ خدا کا رسول اور فرستادہ ق
میں تھا۔ اب دیکھو تین برس سے ثابت ہو رہا ہے کہ وہ دونو پہلو پور
یعنے ایک طرف تمام پنجاب میں طاعون پھیل گئی اور دوسری طرف ب
کہ قادیاں کے چاروں طرف دو دو میل کے فاصلے پر طاعون کا زور ہو ر
قادیاں طاعون سے پاک ہے بلکہ آجتک جو شخص طاعون زدہ باہر سے
آیا۔ وہ بھی اچھا ہو گیا (صفحہ ۶) جبتک طاعون دنیا میں رہے۔ گو ستر برس
قادیاں کو وہ (خدا) اس خوفناک تباہی سے محفوظ رکھیگا۔ کیونکہ یہ اسکے
کا تخت گاہ ہے (صفحہ ۱۰) وہ عزوجل فرماتا ہے۔ ما کان اللہ لیعذبہم وانت
(ترجمہ) خدا ایسا نہیں کہ قادیاں کے لوگوں کو عذاب دے۔ حالانکہ تو انمیں رہتا
اور اس سے پہلے اشتہار طاعون مورخہ ۱۷ مارچ ۱۹۰۲ء میں یہ بچن آ
چکے ہیں " میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر ایک شہر میں جسمیں مثلاً دس لاکھ آ
ہو۔ ایک بھی کامل راستباز ہو گا۔ تب بھی یہ بلا شہر سے دفع کی جائے گی
ہے مہاراج کرشن جی منہ سے تو آپکے یہ بچن نکل چکے ہیں۔ اور

آپ کے اس کے برخلاف ہیں۔ آپ پختہ مکان اور دارالامان کو چھوڑ کر گاؤں سے باہر نکل گئے ہیں۔ یہ عمل آپکا اس امر کی دلیل ہے کہ آپ جو کہتے ہیں۔ خدا کی طرف سے نہیں کہتے ہیں۔ اسپر آپکو خود نشچا (امید) اور آنند (خوشی و طمانیت) نہیں ہے اور آپکا دعویٰ الہام محض کذب و افترا ہے۔

گزارش قادیان سے تو ہم کو امید نہیں کہ وہ اس افترا پردازی اور خلق خدا کو ایذا رسانی سے توبہ کرے۔ کیونکہ اسی میں اسکی گذران ہے۔ اور یہی اسکی دکان کا اثاث اور سامان ہے

ہم اس مقام میں گورنمنٹ کو (جو احکم الحاکمین اور شاہان روئے زمین کیطرف سے عامہ خلائق کی جان و مال کے امن و حفاظت کی ذمہ وار و جوابدہ ہے) باادب و انکسار اس ایذا رسان خلائق کی طرف توجہ دلاتے ہیں۔ کہ اگر گورنمنٹ کے نزدیک بھی اس پیشگوئی میں وہ شخص دروغگوئی کا اور عامہ خلائق کو دھوکہ دہی اور ایذا رسانی کا مرتکب ہوا ہے (جیسا کہ پبلک کا خیال ہے اور رعایا ہند کی بیچارگی اسی طرف ہے) تو گورنمنٹ اس سے عدالت کے ذریعے جواب طلب کرے۔ پھر اگر الزام جرم تخویف مجرمانہ یا نقض امن عامہ خلائق اسپر ثابت ہو تو ان اجرام کی اسکو سزا دے تاکہ ملک میں امن قائم ہو۔ اور شخص کم جہاں پاک کی شکل صادق آوے اگر وہ ان الزاموں سے قانونی تدبیر سے جو وہ رکھتا ہے کیونکہ نبی ہونے سے پہلے زمانہ محرری سیالکوٹ محکمہ میر ابراہیم علی صاحب میں بارہا مختاری کا امتحان دے چکا ہے گو اسمیں فیل ہے۔ یا جو اس کے مرید پلیڈر رکھتے ہیں۔ بری ہو جائے تو پھر رجوعہ دوم گورنمنٹ اسکے اقرار نامہ ۲۴ فروری ۹۹ء کے (جو مسٹر ڈوئی صاحب بہادر مجسٹریٹ جج گورداسپور حال کمشنر بندوبست پنجاب کے اجلاس میں اسنے لکھ دیا تھا) کہ اس کے دفعہ اول و سوم میں انذاری پیشگوئیاں نہ کرنے کا وعدہ دے چکا ہے۔ جن کے

الفاظ یہ ہیں (۱) میں ایسی پیشگوئیوں کو شائع کرنے سے پرہیز کرونگا جسکے معنے یہ ہوں۔ یا ایسے خیال کیے جاسکیں کہ کسی شخص کو (یا اشخاص کو مسلمان ہوں۔ خواہ ہندو خواہ عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچیگی۔ یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔ (۲) میں کسی چیز کا الہام جتا کر شائع کرنے سے مجتنب رہونگا۔ جسکا یہ منشا ہو۔ یا ایسا منشا رکھنے کی وجہ معقول رکھتا ہو کہ فلاں شخص (یا اشخاص خواہ مسلمان ہوں خواہ ہندو۔ یا عیسائی وغیرہ) ذلت اٹھائیگا۔ یا مورد عتاب الٰہی ہوگا" دست آویز سے ایسی انذاری پیشگوئیوں سے اسکو روکے۔

اور اگر اس اقرارنامہ کو بھی وہ اور اس کے پلیڈر مزید قانونی زور سے بے اثر ثابت کردیں اور مسٹر ڈوئی کا کیا کرایا اکارت (بیکار) کرکے دکھادیں تو پھر بدرجہ سوم گورنمنٹ پولیٹکل مصالح ملکی ہی کی نظر سے اسکو ایسی فتنہ انگیز پیشگوئیوں سے روک دے۔

اور اگر پولٹیکل کارروائی کو بھی وہ لوگ چلنے نہ دیں تو بدرجہ چہارم گورنمنٹ منت و خوشامد سے کام لے۔ اور کڑاہ پرشاد (حلوے) کا چڑھاوہ چڑھا کر مہاراج کرشن کو پرسن (خوش) کر دے۔ اور آئندہ کے واسطے اس سے شفقت و مرحمت عامہ خلائق کا عہد لے۔ اگر گورنمنٹ سے یہ بھی نہ ہو سکا تو پھر مہاراج کرشن جی کی پانچوں گھی میں ہی جو چاہیں سو کریں۔ ہمارا جو کام تھا ہمنے پورا کردیا۔ ہمکو یہ خیال نہ چاہیئے کہ ہمارا کہنا کسی نے نہیں سنا۔ ہم اس شعر حافظ کو پیش نظر رکھتے ہیں ؎

حافظ وظیفہ تو دعا کردن ست و بس ٭ در بند آں مباش کہ نشنید یا شنید

کرشن جی کو چاہیئے کہ اپنی تقدیر پر خوشیاں منائیں اور یہ شعر پڑھ پڑھ کر سنائیں ؎

در کوئے نیک نامی ما را گزر ندادند ٭
گر تو نمے پسندی تغییر کن قضا را ٭

ایک مسلمان نے (شاید کوئی نیچری ہوگا) سراج الاخبار آخر اپریل ۱۹۰۶ء

زلزلہ کے متعلق ایک مضمون شائع کیا ہے - اسمیں بھی اس روحانی علاج کے خلاف کیا اور یہ کہا ہے - کہ زلزلے قدرتی اسباب (زمین میں آتشین مادہ اور تھرمامیٹر پیدا ہوکر) وقوع میں آتے ہیں - اور توبہ و استغفار صدقہ و حسنات سے کب ٹل سکتے ہیں اسکا جواب ہم جلد ہذا کے نمبر۱ صفحہ ۳۰۳ میں دیچکے ہیں - ناظرین اس نمبر کیطرف رجوع کریں اور اڈیٹر سراج الاخبار سے امید ہے کہ وہ ہمارا یہ مضمون اپنے نامہ نگار کے پاس بہیجدینگے یا اسکو ہدایت کرینگے - کہ وہ دفتر اشاعۃ السنہ لاہور یا بٹالہ سے طلب کرے -

کرشن قادیانی کی گورنمنٹ اور پبلک کو دہوکہ دہی

۱۱ مئی ۱۹۰۵ء کو کرشن قادیانی نے ایک اور اشتہار شائع کیا ہے - جسکا عنوان یہ ہے "ضروری گذارش لائق توجہ گورنمنٹ" یہ اشتہار بتقابلہ پیسہ اخبار لاہور نکلا ہے اور اسمیں کرشن جی نے یہ ظاہر کیا ہے کہ پیشگوئی زلزلے کی اشاعت سے میری غرض اور مقصود لوگونکو آزار پہنچانا - ڈرانا اور دہمکانا اور اس ذریعہ سے انکو اپنے دام میں لانا ہرگز نہیں ہے - بلکہ لوگوں کی ہمدردی و خیر خواہی کرنا اور انکو زلزلے کے نقصان سے بچانا میرا مقصود ہے - یہی مقصود اسنے گورنمنٹ پنجاب و گورنمنٹ ہند کے نام چٹہیات روانہ کرنے سے بتایا ہے - ان چٹہیات کے اخیر میں اسنے یہ کہا ہے - (چنانچہ اسکے آرگن ریویو اوف ریلیجنز نمبر ۵ جلد ۴ کے صفحہ ۲۰۳ میں کہا ہے) کہ ہمدردی و خیر خواہی نے مجھے مجبور کیا ہے - کہ میں قبل اسکے کہ وہ دن آوے - گورنمنٹ کو اطلاع دوں ** میرے نزدیک گورنمنٹ کو کوئی ایسی تجویز کرنی چاہیئے - جس سے گورنمنٹ کے حکام خطرہ کی حالت میں پہاڑوں میں نہ رہیں - جنوری ۱۹۰۶ء تک پہاڑوں سے اجتناب کیا چاہیئے -

از انجاکہ یہ خاکسار گورنمنٹ کا مسلّم خیرخواہ ہے اور قوم کا فیدفل ایڈووکیٹ (مخلص ووفادار وکیل) ہے اور اسکی تحقیق میں کرشن قادیانی کا یہ دعوی محض غلط ومغالط (دہوکہ دہی) ہے اور درحقیقت اسکا مقصود اس پیشگوئی اوران چٹھیات سے پبلک اور گورنمنٹ کو دہوکہ دینا ہے۔ لہذا یہ خاکسار اپنے اس خیال کو گورنمنٹ اور پبلک پر ظاہر اور ثابت کرتا ہے۔ اور اس اشتہار کے تیرہ[13] فقرے نقل کرکے انکا کذب و مغالط ہونا اسکے اپنے کلام والفاظ سے ثابت کردکھاتا ہے۔ مثل مشہور ہے کہ جادو وہ ہے جو سر چڑھ بولے بجائے اسکے خاکسار کہتا ہے کہ حق وہ ہے جو اپنے آپ بول اٹھے ؎

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب ٭ گر دلیلِ بایدت زورومتاب

گورنمنٹ اور پبلک خاکسار کے بیان واظہار مغالطات کرشن قادیان میں ایسے آفتابی (آفتاب جیسے روشن) دلائل پاویں تو دادِانصاف دیں۔

ان فقرات سے پہلا نمبر اسکا یہ فقرہ ہے کہ میں نے براہین احمدیہ میں اس زلزلے کی خبر دی تھی اور کہا تھا کہ پہاڑ پھٹ جائیں گے۔ خاکسار کہتا ہے یہ ایک ایسا جھوٹ ومغالط ہے کہ اسکے کذب ہونے پر براہین احمدیہ خود ہی گواہ ہے۔ جن جن صفحات (۵۱۹، ۵۵۵) براہین احمدیہ کا کرشن جی نے اس زلزلے کے متعلق اپنے اشتہار النداء من وحی السماء کے صفحہ ۵ میں حوالہ دیا ہے۔ انمیں نہ زلزلے کا نام ونشان ہے نہ زلزلے سے پہاڑوں کے پھٹ جانے کا ذکر ہے۔ اور طرفہ یہ کہ وقوع زلزلہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء سے پہلے کبھی کرشن جی کے دل ودماغ میں اس زلزلے کا خواب خیال بھی نہ گذرا تھا: زلزلہ کا خیال تو وقوع زلزلہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء کے بعد آپکو پیدا ہوا۔ اس امر کا اقبال کرشن جی خود اپنے اشتہار النداء من وحی السماء کے صفحہ ۷ میں کیا ہے چنانچہ کہا ہے۔

یاد رہے کہ ان دونوں زلزلوں کا ذکر میری کتاب براہین احمدیہ میں بھی موجود ہے۔ جو آج سے پچیس برس پہلے اکثر ممالک میں شائع کی گئی تھی۔ اگرچہ اس وقت اس

خارق عادت بات کیطرف ذہن منتقل نہ ہو سکا۔ لیکن اب اُن پیشگوئیوں پر نظر ڈالنے سے بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آئندہ آنے والے زلزلوں کی نسبت پیش گوئیاں تھیں۔ جو اسوقت نظر سے مخفی رہ گئیں چنانچہ پہلی پیشگوئی انمیں سے براہین احمدیہ کے صفحہ ۵۱۶ میں موجود ہے۔ جسکی عبارت یہ ہے
فبرّاه الله ممّا قالوا وكان عند الله وجيهًا اليس الله بكافٍ عبده فلمّا تجلّى ربّه للجبل جعله دكًّا والله موهن كيد الكافرين۔

دوسری پیشگوئی براہین احمدیہ میں زلزلہ کے بارے میں یہ ہے۔ میں اپنی چمکار دکھلاؤنگا۔ اپنی قدرت نمائی سے تجھکو اٹھاؤنگا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دُنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔ الفتنة ههنا فاصبر كما صبر اولوا العزم فلمّا تجلّى ربّه للجبل جعله دكًّا قوّة الرحمٰن لعبيد الله الصمد براہین احمدیہ صفحہ ۵۵۷۔

گورنمنٹ اور پبلک براہین احمدیہ کے صفحات مذکورہ ملاحظہ فرماویں۔ اس دھوکا بازی وجعلسازی کرشن قادیان کی مزید تشریح اسکا دہا رہنا لطات وکذب براہ سو وہم کے ضمن میں بھی ہوگی۔

دوسرا نمبر اسکا یہ فقرہ ہے کہ زلزلے کے بعد مجھے بار بار یہ خیال آیا۔ کہ میں نے بڑا گناہ کیا۔ جیسا کہ حق شائع کرنے کا تھا۔ میں نے اس پیشگوئی کو شائع نہ کیا۔

تیسرا نمبر اسکا یہ فقرہ ہے۔ کہ یہ بھی فروگذاشت ہوئی کہ عربی پیشگوئی مندرجہ براہین احمدیہ کا ترجمہ بھی نہوا۔

چوتھا نمبر اسکا یہ فقرہ ہے۔ اگرچہ میں اسوقت اس وقت عربی پیشگوئی براہین احمدیہ جانتا تھا کہ میرا لکھنا دلوں کو ایک ذرا بھی احتیاط کی طرف مصروف نہیں کریگا کیونکہ قوم میری باتوں کو بدظنی سے دیکھتی ہے۔ اور ہر ایک بھلائی کی بات جو میں پیش کرتا

ہوں۔ بجز گالیاں سننے کے میں اسکا کوئی صلہ نہیں پاتا۔ تاہم میرے دل کو اس غم نے سخت گھیرا۔ کہ جو خبر مجھے پہلے سے بہت صفائی سے خدائے علیم و حکیم کیطرف سے ملی تہی۔ اسکی میں نے پورے طور سے اشاعت نہ کی۔

خاکسار کہتا ہے۔ ان تینوں فقروں میں کرشن قادیان نے ایسا دلیرانہ جہوٹ بولا ہے۔ جو مصرعہ ؎ چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد ۔ کا مصداق ہے۔ اور علاوہ اس سے یہ حماقت بہی عمل میں آئی ہے کہ اسنے اپنی اس دلیری پر یہ حکایت بالکل وہی صادق کر دکہائی۔ کہ کسی نے پرائی بدشگونی کے لیے اپنی ناک کاٹ لی تہی۔ عام لوگوں کو دہوکہ دینے کے لیے اپنی پیشگوئی کی سچائی ظاہر کی اور اسمیں ایک بڑے گناہ کے ارتکاب سے اپنی گنہگاری مان لی۔ جس نے اصل اپنے دعویٰ نبوت کی جڑھ کاٹ دی کیونکہ وہ پیشگوئی براہین احمدیہ کو سچا بنانے اور اسپر زلزلے کا رنگ چڑہانے اور اس ذریعہ سے اپنی غیب دانی و نبوت کا سکہ جمانے کی غرض سے اسی بات کا مدعی ہوگیا ہے۔ کہ براہین احمدیہ کی پیشگوئی سے مجھے بہت صفائی سے خدا کی طرف سے یہ خبر مل چکی تہی کہ اس سے زلزلہ مراد ہے۔ تاہم میںنے قوم کی بدگوئی اور بدظنی کے خوف سے اس مراد کو چہپایا۔ اور ہندی زبان میں عربی الفاظ کا ترجمہ کرکے لوگوں میں شائع نہ کیا۔ اور میں اس فعل سے خدا کے کبیرہ گناہ کا مرتکب ہوا۔ اور پچیس برس تک اس گناہ پر قائم و مصر رہا۔

پس اگر اس دعویٰ میں کرشن کو سچا مان لیا جاوے تو اس سے گو اس کی پیشگوئی سچی ہو جاتی ہے (جیسا کہ کاہنوں منجموں جیالوجی (علم طبقات الارض) کے عالموں کے اس قسم کی پیشگوئیاں سچی ہوجاتی ہیں۔ مگر اس سے اصل اسکا دعوی الہام و نبوت (جسکی خاطر پیشگوئی کی تہی) باطل ہوتا ہے۔ کیونکہ کسی سچے نبی یا ملہم کی یہ شان نہیں۔ کہ جس بات کی تبلیغ کا خدا تعالیٰ اسکو حکم دے۔ وہ اس بات کو

دیدہ ودانستہ عمداً وارادۃً پچیس برس تک چھپائی رکھے۔ اور اُسکی کماحقہ تبلیغ نہ کری
اس کتمان اور عدم تبلیغ سے تو مانی منافی ہوئی نبوت باطل ہو جاتی ہے۔ اور عہدہ
نبوت سے نبی کی معزولی عمل میں آجاتی ہے۔

چنانچہ قرآن مجید میں خاتم الانبیاء سید المرسلین صلعم کے خطاب میں ارشاد

يَا أَيُّهَا الرَّسُولُ بَلِّغْ مَا أُنزِلَ إِلَيْكَ مِن رَّبِّكَ فَإِن لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ وَاللَّهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْكَافِرِينَ۔ (سورہ مائدہ ع ۹)	ہوا ہے۔ کہ اے رسول جو کچھ خدا کیطرف سے نازل ہوا (احکام ہوں یا اخبار متعلق عمل و اعتقاد وغیرہ) ان سب کی تبلیغ کردے۔ اگر تونے ایسا نکیا تو خدا کی رسالت کو اور اپنے مشن کو) پورا نہ کیا

اور اگر اس تبلیغ میں تجھے لوگوں کی ایذا کا خوف ہو تو) خدا تعالیٰ تجھے لوگوں سے
بچا لے گا۔ خدا ایسا فرقوں (جو دیدہ دانستہ خدا کی گناہ (عدم تبلیغ وحی کے سبالہا سال
مرتکب رہتے ہیں۔ یا ان احکام کی تصدیق وتسلیم سے انکاری ہیں۔ رہنمائی نہیں کرتا۔

لیجئے اس کتمان وحی عرصہ پچیس سال کے اقبالی جرم وگناہ میں آپ کی نبوت
(جسکو منوانے اور اسکے ذریعہ لوگوں کو دام میں پھنسانے کے لئے وہ پیشگوئی بھی باطل
ہوگی۔ اور آپ پر علاوہ اس مثل ہندی (ناک کٹائی) فارسی مثل بھی صادق آئی ہے

مرا خواندی وخود بدام آمدی

اس اقبالی جرم (کتمان وحی) میں آپکا یہ عذر خام خوف بدگوئی ودشنام جنابِ باری
میں لائق پذیرائی نہیں ہے۔ کیونکہ اگر قوم اہل اسلام کے بعض افراد آپ پر بدظن
تھے۔ اور وہ آپکی خیرخواہی کے صلہ میں آپکو گالیاں دیتے تھے۔ تو بعض افراد قوم (جنکی
تعداد آپ لاکھوں تک بتاتے ہیں) اس عرصہ پچیس سال میں آپ کے مرید ومعتقد
ہو چکے تھے۔ اور بعض تو انمیں ایسے تھے۔ جو مال وجان ودین وایمان سب کچھ آپ پر

فدا کر چکے تھے۔ اور مصرعہ اگر یا یم خریداری فروشم دین و ایمان را۔ پر عمل
تھے اور اپنے املاک و اوطان و جائیداد و مکان چھوڑ کر آپ کے دار الامان قادیا
میں ڈیرے لگا چکے تھے۔ آپ اور نہیں تو ان ہی میں سے کسی ایک یا دو کے
حکیم الامت مولوی نور الدین خلیفہ اوّل یا فاضل امت مولوی محمد احسن صاحب
ثانی یا عثمان زمان خانصاحب معروف بنواب محمد علی خاں خلیفہ سوم۔ یا مصـ
عسل مصفی مرزا خدا بخش اسسٹنٹ خلیفہ سوم کے کان میں اس پیشگوئی عربی کے
زلزلہ کی تاتماً تبلیغ کر دیتے اور اس اقبالی جرم کے ارتکاب سے بچ جاتے ا
نبوت پر بحال رہتے اور اگر آپکو یہ دعویٰ ہو کہ ہمنے ان چاروں خلفاء کے کا
میں کہہ دیا تھا۔ کہ پیشن گوئی عربی سے زلزلہ ۴ - اپریل ۱۹۰۵ء یا اسکے بعد آ
والا زلزلہ مراد ہے۔ تو آپ اسی امر کا کسی اشتہار یا اخبار میں اعلان کر دیں۔
اصحاب کبار سرکار سے صرف دو صاحبوں آخر الذکر کو منتخب کرینگے۔ اور ایک
مجلس احباب میں انکی شہادت لینگے۔ انہوں نے یہ شہادت ادا کی۔ تو ہر منصف
اس پیشگوئی کے سچی ہو جانے کی آپکو ڈگری دیجائیگی۔ مگر یہ اس قسم کی سچائی ہوگی
نجومیوں کاہنوں جیالوجی والوں کی پیشگوئیوں میں اتفاقی سچائی پائی جا
مگر یہ یاد اور ملحوظ خاطر ہے کہ اس سچائی کی ڈگری میں آپ کی اصل نبوت باطل
اور اقبالی جرم کتمان سے عہدہ نبوت سے آپ کی معزولی عمل میں آئیگی
درصورت سچائی دعویٰ علم معنی پیشگوئی عربی کی آپ پر دروغگوئی کا الزام ہے
اور اگر اس دعوے میں آپکو سچا نہ مانا جائے اور تسلیم کیا جائے کہ پچیس برس
جو اپنے معنے مراد پیشگوئی عربی (یعنی خبر زلزلہ) کو شائع نہ کیا تو اسکا موجب یہ
کہ آپنے اوس پیشگوئی کے معنے و مراد کو نہ سمجھا تھا۔ اور ایسا ہی آپکے اعتقا
اور اقرار سے ظہور میں آتا رہا ہے کہ وہ بعض پیشگوئیوں کے معنے سمجھنے میں غلطی کر

رہے ہیں۔ چنانچہ اشتہار النداء من وحی السماء کے صفحہ ۲ میں صاف کہا ہے۔ ان
پیشگوئیوں پر نظر ڈالنے سے بدیہی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ آیندہ آنے والے زلزلوں
کی نسبت پیشگوئیاں تھیں جو اسوقت نظر سے مخفی رہگئیں۔ آخری صفحہ ۸ میں
آپ فرما چکے ہیں کہ قبل از وقوع کسی پیشگوئی کے معنے کرنے میں عوام تو ایک طرف
بعض اوقات انبیا بہی اجتہادی غلطی کر بیٹھتے ہیں۔ گو بعد اسکے پیشگوئی کے وقوع
کے وقت معنے کھل جاتے ہیں۔ اور ایسا ہی آپکے اکثر تحریرات میں پایا جاتا ہے۔ اور جب
کبھی کسی پیشگوئی کے جھوٹے ہونے کا الزام آپ پر قائم ہوتا ہے تو اس الزام کو اسی
اصول سے اوٹھایا جاتا ہے۔ اور یہ اصول بطور قاعدہ کلیہ آپ کے مذہب میں اور آپکے
مریدوں اور حامیوں میں برتا جاتا ہے۔ تو اس صورت میں آپ پر دروغگوئی اور دہو
دہی کا الزام بہت صاف اور خوب ظاہر ہے۔ کہ دلمیں تو آپکے یہ ہے کہ ہم وقوع کی
پیشگوئی سے پہلے زلزلہ کے معنے نہ سمجھے تھے۔ جیسے کہ ہمسے پہلے انبیاء اپنی پیشگوئیوں
کے معنے نہ سمجھا کرتے تھے اور زبان سے آپ اسکے برخلاف یہ دعوی کرتے ہیں کہ
ہم اس پیشگوئی کے معنے تو یہی سمجھے ہوئے تھے۔ کہ اس سے زلزلہ مراد ہے۔ مگر چھبیس
برس تک اس معنے کو چھپاتے رہے۔ اور قوم کی بدگمانی اور دشنام دہی سے ڈرتے رہے
اور گناہ کبیرہ کے مرتکب رہے۔

بالجملہ اس دعوے میں آپکو سچا کہیں۔ تو آپ پر اقبالی گناہ کتمان وحی کا الزام
قائم ہوتا ہے۔ اور اس سے اسکا اصل دعوی الہام و ثبوت باطل ہوتا ہے۔ اور اس سے
دعوی نبوّت میں آپکا کذب ثابت ہوتا ہے۔ اور اگر جھوٹا کہیں۔ تو اس سے آپ کی
صریح دروغگوئی۔ دہوکہ دہی ثابت ہوتی ہے۔ بہرحال دونو صورتوں میں آپ الزام
کذب و دہوکہ دہی سے نہیں بچ سکتے۔ [illegible] یہ دلیل مصرعہ آفتاب آمد دلیل آفتاب
کا مصداق ہے۔ گورنمنٹ انصاف [illegible] پبلک داد حق دے۔

پانچواں نمبر آپکا یہ فقرہ ہے۔ کہ جسقدر میری جماعت میں سے دھرم سالہ کانگڑہ اور کلو وغیرہ میں لوگ رہتے تھے یا ملازم تھے۔ ایک بھی اُنمیں سے ضایع نہیں ہوا۔ اسکی وجہ یہی ہوگی۔ کہ وہ زلزلے کی خبر کو پہلے سے یاد رکھتے ہونگے۔ اور حتی الوسع اپنی باطنی صلاح بھی کی ہوگی۔

خاکسار کہتا ہے کہ اس نمبر میں آپ نے ایک تو یہ جھوٹ بولا ہے۔ کہ ان مقامات میں جو بچا ہے وہ میرا مرید تھا۔ وہ اسلیئے بچ گیا۔ کہ وہ اس زلزلے سے خبردار تھا زلزلے کے وقت وہ گرنے والے مکانوں سے نکل گیا تھا۔ اور اگر بیچ میں رہ کر بچا تو صلاح باطنی کے سبب بچ گیا۔ یہ کذب لوگوں پر اور گورنمنٹ پر تب ظاہر ہو سکتا کہ مرزا بچ جانے والوں مریدوں کی فہرست شائع کرے۔ اور گورنمنٹ اسکی پڑتال کرے۔ کہ وہ مرزا کے مرید ہی تھے۔ یا انمیں ہندو عیسائی بھی تھے۔ اور دوسرا درپردہ یہ دھوکہ دیا ہے۔ کہ اگر آیندہ بھی کوئی بچنا چاہے تو میری جماعت میں داخل ہو جائے۔ ورنہ اسکا بچنا محال ہے۔

چھٹا نمبر اسکا یہ فقرہ ہے۔ کہ میں پہلے سے بہت شرمندہ تھا۔ کہ میں نے زلزلے کی پہلے خبر کو کماحقہ شائع نہ کیا۔ اور کیوں بنی نوع کی پوری ہمدردی نہ کی۔ اب دوسرے زلزلے کی خبر پا کر میرا دل اسبات کے لیے بے اختیار ہو گیا کہ پہلے فروگذاشت کا اب تدارک کروں۔ اس غرض سے میں نے تین اشتہار شائع کیے ہیں۔ بلکہ اس اطلاع کے لیئے ایک چٹھی بخدمت جناب لفٹنٹ گورنر اور ایک چٹھی بخدمت جناب لارڈ کرزن بھیجی گئی تھیں۔

خاکسار کہتا ہے۔ اس فقرے کے مضمون میں بھی آپنے محض کذب اور دھوکہ دہی سے کام لیا۔ زلزلے آیندہ کے وقوع کا آپکو خود بوقت تحریر اشتہار ۱۱ اپریل ۱۹۰۵ء تک علم و یقین نہیں ہے۔ چنانچہ اشتہار الانذار مورخہ ۸ اپریل ۱۹۰۵ء

ہیں خود لکھ چکے ہیں۔ کہ مجھے یہ علم نہیں دیا گیا کہ زلزلے سے مراد زلزلہ ہے۔ یا کوئی اور شدید آفت ہے۔ پھر اس اشتہار ۱۱ مئی کے صفحہ ۲ کے حاشیہ کی آخیری سطروں میں آپ لکھتے ہیں کہ مجھے اب تک قطعی طور پر یہ بھی معلوم نہیں کہ اس زلزلے سے درحقیقت زلزلہ مراد ہے۔ یا کوئی شدید آفت ہے۔ پھر کیونکر ممکن و قابل تسلیم ہے۔ کہ گذشتہ زلزلے کی کما حقہ اشاعت کرنے سے شرمندہ ہو کر آیندہ زلزلے کے نقصان سے بچانے کی غرض سے اپنی پبلک اور گورنمنٹ کو اطلاع دی ہو۔ جس چیز کا انسان کو خود علم و یقین نہ ہو۔ وہ دوسروں کو اوسکا علم و یقین کیونکر دلا سکتا ہے۔ اور اس یقین دلانے یا نقصان یا نفع جتانے میں اسقدر کوشش و اہتمام کب کر سکتا ہے۔

اس اشتہار بازی اور گورنمنٹ کی خدمت میں اطلاع دہی سے آپ کی غرض صرف دھمکی اور دھوکہ دہی اور اس پالیسی کی چالبازی ہے کہ اگر گورنمنٹ اور پبلک نے میری تخویف و دھمکی کو گذشتہ اور لاشی محض قرار دیا۔ اور اسکا کوئی نوٹس نہ لیا اور مجھے کچھ نہ پوچھا اور نہ کچھ خود اسپر کوئی عمل کیا۔ تو اسمیں میرا کیا حرج ہوگا۔ صرف چند فلوس چھپائی اشتہارات اور محصول ڈاک میں صرف ہو گئے۔ اور وہ جیسے جائز دھکیوں سے وصول کیے جاتے ہیں ویسے ہی ناجائز میں صرف ہونگے اور شعر

مال حرام بود بجائے حرام رفت

کے مصداق ہونگے اور اگر میری ان دھمکیوں نے گورنمنٹ پر کچھ اثر کر دیا۔ اور ہز آنر لفٹنٹ گورنر و ہز اکسیلنسی نے میرے لئے قیام شملہ موقوف کر کے قادیان یا اسکے قریب جنوری ۱۹۰۶ء تک قیام اختیار فرمایا۔ تو میری وارے نیارے ہیں تمام ہندوستان میرا مرید ہو جائے گا۔ اور سونے چاندی سے میرا گھر بھر جائے گا۔

کرشن جی مہاراج آپ کی ان پالیسیوں کو دنا خوب سمجھتے تھا اور انشاء اللہ اور وہ آپ کے خطاب میں یہ کہہ رہے ہیں ہے

بہر رنگے کہ مے آئی شناسم ❊ من انداز قدت خوب دانم

آپ کی یہ پالیسی پہلی اور نئی پالیسی نہیں ہے۔ آپ ہمیشہ یہی پالیسیاں عمل میں لاتے ہیں اور گورنمنٹ کی ٹریچ میوشرلٹی یا عدم توجہی و سہل انگاری سے آپ کامیاب ہوتے ہیں۔ مدت ہوئی آپنے ایک اشتہار جسکی ایک طرف انگریزی تہی۔ اور دوسری جانب اردو تھا۔ شائع کیا۔ اور وہ یورپ کے بڑے اراکین سلطنت کے جتّے کر پرنس آف ویلز کے (جو اسوقت قیصر ہند ہیں) پاس بہیجا دیا تھا اسکا نوٹس اہل یورپ سے کسی نہ لیا۔ (اور اس امر کا آپکو پہلے سے یقین تھا) تو بہی ہندوستان کے احمقوں میں آپکا سکہ دلاوری و بہادری جم گیا۔ آپ کی ان چٹھیات کا بہی گورنمنٹ نوٹس نہ لیگی۔ بلکہ آپکو جواب رسید تک نہ بہیجی گی۔ تاہم اس سے حمقا ہندوستان کی نظروں میں آپکی دلاوری اور بہادری بڑہ جائیگی جسکے جواب وہ احکم الحاکمین شاہ شاہان روئے زمین کے حضور گورنمنٹ ہوگی۔ اور ضرور ہوگی۔

ہاں اگر گورنمنٹ نے احکم الحاکمین سے ڈرکر اور عام لوگوں کی ضرر پانے کو نظر رکہکر ان چٹھیات اور اشتہارات کا نوٹس لیا اور اشاعۃ السنۃ کے اشتہارات اور اقبالی دلائل کو پیش نظر رکہکر آپ سے ان دہمکیوں کا جواب طلب کیا۔ تو پہلی جعلی اور بناوٹی شرمندگی کی جگہ آیندہ واقعی اور اصلی شرمندگی آپکو حاصل ہوگی۔

ساتواں نمبر اسکا یہ فقرہ ہے۔ کہ اب میں اس بات کیطرف متوجہ ہوں کہ یا تو خدا اپنے فضل و کرم سے اس گہڑی کو ٹال دے اور مجھے اطلاع دے۔ اور یا کہ طور پر بعینہٖ تاریخ اور روز اور وقت اس آنے والے حادثہ سے مطلع فرما دے۔

خاکسار کہتا ہے۔ یہ بہی کرشن جی کی محض دہوکہ دہی اور حیلہ جوئی ہے چونکہ زلزلے آیندہ کی وہ تاریخیں جو بعض انگریزوں نے علم طبقات الارض یا خواص نجوم سے کی تہیں اور وہ اخباروں میں مشتہر ہوئیں۔ ٹل گئی ہیں (اور ان

انگریزوں کی تقلید سے نہ خدا کے الہام سے آپنے یہ پیشگوئی کی تھی۔ مگر آپنے
یہ عقلمندی و پیش بندی کرکے کہ تعین تاریخ کو اوڑا دیا اور وقوع زلزلہ کو ایسا وسیع
کر دیا۔ کہ اگر وہ آپکے تمام زمانہ زندگی میں وقوع میں نہ آوے تب بھی آپکو کوئی جھوٹا
نہ کر سکے اور اگر کوئی اعتراض کرے بھی تو آپ یہہ کہدیں کہ ہمنے اسکا وقت کب مقرر
کیا تھا۔ اور پھر موسم کی گرمی اور خیموں کی تپش سے آپکے نازک بدن پیاری جان
پر آفت آئی تو آپکو یہ فکر پڑی ہے کہ ادھر خیموں کی گرمی ستاتی ہے ادھر لوگوں کیطرف
سے بدظنی و تکذیب کا خوف دامنگیر ہے۔ اس فکر سے آپکی توجہ اسطرف مصروف
ہوئی ہے۔ کہ اس پیشگوئی کو منسوخ کرنے کے لیئے (جو آجتک کسی سچے ملہم سے نہیں
ہوا۔ کیونکہ نسخ صرف احکام میں ہوتا ہے نہ اخبار و پیشگوئیوں میں۔ اخبار میں نسخ ہو
تو اس سے مخبر کا کذب ثابت ہوتا ہے) کوئی الہام گھڑنا چاہیے (جیسا کہ عبداللہ آتھم
کی تاریخ موت ٹل جانے کے بعد یہ الہام گھڑا گیا تھا۔ اطلع اللہ علی ہمہ و غمہ جو
اشاعۃ السنہ (نمبر ۲ جلد ۱۹ صفحہ ۳۲ میں منقول ہے) سو بہت جلد تازہ بتازہ گرما گرم الہام گھڑ کر
سنایا جائیگا جسکے الفاظ یا مضمون یہ ہوگا۔ اطلع اللہ علی ہمک یا کرشن
وغمک فاجاب دعاءک وتقبل شفاعتک فارفع عن الحائط خیامک
وانتشر فی دارالامان القادیان فیامک واعلم الحکام ان یلازموا الجبال
ولا یفروا منها خفافة الخبال والزوال والنکال زہق الزلازل وجاء
الامان۔ یعنی اے مہاراج کرشن لدھر گوپال خدا تعالیٰ نے تیرے غم پر اطلاع پائی ہے۔ اور
تیری دعا رفع زلزلے کے باب میں اسنے قبول فرمائی ہے۔ اور تیری شفاعت پبلک اور گورنمنٹ
کے حق میں اسنے منظور کرلی ہے۔ اب باغ سے خیمے اٹھالے۔ اور دارالامان قادیاں میں قیام
فرما گورنمنٹ کو یہ اطلاع کردے کہ وہ پہاڑوں میں رہیں۔ اور بخوف نقصان و ہلاکت و زوال
وہاں سے بھاگ نہ جاویں۔ زلزلے دور ہوئے اور امن آگیا۔

آٹھواں نمبر اسکا یہ فقرہ ہے کہ جس آنے والے زلزلے سے مینے دوسروں کو ڈرایا تھا
اس سے پہلے میں آپ ڈرا۔ اور ایک ماہ سے میرے خیمے باغ میں لگے ہوئے ہیں۔ جنپر ہمارا
ایکہزار روپیہ خرچ ہوا۔ میں قادیان میں واپس نہیں گیا۔ اور جنگل میں مع اہل وعیال اور اپنی
تمام جماعت کے بڑا تکلیف اٹھا رہا ہوں۔ میری نیک نیتی پر اس سے بڑھکر کون گواہ ہو سکتا ہے

خاکسار کہتا ہے۔ یہ بھی ایک بڑا دلیرانہ جھوٹ ہے۔ اور باغ میں خیمہ زنی اس جھوٹ کو
سچا کر دکھانے کی غرض سے ہے۔ آپ مہاراج کرشن زلزلے سے خود نہیں ڈرے۔ صرف دوسروں
کو ڈرانے اور اپنی پیشگوئی کا اثر جمانے اور اس ذریعہ سے فلوس کمانے کے لیے خیمہ زنی
ہوئی ہے اور جنگل کی تکلیف برداشت کرنا بھی اسی وجہ سے ہے کہ اس تکلیف کا انجام راحت
ہے کہ بہت لوگ دام مریدی میں پھنسینگے اور روپیہ اشرفیوں سے گھر بھر دینگے۔ لنعم ما قیل سے

رنج راحت ست چو مطلب شد بزرگ ٭ گرد گلہ توتیائی چشم گرگ

اس بدنیتی پر اس سے بڑھکر اور کونسی آفتابی (آفتاب کیطرح روشن) دلیل ہو سکتی ہے
کہ آپ کا اس پیشگوئی سے ڈرنا بحکم عقل ناممکن و محال امر ہے۔ جسکے محال ہونے پر یہ
عقلی دلیل ہے جو حصر عقلی پر مبنی ہے۔ کہ آپکی پیشگوئی دو حال سے خالی نہیں۔ یا تو
خدا تعالے کیطرف سے ہوگی۔ یا خدا کیطرف سے نہ ہوگی۔ بلکہ اپنی یا کسی اور کی من گھڑت
ہوگی۔ اگر آپ شق اول اختیار کریں۔ اور اس پیشگوئی کو خدا کی طرف سے کہیں۔ اور اپنے
آپکو ملہم ربانی اور مخاطب الہی قرار دیں تو پھر آپکو اور آپکی مخلص جماعت کو اس سے
ڈرنے کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ کیونکہ جس خدا نے آپکو خطاب اس پیشگوئی سے فرمایا ہے
اسنے ساتھ ہی اسکے آپکو یہ بشارت بھی دی ہوئی ہے۔ کہ خدا کا فضل تمہارے حال
شامل ہے تم تو ہمارے فرزند ہو جس قوم یا بستی میں تمہارا قدم ہوگا۔ اس قوم یا بستی
پر عذاب نہ آئیگا۔ آپ تو آپ ہیں آپکے نام لیوا وابستگان (مرید) عذاب سے بچ جاتے
ہیں۔ دیکھو کانگڑہ دھرمسالہ میں سخت زلزلہ ہوا مگر ایک بھی تمہارے مریدوں سے

کوئی ضائع نہ ہوا۔ جسکو تم اس اشتہار میں بیان کیا ہے۔ اور یہ بھی تم اس اشتہار میں صفحہ ۲ سطر ۱۰-۱۱ کہہ چکے ہو۔ کہ یہ زلزلے کی پیشگوئی قطعی نہیں۔ بلکہ شرطی ہے ہر ایک شخص جو نیک چلنی اختیار کریگا۔ وہ بچایا جائے گا۔ پس ایسے شخص کو کیا غم ہے جو اپنے چال چلن کی درستی رکھتا ہے۔" پھر ان بشارات و خطابات کے ساتھ آپکا ڈر جانا کیونکر ممکن و متصور ہے بجز اس حالت کے کہ آپ بدچلنی اختیار کریں اور آپ اپنے آپکو بدچلن قرار دیں جس سے آپکا دعویٰ نبوت و امامت باطل ہوتا ہے۔ اور اگر آپ شق ثانی اختیار کریں اور یہ کہیں کہ یہ پیشگوئی ہماری من گھڑت ہے۔ تو پھر اس سے ڈرنا کسی حالت میں بھی (آپ نیک ہوں یا بدچلن بن جائیں) ممکن نہیں۔ جو شخص کسی نادان بچے کو خیالی ہوّے سے ڈراتا ہے کیا وہ خود بھی اس ہوّے سے ڈر جاتا ہے۔ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ اور اگر شق دوم اختیار کرنے پر یہ اقبال کریں کہ یہ پیشگوئی انگریزوں نے کی تھی۔ اسنے ہمکو ڈرایا تھا۔ جیسا کہ اکثر بہت لوگوں کو لاہور و امرتسر میں ڈرایا تھا اور انھوں نے اپنے گھر چھوڑ کر خیموں میں رہنا اختیار کر لیا تھا۔ تو اس صورت میں آپکا مارا تانا بانا کھل جاتا ہے۔ اور یہ فریب اور دھوکہ ظاہر ہو جاتا ہے کہ پیشگوئی کوئی کرے۔ اور آپ اسکو اپنی الہامی پیشگوئی بنا لیں۔ اور لوگوں کو ڈرا دھمکا کر اپنے دام میں لاویں۔

کیا یہ آفتابی دلیل سنکر بھی گورنمنٹ اور پبلک آپکے واقعی ڈر جانے کو تسلیم کریگی اور آپکو دھوکہ باز جعلساز قرار نہ دیگی اور مخلوق خدا یوں بھی آپکے دام تزویر میں پھنسی رہیگی۔ اور گورنمنٹ خدا تعالیٰ احکم الحاکمین کے حضور میں جوابدہ نہ ہوگی۔

خیموں میں آپکا ڈیرہ لگانا ایک اور وجہ سے بھی اس امر کی دلیل ہو سکتا ہے۔ کہ یہ پیشگوئی آپکی الہامی نہیں۔ اسکا مفصل بیان فقرہ نمبر ۹ کے اظہار مغالطہ میں ہوگا۔ نواں نمبر اسکا یہ فقرہ ہے۔ کہ جو لوگ مقدرت رکھتے ہیں۔ وہ خیموں میں ڈیرہ

اور جو بے مقدرت ہیں وہ دعا کرتے رہیں۔

خاکسار کہتا ہے۔ کہ یہاں تو آپ اس تدبیر جسمانی خیمہ میں پناہ گزینی کی ہدایت فرماتے ہیں۔ اور بہت جگہ اشتہارات* زلزلہ میں اسکا روحانی علاج صرف دعا و توبہ بتا چکے ہیں۔ پس اگر زلزلہ کو عذاب آسمانی جانتے ہیں اور اسکا علاج اسی روحانی کو دل سے مانتے ہیں تو پھر تدبیر جسمانی فضول ہے۔ آسمانی عذاب کو خیمے ہرگز نہیں ٹلا سکتے۔ خیمے والے لائق عذاب ہونگے۔ تو آسمان سے آگ برسے گی اور وہ زمین دہسائی جائے گی۔ اگر اس عذاب کو صرف طبعی اسباب کا نتیجہ سمجھتے ہیں۔ (جیسے جیالوجی والے سمجھتے ہیں) تو پھر اسکو آسمانی عذاب بتانا اور لوگوں کو دعا و توبہ رغبت دلانا (جس سے آپکا مقصود اپنی نبوت تسلیم کرانا ہے چنانچہ نمبر ۱۳ کے اظہار مغالطہ میں ثابت کیا جاویگا) دہوکہ دہی نہیں۔ تو اور کیا ہے۔

دسواں نمبر آپکا یہ فقرہ ہے۔ کہ اسکے واسطے مینے کوئی تاریخ مقرر نہیں کی۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے تاریخ میرے پر ظاہر نہیں فرمایا۔

خاکسار کہتا ہے کہ تاریخ مقرر نکرنے کی وجہ وہ عقلمندی اور پیش بندی ہے جسکا بیان اظہار مغالطہ فقرہ نمبر ۷ میں گذرا ہے۔ مگر بحکم آنکہ دروغ گو را حافظہ نباشد اور بشہادت آیت ولو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافاً کثیرا۔ آپ سے اس عقلمندی و پیش بندی کا اسقدر خلاف بھی ہوگیا۔ کہ جیسی ابھی گورنمنٹ میں تاریخ نہیں تو سال مقرر کردیا۔ اور یہ کہا ہے۔ جنوری ۱۹۰۶ء تک پہاڑوں سے اجتناب کیا جائے۔ جسکا صاف منشا یہ ہے کہ زلزلہ آیا۔ تو جنوری ۱۹۰۶ء تک آویگا۔ اس کے بعد نہ آویگا اس اشتہار میں اسنے ایک قسم کی یہ تعیین بھی کردی ہے۔ کہ زلزلہ موسم بہار میں آویگا۔ مگر ساتھ ہی اوسکے یہ بھی کہدیا ہے۔ کہ ممکن ہے۔ کہ بہار سے کچھ اور مراد ہو۔ خلاف بیانیاں اور روباہ بازیاں اس امر کی دلیل ہیں۔ کہ یہ پیشگوئیاں خدا

* اشتہار الوصیت میں جسمیں پہلی تو طاعون کی خبر تھی۔ اور اب آپ اسکو خبر زلزلہ بتاتے ہیں۔ آپ صاف فرماچکے (چنانچہ بصفحہ ۱۹ منقول ہوا ہے کہ اس دریا سے پار ہونے کیلیے بجز تقویٰ کے کوئی کشتی نہیں۔

کیطرف سے نہیں ہیں صرف من گھڑت ڈھکوسلے ہیں. جنسے لوگوں کو ڈرایا اور پھسلایا جاتا ہے۔

گیارہواں نمبر اُسکا یہ فقرہ ہے. کہ میں نے یہ پیشگوئی کسی کمزور بنا پر نہیں کی۔ بلکہ اگر حکام کیطرف سے میرے اس دعویٰ کی پڑتال ہو. تو کم سے کم ایک ہزار پیشگوئی ایسی ثابت ہوگی. جو سچی نکلے۔

خاکسار کہتا ہے۔ حکام وقت ہی نے خلقت خدا کا بیڑا ڈبویا ہے. وہ کسی پیشگوئی کی پڑتال کرتے تو خلقت خدا کو یہ دن کیوں دیکھنا پڑتا۔

اب کرشن مہاراج کے اس چیلنج پر اور گورنمنٹ کو چٹھیات خاص میں مخاطب کرنے پر گورنمنٹ نے پڑتال کیطرف توجہ نہ کی تو اس سے کرشن مہاراج کا پارہ بہت چڑھ جائے گا۔ اور وہ یہ لن ترانیاں ہانکیگا. کہ اگر میں اپنی پیشگوئیوں میں سچا نہیں تو گورنمنٹ مجھے کیوں نہیں پکڑتی. گورنمنٹ تو اسکی ایسی لن ترانیاں کو فضول جانکر ساکت ہے۔ یا اسکے نوٹریچ نیشو ٹرسٹی اس توجہ سے مانع ہے اور اس سے اسکی بہت سے رعایا کے اخلاق و اموال تباہ ہو رہے ہیں۔ اس کا اپیل بجز خدا تعالیٰ جو تمام گورنمنٹوں کا اعلیٰ حاکم ہے کس کے آگے کریں۔ آے خدا شاہان شاہ تو گورنمنٹ ہی کو ہدایت کر اور مظلوم رعایا کی باتوں کو سننے والے کان. انکو دیکھنے والی آنکھ. انکی حالت کو دیکھنے والا دل عطا فرما۔ پھر ثم آمین۔ اگر گورنمنٹ توجہ کرے۔ تو میں اسلام و مسلمانوں کیطرف سے وکیل ہو کر اس امر کو ثابت کرنے کے واسطے تیار ہوں۔ کہ کرشن قادیاں کی ایک پیشگوئی بھی سچی نہیں نکلی۔ مجھے بلانے میں گورنمنٹ کو کسی وجہ سے تامل ہو تو میرا رسالہ اشاعۃ السنۃ طلب ہو اور جن مقامات کا میں حوالہ اس مضمون میں اور اس سے پہلے تین مضمونوں میں دے چکا ہوں۔ یا آئندہ دوں ان مقامات کی تراجم گورنمنٹ ملاحظہ میں گذرے۔

بارھواں نمبر اسکا یہ فقرہ ہے. کہ مجھے منجم ہونے کا دعویٰ نہیں علم جیالوجی۔

(طبقات الارض) کا میں مدعی نہیں۔ صرف وحی و الہام سے پیشگوئی کرتا ہوں۔ پھر جو لوگ
مجھے اس دعویٰ الہام میں جھوٹا جانتے ہیں۔ انکا میری پیشگوئیوں سے ڈرنا اور تشویش
میں پڑنا کیا معنے رکھتا ہے۔

خاکسار کہتا ہے۔ جو لوگ آپکو اس دعویٰ الہام میں جھوٹا جانتے ہیں۔ وہ تو
آپ کی ان پیشگوئیوں کو گوز شتر سے زیادہ وقعت نہیں دیتے۔ انکا ان پیشگوئیوں
سے ڈرنا بفرض الواقعہ اور بلا شک کوئی معنے نہیں رکھتا۔ مگر کیا دنیا میں اور رعایا گورنمنٹ
میں سبھی لوگ ایسے ہی ہیں۔ ایسا کوئی نہیں۔ جو ان پیشگوئیوں سے ڈرتا ہو۔ اور
اس ڈر سے اسکو نقصان پہنچا ہو۔ بیشک ایسے لوگ بہت ہیں۔ اور وہ دو قسم
ہیں۔ ایک تو وہ ہیں جو آپکو مسیح و مہدی و ملہم پیغمبر مان چکے ہیں۔ وہ اس قسم کی پیشگوئیوں
منکر اور آپ سے ڈر کر آپ کے مرید ہوگئے ہیں۔ دوسرے وہ لوگ جو نہ آپ کے
پہلے سے معتقد ہیں اور نہ منکر و مخالف وہ آپکی پیشگوئیاں منکروں ہی دیکھا دیکھی ڈر
جاتے اور تشویش میں پڑتے ہیں۔ انمیں بعض عقلمند اپنے ڈر کی وجہ یہ شعر پڑھتے
اور اسپر عمل کرتے ہیں ؎

گاہ باشد کہ کودک ناداں ٭ بغلط بر ہدف زند تیرے

اور چونکہ یہ دونو قسم گورنمنٹ کے ویسے ہی رعایا ہیں جیسا کہ اوّل الذکر (قسم سوم)
منکرین گورنمنٹ رعایا ہیں لہذا گورنمنٹ کا خسروانہ فرض ہے کہ آپکی دھمکیوں سے انکو بچائے
اور آپ کے دام میں سے قسم اول کو نکالے۔ اور قسم دوم کو پھنسنے نہ دے۔ انہی دو
قسموں کی نسبت اخبار والوں نے گورنمنٹ میں اپیل کیا ہے۔ جسکے جواب میں آپنے
قسم سوم (منکروں) کو پیش کردیا ہے۔ اور گورنمنٹ کو دھوکہ دیا ہے۔

تیرھواں نمبر آپکا یہ فقرہ ہے۔ کہ توبہ اصلاح نفس سے میری مراد اس جگہ
یہ نہیں کہ کوئی ہندو یا عیسائی مسلمان ہو جائے۔ یا میری بیعت اختیار کرے۔

خاکسار کہتا ہے۔ اس فقرہ میں جو اس نے گورنمنٹ اور پبلک کو دھوکا دیا ہے۔ وہ تمام مضمون اس اشتہار زلزلے بلکہ دیگر اشتہارات متعلقہ زلزلے کے اکاذیب و مغالطات کا لب لباب و نچوڑ ہے۔ لہذا ہم بھی اس فقرہ کے اظہار کذب و مغالطہ میں اسکے چند اشتہارات کے فقرات نقل کر کے گورنمنٹ اور پبلک پر یہ ثابت کر دیتے ہیں کہ ان پیشگوئیوں (یا دروغگوئیوں و دھمکیوں) سے کرشن جی کا مطلب بجز اسکے اور کچھ نہیں ہے۔ کہ ہندو مسلمان اور عیسائی سب کے سب اپنا مذہب چھوڑکر کرشن کے پنتھ میں داخل ہو جائیں۔ اور اسکے سیوک دھرم پر بن جاویں اور سونے چاندی سے اسکا گھر بھر دیں۔ اس مدعا کے اثبات کے لیے ہم اسکے اشتہارات متعلقہ زلزلے کے اصل فقرات و عبارات نقل کر دیتے ہیں۔ گورنمنٹ اور پبلک خود سمجھ لے۔ اور انصاف کرے کہ ان فقرات سے اسکا مطلب و مقصود کیا ثابت ہوتا ہے۔ ہم کچھ نہیں کہتے۔ مشک آنست کہ خود ببوید نہ کہ عطار بگوید۔ ان فقرات کے الفاظ زیر خط خاص توجہ کے لائق ہیں۔

اسکا سب سے پہلا اشتہار متعلق زلزلہ [illegible] ہے جو کہ ۸ اپریل ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا ہے۔ اس میں چار فقرات لائق توجہ گورنمنٹ و پبلک ہیں۔

(۱) "دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دے گا۔"

(۲) "میں دوبارہ ظاہر کرتا ہوں۔ اور میں قسم حضرت احدیت جلشانہ کی کھا کر کہتا ہوں کہ یہ سچ ہے کہ خدا نے اپنی وحی کے ذریعہ سے مجھ پر ظاہر کیا ہے۔ کہ میرا غضب زمین پر بھڑکا ہے۔ کیونکہ اس زمانہ میں اکثر لوگ معصیت اور دنیا پرستی میں ایسے غرق ہو گئے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ پر بھی ایمان نہیں رہا۔ اور وہ جو اسکی طرف سے اصلاح خلق کے لیے بھیجا گیا ہے۔ اوس سے ٹھٹھا کیا جاتا ہے۔"

(۳) "وہی پرانا فقرہ انجیل جسکو ماٹو بنایا تہا۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اس کی سچائی ظاہر کرے گا"

(۴) "میں نے بطور کشف دیکھا۔ کہ دردناک موتوں سے عجیب طرح پر شور قیامت برپا ہے میرے منہ پر یہ الہام الٰہی تھا۔ کہ موتا موتی لگ رہی ہے اور مجھے دکھایا گیا کہ کہ تمام عذاب الٰہی سب میٹ جانے کو ہے۔ مستقل سکونت امن کی جگہہ رہیگی۔ نہ عارضی سکونت مقاموں پر۔ اور عارضی سکونت گاہوں پر آفت آئے گی۔ اور پھر مارچ کے مہینہ میں خدا تعالٰے نے اپنی پاک وحی سے میرے پر ظاہر کیا۔ کہ مکذبوں کو ایک نشان دیکھایا جائے گا"

اسکا دوسرا اشتہار الانذار ہے جو ۹ر اپریل ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا۔ اسمیں پانچ فقرے لائق توجہ ہیں۔

(۱) "وہی پرانا انجیل سے چرایا ہوا فقرہ۔ دنیا میں ایک نذیر آیا پر دنیا نے اسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اوسے قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کرے گا"

(۲) "اور پھر اسنے مجھے مخاطب کر کے فرمایا۔ کہ میرا فضل تیرے نزدیک آگیا یعنے وہ وقت آگیا کہ تو کامل طور پر شناخت کیا جاوے حق آگیا اور باطل بھاگ گیا"

(۳) "یہ حاصل مطلب ہے کہ جو کچھ نشان ظاہر ہوا اور ہوگا۔ اس سے یہ غرض ہے کہ لوگ بدی سے باز آویں اور اس خدا کے فرستادہ کو جو انکے درمیان سے شناخت کر لیں"

(۴) "ہر ایک جو خدا کے مقدس نبیوں اور رسولوں اور مرسلوں کو بد زبانی سے یاد کرتا ہے اور باز نہیں آتا وہ پکڑا جائے گا"

(۵) "یہ کاش ہیں انکی نظر میں کاذب نہ ٹھہرتا تا دنیا ہلاکت سے بچ جاتی"

اسکا تیسرا اشتہار النداء من وحی السماء ہے جو ۲۱- اپریل ۱۹۰۵ء کو شائع ہوا۔ اسمیں پانچ فقرے لائق توجہ ہیں:-

(۱) "خدا عزوجل نے یہ بھی فرمایا ہے کہ یہ دونو زلزلے تیری سچائی ظاہر کرنے کے لیے دو نشان ہیں انہیں نشانوں کیطرح جو موسےٰ نے فرعون کے سامنے دکھلائے تھے اور اُس نشان کیطرح جو نوح نے اپنی قوم کو دکھلایا تھا"

(۲) "خدا نے مجھے یہ خبر دے رکھی ہے۔ کہ طاعون اس جماعت کی تعداد کو بڑھائیگی اور دوسرے مسلمانوں کی تعداد کو گھٹائیگی۔ سو آخر پر دیکھ لینا چاہیے کہ پیشگوئی سچی نکلی۔ یا جھوٹی۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اس ظلم کے سبب سے جو کیا گیا۔ اور طاعون کے نشان کو دیکھ کر لوگ ہنسی سے پیش آئے یہ دوسرا نشان زلزلہ کا ظاہر ہوا"

(۳) "یہ صاف ظاہر ہے کہ اس قسم کے قہری عذاب کے نازل ہونے سے پہلے خدا کی طرف سے کوئی رسول ضرور مبعوث ہوتا ہے۔ جو خلقت کو آنے والے عذاب سے ڈراتا ہے۔ اور یہ عذاب اسکی تصدیق کے واسطے قہری نشانات ہوتے ہیں۔ اس وقت بھی خدا کا ایک رسول تمہارے درمیان ہے۔ جو مدت سے تمکو ان عذابوں کے آنے کی خبر دے رہا ہے۔ پس سوچو اور ایمان لاؤ۔ تا کہ نجات پاؤ"

(۴) "میں سچ کہتا ہوں کہ اس آنے والے نشان کے بعد جو مجھکو قبول کریگا۔ اُسکا ایمان قابل عزت نہیں جسکے کان ہیں۔ سنے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ میرا غضب زمین پر بھڑک رہا ہے۔ کیونکہ زمین والوں نے میری طرف سے منہ پھیر لیا ہے"

(۵) "اور پھر فرمایا۔ کہ میں تیری جماعت کے لوگوں کو جو مخلص ہیں اور بیٹوں کا حکم رکھتے ہیں۔ بچا لونگا"

اسکا چوتھا اشتہار زلزلے کی خبر بار سوم ہے جو ۲۹ر اپریل ۱۹۰۵ء کو

پیش ہوا۔ اسمیں دو فقرے لائق توجہ ہیں:-

(۱)۔ وہی پورا اتا جو رایا ہوا فقرہ " دنیا میں ایک نذیر آیا۔ پر دنیا نے اُسے قبول نہ کیا۔ لیکن خدا اسکو قبول کرے گا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اُسکی سچائی ظاہر کر دے گا!"

(۲) یہ یاد رہے کہ خدا کا غیب نہایت عمیق و دقیق ہوتا ہے۔ بجز ان خدا کے مرسلوں کے جو جناب الٰہی میں برگزیدہ ہوتے ہیں۔ اگر کسی پر نہیں کھلتا اور کسی کو اس خالص غیب سے اطلاع نہیں دیجاتی۔ پس مجھے خدا تعالےٰ نے اطلاع دی ہے تا وہ جو خدا تعالےٰ کو شناخت نہیں کرتے اور نہ مجھکو انکو پتہ لگ جائے"

ان فقرات کو نظر سرسری سے دیکھنے والا بھی یقین کرے گا۔ اور سمجھ لیگا کہ اس زلزلے کی خبر دینے سے کرشن قادیانی کا مقصود کیا ہے۔ اب دیکھیے یار ہماری گورنمنٹ اور انصاف پسند پبلک ان فقرات سے کیا مطلب نکالتے ہیں۔ اور کرشن جی کو کیا سمجھتے ہیں۔

کیا گورنمنٹ اب بھی دروغگوئی وہ ہو کر بھی کرشن قادیانی کا نوٹس لیگی

کرشن قادیاں کی انذاری پیشگوئیوں اور دھمکیوں کی طرف ملکی اخبار وطن، پیسہ اخبار وغیرہ نے گورنمنٹ کو توجہ دلائی تو کرشن جی کو کسیقدر ہوش آئی اور فکر پڑی کہ شاید گورنمنٹ کو اپنی مظلوم و نادان رعایا پر رحم آجائے اور وہ ان پیشگوئیوں کی طرف توجہ فرما کر مجھ سے یہ سوال کرے کہ کیوں تم نے ہماری نادان رعایا کو کبھی طاعون سے کبھی زلزلے سے انکو اپنی "تائید و تصدیق" کا نشان ٹھہرا

ڈرایا اور دھمکایا اور ان دھمکیوں سے انکو وہم میں پھنسایا اور انکو ڈال دیا ہے۔
اس فکر نے اسکو اشتہار ۱۱ مئی ۱۹۰۵ء کی اشاعت پر مجبور کیا جسمیں اُسنے
بہت کچھ جھوٹ بولکر اور گورنمنٹ کو دھوکے دیکر گورنمنٹ کے سوال مذکور سے اپنی
جان کو چھڑانا چاہا ہے۔

ازانجملہ ایک جھوٹ وہ ہے کہ اس اشتہار کا یہ فقرہ ہے کہ آنیوالے زلزلے سے
میں خود ڈر گیا ہوں۔ اسواسطے میں اپنے کنبہ اور مخلص مریدوں سمیت اپنے پختہ مکانات
چھوڑ کر میدان میں خیمیں لگا کر پڑا ہوں اور دھوپ کی شدت برداشت کر رہا ہوں۔
میں خود ڈر گیا تو میں نے محض ہمدردی سے نہ کسی خودغرضی سے گورنمنٹ اور پبلک
کو بھی ڈرایا۔ اور زلزلے آئندہ کے نقصان سے انکو بچانا چاہا۔

خاکسار گورنمنٹ کے خیرخواہ اور پبلک کے خادم نے اپنے مضمون سابق میں
بضمن اظہار کذب فقرہ ہشتم اشتہار ۱۱ مئی کرشن قادیان گورنمنٹ پنجاب پر بوضاحت ظاہر اور ثابت
کر دیا تھا۔ کہ پیشگوئی زلزلے سے کرشن جی کا ڈر جانا بحکم عقل ناممکن ہے کیونکہ اگر یہ
پیشگوئی الہامی اور خداتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور کرشن جی کی تائید و تصدیق کے
واسطے کوئی زلزلہ آنے والا ہے۔ تو اس سے کرشن کا بچ جانا یقینی امر ہے۔ پھر اس
سے انکا ڈرنا کوئی وجہ نہیں رکھتا۔ اور اگر وہ الہام و پیشگوئی خدا کی طرف سے
نہیں من گھڑت ڈھکوسلا اور انکا فرضی و جعلی بنایا ہوا ہے تو ایسے بناوٹ سے انکا
ڈر جانا کیونکر ممکن ہے۔ لہٰذا کرشن جی کا میدان میں خیمیں لگانا اور دھوپ کی شدت
برداشت کرنا کسی نیک نیتی اور ہمدردی پر مبنی نہیں ہے۔ بلکہ اس خودغرضی پر کہ
احمق لوگ انکو زلزلے سے ڈرتا ہوا دیکھ کر ڈر جاویں یا وہ انکے دام میں آ پھنسیں
جیسے کہ اشتہارات ایسے سابقہ کے یہ فقرہ شاہد ناطق ہیں۔

ہمارے اس بیان کی تصدیق بایں طرح کرشن جی نے اپنے اس فعل سے کردی ہے

کہ میدان سے اپنے ڈیرہ اٹھالیا ہے اور اپنے پختہ مکانوں میں سکونت کو اختیار کرلیا ہے جس سے صاف اور قطعی ثبوت ملتا ہے۔ کہ درحقیقت آپکو ڈر و رکچھہ نہ تھا۔ جو کچھہ تھا لوگوں کو ڈرانے کا حیلہ و وسیلہ تھا۔ پھر جب آپنے دیکھا کہ جو لوگ ہمارے اس حیلہ سے پھنسنے والے تھے۔ وہ پھنس چکے ہیں اور باقیماندہ لوگوں کو اخبار والے بے ڈر کررہے ہیں۔ اور ہماری اس منتر کو چلنے اور پھرنے نہ دینگے۔ تو آپنے میدان سے ڈیرہ اٹھالیا اور اگر واقعی آپکے دلمیں زلزلہ کا ڈر ہوتا۔ تو جنوری سنہ ۱۹۰۶ء تک جسکو آپ پہلے ہی گورنمنٹ میں میعاد زلزلے ٹھہرا چکے تھے۔ آپ میدان سے ڈیرہ نہ اٹھاتے۔ اور پختہ مکانوں کی سکونت اختیار نفرماتے۔

اور اگر آپ اسکے جواب میں یہ بات بتادینگے۔ کہ الہام یا پیشگوئی زلزلہ منسوخ ہوچکی ہے۔ اور ہمکو خدا کی طرف سے وہ الہام (جو ہمارے رسالہ کے صفحہ ۲۷ ۳۴ میں منقول ہے) یا اس مضمون کا اور الہام ہوچکا ہے۔ یا اسکی تاریخ بدل گئی ہے تو اس سے اولاً کرشن جی ہمارے اس بیان کی جو انکے اشتہار ۱۱ مئی کے نمبر کے متعلق ہم کہہ چکے ہیں۔ تائید و تصدیق کرینگے۔ اور دعوی الہام میں اپنی دروغگوئی کا خود اقرار کرنے والے ٹھہرینگے۔ اور ثانیاً وہ اس سوال کے مورد ہونگے کہ جب آپنے میدان سے خیمہ اوٹھالیا۔ تو اس الہام کی منسوخی یا تبدیلی تاریخ کو کیوں مشتہر نہ کیا۔ آپ اس زلزلے سے بیڈر ہوگئے تھے۔ تو اور وں کو جنکو ڈرا چکے تھے کیوں بے ڈر نکیا۔ کیا آپکی اسمیں بدنیتی اور دہوکہ دہی نہیں پائی جاتی کہ لوگ اس ڈر میں مبتلا رہکر آپکی سیوا کرتے رہیں۔ بیڈر ہوکر آپکی سیوا و ڈنڈ نہ چھوڑ دیں۔ گورنمنٹ کا عادلانہ و رحیمانہ فرض ہے کہ وہ آپسے اسکے کا جواب طلب کرے۔ اور اب بھی گورنمنٹ کرشن جی کی دہوکہ دہی اور ریا کاری اور ایذا رسانی کا نوٹس نہ لیگی۔ تو پھر ہم شاہان شاہ عالم کی جناب میں

ودعا کرینگے۔ کہ وہ احکم الحاکمین گورنمنٹ کو اسطرف توجہ دلا دے۔ اور اسکی نادان بے خبر (رعایا) کو اس بیٹرے سے چھوڑا دے۔ ذیل میں ہم ایک کھلی چٹھی گورنمنٹ کے نام کی شائع کرتے ہیں۔

کھلی چٹھی

بحضور نواب معلے القاب ہز اکسیلنسی وائسرائے وگورنر جنرل ہند و ہز آنر لفٹنٹ گورنر پنجاب

حضور والا میں نہایت ادب سے اور خیر خواہی سلطنت وملک اور اپنے مذہب اسلام ودیگر مذاہب کے اشخاص سے ایمانی وانسانی ہمدردی کی نظر سے آپ دو فرمانرواؤں کے حضور میں (جنکو مرزا غلام احمد کرشن قادیانی نے اپنی چٹھیات واشتہارات سے دھوکہ دینا چاہا ہے) اس دھوکہ کو ظاہر کرنے کی اجازت چاہتا ہوں۔

حضور والا اُن چٹھیات کا مضمون کرشن قادیانی نے اپنے اشتہار ۱۱ مئی میں۔ جسمیں روانگی چٹھیات کی اطلاع مشتہر کی ہے تو پورا نقل نہیں کیا۔ مگر مضمون اشتہار سے معلوم ہوتا ہے کہ ان چٹھیات کا مضمون یہ ہوگا کہ جو میں نے گذشتہ زلزلہ ۴۔ اپریل ۱۹۰۵ء یا آیندہ زلزلے کی نسبت اشتہارات اربعہ مورخہ ۸۔ اپریل لغایت ۲۹ اپریل میں پیشگوئی کی تھی اس سے میرا مقصود صرف انسانی ہمدردی ہے۔ نہ لوگوں کو ڈرانا اور دھمکانا اور اس ذریعہ سے اُن کو اپنے مذہب میں لانا۔

حضور والا۔ اگر ان چٹھیات کا یہی مضمون ہے تو یہ اسکی سراسر دھوکہ دہی ہے۔ اسکا مقصود جو اسکی صریح عبارات میں پایا جاتا ہے۔ صرف دھمکانا اور ڈرانا اور جبراً لوگوں کو اپنے مذہب میں لانا ہے۔ اس امر کا ثبوت خاکسار کے

مضمون (کرشن قادیانی کی گورنمنٹ اور پبلک کو دہوکہ دہی اور اس سے پہلے مضامین) میں کافی موجود ہے۔ گورنمنٹ ان مضامین کا پورا ترجمہ ملاحظہ میں لائے اور اگر اسمیں کوئی امر دریافت طلب باقی رہگیا ہو تو خاکسار سے استفسار فرماکر۔ کرشن قادیانی سے جواب طلب کرے۔ اور اگر گورنمنٹ اسکی دہوکہ دہی تحقیقات جوڈیشل طور پر بذریعہ عدالت کرنا چاہے تو اسکے مقابلہ میں اسکا ثبوت پیش کرنے کے لیے پبلک اور خاص کر اہل اسلام کی طرف سے خاکسار حاضر ہونے کے لیے تیار و مستعد ہے۔ اور اگر گورنمنٹ نے اس کی پیش گوئی کو لغو سمجھکر اسکا کچھ نوٹس نہ لیا جیسا کہ عام خیال ہے تو اس سے بہت نادان اور بے علموں میں اسکی پیشگوئیوں کا اعتبار بڑھ جاویگا۔ اور اس سے عام رعایا اور گورنمنٹ کو نقصان پہونچیگا۔

خاکسار خیرخواہ سلطنت و دعاگو پبلک ابوسعید محمد حسین ایڈیٹر اشاعۃ السنہ

کرشن قادیانی کی دہوکہ دہی میں اسکے چیلہ کی تیز قدمی و پیروی

(فارسی مثل) یہ نیم بیضہ کہ سلطان ستم روا دارد ۔ زنند لشکریانش ہزار مرغ بسیخ ۔
(مثل پنجابی) گورو جنہاں دے ٹپنے چیلے جان اچھپ ۔

کرشن جی مہاراج زلزلے کے متعلق جہوٹ بولتے بولتے اور گورنمنٹ و پبلک کو دہوکہ دیتے تھک گئے اور آنے والے زلزلے سے ناامید و نادم ہوکر میدان سے تیمور و ٹھاکر قادیان میں آگہسے ۔ اور اس عربی نداء ہاتف غیبی الاھل وجدوا ما فقدوا بل یئسوا فاقتبوا کے مصداق بنکر ۔ اور اس

کو اٹھانے اور الزام دروغگوئی سے جان چھوڑانے کے لیئے بجز خاموشی کوئی حیلہ وسبیل نہ پاکر خاموشی اختیار کر بیٹھے تو چیلوں کا دل ٹھہرانے اور آنسو پونچھنے کے لیے اس ڈوبتی کو آپ کے ایک چیلے (ایڈیٹر ریویو اوف ریلجنس) نے اپنے ذمہ لے لیا۔ اور اس میں گوروجی کو پیچھے چھوڑ کر تیز قدمی و سبقت کا حیرت انگیز ثبوت دیا۔

آپنے پرچہ نمبر ۸ جلد ۴ بابت ماہ اگست ۱۹۰۵ء میں ایک مضمون شائع کیا ہے جسکا عنوان یہہ ہے "زلزلہ کی پیشگوئیاں" اور اسکے ذیل میں یہہ کہا ہے۔ ولایت کے میگزین اکالٹ ریویو میں ایک مضمون ۴ اپریل والے زلزلہ کے متعلق شائع ہوا ہے جسمیں یہ لکھا گیا ہے۔ کہ زلزلے عموماً چاند گرہن یا سورج گرہن کے بعد آتے ہیں۔ چنانچہ یہہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ ایسی بنا کر زیڈکیل جنتری میں جو اکتوبر کو شائع ہوئی تھی۔ یہہ لکھا گیا تھا۔ کہ ۷۴ درجہ طول بلد کے قریب مارچ کے اخیر یا اپریل کے ابتداء میں ایک دھکہ زلزلہ کا محسوس ہوگا۔ اسکے بعد چیلہ جی نے بقدر ایک صفحہ کے اپنا مضمون لکھا ہے جسمیں گوروجی کی دھوکہ دہی و دروغگوئی کی تقلید و پیروی کے ساتھ ایسی ایسی تیز قدمی و سبقت اختیار کی ہے۔ کہ اسمیں گوروجی کو پیچھے چھوڑ گئے ہیں۔

اس مقام میں اس مضمون کے چار فقرے نقل کرتے ہیں۔ اور اس دروغگوئی گوروجی چیلہ جی کی پیروی اور اسپر سبقت دونو کا ثبوت ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔

فقرہ اول - زیڈکیل کی جنتری اکتوبر ۱۹۰۴ء کو شائع ہوئی۔ اور اسمیں کسی ملک کا نام نہیں۔ کہ فلاں ملک میں زلزلہ آئے گا۔ اس طول چاند ۷۴ درجہ پر بہت ممالک واقع ہیں اور پھر عجیب بات یہ ہے کہ اصل مرکز زلزلے کا جہاں اسکی تباہی سب سے زیادہ ہوئی ہے کانگڑہ ہے جو ۷۶ و ۷۷ درجہ طول کے درمیان واقع ہے۔ اس جنتری کی اشاعت سے دس ماہ پہلے ایک شخص (آپ کے گوروجی نے) خدا سے الہام پاکر یہ اخبار میں شائع کیا تھا۔ کہ ایک دھکا زلزلہ کا اس ملک میں محسوس

ہونے والا ہے۔

پھر اس اشاعت سے ۵ ماہ بعد یعنے اس جنتری سے ۵ ماہ پہلے یہ پھر شائع کیا۔ کہ اس ملک کے ایک بڑے حصہ میں مکانات بالکل زمین سے مل جاوینگے جیسا کہ الہام عفت الدیار محلها ومقامها سے پایا جاتا ہے۔

اس فقرہ میں چیلہ جی کا یہہ کہنا۔ کہ اشاعت جنتری زیڈکیل کے پہلے گورو نے زلزلہ کی پیشگوئی کردی تھی۔ گورو جی کی تقلید اور پیروی ہے۔ جسکا جواب آپکو مل چکا ہے۔ کہ زلزلہ ۴ اپریل سے پہلے زلزلہ کا وجود آپکے خواب خیال میں بھی نہ آیا تھا۔ جو کچھ آپنے کہا تھا طاعون کے متعلق کہا تھا۔ اور اس امر کا اعتراف آپکے اشتہارات الوصیت اور الندا میں موجود ہے۔ اور اس دروغگوئی میں جو چیلہ جی سے پیش قدمی ہوئی ہے۔ وہ انکا یہہ کہنا ہے۔ کہ زیڈکیل نے موعود زلزلہ کا محل نہیں بتلایا تھا۔ اور ہمارے گورو جی نے محل بتادیا تھا۔ کہ وہ یہ ملک پنجاب ہے اور اسکے ایک بڑے حصہ میں مکانات زمین سے مل جائیں گے۔

ناظرین اسقدر زاید کا دروغ ہونا اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ ان الفاظ (یہ ملک اور اس ملک کے بڑے حصہ کا نام و نشان زلزلہ کے متعلق گورو جی کے کسی اشتہار یا انکے کسی اخبار میں پایا نہیں جاتا۔ چیلہ جی اس دعویٰ میں سچے ہیں تو کسی اخبار یا اشتہار کا حوالہ دیکر اسکی عبارت نقل کریں۔ اور اسپر ہماری حیثیت کے موافق ہم سے انعام لیں۔ یہہ نہ ہو سکے تو اس دروغگوئی اور دہوکہ دہی سے تائب ہوں۔ بلکہ گورو جی کے سیوک ہونے سے جسکا یہ اصل یہ دروغگوئی ہے دستبردار ہو جائیں۔

فقرہ دہم۔ کیا الہام الٰہی میں قبل اسکے کہ سیاروں کا اجتماع معلوم ہو یا جنتری میں شائع ہو۔ زلزلہ کی خبر نہیں دیگئی۔ اور پھر زیڈکیل جنتری کا

خبر ہی ہی مہمل کیونکہ اسمیں صرف اسقدر کہا گیا ہے کہ تیز دہکہ کا زلزلہ محسوس ہوگا
مگر تیز جھٹکے دنیا میں ہمیشہ اور ہر ملک میں کم و بیش ہوتے رہتے ہیں۔ نیوزیلینڈ ہندوستان
سیوئیزلینڈ فرانس۔ اٹلی۔ ویلیز ٹرکی وغیرہ میں محسوس ہوتے۔ لہذا تیز دہکہ کہدینا
کوئی علم نہیں دیتا۔ مگر خدا تعالےٰ عالم الغیب نے جو وحی کی (یعنے آپکے گوروجی کو)
اسمیں نہ صرف تیز دہکہ ہی تبلایا گیا ہے۔ بلکہ ساتھ ہی یہہ تبلایا گیا ہے کہ اس قسم کا
زلزلہ ہوگا۔ کہ ایسا زلزلہ پنجاب میں پہلے کبھی نہیں ہوا۔ جس سے ایک حصہ ملک
پنجاب میں عمارتیں بہی نیست و نابود ہوجاوینگی۔ اب یہہ
وہ بات ہے کہ جسپر انسانی عقل احاطہ نہیں کرسکتی"! اس فقرہ کے
پہلے حصہ میں تو وہی گوروجی کی معمولی دروغگوئی میں پیروی ہے۔ (جس کا جواب
ابہی دیا گیا ہے)۔ اس کے بعد جو کہا ہے وہ اس جھوٹ میں چیلہ جی کی پیشقدمی
ہے۔ اور نہایت دلیرانہ دروغگوئی۔ چیلہ جی کو اسکی سچائی کا دعویٰ ہے۔ تو وہ گوروجی
کے زلزلہ ۴۔ اپریل سے پہلے کسی اشتہار یا اخبار سے یہہ الفاظ نقل کرکے دکہلا
دیں۔ اور ہم سے جو چاہیں انعام لیں۔ یہہ نہ ہوسکے تو اس دروغگوئی اور دہوکہ
دہی سے بلکہ گوروجی کی سیوکی سے جو اس دروغگوئی کا پہل لائی ہے توبہ کرے۔

فقرہ سوم۔ خالی تیز دہکہ کہنا ایک مبہم لفظ ہے۔ مگر وحی الٰہی نے کوئی
ابہام باقی نہیں چھوڑا۔

فقرہ چہارم۔ بلکہ ایسے صاف الفاظ میں زلزلہ کی کیفیت کو بیان کردیا ہے
جس سے بڑہکر صفائی ممکن نہیں۔

ان دونوں فقروں میں چیلہ جی نے دروغگوئی اور دہوکہ دہی کو درجۂ انتہا
تک پہونچا دیا ہے۔ اور گوروجی کو بہت پیچھے چھوڑ دیا ہے۔ اور مصرع "چہ دلاورست
دزدے کہ بکف چراغ دارد" کا مصداق بنکر دکہلا دیا ہے۔ اصل الہام اردو کرشن جی

میں جو اُنکے اخبار جنوری ۱۹۰۳ء میں شائع ہوا ہے۔ صرف زلزلہ کا دھکا
ہے۔ اور اسکے ساتھ کوئی بیان و تشریح نہیں۔ بلکہ اسکے بعد ایسا فقرہ
گیا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہہ پیش گوئی نہیں ہے۔ کسی
واقعہ کی حکایت ہے۔ اور وہ یہہ فقرہ ہے کہ "میں کوئی زلزلہ محسوس
پاتا" اور اصل عربی الہام جو انکے اخبارات مئی ۱۹۰۴ء اور اشتہار
میں شائع ہوئی ہیں۔ صرف یہہ الفاظ ہیں۔ عفت الدّیار محلہا و
اور اسکی بھی کوئی تشریح و تبیین اخباروں میں نہیں ہوئی۔ صرف
(متعلقہ طاعون) خطوط وحدانی میں لگایا گیا ہے۔ اور اشتہار الوصیت
میں اس کی تبیین یا تشریح ہوئی ہے تو طاعون سے ہوئی ہے۔ اسطرح
کا اس ملک میں ظاہر ہونا۔ اور اسی طاعون سے اس ملک کا مٹ جانا
~~ہوا ہے۔ اور اسی طاعون کی نسبت یہہ کہا گیا ہے کہ جب سے دنیا~~
ایسی سختی کے دن کبھی نہیں آئے۔ ان تشریحات کے ساتھ کرشن جی
کسی الہام یا کلام میں جو زلزلہ ۴۔ اپریل کے پہلے شائع ہوا ہو۔ زلزلہ کا
و نشان نہیں پایا جاتا۔ باایں ہمہ زلزلہ کے دیکھے کو چیلا جی کا مفسر اور مبہم
قرار دینا۔ اور اسکے مقابلہ میں زیڈکیل جنتری کے تیز دھکہ کو مبہم قرار دینا
سرے کی دروغگوئی نہیں تو اور کیا ہے۔

ناظرین ہمنے صرف اپنی تحقیقات و معلومات متعلقہ تصانیف اشتہار
کرشن جی پر اکتفا نکرکے کرشن جی کے بہت سے چیلوں سے جو لاہور میں
ہیں۔ اور انکا مکان کرشن جی کا لاہور میں ہیڈ کوارٹر یا گورنمنٹ ہاؤس کہلاتا
ہے۔ اور اُنمیں سے لائق ذکر اور کرشن پنتھیوں میں مشہور دو شخص ہیں
(۱) مالک کارخانہ مرہم عیسےٰ و (۲) مالک اخبار البدر قادیان چیلنج کیا اور یہہ کہا ...

آپ لوگ زلزلہ ۴۔اپریل سے کسی پہلی تحریر و اشتہار کرشن جی میں زلزلہ کے متعلق
یہ چار تشریحیں والفاظ جو ایڈیٹر ریویو آف ریلیجنز نے بیان کی ہیں کہ وہ زلزلہ
اس ملک میں ہوگا۔ اور ملک پنجاب میں ہوگا۔ اور اس ملک کے بڑے حصہ کے
مکانات اس سے زمین میں مل جائیں گے۔ اور وہ ایسا زلزلہ ہوگا کہ اس سے
پہلے کوئی زلزلہ پنجاب میں نہیں ہوا۔ تو اسکے صلہ میں آپکو وعدہ دیتا ہوں کہ
میں آیندہ مرزا کا تعاقب چھوڑ دونگا۔ اور اگر آپ لوگ نقد انعام چاہیں تو ایک
سَو سے پانچسو روپیہ تک دینے کو حاضر ہوں۔ اور اگر ان تشریحات کا زلزلہ
کے متعلق کہیں وجود نظر نہ آیا۔ تو آپکو کرشن جی کی پیروی کا چھوڑنا لازم ہوگا۔
اسپر ان لوگوں نے بہت کچھ ہاتھ پیر مارے اور اخباروں کے فائل ڈھونڈ
ڈالے مگر انکو کہیں ان تشریحات کا نام و نشان متعلق زلزلہ نظر نہ آیا۔

~~یہ بھی کہا گیا ہے کہ آپ لوگ قادیان سے مرزائیں جنکو چاہیں۔~~ مثلاً
احسن امروہی و حکیم نورالدین بھیروی کو بلا کر انسے تشریحات کی نشان دہی
کرادیں۔ اس امر کا بھی انسے حوصلہ نہو سکا۔ آخر انہوں نے صاف کہدیا کہ اڈیٹر کی
یہ تشریحات غلط ہیں۔ ہم انکی نشان دہی کے ذمہ دار نہیں ہیں۔ جس سے
ہر کس و ناکس کو یقین ہوسکتا ہے۔ کہ ان تشریحات کے دعوے میں چیلہ جی نے
محض دروغگوئی سے کام لیا۔ اور کرشن جی کا الہام (زلزلہ کا دہکہ) زیڈکیل کی
پیشگوئی تیز دھکہ کا زلزلہ سے زیادہ مبہم و مہمل ہے۔ کرشن جی کی پیشگوئی
کا زیڈکیل کی پیشگوئی سے بڑھ کر مبہم و مہمل ہونا ثابت ہوا۔ تو اب
ناظرین پر ایک اور دروغگوئی و دہوکہ دہی ان لوگوں کا اظہار کیا جاتا ہے۔
اور وہ انکی دروغگوئی و دہوکہ دہی پر ایک بڑی قوی دلیل اور سخت الزامی حجت
ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ ان لوگوں کا اپنی ان مبہم و مہمل پیشگوئیوں پر بعد از وقوع عذاب

الٰہی یعنے طاعون سے ملک مٹ جانے کو تیار ہے اور دردناک موتوا
عجیب شور برپا ہے۔ ادھر موتا موتی لگ رہی ہے اور زلزلہ کا دہکہ عۓ
الخ۔ کو جنہیں اصل الہامات میں کوئی تشریح نہیں کہ وہ عذاب زلزا
یا طاعون اور وہ کس وقت اور کس ملک میں آئے گا۔ اور وہ کیس ق
ہوگا۔ تو آسمانی نشان بنالیا ہے اور انکو اپنی نبوت اور صداقت کی
دلیل ٹھہرالیا۔ مگر حضرت مسیح ع کی اس قسم کی پیشگوئیوں کا خوب ہی خاک
ہے۔ انکی تحقیر و توہین کا کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔ چنانچہ ازالہ او
صفحہ ۶ و ۷ میں کہا ہے ”مسیح کے معجزات و پیشگوئیوں پر جسقدر اعترا
شکوک پیدا ہوتے ہیں۔ میں نہیں سمجھ سکتا کہ کسی اور نبی کے خوارق یا
خبریوں میں کبھی ایسے شبہات پیدا ہوئے ہوں۔ کیا تالاب کا قص
کے معجزات کی رونق کو دور نہیں کرتا۔ اور پیشگوئیوں کا حال اس
زیادہ تر ابتر ہے۔ کیا یہ بھی کوئی پیشگوئیاں ہیں۔ کہ زلزلے آئیں گ
پڑے گی۔ لڑائیاں ہونگی۔ قحط پڑینگے!!

ناظرین! حضرت مسیح علیہ السلام کی ایسی مبہم پیشگوئیوں کی نسبت
توہین و تحقیر کے کلمات کہتے۔ اور اپنی اس قسم کی پیشگوئیوں کو بالش
چیرتا اور انکو مبین اور مشرح قرار دیکر اپنی صداقت کی دلیل ٹھہر
دہوکہ دہی اور دروغگوئی نہیں تو پھر دنیا میں دروغگوئی کس کا نام۔
انصاف!۔ انصاف!!۔ انصاف!!!۔

اس سے بھی بڑھکر سنو۔ چیلہ جی کی کرتوت تو یہ ہے اور اسپر دعوی یہ کہ ہم ایسے م
جو اسلام کو مدد دیں۔ رسالہ ریویو آف ریلیجنز میں شائع کرکے دین اسلام کو مدد پہنچاتے ہے
اور اس مدد پہنچانے میں ”ہیچمدانِ دیگرے نیست“ کے مدعی ہیں۔ ریویو کی جلد ۲ نمبر

فرماتے ہیں۔

سلسلہ احمدیہ کی سچائی پر یہ ایک ہی دلیل کافی ہو

پھر اسکے ثبوت میں فرماتے ہیں۔ اسکی ایک ہی مثال کافی ہے۔ کہ کسنے یہ کوشش کی۔ کہ
انگریزی زبان میں صرف مذہب اسلام کی سچائی ظاہر کرنے کے لیئے یورپ اور امریکہ کے رہنے
والوں تک یہ پاک پیغام پہنچائے کہ سب مذہبوں سے یکہ در اللہ تعالیٰ کے ساتھ تعلق
پیدا کرنیوالا اور سچا روحانی مذہب صرف ایک ہی ہے یعنی اسلام۔ پھر کس قوم نے کوشش کی
جیسی کہ ہماری قوم نے کہ ان رسالوں کی سینکڑوں کاپیاں مفت ان لوگوں کے گھروں میں
پہنچائے۔ یہ جوش سچائی کی حمایت کا اور باطل کی تردید کا کسی کاذب دل میں بھی ہو سکتا ہو
اسجگہ ایک تازہ شہادت بیان کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلہ کی تحریروں کو ایک
تعصب سے پاک دل کس وقعت کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ اس سے پہلے امریکہ میں
مسٹر ویب۔ آسٹریلیا میں مسٹر سیوارٹ اور مسٹر [illegible] انگلستان میں مسٹر کوئیلم
کی شہادت کا کئی دفعہ اشتہارات وغیرہ میں ذکر آ گیا ہے۔ حال میں ایک انگریز کی خط
وکتابت ہمارے ساتھ شروع ہے۔ جسکے نام کو ہم کسی مصلحۃ ظاہر نہیں کرتا۔ وہ
پہلا خط حضرت اقدس (کرشن جی مہاراج) کے نام لکھتا ہے۔ میں نے اب تک ایک بھی ایسی
کتاب نہیں پڑھی جسمیں اسلام کی حمایت اسقدر زور کے ساتھ کی گئی ہو جیسی آپکے
شاندار پرچے میں پھر دوسرے خط میں جو میرے نام تھا۔ وہ صاحب لکھتے ہیں۔ میں نے اب تک
کوئی کتاب یا پرچہ نہیں پڑھا جس میں اسلام کی حمایت اسقدر قوی اور زبردست ہاتھ سے کی گئی ہو
اسکے جواب میں صرف اسقدر کہنا چاہتا ہوں کہ بے شک آپکے ریویو میں بعض مضامین
مسائل [illegible] اسلام کی تائید میں نکلتے ہیں۔ مگر اس [illegible] میں زہر کی آمیزش بہت
ہوتی ہے۔ حضرت مسیح بن مریم علیہ السلام کو قبل از وقت وفات مار کر انکی جگہ خود غصب کر کے
بٹھا لیا۔ پھر اس غصب و ناخلفی پر صبر اکتفا کرتا۔ بلکہ انکو ہمیشہ تحریر اور تقریر

کوستے رہنا اور انکی اہانت کا کوئی دقیقہ فروگذاشت نکرنا (جیسے آپکے گروجی کا یہ کہنا

اینک منم کہ حسب بشارت آمدم ؛ عیسٰے کجاست تا بنہد پا بمنبرم

سے ابن مریم کے ذکر کو چھوڑ دو اس سے بہتر غلام احمد ہے ؛ تو وہ تو شرابی کبابی تھا۔ اسکے نانیاں دو کسبیاں تھیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ ایسی زہر ہلاہل ہے۔ جسنے گروجی اور چیلے کی تمام تمام جزئیات اسلام کو کان لم تکن کر دیا۔ اس سلیہ جو کڑی ہو لگانے نے مسائل جزئیہ اعتقادیہ و عملیہ میں سے آپ لوگوں کو اسلام کے سیدھے راہ سے بہکا دیا۔ اور پچھلا دیا ہے۔ جتنے کہ حقیقت ایمان باللہ و ایمان بملائکہ نزول وحی و رسالت و حشر نشر و نعیم جسمانی جنۃ الام دوزخ سے بھی منکر بنا دیا۔ جسکے بیان و نظائر و تمثیلات کا رسالہ اشاعۃ السنۃ کی جلد ۱۳ لغایت جلد ہذا (۲۰) متکفل ہے۔

اس مخالفت اصول دین کے ساتھ آپکا کسی مسئلہ جزئی فرعی میں اسلام کی تائید کرنا ایسا ہے جیسے ایک منافق کا ایک اسلامی لڑائی (روز خیبر) میں سینہ سپر ہو کر لڑنا اور بہت سے زخم کھانا تھا جسکا ذکر صحیح بخاری کے صفحہ ۶۰۶ و ۹۷۷ وغیرہ کی اس حدیث حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میں ہے۔ جسکا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ ایک شخص مدعی اسلام خیبر کی لڑائی میں آنحضرت ؐ کے ساتھ تھا۔ آنحضرتؐ نے اسکے حق میں فرمایا کہ یہ دوزخی ہے۔ جب لڑائی کا وقت آیا۔ تو وہ بہت ہی لڑا پھر جب اسکو بہت زخم پہنچے تو اسنے اپنے ترکش سے تیز تیر نکالا اور اس سے اپنے آپکو ہلاک کیا لوگ دوڑتے ہوئے آنحضرت ؐ کے پاس پہنچے اور عرض کیا کہ جس شخص کو آپنے جہنمی کہا تھا۔ وہ واقعی جہنمی نکلا۔ اور خدا نے آپکی بات کو سچ کر دیا ہے۔ آنحضرت ؐ نے بلال کو حکم دیا کہ تمام لوگوں کو پکار کر سنا دے کہ بہشت میں وہی جائیگا جو مومن ہوگا۔ اور اس دین کی خدا تعالیٰ اس شخص کے ذریعے بھی مدد کرتا ہے جو خود (مومن نہو فاسق) نہو اب رہا جواب تحسین انگریزان نو مسلم سو یہ بیت صائب ہے سے صائب دو چیز مے شکند قدر شعر را ؛ تحسین ناشناس و سکوت قدر شناس ؛ وہ بیچارے نو مسلم ہیں۔ وہ ابھی حقائق متشابہات اسلام نزول مسیح و حقیقت ملائکہ و حشر